ماہنامہ
خوفناک ڈائجسٹ
دلوں کو لرزا دینے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

ماہنامہ خوفناک لاہور ماہ فروری 2013ء کے شمارے پُراسرار دُنیا نمبر کی جھلکیاں

پُراسرار دُنیا
ثُم ثُم نشاد فتح جنگ

لالچی جادوگر
آسیہ ساگر

خونی حصار
محمد سجاد زین کوٹ ادو

طلسمی لاکٹ
سلمہ اخترخان ملتان

ویمپائر
انعام علی اٹک

انتقام
ثُم ثُم نشاد فتح جنگ

بھٹکتی روح
نامعلوم

خوفناک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلیشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

ماہنامہ خوفناک لاہور ماہ فروری 2013ء کے شمارے پُراسرار دُنیا نمبر کی جھلکیاں

پتھروں کا دیس
امتیاز احمد کراچی

جنون
عثمان غنی شیخ آباد پشاور

کنگن
محمد منیر سحری کراچی

پُراسرار مندر
آنسہ کنول سیغل آباد

جادو
ریاض احمد لاہور

زندہ آنکھیں
عبداللہ تربیلاڈیم

خوفناک کی کہانی، ناقابل فراموش واقعات یا کسی بھی عنوان کے تحت شائع کسی مراسلے یا اس کے کسی حصہ کو بطور ثبوت یا سند کسی بھی عدالتی کارروائی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ خوفناک میں شائع ہونے والی تمام کہانیوں کی صداقت ہر شک و شبہ سے بالاتر ہوتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام نام و واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیئے جاتے ہیں جن سے حالات میں تلخی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا ایڈیٹر، رائیٹر، ادارہ یا پبلیشرز ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشرز شہزادہ عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریتی گن روڈ، لاہور)

پراسرار دنیا

---تحریر: قم قم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ--

نیتا روزانہ میرا خون پیتی مجھے یہاں آئے ہوئے دو ماہ ہو گئے میں اکیلا باہر جاتا کوئی بھی مجھے کچھ نہ کہتا لیکن میرا دل بہت پریشان تھا میں نے یہاں آ کر بہت بڑی غلطی کر دی تھی کیونکہ جب میں نے نیتا سے کہا کہ مجھے میری دنیا میں واپس بھیجو تو اس نے کہا اب وقت گزر گیا ہے میں تمہیں تمہاری دینا میں نہیں بھیج سکتی ہوں کیونکہ وہاں بہت کچھ بدل گیا ہے تم یقین نہیں کرو گے لیکن یہاں دنیا ٹھہری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے نیتا کی یہ ساری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں ایک دفعہ رات کو میرا دل بہت گھبرا رہا تھا میں اپنے کمرے سے باہر آیا اور چلتا ہوا نیتا کے کمرے کے پاس آ گیا کمرے کا دروازہ بند تھا آواز صاف باہر آ رہی تھی نیتا جتنا جلدی ہو سکے اس لڑکے کا سارا کون پی لو میں نے اکثر اسے مجسمے کے پاس جاتے ہوئے دیکھا ہے اگر اس لڑکے نے مجسمے کو ہاتھ لگایا تو ہم تباہ ہو جائیں گے یہ آواز نیتا کے بابا کی تھی نہیں بابا وہ ایسا نہیں کرے گا میں نے اسے بتایا کہ اگر تم اس مجسمے کے پاس گئے تو تم جل جاؤ گے نیتا کی آواز ابھری میں جلدی سے اپنے کمرے میں آ گیا اور نیتا کے بابا کی بات پر غور کرنے لگا مجھے اپنی فکر ہونے لگی تھی مجھے نیتا سے خوف آنے لگا تھا مجھے اس کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تھی کی ساری باتیں سمجھ آ چکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تو اس نے کہا تھا کہ تم صرف میرے مہمان ہو یعنی کہ صرف میں ہی تمہارا خون پیئوں گی ابھی میں یہ ہی سوچ رہا تھا کہ میرے کمرے میں سفید روشنی پھیلنے لگی میں ڈر کر پیچھے ہٹ گیا اس سفید روشنی نے ایک بزرگ کی شکل اختیار کر لی بزرگ نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کے چہرے پر نور ہی نور تھا بیٹا نیتا پری نہیں ہے بلکہ چڑیل ہے یہ انسانی دنیا سے انسانوں کو یہاں لاتی ہے اور ان کا سارا خون پی کر ان کو اپنا جیسا بنا دیتی ہے بیٹا وہ تمہارا سارا خون پی کر تمہیں اپنا جیسا بنا دے گی اس سے پہلے کہ وہ تمہیں اپنا جیسا بنائے تم اس کو ختم کر دو بلکہ یہاں پر موجود سارے جنوں اور چڑیلوں کو ختم کر دو۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

ہماری گاڑی گاؤں میں داخل ہو چکی تھی گاؤں بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا گاؤں کے چاروں طرف بلند و بالا پہاڑ تھے جن پر مختلف قسم کے درخت تھے اور پودے بھی تھے اس وقت ہماری گاڑی مکئی کے کھیتوں کے درمیان میں بنی ہوئی سڑک سے گزر رہی تھی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا دل و دماغ کو مست کیے جا رہی تھی میں اس وقت گاڑی کی کھڑکی سے باہر جھانک کر یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ میں نے ایک نظر اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے اپنے کزن بلال کی طرف دیکھا وہ بھی اس منظر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

کیسا لگ رہا ہے بلال میں نے پوچھا۔ بہت ہی اچھا لگ رہا ہے پورے سات سال بعد گاؤں آئے ہیں کتنا بدل گیا ہے ناں ہمارا گاؤں بلال نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں یار بہت بدل گیا ہے ہمارا گاؤں پہلے تو بہت چھوٹا سا تھا لیکن اب دیکھو کتنا بدل گیا ہے بالال کی طرف دیکھتے ہوئے کہا دادا جان کتنے خوش ہوں گے ہمیں دیکھ کر بلال نے باہر جھانکتے ہوئے کہا۔ ہاں خوش تو ہوں گے پوریت سات سال بعد جوان سے ملیں گے میں نے کہا اور پھر اس منظر کو انجوائے کرنے

لگا۔

میرا نام ارمان ہے اور میں محمود آباد گاؤں میں بستا ہوں گاؤں میں ہماری ایک حویلی ہے جس میں ہمارا خاندان آباد ہے ہمارے خاندان میں دادا جان تایا تائی ان کی اولاد یعنی بلال عمران اور مناہل میرے امی ابو اور میری بہن کرن ہے گھر میں جو بھی فیصلہ دادا جان کرتے ہیں آج تک کبھی بھی کسی نے ان کے فیصلے پر اعتراض نہیں کیا میں نے اور بلال نے مڈل تک پڑھ پھر مجھے اور بلال کو اعلیٰ تعلیم کے لیے شہر بھیج دیا گیا میں اور بلال شہر میں رہتے تھے۔

ہم روزانہ شہر سے گاؤں آجا سکتے تھے ہماری اپنی گاڑیاں بھی تھیں لیکن دادا جان نے کہا کہ جب تک ہماری تعلیم مکمل نہیں ہو جاتی ہمیں شہر میں ہی رہنا پڑے گا شہر میں ہمیں امی ابو تایا اور تائی ملنے آتے رہتے تھے لیکن دادا جان نہیں آئے آج ہم اعلیٰ تعلیم کے ساتھ گاؤں واپس آرہے تھے آج صبح صبح جب ڈرائیور ہمیں لینے آیا تو ہم تیار کھڑے تھے جلدی سے گاڑی میں سارا ہوئے تو ڈرائیور نے گاڑی گاؤں کی طرف موڑ دی ارے یار وہ دیکھ ہماری حویلی آگئی ہے بلال نے میرے کندے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

دیکھ رہا ہوں میں نے مسکراتے ہوئے کہا ڈرائیور گاڑی حویلی کے اندر لے گیا دادا جان کے ساتھ گھر کے سب افراد ہمارے استقبال کے لیے کھڑے تھے ڈرائیور نے گاڑی ایک طرف کھڑی کی میں اور بلال جلدی سے گاڑی سے باہر آئے آگئے میرے پتر دادا جان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

دادا جان آج بہت خوش تھے خوشی کے مارے ان کا سفید چہرہ سرخ ہو رہا تھا میں اور بلال کافی دیر تک دادا جان کے گلے لگے رہے پھر دادا جان نے ہمیں اپنے سے الگ کیا اور پاس کھڑے نوکر سے دو سرخ پھولوں والے ہار لیے اور ہمیں پہنائے پھر میں امی ابو سے گلے ملا سب سے ملنے کے بعد میں اپنے کمرے میں آگیا اور فریش ہو کر باہر آیا تو بلال بھی فریش ہو کر باہر آچکا تھا پھر ہم دادا جان کے پاس آگئے اور ان سے باتیں کرنے لگے اتنے میں دن کے کھانے کا وقت ہو گیا تھا میں کھانا کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آگیا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد باہر آیا تو بلال میرا ہی انتظار کر رہا تھا۔ چل یار باہر کھیتوں میں چلتے ہیں بلال نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا چلو میں نے کہا اور بلال کے ساتھ چل پڑا۔

ارے بیٹا کہاں جا رہے ہوں صحن میں بیٹھے ہوئے دادا جان نے پوچھا تو ہم ایک دم رک گئے دادا جان وہ ہم ذرا باہر کھیتوں میں جا رہے ہیں تازی ہوا کھانے کیلیے میں نے مسکراتے ہوئے کہا تو دادا جان بھی مسکرا دیئے پھر ہم باہر آگے ابھی ہم کھیتوں کی طرف جا ہی رہے تھے کہ ہمیں ہمارا دوست عمر مل گیا ایک دوسرے سے ملنے کے بعد وہ بھی ہمارے ساتھ چل پڑا ہم کافی دیر کھیتوں میں گھومتے رہے پھر ہم ایک صاف ستھری سرسبز گھاس پر بیٹھ گئے اور بچپن کی یادیں تازہ کرنے لگے ہم کافی دیر وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے رہے شام کے سائے گہرے پڑنے لگے تھے شفاف نیلے آسمان پر آشیانوں کی جانب لوٹتے پرندوں کے غول آ رہے تھے ہم بھی اپنی جگہ سے اٹھے اور گھر کی طرف چل پڑے راستے میں عمر نے ہم سے اجازت لی اور اپنے گھر کی طرف بڑھ گیا ابھی ہم بھی گھر پہنچ گئے ہم گھر کے صحن میں سے گزر رہے تھے بھیا ذرا ادھر تو آئیں کرن نے مجھے پکارا اس کے ساتھ مناہل بھی تھی بلال اندر چلا گیا اور میں کرن کے پاس آگیا بھیا آپ شہر سے یونہی چلے آئے ہمارے لیے کوئی تحفہ نہیں لائے کرن نے طنزیہ انداز میں کہا۔

ارے میں اپنے آپ کو تو بھول سکتا ہوں لیکن تمہارا تحفہ نہیں میں نے کرن کی طرف دیکھ کر کہا تو اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا سچ بھیا کرن نے خوش ہو کر کہا جی بالکل سچ مجھے پتہ تھا کہ اگر میں تمہارا تحفہ نہ لاتا تو تم چڑیل مجھے کچا کھا جاتی میں نے شرارت سے کہا تو کرن کا چہرہ غصے سے سرخ ہونے لگا جبکہ میری اور

مناہل کی ہنسی رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی مناہل تم بھی بھیا کے ساتھ مل کر میرا مذاق اڑا رہی ہو کرن نے مناہل کی طرف دیکھ کر کہا نہیں تو مناہل نے ہنستے ہوئے کہا۔

بھیا آپ بھی ناں کرن نے غصے سے کہا اور اندر کی طرف بھاگی لیکن میں نے کرن کا بازو پکڑ لیا تم سدا کی ڈفر رہنا مذاق کر رہا تھا تم سے اگر تمہیں میرا مذاق بھی پسند نہیں ہے تو میں واپس شہر چلا جاتا ہوں میں نے سنجیدہ ہو کر کہا آئی ایم سوری بھیا کرن نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا تو میں مسکرا دیا۔

اچھا آؤ تمہیں تمہارا تحفہ دکھاؤں میں نے کہا تو کرن میرے ساتھ میرے کمرے میں آگئی یہ لو میں نے تحفہ کرن کو دیتے ہوئے کہا تھینک یو بھیا کرن نے تحفہ لیتے ہوئے کہا اور یہ مناہل کو دے دینا میں نے ایک اور تحفہ کرن کو دیتے ہوئے کہا۔

بھیا آپ خود ہی دیدیں ناں کرن نے شرارت سے کہا اچھا ٹھیک ہے میں خود ہی دے دوں گا میں نے کرن کی طرف دیکھ کر کہا۔

اچھا میں ہی دے دیتی ہوں کرن نے تحفہ میرے ہاتھوں سے لیتے ہوئے کہا تو میں مسکرا دیا اور کرن کمرے سے باہر چلی گئی شام کا کھانا کھانے کے بعد میں اپنے کمرے میں آگیا اور مناہل کے بارے میں سوچنے لگا آج وہ کھانے کے دوران چوری چوری میری طرف دیکھتی یہ بات میں نے خود نوٹ کی تھی آج میرا دل بہت بے قرار سا ہو رہا تھا کیوں۔۔

یہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا میں کافی دیر بیڈ پر لیٹا کروٹیں بدل رہا تھا آج پتہ نہیں کیوں مجھے نیند نہیں آرہی تھی ایک بے قراری سی تھی جو مجھے سونے نہیں دے رہی تھی میں بیڈ سے اٹھا اور کھڑکی کے پاس آگیا اور کھڑکی کھول دی آسمان پر چودھویں کا چاند پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا چاند کی سنہری روشنی میں صحن کا منظر بڑا ہی دلکش لگ رہا تھا صحن میں لگے ہوئے گلاب کے پودے بہت ہی خوبصورت لگ رہے تھے مجھ سے رہا نہ گیا اور میں نہ چاہتے ہوئے بھی باہر صحن میں آگیا صحن میں ایک بہت ہی پیاری اور مست کر دینے والی خوشبو پھیلی ہوئی تھی میں گلاب کے پودوں کے پاس آگیا لیکن یہ خوشبو گلاب کی نہ تھی بلکہ گلاب کے ساتھ لگے پودے رات کی رانی کی تھی میں کچھ دیر وہاں بیٹھا رہا اور پھر اٹھا اور ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ اچانک ہی میری نظر آسمان کی طرف اٹھ گئی میں وہاں ہی کھڑا ہو کر چودھویں کے چاند کو دیکھنے لگا جو اپنی خوبصورت روشنی سے پوری زمین کو روشن کیے ہوئے تھا میرے خیالوں میں مناہل چھائی ہوئی تھی اس کا پیارا اور خوبصورت چہرہ بار بار میری آنکھوں کے سامنے آجاتا ایسا کیوں ہو رہا تھا یہ میں خود بھی نہیں جانتا تھا شاید مجھے اس سے محبت ہوگئی تھی بار بار اس کا خیال آنا یہ بے قراری نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے بارے میں سوچنا یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے۔

یہ سب سوچتے سوچتے میری نگاہ سامنے اٹھ گئی تو میں چونک گیا میرے سامنے ہی گھاس پر کوئی چیز چمک رہی تھی میں نے آگے بڑھ کر اسے اٹھا لیا وہ انگوٹھی تھی جو دادا جان کی تھی یہ انگوٹھی میں نے دادا جان کے ہاتھ میں دیکھی تھی۔

ایک دفعہ میں نے دادا جان سے پوچھا کہ یہ انگوٹھی آپ نے کہاں سے لی تو دادا جان نے مجھے بتایا کہ یہ انگوٹھی مجھے میرے بھائی نے دی تھی دادا جان کا ایک بھائی بھی تھا جو دادا جان کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا اور آج تک لوٹ کر واپس نہیں آیا اچانک ہی دادا جان کیا یک خاص بات میرے ذہن میں آئی وہ یہ کہ دادا جان کے کمرے کے ساتھ ایک کمرہ اور تھا۔ جس میں دادا جان کی ایک کرسی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا بلکہ دادا جان نے اسے جان بوجھ کر خالی رہنے دیا تھا دادا جان وہاں اکثر کرسی پر بیٹھ کر کمرے کو ایسے دیکھ رہے ہوتے جیسے وہ کچھ تلاش کرنے کی

کوشش کررہے ہوں وہ کمرے کی دیوارون کو بلکہ پورے کمرے کو ایسے دیکھ رہے ہوتے جیسے ان دیواروں میں کچھ چھپا ہوا میں اور بلال نے اکثر داداجان سے پوچھا کہ آپ ان دیواروں میں کیا تلاش کررہے ہیں تو داداجان ہنس کر ہماری باٹ ٹال دیتے تھے ایک دفعہ میں نے داداجان سے ضد کی تھی۔

آپ مجھے بتائیں کہ آپ اس کمرے میں کیا تلاش کررہے ہیں اگر آپ نے مجھے نہیں بتایا تو میں کھانا نہیں کھاؤں گا اس وقت میں چھوٹا تھا کھانا نہ کھانے کی ضد ہی کرسکتا تھا داداجان نے کہا ٹھیک ہے میں تمہیں بتادوں گا لیکن ابھی تم چھوٹے ہو جب تم بڑے ہوگے تو میں تم دونوں کو بتادوں گا۔

بلال نے کہا کہ آپ پہلے ہم سے وعدہ کریں کہ جب ہم بڑے ہوں گے تو آپ ہمیں بتائیں گے تو داداجان نے ہم سے کہا کہ دہ ہمیں بتائیں گے اس دن کے بعد ہم نے داداجان سے دوبارہ یہ سب کچھ نہیں پوچھا پھر میں اور بلال شہر میں پڑھنے چلے گئے آج مجھے داداجان کا کیا ہوا وعدہ یاد آ گیا اور میں نے دل میں پکا ارادہ کرلیا تھا کہ میں صبح یہ سب داداجان سے ضرور پوچھوں گا انگوٹھی کو میں نے اپنی جیب میں رکھا ابھی میں کمرے میں جانے کا سوچ ہی رہا تھا۔

اچانک میری نظر حویلی کی چھت کی طرف اٹھ گئی تو میں ایک دم سے ڈر گیا مجھے حویلی کی چھت پر ایک عورت دکھائی دی اس کا چہرہ دوسری طرف تھا اس کے سر کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہ کوئی عورت ہے اس سے پہلے کہ وہ عورت کہیں جاتی میں جلدی سے حویلی کے اندر آیا اور چھت پر جانے کے لیے سیڑھیوں کی طرف بڑھا میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ عورت کون ہے اور رات کے اس پہر یہاں کیا کرہی ہے جب میں چھت پر پہنچا تو وہ دنیا وجہاں سے بے خبر چند کو دیکھنے میں مگن تھی وہ منابل تھی میں آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا ہوا اس کے قریب پہنچا اس نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا یہاں تک اس نے اپنی جگہ سے حرکت بھی نہیں کی یہاں کیا کررہی ہو میں نے اس کے سامنے آکر پوچھا وہ مجھے اپنے سامنے دیکھ کر کھبرا سی گئی وہ وہ۔ وہ مجھے نیند نہیں آرہی تھی اس لیے چھت پر آ گئی۔

منابل نے آہستہ سے کہا نیند کیوں نہیں آرہی تھی میں نے منابل کو دیکھتے ہوئے کہا پتہ نہیں پہلے تو ایسا کبھی بھی نہیں ہوتا تھا آج پتہ نہیں کیوں نیند نہیں آرہی ہے وہ آہستہ سے کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی میں اسے روکنا چاہتا تھا لیکن روک نہیں پایا اور پھر میں ادھر ادھر ٹہلنے کے بعد اپنے کمرے میں واپس آ گیا بستر پر کروٹیں بدلتے بدلتے پتہ نہیں کب آنکھ لگ گئی میری آنکھ تو اس وقت کھلی جب کرن نے آکر مجھے جگایا میں اٹھا اور فریش ہوکر نیچے آیا تو ناشتہ تیار تھا سب کے ساتھ ناشتہ کرنے کے بعد میں باہر صحن میں آ گیا۔

آؤ ارمان آج عمر کی طرف چلتے ہیں بلال نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا نہیں بلال آج ہم باہر نہیں جائیں گے میں نے بلال کی طرف دکھ کر کہا کیوں بلال نے حیرت سے پوچھا بلال تمہیں داداجان کا وعدہ یاد ہے جو انہوں نے ہم سے کیا تھا میں نے بلال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

کون سا وعدہ بلال نے حیرا :وکر کہا ارے یار وہ ہی کہ داداجان اس خالی کمرے میں کیا تلاش کرتے ہیں میں نے بلال کو یاد دلایا ارے ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا تھا چلو داداجان کو ان کا وہ وعدہ یاد دلائیں بلال نے خوش ہوکر کہا تو میں اور بلال دادا کے کمرے میں آ گئے۔ وہ اپنے کمرے میں نہیں تھے پھر میں اور بلال ددا کے کمرے میں آ گئے وہ اپنے کمرے میں نہیں تھے پھر میں اور بلال داداجن کے کمرے کے ساتھ والے خالی کمرے میں آئے تو داداجان دہاں ہی تھے مجھے پتہ تھا تم ضرور آؤ گے دادا جان نے ہماری طرف دیکھ کر کہا۔

داداجان آپکو اپنا وعدہ یاد ہے میں نے داداجان کے سامنے زمین پر بیٹھتے ہوئے کہا بلال بھی میرے ساتھ زمین پر بیٹھ گیا یاد ہے تم دونوں مجھ سے یہی پوچھتے آئے ہوناں کہ میں اس خالی کمرے میں کیا تلاش کرتا ہوں داد جان نے ہمیں بغور دیکھتے ہوئے کہا جی دادا میں نے اور بلال نے ایک ساتھ کہا۔

تم دونوں کو پتہ ہوگا کہ میرا ایک بھائی تھا جی داداجان جو آپ کو چھوڑ کر چلے گئے تھے لیکن مجھے پتہ ہے کہ وہ کہاں ہے داداجان نے کہا وہ کہاں ہیں داداجان بلال نے بے تابی سیپوچھا بتاتا ہوں داداجان نے مختصرا کہا داداجان یہ انگوٹھی مجھے باہر صحن میں سے ملی ہے میں نے جیب سے انگوٹھی نکال کر دادا جان کی طرف بڑھائی یہ کچھ دن پہلے ہی مجھ سے گم ہوگئی تھی داداجن نے انگوٹھی میرے ہاتھ سے لیتے ہوئے کہا داداجان بتائیں ناں کہ آپ اس کمرے میں کیا تلاش کرتے ہیں اور آپ کے بھائی کہاں ہیں بلال نے پوچھا اچھا تو سنو۔

میں اور میرا بھائی اختر ہم اسی گاؤں میں اپنی امی اور ابا کے ساتھ رہتے تھے اس وقت ہماری یہ حویلی نہیں تھی بلکہ ہمارا اسی گاؤں میں ایک چھوٹا سا گھر تھا ہمارے پاس اپنی بہت زیادہ زمینیں تھیں ابا نے آدھی زمین بیچ دی اور ایک حویلی بنانے کا فیصلہ کیا انہوں نے جلدی سے اس فیصلے پر عمل کیا اور حویلی بنانے کا کام شروع ہوگیا اسی دوران ابا بیمار ہوگئے۔

اس دن کے بعد ابا کی طبیعت اکثر خراب رہنے لگی جس کی وجہ سے ہم سب رخصت ہوگئے بابا کی خواہش تھی کہ وہ اس حویلی کو مکمل دیکھ سکیں لیکن ان کی یہ خواہش پوری نہ ہوسکی ابا کی وفات کے بعد امی بھی بیمار رہنے لگیں پھر ایک دن امی بھی ہمیں چھوڑ کر اس دنیا سے رخصت ہوگئیں اختر امی کی وفات کے بعد کھویا کھویا سا رہتا تھا اس کے چہرے پر وہ خوشی جو ہر وقت چھائی رہتی تھی وہ ختم ہوچکی تھی وقت گزرتا گیا اور ہماری حویلی بھی تیار ہوگئی میں اور اختر حویلی میں آکر رہنے لگے حویلی میں آئے ہوئے ہمیں ایک ماہ ہوگیا تھا اس ایک ماہ کے دوران میں نے ایک بات نوٹ کی تھی وہ یہ کہ اختر جب سے اس حویلی میں آیا تھا بہت خوش تھا اس کے چہرے پر چھائی اداسی ختم ہوچکی تھی اب اس کے چہرے پر ہر وقت ایک مسکراہٹ پھیلی رہتی تھی ایک دن میں صبح صحن میں بیٹھا ہوا تھا کہ اختر میرے پاس آیا بھائی میں نے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی اختر نے میرے پاس بیٹھتے ہوئے کہا ہاں کرو میں نے اختر کی طرف دیکھ کر کہا۔

بھائی پہلے آپ وعدہ کریں کہ آپ ناراض نہیں ہوں گے اختر نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا پکا وعدہ میں ناراض نہیں ہوں گا میں نے دوسرا ہاتھ اختر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا۔

بھائی مجھے پیار ہوگیا ہے اختر نے شرماتے ہوئے کہا اچھا کون ہے وہ اور کیسی ہے میں نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بھائی وہ بہت خوبصورت ہے لیکن اختر اتنا ہی کہا اور خاموش ہوگیا لیکن کیا میں نے اختر سے پوچھا بھائی وہ انسان نہیں ہے۔

اختر نے آہستہ سے کہا کیا مطلب یعنی وہ جن زادی ہے بھوتنی ہے یا پھر چڑیل ہے میں نے اختر کا مذاق اڑاتے ہوئے کہا۔

بھائی میں نہیں جانتا کہ وہ کونہے بس یہ پتہ ہے کہ وہ انسان نہیں ہے اختر نے سنجیدگی سے کہا تو میں پریشان ہوگیا مجھے اس پر یقین آ گیا تھا کہ وہ جو کچھ بھی کہہ رہا تھا وہ سچ ہے اچھا کہاں ہے وہ میں نے پوچھا آئیں بھائی میں آپکو اس سے ملاتا ہوں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا تو میں بھی اٹھ گیا اختر مجھے لیے اس خالی کمرے میں آ گیا کہاں ہے وہ میں نے پوچھا۔

ابھی بلاتا ہوں یہ کہہ کر اختر نے کچھ پڑھا جو میری سمجھ میں نہیں آیا اختر نے پڑھنے کے بعد پھونک ماری تو اس کے ساتھ ہی کمرے میں سفید دھواں پھیلنے لگا پھر اس دھویں نے ایک خوبصورت

لڑکی کی شکل اختیار کرلی میں یہ سب دیکھ کر بہت حیران رہ گیا تھا کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہورہا ہے بھائی یہ نیتا ہے اختر کی بات پر میں چونکا تو یہ ہیں تمہارے بھائی نیتا نے میری طرف دیکھ کر کہا ہاں اختر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کیسے ہیں آپ نیتا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ میرا مطلب ہے کہ تمہارا تعلق کس مخلوق سے ہے میں نے پوچھا میں ایک پری ہوں اور آپ کے بھائی اختر سے پیار کرتی ہوں میں اختر کو اپنی دنیا دکھانا چاہتی ہوں اگر آپ اختر کو میرے ساتھ جانے کی اجازت دیں تو نیتا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ پری اور انسان کا ملاپ نہیں ہوسکتا اور دوسری بات یہ کہ میں کیسے مان لوں کہ تم دوبارہ اختر کو یہاں چھوڑ جاؤ گی میں نے نیتا اور اختر کی طرف دیکھ کر کہا بھائی آپ کیسی باتیں کررہے ہیں نیتا مجھ سے سچا پیار کرتی ہے اور یہ مجھے دوبارہ اس دنیا میں لے آئے گی اختر نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا اختر تم ابھی نادان ہو۔

میں نے غصے سے کہا میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں اختر کو دوبارہ اس دنیا میں لے آؤں گی اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو آپ یہ ڈائری رکھ لیں یہ کہہ کر اس نے ہاتھ آگے کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک ڈائری آگئی میں نے وہ ڈائری لے لی یہ ڈائری آپ کو میری دنیا میں لے آئے گی اس ڈائری پر ہماری دنیا میں آنے کا منتر ہے لیکن اس منتر کو وہ ہی شخص پڑھ سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی پر تل ہو اس شخص کے علاوہ کسی کو بھی اس ڈائری پر لکھا منتر نظر نہیں آئے گا ہاں اگر جس کی انگلی پر تل ہو اگر وہ منتر پڑھ کر کسی دوسرے پر پھونک مارے تو وہ بھی ہماری دنیا میں آسکتا ہے نیتا نے مجھے تفصیل سے بتایا آؤ اختر چلیں۔

نیتا نے اپنا ہاتھ اختر کی طرف بڑھایا تو اختر نے اس کا ہاتھ تھام لی نیتا نے کچھ پڑھ کر اختر پر پھونک ماری تو وہ دونوں ہی غائب ہوگئے میں نے اختر کا بہت انتظار کیا لیکن وہ نہ آیا ایک اختر ہی تو اس دنیا میں میرا واحد سہارا تھا اسے نیتا لے گئی میں نے اختر کا بہت انتظار کیا لیکن وہ واپس نہیں آیا پھر میں نے شادی کرلی اب میرے بچوں کے بچے ہیں جو جوان ہوچکے ہیں لیکن اختر آج تک واپس نہیں آیا میں روزانہ اس خالی کمرے میں آتا ہوں مجھے یقین ہے کہ اختر کبھی نہ کبھی ضرور اس کمرے میں واپس آئے گا۔

میں اس کمرے میں اختر کو تلاش کرنے آتا ہوں میں جب تک زندہ ہوں اس کمرے میں آتا رہوں گا داداجان اپنی کہانی سنا کر خاموش ہوگئے۔

داداجان آپ نے بتایا کہ نیتا نے آپ کو ایک ڈائری دی تھی اور کہا تھا کہ اس ڈائری کو وہ ہی شخص پڑھ سکتا ہے جس کے دائیں ہاتھ کی درمیانی انگلی پر تل ہو تو کیا آپ کو ایسا کوئی شخص نہیں ملا جس کی درمیانی انگلی پر تل ہو میں نے دادا جان سے پوچھا میں نے ایسے شخص کو بہت تلاش کیا لیکن مجھے ایسا شخص نہیں ملا لیکن آج مل گیا ہے دادا جان نے میری طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا تو داداجان آپ نے میری انگلی پر تل دیکھ لیا ہے میں نے اپنا ہاتھ داداجان کو دکھاتے ہوئے کہا۔

ابھی جب تم مجھے انگوٹھی دے رہے تھے تب میں نے دیکھا تھا دادا جان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مجھے بھی دکھائی بلال نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا داداجان وہ ڈائری کہاں ہے جو آپ کو نیتا نے دی تھی میں نے پوچھا وہ میرے کمرے میں ہے میں ابھی لیکر آتا ہوں داداجان نے اٹھتے ہوئے کہا اور کمرے سے باہر چلے گئے جب وہ دوبارہ کمرے میں آئے تو انکے ہاتھ میں سیاہ رنگ کی ڈائری تھی۔

داداجان پہلے میں ڈائری کو دیکھوں گا بلال نے کہا تو داداجان نے ڈائری بلال کو تھمادی بلال کافی دیر ڈائری کو دیکھتا رہا لیکن اسے کچھ بھی نظر نہیں آرہا تھا دادا نے اس سے ڈائری لے لی اور کہا دیکھو بیٹا تمہیں اس پر کچھ نظر نہیں آئے گا اور پھر ڈائری میری طرف بڑھا کر کہا دیکھو تمہیں اس پر کچھ نظر آرہا ہے جی داداجان مجھے اس پر لکھا ہوا منتر نظر آرہا ہے میں نے خوشی سے کہا تو بیٹا جلدی سے یہ منتر پڑھ کر مجھ پر پھونک ماردو تاکہ میں دوسری دنیا میں پہنچ جاؤں اور اپنے بھائی کو واپس لے آؤں داداجان نے خوشی سے کہا۔

داداجان میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا بلال نے ضدی لہجے میں کہا تو داداجان مسکرادیئے اچھا داداجان آپ اور بلال اپنی آنکھیں بند کرلیں میں منتر پڑھنے لگا ہوں میں نیکہا تو دادا جان اور بلال نے آنکھیں بند کرلیں مں نے منتر پڑھ کر دادا جان اور بلال پر پھونک ماری تو ہمیں ایک جھٹکا سا لگا جب ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم ایک سرسبز جگہ پر کھڑے تھے یہ جگہ بہت ہی خوبصورت تھی جہاں سرسبز درختوں کیساتھ ساتھ سنہرے رنگ کے مکان بھی بنے ہوئے تھے ان پر سورج کی روشنی پڑ رہی تھی جسکی وجہ سے وہ سونے کی طرح چمک رہے تھے درختوں پر ایسے ایسے پھل تھے جو ہم نے آج تک نہیں دیکھے تھے جگہ جگہ پانی کے فوارے تھے جن کا پانی ہیرے کی طرح چمک رہا تھا ہر طرف رنگ برنگے پھولوں کی بھرمار تھی جن کی خوشبو سے ساری وادی مہک رہی تھی خیر ہم تھوڑا سا آگے گئے تو ہمیں ایک حویلی نظر آئی وہ بھی سنہرے رنگ کی تھی وہ باقی تمام گھروں سے زیادہ خوبصورت تھی میں نے داداجان اور بلال کی طرف دیکھا وہ بھی اس حسین ماحول سے لطف اندوز ہورہے تھے میں بلال اور داداجان ہم حویلی کے گیٹ کی طرف بڑھے حویلی کا گیٹ کھلا ہوا تھا ہم حویلی کے اندر داخل ہوگئے۔

حویلی کے صحن میں ایک بہت ہی خوبصورت لڑکا کا مجسمہ بنا ہوا تھا ہم آہستہ آہستہ چلتے ہوئے اس مجسمے کے پاس جا پہنچے وہ مجسمہ بہت ہی خوبصورت تھا اس کی موٹی موٹی آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں اور اس کے بال سنہری رنگ کے تھے جو سورج کی موجودگی میں سونے کی طرح چمک رہے تھے۔

داداجانی یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے بلال نے حیران ہوکر کہا۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ جب سے ہم یہاں آئے ہیں ہمیں کوئی بھی دکھائی نہیں دیا ہے کہیں نیتا نے ہمیں غلط منتر تو نہیں دے دیا داداجان نے ہم دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

میرے خیال میں ہمیں حویلی کے اندر جاکر دیکھنا چاہیے میں نے مشورہ دیا داداجان اور بلال نے میرے مشورے پر عمل کیا اور میرے ساتھ حویلی کے نادر آگئے حویلی اندر سے بھی بہت ہی خوبصورت تھی حویلی کے اندر موجود تمام چیزیں سنہرے رنگ کی تھیں اور ساری حویلی کی سجاوٹ بہت ہی عمدہ انداز میں کی گئی تھی ہم نے ساری حویلی چھان ماری لیکن وہاں پر ہمیں کوئی بھی نظر نہیں ااپا پھر ہم حویلی سے باہر آگئے تھوڑا آگے گئے تو ہمیں ایک تالاب دکھائی دیا جسے دیکھ کر ہم کانپ کر رہ گئے کیونکہ سارا تالاب خون سے بھرا ہوا تھا اور اس کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے وہ ڈھانچے انسانی ڈھانچوں سے بہت مختلف تھے انکی کھوپڑیاں بہت بڑی بڑی تھیں جن پر دو بڑے بڑے سینگ بھی تھے ہم حیران و پریشان ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ ہمیں ایک آواز سنائی دی کون ہے اس آواز کو سن کر ہمارے چہروں پر چھایا خوف مزید بڑھ گیا جب ہم نے پیچھے مڑکر دیکھا تو ایک بہت ہی خوبصورت نوجوان لڑکا ہمارے سامنے کھڑا تھا اس کے چہرے کا رنگ بہت سفید تھا اس کی نیلی اور گہری آنکھیں اس کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کررہی تھیں اس کے کالے کالے بال اس کی آنکھوں تک پہنچ رہے تھے اختر تم داداجانے اس لڑکے کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا تو

میں اور بلال حیران و پریشان کبھی داداجان اور کبھی اس لڑکے کی طرف دیکھتے رہے۔

آپ کون ہو اور نام کیسے جانتے ہو میرا اس لڑکے نے داداجان کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا میں تمہارا بھائی اسحاق ہوں دادا جان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

کیا آپ نے میرا بھائی تو ابھی تیس سال نہیں ہوگا اور آپ اس نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا تم اختر ہی ہو ناں داداجان نے پوچھا جی ہاں میں اختر ہی ہوں آپ مجھے بتائیں کہ میرا بھائی کہاں ہے اس لڑکے نے داداجان کے پاس آکر کہا میں ہی تمہارا بھائی ہوں یہ انگوٹھی تم نے ہی مجھے دی تھی ناں۔

داداجان نے اپنی انگلی میں پہنی ہوئی انگوٹھی اس لڑکے کو دکھاتے ہوئے کہا وہ لڑکا کبھی انگوٹھی کو دیکھتا اور کبھی داداجان کی طرف دیکھتا میں نے تمہارا ساٹھ سال تک انتظار کیا لیکن تم نہیں آئے آج میں تمہیں خود لینے آیا ہوں داداجان نے اس لڑکے کو دیکھتے ہوئے کہا میں نہیں جانتا ہوں کہ آپ کون ہیں اور آپ نے یقیناً یہ انگوٹھی میرے بھائی سے چرائی ہوگی مجھے تو اپنے بھائی سے بچھڑے ہوئے ابھی دو سال ہی ہوئے ہیں اس لڑکے نے دادا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

تو داداجان نے اسے بچپن سے لیکر جوانی تک کی ساری کہانی یاد دلادی اور نیتا کے بارے میں بھی بتایا کہ وہ کی طرح اختر کی زندگی میں آئی تھی اور کس طرحا سے اپنی دنیا میں لے گئی اس لڑکے نے یعنی اختر نے جب یہ سب کچھ سنا تو وہ داداجان سے لپٹ کر رونے لگا وہ کافی دیر تک ایکدوسرے کے گلے لگ کر روتے رہے پھر میں اور بلال انکی طرف بڑے اورانہیں سہارا دیا یہ کون ہیں اختر نے پوچھا پھر داداجان نے اختر کو ہمارے بارے میں بھی سب کچھ بتادیا میں اور بلال بھی اختر سے گلے ملے ہمیں ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا کہ یہ اختر ہی داداجان کا بھائی ہے کیوں کہ داداجان اور اختر کی عمر میں بہت فرق تھا اچھا اختر تم یہ بتاؤ کہ تم واپس کیوں نہیں آئے اور تم ابھی تک جوان ہو یہ سب کیا راز ہے اور وہ نیتا کہاں ہے داداجان نے اختر سے پوچھا تو اختر نے اپنے ساتھ بیتنے والی داستان ہمیں سنانی شروع کردی۔

جب نیتا مجھے اس دنیا میں لے کر آئی تو یہاں بہت خوفناک قسم کے جن اور چڑیلیں تھیں ان کی شکلیں بہت ہی خوفناک تھیں میں انہیں دیکھ کر کانپ کر رہ گیا اختر یہ ہے میری دنیا نیتا نے کہا۔

مگر یہاں تو ہر کوئی خوفناک ہے میں نے کہا اور نیتا کی طرف دیکھا تو میں کانپ اٹھا کیونکہ نیتا کی جگہ ایک بہت ہی خوفناک چڑیل کھڑی تھی جوان تما جنوں اور چڑیلوں سے زیادہ خوفناک تھی اس کی کالی سیاہ رنگت اور اوپر سے سرخ انگارہ آنکھیں اسے اور زیادہ خوفناک بنارہی تھیں اس کے بڑے بڑے نوکیلے دانت منہ سے باہر جھانک رہے تھے میں اسے اپنے سامنے دیکھ کر ڈر گیا میں اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پارہا تھا بس بت بنا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

اختر ڈرو نہیں میں نیتا ہوں یہ میرا اصلی روپ ہے اور میں اپنی دنیا میں اپنے اصلی روپ میں ہی رہتی ہوں یہ جو تمہیں جن اور چڑیلیں نظر آرہے ہیں یہ تمہیں کچھ نہیں کہیں گے کیونکہ تم میرے مہمان ہو صرف میرے مہمان نیتا نے مجھے اپنی سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے کہا۔

نی۔۔نیت۔۔نیتا۔تم نے مجھے دھ دھوکہ دیاہے میں نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا تو اس کا خوفناک قہقہہ گونج اٹھا۔

ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔اس کا قہقہہ سنکر تمام جن اور چڑیلیں ہماری طرف دیکھنے لگے چھوڑو اس بات کو آؤ میں تمہیں اپنا محل دیکھاتی ہوں نیتا نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا تو میں چیخ اٹھا کیونکہ اس کا ہاتھ بہت ہی گرم تھا مجھے ایسا لگا جیسے میرے ہاتھ کو آگ لگ گئی ہو اس نے میرا ہاتھ چھوڑا تو مجھے سکون مل گیا۔

اچھا آؤ چلیں نیتا نے کہا تو میں نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے ساتھ چل پڑا سب جن اور چڑیلیں مجھے دیکھ کر اپنی کالی زبان سے بھوکے کتے کی طرح اپنے ہونٹوں پر پھیر رہے تھے مجھے ان سے خوف آرہا تھا یہ وادی جتنی خوبصورت تھی اتنے ہی خوفناک چڑیلیں اور جن اس میں آباد تھے نیتا مجھے اپنی حویلی میں لے گئی یہ حویلی دوسرے تمام گھروں سے بڑی تھی حویلی کے صحن میں ایک بہت ہی خوفناک جن کھڑا تھا اس کے سامنے ہی زمین پر بہت سے جنات رسیوں سے بندھے ہوئے تھے جو جنات رسیوں سے بندھے ہوئے تھے وہ جنات خوفناک نہیں تھے بلکہ انسانوں کی ہی طرح تھے بس صرف ان کے سر بہت بڑے تھے اور سر پر دو سینگ تھے اور باقی تمام جسم انکا انسانوں کی طرح تھا اس بڑے جن نے تالی بجائی تو تین بہت ہی خوفناک چڑیلیں اس کے سامنے آکر سجدے میں گر گئیں جاؤ انکو خونی تالاب میں پھینک دو اس جن نے حکم دیا تو وہ چڑیلیں انہیں اٹھاتے ہوئے حویلی سے باہر چلی گئیں میں اور نیتا دور کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے وہ خوفناک جن چلتا ہوا ہمارے پاس آیا اس کو اپنے سامنے دیکھ کر میں کانپ کر رہ گیا اس کی شکل بہت ہی خوفناک تھی بابا یہ اختر ہے۔

نیتا نے سر جھکا کر کہا تم نے ہمیں خوش کردیا ہے نیتا اسے حویلی کے اندر لے جاؤ اس جن نے اپنی بھاری آواز میں کہا تو نیتا مجھے حویلی کے اندر لے آئی حویلی اندر سے بھی بہت ہی حسین تھی حویلی کے اندر بھی بہت سے جن اور چڑیلیں تھیں نیتا جہاں سے گزرتی وہ سر جھکا لیتے نیتا مجھے ایک کمرے میں لے آئی یہ کمرہ بہت ہی خوبصورت تھا نیتا پہلے والی شکل میں آئی تو میرا ڈر کچھ کم ہوگیا تمہیں کوئی بھی کچھ نہیں کہے گا تم جہاں چاہو جاسکتے ہو کوئی تمہیں ہاتھ تک نہیں لگائے گا تم اس پوری بستی میں گھوم پھر سکتے ہو بلکہ تم ابھی آرام کرو میں کل تمہیں خود پوری بستی کی سیر کرواؤں گی نیتا نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا تو میں مسکرا دیا۔

اتنے میں ایک خوفناک چڑیل کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں ایک گلاس تھا جس میں سرخ رنگ کا شربت تھا اس نے وہ شربت میرے سامنے پڑے میز پر رکھ دیا اور کمرے سے باہر نکل گئی یہ تمہارے لیے ہے پیو نیتا نے کہا تو میں نے وہ شربت اٹھایا اور پینے لگا شربت بہت ہی مزے دار تھا میں نے جلدی سے سارا شربت پی یا شربت پی کر میرا سارا خوف اور ڈر ختم ہوگیا میں نے نیتا کی طرف دکھا تو اس کے دو دانت باہر کو نکلے ہوئے تھے نیتا میری طرف مڑی اور اپنے دانت میری گردن میں گاڑھ دئیے وہ جیسے جیسے میرا خون پی رہی تھی مجھے سکون مل رہا تھ پھر رفتہ رفتہ میری آنکھیں بند ہونے لگیں اور میں بے ہوش ہوگیا جب مجھے ہوش آیا تو میں بیڈ پر تھا اور میرا نس نس درد کررہا تھا۔

یہ درد آہستہ آہستہ بڑھ رہا تھا اتنے میں نیتا کمرے میں داخل ہوئی اس کے ہاتھ میں سرخ شربت تھا اس نے وہ شربت مجھے دے دیا میں نے جیسے ہی شربت پیا رمیرا سارا درد ختم ہوگیا اور میں پرسکون ہوگیا۔اگر مجھے یہ شربت نہ ملتا تو یقیناً میں مرجاتا۔

آؤ اختر میں تمہیں اپنی بستی کی سیر کراتی ہوں نیتا نے کہا تو میں اس کے ساتھ چل پڑا اس نے مجھے اپنی ساری بستی کی سیر کرائی بستی بہت ہی خوبصورت تھی نیتا نے مجھے درختوں کے پھل بھی توڑ کے دیئے وہ پھل بہت ہی مزے دار تھے پھر نیتا مجھے خونی تالاب کے پاس لے گئی اس تالاب کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے یہ وہی جن ہیں جو کل رسیوں سے بندھے ہوئے تھے۔

انہوں نے بابا کی بات نہیں مانی اس لیے بابا نے انہیں خون کے تالاب میں پھینک دیا یہ ڈھانچے اب بھی زندہ ہیں اگر یہ تالاب سے باہر آجائیں تو یہ دوبارہ اپنی شکل میں آجائیں گے لیکن یہ تب تک باہر

نہیں آسکتے جب تک انہیں باہر نہ نکالا جائے نیتا نے مجھے تفصیل سے بتایا پھر نیتا مجھے حویلی واپس لے گئی حویلی کے صحن میں ایک خوبصورت لڑکی کا مجسمہ بنا ہوا تھا میں نے اسے دیکھا تو نیتا سے کہا کہ آؤ اس مجسمے کے پاس چلتے ہیں نیتا نے جب یہ سنا تو وہ ڈر سی گئی اس کے چہرے پر خوف کی پرچھائیاں نمایاں ہونے لگیں۔

اس مجسمے کی طرف بھول کر بھی نہ جانا ورنہ آگ لگ جائے گی نیتا نے پریشانی سے کہا اچھا نہیں جاؤں گا میں نے کہا تو نیتا مسکرادی پھر نیتا کے ساتھ میں کمرے میں آیا تو وہ ہی سرخ شربت میز پر پڑا ہوا تھا میں جلدی سے شربت کی طرف بڑھا اور شربت پی لیا شربت پی کر مجھے سکون مل گیا ساری تھکن ایک دم غائب ہوگئی میں نے نیتا کی طرف دیکھا تو اس کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی نیتا جلدی سے میری طرف بڑھی اور میرا خون پینا شروع کردیا۔

اسی طرح دن گزرتے رہے نیتا روزانہ میرا خون پیتی مجھے یہاں آئے ہوئے دو ماہ ہوگئے میں اکیلا باہر جاتا کوئی بھی مجھے کچھ نہ کہتا لیکن میرا دل بہت پریشان تھا میں نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کردی تھی کیونکہ جب میں نے نیتا سے کہا۔

مجھے میری دنیا میں واپس بھیجو تو اس نے کہا اب وقت گزر گیا ہے میں تمہیں تمہاری دینا میں نہیں بھیج سکتی ہوں کیونکہ وہاں بہت کچھ بدل گیا ہے تم یقین نہیں کروگے لیکن یہاں دنیا ٹھہری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے نیتا کی یہ ساری باتیں میری سمجھ میں نہیں آئی تھیں ایک دفعہ رات کو میرا دل بہت گھبرا رہا تھا میں اپنے کمرے سے باہر آیا اور چلتا ہوا نیتا کے کمرے کے پاس آگیا کمرے کا دروازہ بند تھا اندر سے آواز صاف باہر آرہی تھی میں باتیں سننے لگا۔

نیتا جتنا جلدی ہوسکے اس لڑکے کا سارا کون پی لو میں نے اکثر اسے مجسمے کے پاس جاتے ہوئے دیکھا ہے اگر اس لڑکے نے مجسمے کو ہاتھ لگایا تو ہم تباہ ہوجائیں گے یہ آواز نیتا کے بابا کی تھی نہیں بابا وہ ایسا نہیں کرے گا میں نے اسے بتایا کہ اگر تم اس مجسمے کے پاس گئے تو تم جل جاؤ گے نیتا کی آواز ابھری میں جلدی سے اپنے کمرے میں آگیا اور نیتا کے بابا کی بات پر غور کرنے لگا مجھے اپنی فکر ہونے لگی تھی۔

مجھے نیتا سے خوف آنے لگا تھا مجھے اس کی ساری باتیں سمجھ آچکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تھی کی ساری باتیں سمجھ آچکی تھیں وہ جب مجھے اپنی دنیا میں لے کر آئی تو اس نے کہا تھا کہ تم صرف میرے مہمان ہو یعنی کہ صرف میں ہی تمہارا خون پیئوں گی ابھی میں یہ ہی سوچ رہا تھا کہ میرے کمرے مین سفید روشنی پھیلنے لگی میں ڈر کر پیچھے ہٹ گیا اس سفید روشنی نے ایک بزرگ کی شکل اختیار کرلی بزرگ نے سفید رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور ان کے چہرے پر نور ہی نور تھا۔

بیٹا نیتا پری نہیں ہے بلکہ چڑیل ہے یہ انسانی دنیا سے انسانوں کو یہاں لاتی ہے اور ان کا سارا خون پی کر ان کو اپنا جیسا بنا دیتی ہے بیٹا وہ تمہارا سارا خون پی کر تمہیں اپنا جیسا بنا دے گی اس سے پہلے کہ وہ تمہیں اپنا جیسا بنائے تم اس کو ختم کردو بلکہ یہاں پر موجود سارے جنوں اور چڑیلوں کو ختم کردو بزرگ دبابا نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

مگر میں انہیں کیسے ختم کرسکتا ہوں ان کی تعداد تو بہت زیادہ ہے اور یہ مجھ سے زیادہ طاقتور ہیں میں نے کہا سب سے زیادہ طاقتور تو وہ ہے جس نے ہمیں پیدا کیا ہے بیٹا اس حویلی کے صحن میں ایک لڑکی کا مجسمہ ہے اس مجسمے میں ان تمام جنوں اور چڑیلوں کی طاقت ہے تم انسان ہو اس لیے تم جیسے ہی مجسمے کو ہاتھ لگاؤ گے یہ تمام جن اور چڑیلیں ختم ہوجائیں گی۔

بزرگ بابا نے مجھے بتایا تو بابا مجھے میری دنیا میں واپس کون بھیجے گا میں نے پوچھا بیٹا اس حویلی میں ایک تہہ خانہ ہے جس میں مسلمان جنات قید ہیں تم وہ تہہ خانہ تلاش کرو اور انہیں اس قید سے آزادی دلا دو تو وہ تمہیں تمہاری دنیا میں واپس بھیج دیں گے بزرگ بابا نے اتنا ہی کہا اور اپنی جگہ سے غائب ہوگئے ہیں میں جلدی سے کمرے سے نکلا اور مجسمے کی طرف چل پڑا ابھی میں مجسمے سے تھوڑا ہی دور تھا۔

کہاں جارہے ہو نیتا کی غصے بھری آواز مجھے سنائی دی میں نے پیچھے مڑکر دیکھا تو نیتا مجھ سے تھوڑے فاصلے پر کھڑی تھی وہ اس وقت چڑیل کے روپ میں تھی اور مجھے اپنی سرخ آنکھوں سے گھور رہی تھی اس سے پہلے کہ وہ میری طرف بڑتی میں بھاگتا ہوا مجسمے کے پاس آگیا نن نہیں ۔۔نہیں اختر نیتا نے چیختے ہوئے کہا تو وہاں بہت سے جن اور چڑیلیں جمع ہوگئے نیتا کے بابا بھی بھاگتے ہوئے وہاں آگئے۔

نہیں اختر مجسمے کو ہاتھ مت لگانا ورنہ جل جاؤ گے نیتا نے خوف زدہ لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور کہتی میں نے جلدی سے مجسمے کو ہاتھ لگایا میرا ہاتھ جیسے ہی مجسمے سے ٹکرایا وہاں پر موجود تمام جنوں اور چڑیلوں کو آگ لگ گئی ان کی خوفناک اور دل کو ہلا دینے والی چیخیں پوری بستی میں گونج رہی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ پوری بستی میں زلزلہ آگیا ہو میں اپنے آپ کو سنبھال نہ سکا اور گر کر بے ہوش ہوگیا۔

جب مجھے ہوش آیا تو میں اس مجسمے کے پاس گرا پڑا تھا اور میرے اردگرد کوئی بھی نہیں تھا میں اٹھا اور پوری بستی گھوما لیکن وہ خوفناک مخلوق اس بستی میں مجھے کہیں بھی نظر نہیں آئی اس کے بعد میں نے اس تہہ خانے کی تلاش شروع کردی جس میں اس بستی کی آدھی مخلوق تھی لیکن میں اس تہہ خانے کو ڈھونڈنے میں آج تک کامیاب نہیں ہوا میں نے پوری حویلی کے ساتھ ساتھ پوری بستی کو بھی چھان مارا ہے لیکن وہ تہہ خانہ مجھے نہ ملا مجھے نیتا نے جو کچھ بتایا تھا سچ ہی تو بتایا تھا کہ یہ دنیا ٹھہری ہوئی ہے اور تمہاری چل رہی ہے مجھے یہاں آئے ہوئے دو سال ہوچکے ہیں اور ہماری دنیا میں ساٹھ سال بیت گئے ہیں اختر اپنی داستان سنا کر خاموش ہوگیا۔

اختر کی سنائی ہوئی داستان سن کر ہم حیران رہ گئے دادا جان اب ہم اس بستی سے باہر کیسے جائیں گے بلال نے پریشانی سے کہا ہم سب مل کر تہہ خانہ تلاش کرتے ہیں ہوسکتا ہے وہ تہہ خانہ ہمیں مل جائے میں نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا مجھے تو ابھی بہت بھوک لگ رہی ہے میں کچھ کھانا چاہتا ہوں بلال نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ سب یہاں ہی بیٹھیں میں ابھی درختوں سے پھل توڑ کر لاتا ہوں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد اختر واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بہت سے پھل تھے اس نے وہ پھل ہمارے سامنے رکھ دیئے ہم سب نے مل کر وہ پھل ختم کیے وہ پھل بہت ہی لذیز تھے ایسے پھل ہم نے ندگی میں پہلی بار کھائے تھے میرے خیال میں اب ہمیں تہہ خانے کی تلاش شروع کردینی چاہیے اختر نے ہماری طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں اور بلال اٹھ کھڑے ہوئے۔

بھائی آپ آرام کریں ہم تینوں تہہ خانہ تلاش کرتے ہیں اختر نے اٹھتے ہوئے کہا رکو دادا جان نے کہا تو ہم رک گئے ہم ان ڈھانچوں کو خون کے تالاب سے باہر نکالتے ہیں نیتا نے تمہیں بتایا تھا کہ اگر یہ ڈھانچے تالاب سے باہر آجائیں تو یہ دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آسکتے ہیں اگر وہ اصلی حالت میں آگئے تو وہ ہمیں تہہ خانہ کا پتہ بھی دے دیں گے۔

دادا جان نے اختر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اگر یہ خیال مجھے آجاتا تو میں اب اپنی دنیا میں ہوتا اختر نے خوشی سے کہا اچھا اب دیر نہیں کرنا چاہیے اور ہمیں ان ڈھانچوں کو تالاب سے باہر نکالنا چاہیے میں نے کہا پھر ہم سب تالاب کے پاس آگئے خونی تالاب کے اوپر بہت سے ڈھانچے تیر رہے تھے ایک ڈھانچہ بالکل کنارے پر تھا اختر جیسے ہی تالاب سے باہر آیا اس کے ڈھانچے سے سفید دھواں اٹھنے لگا پھر

اس دھویں نے سارے ڈھانچے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

ہم ٹکٹکی باندھے ہوئے اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جب دھواں ختم ہوا تو اس ڈھانچے کی جگہ ایک جن کھڑا تھا شکریہ دوستوں آپ نے مجھے اس خونی تالاب سے نجات دلائی اس جن نے ہمارے پاس آ کر کہا یہ تو ہمارا فرض تھا میں نے کہا اچھا اب میں اپنے باقی دوستوں کو بھی اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں یہ کہہ کر اس جن نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر تالاب پر پھونک ماری تو تالاب میں موجود سارا خون غائب ہو گیا جو ڈھانچے تالاب میں تھے ان سے دھواں اٹھنے لگا تھوڑی دیر بعد جب دھواں ختم ہوا تو وہاں بہت سے جن کھڑے تھے انہوں نے بھی ہمارا شکریہ ادا کیا۔

جب ہم نے ان سے تہہ خانے کے بارے میں پوچھا تو وہ ہمیں لیے اس مجسمے کے پاس آ گئے انہوں نے ہمیں وہاں سے مجسمے کو ہٹانے کو کہا جب ہم نے وہاں سے مجسمہ ہٹایا تو وہاں ایک چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ تھا میں نے آگے بڑھ کر دروازے کو کھول دیا اندر کا منظر بہت ہی خوفناک اور دل کو ہلا دینے والا تھا ہم ڈر کر دو تین چار قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہو گئے سارے تہہ خانے کے اندر آگ جل رہی تھی اور اس آگ میں بہت سے ڈھانچے جل رہے تھے جیسے ہی ان ڈھانچوں نے کھلے ہوئے دروازے کو دیکھا تو وہ بھاگتے ہوئے باہر آنے لگے باہر آتے ہی ان ڈھانچوں سے سفید دھواں اٹھنے لگا جب دھواں ختم ہوا تو وہ سب اپنی اصلی حالت میں آ گئے تھے ان سب نے ہمارا شکریہ ادا کیا۔

دادا جان نے کہا کہ یہ تو ہمارا فرض تھا ہم بہت خوش ہیں کہ کسی کو ہماری وجہ سے آزادی مل گئی ہے اب آپ ہمیں ہماری دینا میں واپس بھیج دیں دادا جان کی بات سن کر ایک جن نے کہا کہ اگر ہمارے بس میں ہوتا تو ہم آپ کو بہت سا خزانہ دے کر بھیجتے لیکن ہماری دنیا کا کوئی بھی خزانہ آپ کی دنیا میں نہیں جا سکتا لیکن ہم آپ کو خزانہ ضرور دیں گے چاہے وہ آپ کی دنیا میں جائے نہ جائے یہ کہہ کر وہ جن حویلی کے اندر گیا جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں بہت سے ہیرے تھے اس نے وہ ہیرے ہماری طرف بڑھائے۔

نہیں ہمیں ان کی ضرورت نہیں ہے بس آپ ہمیں ہماری دینا میں واپس بھیج دیں دادا جان نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

یہ ہیرے تو آپ کو لینے ہوں گے ورنہ ہم ااپ کو واپس نہیں جانے دیں گے اس جن نے ضد کرتے ہوئے کہا تو ہم نے وہ ہیرے اس جن سے لے لیے اچھا آپ سب اپنی آنکھیں بند کر لیں تا کہ میں آپ کو واپس بھیج دوں۔

اس جن نے کہا تو ہم نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اس جن نے کچھ پڑھ کر ہم پر پھونک ماری تو ہمیں ایک جھٹکا لگا ہم نے آنکھیں کھولیں تو ہم سب اس خالی کمرے میں تھے اور ہمارے ہاتھ خالی تھے ہاتھوں سے وہ ہیرے غائب ہو چکے تھے اس جن نے سچ ہی تو کہا تھا کہ ہماری دنیا کی کوئی چیز آپ کی دنیا میں نہیں جا سکتی خیر ہم سب اپنی دنیا میں آ کر بہت خوش تھے اختر کی آنکھوں میں تو خوشی کے آنسو چمک رہے تھے۔

ہم سب اس کمرے سے باہر آئے تو ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی گھر کا کوئی فرد بھی ہمیں حویلی میں نظر نہ آیا جب ہم باہر صحن میں آئے تو سب گھر والے وہاں پر پریشان بیٹھے ہوئے تھے وہ ہمیں دیکھ کر ہماری طرف لپکے ان کے پریشان چہرے ایک دم کھل اٹھے کہاں چلے گئے آپ۔ ہم آپ کو پورے گھر ایک مہینے سے تلاش کر رہے ہیں اور یہ کون ہیں۔

ابو نے اختر کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو میں نے شروع سے لے کر آخر تک کی تمام داستان

سب کو سنا دی وہ یہ سب کچھ جھوٹ سمجھ رہے تھے لیکن اختر اس داستان کا واضع ثبوت تھا خیر گھر کے سب افراد اختر سے مل کر بہت خوش ہوئے۔

دوسرے دن گھر میں اختر کے آنے پر پارٹی رکھی گئی جس میں ہمارے سارے رشتے داروں اور گاؤں کے بھی کافی لوگوں نے شرکت کی دادا جان نے پارٹی کے اختتام پر اعلان کیا کہ ہم سب گھر والوں نے مل کر بلال کا رشتہ کرن سے کر دیا اور ارمان کا مناہل کے ساتھ یہ شادیاں تائیس کو طے پائیں گی میں اور بلال بہت حیران ہو رہے تھے کیونکہ یہ بات میری اور بلال کے علاوہ سب گھر والوں کو پتہ تھی لیکن کسی نے ہم کو کانوں کان خبر تک نہ ہونے دی خیر میں اور بلال بہت خوش ہوئے ہمیں اپنے گھر والوں کا یہ فیصلہ پسند آیا۔

آج تائیس تاریخ تھی ہر طرف خوشی کا سماں تھا ساری حویلی رنگ برنگی روشنیوں سے سجی ہوئی تھی سب کے چہروں پر خوشی تھی کیونکہ آج دو خوبصورت نہیں بلکہ تین جوڑوں کی شادی ہو رہی تھی ایک ارمان اور مناہل کی دوسری بلال اور کرن کی اور تیسری اختر اور فرحت کی فرحت اس گاؤں کی دوسری بلال اور کرن کی اور تیسری اختر اور فرحت اس گاؤں کی ایک لڑکی تھی جو آج اختر کی شریک حیات بن گئی۔

❀❀❀

تیری یاد میں کی ہے میں نے سمندروں سے دوستی فراز
پھر بھی مجھے تیرے لفظوں کی پیاس رہتی ہے
✪........................... ہانیہ-ملتان

اگر میں مر گیا تو اعلان ہو گا
کفن اٹھا کے دیکھنا میرے لبوں پہ تیرا نام ہو گا
✪........................... وسیم اینڈ ابرار احمد-گگو منڈی

جب لگا تھا تیر تب اتنا درد نہ ہوا عمر
زخم کا احساس تب ہوا جب کمان دیکھی یاروں کے ہاتھ میں
✪........................... محمد عمر-میاں چنوں

باپ کا مقام

باپ کا احترام کرو تا کہ تمہاری اولاد تمہارا احترام کرے۔ باپ کی عزت کرو تا کہ اس سے فیضیاب ہو سکو۔ باپ کا حکم مانو تا کہ خوشحال ہو سکو۔ باپ کی سختی برداشت کرو تا کہ باکمال ہو سکو۔ باپ کی بات غور سے سنو تا کہ دوسروں کی سنی نہ پڑے۔ باپ کے سامنے اونچا نہ بولو ورنہ خدا تم کو نیچا دکھائے گا۔ باپ کے سامنے نظریں جھکا کر رکھو تا کہ خدا تم کو دنیا میں بلند کرے۔ باپ ایک کتاب ہے جس پر تحریر ہوتے ہیں تجربے۔

☆......ابرار احمد-گگو منڈی

ضرور سوچئے!

جب ہم نماز نہیں پڑھتے تو مت سوچئے کہ وقت نہیں ملا بلکہ یہ سوچئے کہ آخر ہم سے ایسی کون سی خطا ہو گئی کہ اللہ نے ہمیں اپنے سامنے کھڑا کرنا پسند نہ کیا۔ نماز بھی تو ملاقات ہے اپنے بندے کی اپنے رب سے۔ جیسے ہم صرف انہی لوگوں کو اپنے گھر بلانا پسند کرتے ہیں جنہیں ہم پسند کرتے ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی صرف انہی لوگوں کو اپنے گھر بلاتے ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں تو ساتھیو اس بارے میں اک بار ضرور سوچئے گا!

☆......وارث آصف خان نیازی-داں بھچراں

بولتے لفظ

- اللہ کے ساتھ وابستہ ہونا زندگی ہے اور اس سے غافل ہونا موت ہے۔
- اللہ نے جو نعمتیں دی ہیں ان کا یہی شکر ہے کہ تکلیف برداشت کرو۔
- سمجھنے کا آسان طریقہ بتاتا ہوں، سمجھانا نہ شروع کر دینا۔ یہ پہلی بات ہے سمجھانے کی کوشش نہ کرو۔ آپ سمجھنا شروع کر دو گے۔
- آپ کوئی ایک چیز دین کے نسخے کے مطابق ایک عمل اپنی زندگی میں شامل کرو۔ کوئی سا عمل، زندگی ساری کی ساری دین میں ڈھل جائے گی۔

لالچی جادوگر

---تحریر: آسیہ ساگر---

انہوں نے درویش سے رابطہ کیا تو درویش نے ان کو بتایا کہ وہ جادوگر چندہ کو کالا جنگل میں لے گیا ہے تم جلدی کرو اور وہاں پہنچ جاؤ جنید پھر اپنے جادو کا استعمال کرتے ہوئے کالا جنگل تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ انگوٹھی جو درویش نے ان کو دی تھی وہ اس انگوٹھی کے ذریعے غائب تھے پورن جادوگر کو نظر نہیں آرہے تھے جنید بڑے آرام سے پیچھے سے طلسمی خنجر نکال کر سیدھا پورن جادوگر کے سینے میں کھونپ دیتا ہے اور جس سے پورن جادوگر جل کر بھسم ہو جاتا ہے اس کے بھسم ہوتے ہی پجاری جادوگر حاضر ہو جاتا ہے پجاری جادوگر جلدی سے چندہ کو پکڑ لیتا ہے اور اس کو مارنے کے لیے آگے خنجر بڑھاتا ہے اور کہتا ہے جو بھی ہے جلدی سے سامنے آجاؤ میں چندہ کو مار ڈالوں گا وہ گھبرا جاتے ہیں اور جلدی سے نمودار ہو جاتے ہیں پجاری جنید کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اوہ تو تم ہو جنید ہاں میں ہوں تم نے کیا سوچا کہ تم دونوں جتنا چاہو گے میرا استعمال کرو گے اور میں کبھی ہوش میں نہیں آؤں گا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا کرم کیا ہے اور مجھے سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور اب تم مجھ سے نہیں بچ سکو گے پجاری جادوگر ایک زوردار قہقہہ لگاتا ہے اور کہتا ہے تم مجھے نہیں مار سکتے جنید کے ساتھ پجاری جادوگر جب یہ باتیں کر رہا تھا تو حیدر علی چپکے سے پیچھے سے ایک زوردار دھکا پجاری کو دیتا ہے جس سے چندہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور حیدر علی چندہ کو پکڑ لیتا ہے جنید جلدی سے انگوٹھی ہاتھ میں ڈالتا ہے اور انگوٹھی ڈالتے ہی وہ چاروں غائب ہو جاتے ہیں اب پجاری جادوگر کو وہ چاروں نظر نہیں آرہے تھے کہ اچانک سے پجاری جادوگر کے اوپر کچھ گرتا ہے اور وہ چیخنا چلانا شروع ہو جاتا ہے اتنے میں وہ چاروں بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ طلسمی تیزاب جنید کے ہاتھوں میں دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے اور اب جنید سارا طلسمی تیزاب پجاری جادوگر کے اوپر پھینک دیتا ہے جس سے بہت جلد ہی وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے اور اس طرح لالچی جادوگروں کی موت ہو جاتی ہے اور چندہ کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

چندا اپنے کمرے میں سوئی وہی ہے کہ اچانک اسے اس کے کان میں ایک آواز گونجی۔ چندا اٹھو تم ابھی تک سو رہی ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہا ہوں پلیز جلدی اٹھو اور آجاؤ ایک دم سے چندا اٹھ بیٹھی جب ٹائم دیکھا تو رات کے دو بج رہے تھے چندا کی کزن عالیہ اس کے پاس سوئی ہوئی تھی وہ بڑے آرام سے سو رہی تھی پہلے کی طرح چندا اپنا وہم سمجھ کر پھر دوبارہ سوگئی اور یہ واقعہ پہلے بھی ہر رات اس کیساتھ پیش آتا تھا صبح کو اٹھی تو ہر روز کی طرح عالیہ نے اس سے پوچھا کہ تم نے رات کو کچھ کہا تھا مجھے مگر ہر بار کی طرح عالیہ کا یہی جواب تھا۔

نہیں چندا اپنی انٹی کے ساتھ ان کے گھر میں رہتی تھی کیونکہ چندا جب بہت چھوٹی تھی تو پھر ایک ایکسیڈنٹ میں چندا کے امی ابو کی موت ہوگئی تھی مگر چندا کو کچھ بھی نہیں ہوا تھا تب چندا تقریباً دو سال کی تھی اور تب سے چندا اپنی انٹی کے ساتھ رہتی تھی انہوں نے بھی اس کو پالا تھا عالیہ اور سرور صرف دو بہن بھائی تھے چندا ان دونوں سے بڑی تھی سعد سب سے چھوٹا تھا۔

عالیہ اور چندا دونوں ناشتہ کرتی ہیں اور کالج چلی جاتی ہیں آج چندا بہت اداس لگ رہی تھی کالج آتے ہی کالج

کے دروازے پر اچانک سے اس کی ٹکر ایک لڑکے سے ہوتی ہے چندا گرنے لگتی ہے تو وہ لڑکا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے گرنے سے بچا لیتا ہے چندا اس کا شکریہ ادا کرتی ہے تو جب وہ لڑکا آگے سے بولتا ہے تو چندا کو ایسے لگتا ہے جیسے وہ یہ آواز ہر روز سنتی ہے۔

چندا ابھی اس سے اس کا نام پوچھنے لگتی ہے مگر جب اوپر اس کی طرف دیکھتی ہے تو وہ دور جا چکا ہوتا ہے پھر چندا اپنی کلاس میں چلی جاتی ہے چندا دیر سے پہنچتی ہے کلاس میں تو کلاس میں ایک بھی سیٹ خالی نہیں ہوتی چندا جلدی سے جا کر بیٹھ جاتی ہے اور اپنی کتابیں نکالکر پڑھنا شروع کردیتی ہے کہ اچانک سے اسے پین چاہیے تھا مگر اس کے پاس پین نہیں تھا وہ اپنے بیگ میں ڈھونڈتی ہے مگر نہیں ملتا کہ اچانک وہی آواز جو ہر رات کو وہ سنتی آتی ہے تو چندا چونک جاتی ہے اس کی سیٹ کے ساتھ وہی لڑکا بیٹھا تھا چندا سے کہا۔

آپ کا پین میرے پاس آگیا تھا میں جلدی میں تھا اس لیے آپ کو واپسی دے نہ سکا یہ لو اپنا پین مگر چندا تو جیسے ساکت ہو کر رہ گئی یہ لیں اپنا پین آپ سن رہی ہیں ناں اور آپ ٹھیک تو ہیں ناں مگر چندا تو جیسے ساکت تھی ویسے ہی بیٹھی تھی وہ چندا سے ہاتھ پکڑ کر اسے ہلاتا ہے تو چندا چونکتے ہوئے اس کی طرف دیکھتی ہے اور اپنا پین لے لیتی ہے چندا جو کہ بہت خوبصورت لڑکی تھی اور بہت اچھی بھی تھی کالج کے ہر لڑکے کی خواہش تھی چندا سے دوستی کرنے کی مگر وہ لڑکوں سے دوستی کرنا اچھا نہیں سمجھتی تھی مگر یہ سب دیکھ کر حیران تھے کہ چندا آج ایک ایسے لڑکے سے بات کر رہی تھی جس کو نہ وہ جانتی ہے او نہ ہی اس کے بارے میں کچھ پتہ ہے چندا اس لڑکے سے اس کا نام پوچھتی ہے تو وہ لڑکا اپنا نام بتاتا ہے۔

میرا نام جنید ہے اور آج میں پہلے دل کالج آیا ہوں آپ کا نام کیا ہے میرا نام چندا ہے نجانے کیوں آج جب چندا جنید سے ملی تو تب سے ہی چندا کا دل دھڑک رہا تھا اور وہ بار بار کیوں جنید کے پیچھے جا رہی تھی صرف اس کے بارے میں سوچ رہی تھی چندا اور عالیہ گھر واپس آئی تو

چندا کو اس کی آنٹی سارہ نے بتایا کہ تمہارے نام ایک لیٹر آیا ہے چندا وہ لیٹر لے کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور کتابوں میں رکھ دیا چندا لیٹر دیکھ کر بھول گئی جب شام کو اپنے کمرے آئی تو چندا کو وہ لیٹر نظر آیا اور اس نے اس کو کھول دیا جب پڑھنے لگی تو حیران رہ گئی کیونکہ لیٹر میں لکھا تھا کہ لیٹر ملتے ہی لاہور آجانا ورنہ بہت بڑا نقصان ہوگا چندا اپنی آنٹی کو بتایا آنٹی چندا کو جانے کی اجازت دے دی اور عالیہ کو بھی ساتھ بھیج دیا ڈرائیور گاڑی نکالتا ہے اتنے میں چندا او عالیہ تیار ہو کر باہر آگئیں چندا کی آنٹی کے گھر سے لاہور کا سفر ڈیڑھ گھنٹے کا تھا اس لیے وہ اتنی پریشان نہیں تھیں اور ویسے بھی ابھی شام نہیں ہوئی تھی ابھی کچھ دن باقی تھا۔

وہ دونوں سفر پر روانہ ہوگئیں گاڑی اپنی رفتار سے چلتی جا رہی تھی کہ اچانک سے گاڑی بند ہوگئی ڈرائیور نیچے اترا اور گاڑی کو دیکھنے لگا۔ اف پٹرول ختم ہوگیا ہے ڈرائیور نے چندا کو بتایا کہ بی بی جی کار میں پٹرول ختم ہوگیا ہے یہاں سے تھوڑی دو پٹرول پمپ ہے میں جا کر وہاں سے پٹرول لے آتا ہوں آپ یہاں پر ہی بیٹھنا چندا نے کہا ہاں جلدی جاؤ اور لے کر آؤ ہم یہاں تمہارا انتظار کرتی ہیں تھوڑی دیر بعد اندھیرا چھانے لگتا ہے اندھیرا چھاتے ہی وہ دونوں ڈر سی جاتی ہیں کیونکہ ڈرائیور بھی ابھی تک نہیں آیا تھا اک گھنٹہ ہونے کو تھا تب انہوں نے فیصلہ کیا کہ کسی سے لفٹ لے لیتی ہیں دو تین گاڑیوں کو انہوں نے روکنے کی کوشش کی لیکن وہ نہ رکیں۔

وہ گھر فون کرنے لگی تو اس کو خیال آیا کہ موبائل تو گھر میں ہی رہ گیا ہے عالیہ کے پاس موبائل تھا مگر اس کے موبائل کے سگنل نہیں آرہے تھے کیونکہ جس علاقہ میں وہ دونوں اس وقت تھیں وہ کافی بیک علاقہ تھا شاید اسی وجہ سے فون نہیں ہو رہا تھا اتنی خوفناک رات سنسان سڑک پتوں کی سرسراہٹ بلا کا خوف مکمل سناٹا انکے خوف میں دھیرے دھیرے اضافہ ہوتا جا رہا تھا ڈر کیمارے دونوں کے پسینے چھوٹ رہے تھے کہ اچانک دور سے ایک روشنی دکھائی دی اور چندا اور عالیہ کی تھوڑی سی جان

میں جان آئی مگر وہ روشنی جب ان کے پاس پہنچی تو انہوں نے لمبی سانس بھری اور گاڑی کو اشارہ کیا گاڑی ایک لمحہ میں ہی رک گئی اس میں چند اوباش قسم کے لڑکے بیٹھے ہوئے تھے ان لڑکوں نے خود ان سے بات چیت کرنا شروع کردی۔

آپ دونوں کو لفٹ چاہیے ناں آپ بیٹھ جائیں ہمارے ساتھ مگر چندا اور عالیہ جو تھوڑی دیر پہلے خوش تھیں اور زیادہ گھبرا گئیں ابھی وہ لڑکے ان دونوں کو کہہ ہی رہے تھے کہ اچانک ان کا ڈرائیور آگیا اور ان کو گہرا سکون مل گیا انہوں نے ان سے کہہ دیا کہ آپ لوگ جائیں اب ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت نہیں ہے مگر وہ ان کا پیچھے چھوڑنے والے کہاں تھے وہ زبردستی پر اتر آئے ہاتھا پائی میں ڈرائیور کو بھی چوٹ لگ جاتی ہے اور وہ بے ہوش ہوگیا عالیہ ان لڑکوں سے ہاتھ جوڑنے لگی کہ یکدم اس کو ایک زور سے دھکا سا لگتا ہے جس سے وہ دور جا گری اس کے بعد اس کو کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ کیا کچھ ہوا جب اس کو ہوش آیا تو وہ زور زور سے چلانے لگی کہ اتنے میں کہیں سے جنید آگیا اور وہ جنید کو دیکھ کر مدد مانگنے لگی جنید ایک منٹ میں ان سب لڑکوں کو بھگا دیتا ہے چندہ کی تھوڑی جان میں جان آتی ہے وہ جلدی سے عالیہ کی طرف جاتی ہے اور اسے ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگی ڈرائیور بھی ہوش میں آگیا عالیہ ہوش میں آتے ہی چندہ سے سوال کرنے لگی کہ چندہ تم ٹھیک تو ہو ناں۔

ہاں میں بالکل ٹھیک ہوں اگر جنید وقت پر نہ آتا تو آج ہم بچ نہیں سکتی تھیں اس نے وقت پر آکر ہمیں ان کے ہاتھوں سے بچایا ہے چندہ یکدم سوچنے لگی کہ اتنی رات گئے جنید اتنی دور کیسے آگیا کیا اسے پتہ تھا کہ ہم لاہور جا رہی ہیں پھر اس نے اپنی ان سوچوں کو ختم کیا اور عالیہ کو پکڑ کر گاڑی میں بیٹھایا اور گاڑی چل دی وہ لاہور جا پہنچیں۔

جاتے ہی انہوں نے گھر فون کیا تو پتہ کہ سب گھر والے ہی ان کے وجہ سے پریشان ہیں چندا نے گھر والوں کو تمام بتا دی کہ ان کے ساتھ راستہ میں یہ کچھ ہوا ہے گاڑی کا پٹرول ختم ہوگیا تھا اس وجہ سے وہ جلدی گھر نہ پہنچ سکیں۔ پھر وہ اپنے ممی پاپا کے کمرے میں گئی اور اپنی بچپن کی تصویریں دیکھ کر اپنے ماضی میں کھو گئی کہ عالیہ کی آواز سے وہ چونک گئی۔

عالیہ تم ہاں جناب میں چلو اب کھانا کھالو یار مجھے تو بہت بھوک لگی ہے جلدی سے آجاؤ اوکے تم چلو میں آتی ہوں پھر چندہ اور عالیہ کھانا کھا کر سونے کی تیاری کی تیاری کرنے لگیں کہ ملازمہ آکر بولی بی بی جی باہر آپ کو کوئی ملنے کے لیے آیا۔

کون ہوسکتا ہے جو ہمیں ملنے کیلیے آیا ہے چلو جو بھی ہے اس کو اندر لے آؤ ملازمہ ایک بوڑھی خاتون کو اندر لے کر آئی بوڑھی خاتون کیساتھ ایک نوجوان لڑکا بھی تھا وہ اس بوڑھی خاتون کا پوتا تھا جس کا نام حیدر علی تھا بوڑھیا بوڑھیا بہت ہی لاغر اور کمزور سی تھی اور کافی عمر رسیدہ بھی۔ اس نے اپنے ہاتھ میں لاٹھی تھامی ہوئی تھی جس کی مدد سے وہ تھوڑا چل سکتی تھی وہ بوڑھی عورت چندہ کے پاس آکر بیٹھ گئی اور چندہ نے کہا کیا آپ نے مجھے خط لکھا تھا۔ جی ہاں بوڑھیا کی بجائے اس لڑکے نے جواب دیا دادی اماں مجھ سے ہی خط لکھوایا تھا ان کو اپ سے بہت ضروری بات کرنی تھی۔

اوہ اچھا تو کیا بات کرنی تھی آپ نے مجھ سے۔ بتاتی ہوں بیٹا تم کو پہلے میں تمہیں جی بھر کر دیکھ تو لوں بالکل اپنی دادی پر گئی ہو وہی شکل وہی خوبصورتی چندہ یہ سن کر اچھل پڑی اوہ کیا آپ نے میری دادی اماں کو دیکھا ہوا ہے۔ ہاں بیٹا اتنے میں ملازمہ چائے لے کر آئی عالیہ نے کہا پہلے آپ لوگ چائے پی لیں پھر بات کرتے ہیں آرام سے عالیہ حیدر علی کو چائے دینے لگی وہ جو کہ نہایت ہی خوبصورت لڑکا تھا عالیہ تو بس اسے دیکھے جا رہی تھی عالیہ بھی بہت پیاری تھی چندہ بوڑھیا سے بولی ہاں تو اب بتائیں۔

بیٹا بہت عرصے پہلے یہاں شہر سے دور ایک گاؤں تھا گاؤں میں تمہارے دادا کی بہت بڑی حویلی تھی تمہارے دادا ایک بہت ہی رحم دل انسان تھے پھر ایک مدد

کرتے تھے میں تمہاری دادی کی سہیلی تھی ہم لوگ شہر میں رہتے تھے ان دنوں میں بھی اسی گاؤں میں گئی تھی ان دنوں تمہاری دادی بہت پریشان تھی میں نے پریشانی کا سبب پوچھا تو انہوں نے مجھے بتایا کہ کچھ دنوں سے ہمارے گھر میں عجیب عجیب حادثے ہو رہے ہیں تو میں تمہاری دادی سے پوچھا۔

کہیں یہ حادثے اس جادوگر کی وجہ سے تو نہیں ہو رہے ہیں اس گاؤں میں آیا تھا نہیں اسے ہم نے ماردیا تھا کیونکہ اس کی وجہ سے پورا گاؤں پریشان تھا ایک دن اچانک وہ جادوگر ہماری حویلی میں آگیا اور اس کی نظر میری بڑی بیٹی رخسانہ پر پڑ گئی اس جادوگر نے نجانے کیا جادو کیا کہ رخسانہ پر کہ رخسانہ دن بدن کمزور ہوتی چلی گئی وہ نہ کچھ کھاتی اور نہ کچھ پیتی بس سہمی سہمی سی اور ڈری ڈری سی رہتی تھی اور ایک دن وہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی اور وہاں سے غائب ہوگئی ہم نے بہت تلاش کیا مگر وہ مل نہ سکی اور پھر کچھ دیر بعد وہی جادوگر دوبارہ آیا اور اسے دربانوں نے بہت مارا۔

وہ جاتے ہوئے یہ کہہ گیا کہ میں دوبارہ آؤں گا اور اس حویلی کو اپنا بنا کر ہی چھوڑوں گا پھر میں نے تمہاری دادی کو تسلی دی کہ حوصلہ رکھو میرے جاننے والا ایک درویش بابا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ ہماری مدد کریں کچھ دیر بعد تمہاری دادی کے گھر تمہارے ابا پیدا ہوئے حویلی میں بڑی دیر بعد کوئی خوشی آئی تھی اور پھر میں نے اس درویش کو بھی بلایا تکہ وہ جادوگر بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے درویش نےپھر جو ہمیں بتایا وہ سن کر ہمارے اوسان خطا ہوگئے درویش نے بتایا کہ اس کا نام پورن جادوگر ہے یہ عام سا جادوگر تھا مگر اسے ایک بہت بڑا جادوگر اور اس دنیا کا امیر جادوگر بنا تھا اور اسی لالچ میں پورن جادوگر نے جنگلوں میں جا کر چلّے کرنا شروع کر دیئے اور آ کر کار ایک دن اس کے پاس ایک ایسی طاقت آگئی جس کے ذریعے یہ بڑے سے بڑے جادوگر سے رابطہ کر سکتا تھا اور پھر ایک دن اس پورن جادوگر کے پاس بچاری جادوگر آیا اور اس نے اسے بتایا۔

بہت دور ایک حویلی ہے اس حویلی میں ایک بہت چھوٹا سا کمرہ ہے اور اس کمرے میں ایک ایسا خزانہ ہے جس کو حاصل کر کے تم اس دنیا کے سب سے امیر انسان بن جاؤ گے پجاری جادوگر نے پورن جادوگر کو یہ بھی بتایا کہ اگر تم اس کے پورے خاندان کو ختم کر دو گے تو وہ خزانہ تمہیں خود بخود مل جائے گا مگر سب سے پہلے تمہیں دس بچوں کا خون پینا ہوگا اور ان بچوں کا خون جو چاند کی پہلی تاریخ کو پیدا ہوئے ہوں اور پھر وہ جادوگر اس گاؤں میں اور نو بچوں کا اس جادوگر نے خون پیا اور جو دسواں بچہ تھا وہ آپ کی بیٹی تھی اس جادوگر نے آپ کی بیٹی پر پہلے جادو کیا اور پھر اسے غائب کر کے اس کا خون پیا اور اب وہ بہت زیادہ طاقت ور بن گیا ہے۔

اور ہاں پجاری جادوگر نے پورن جادوگر کو یہ بھی بتایا تھا کہ اگر وہ آپ کے خاندان کو نہ مار سکا اور وہ کبھی اس خزانے تک نہیں پہنچ سکتا اور اگر اب خزانہ حاصل نہ کر سکو گے تو پھر تمہیں انتظار کرنا پڑے گا کیونکہ اس حویلی کے سردار کے بیٹے کے بیٹے کی جو اولاد ہوگی اس کے ذریعے تم یہ خزانہ حاصل کر سکو گے پھر تمہادی دادی نے درویش سے پوچھا کہ کیا آپ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے تو انہوں نے کہ نہیں میں اتنا زیادہ طاقت ور نہیں ہوں وہ جادوگر بہت زیادہ طاقتور ہے۔

ہاں مگر میں آپ کو ایک ایسا تعویذ بنا کر دیتا ہوں جو جب تک آپ کے بیٹے کے گلے میں رہے گا وہ جادوگر اس بچے کو نہیں مار سکے گا پھر وہ درویش چلا گیا اور پھر کچھ دنوں بعد ہمارے اس گاؤں میں بہت بڑا طوفان آیا ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا چھا گیا کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا میں اور تمہاری دادی اس وقت حویلی میں ہی تھیں کہ اچانک باہر سے شور کی آواز آئی اور ہر طرف سے یہی آواز آ رہی تھی کہ پورن جادوگر آیا ہے پورن جادوگر آیا ہے ہم دونوں خوف سے ڈر گئیں اور اتنے میں تمہارے دادا جان آئے اور انہوں نے کہا۔

اب وہ ہمیں نہیں چھوڑے گا ہمیں کچھ کرنا ہوگا اس سے پہلے کہ کہ پورن جادوگر اس حویلی میں پہنچے ہمین اپنے

بچے کو چھپانا ہوگا اور اس طرح تمہاری دادی نے تمہارے ابا کو مجھے سونپ دیا اور کہا۔

تم ابھی اس کو لے کر شہر چلی جاؤ ورنہ وہ ہمارے بچے کو مار دے گا اگر میں ساتھ گئی تو اس جادوگر کو شک ہو جائے گا اس لیے تم اسے لے کر چلی جاؤ اور پھر میں تمہارے باپ کو لے کر شہر آگئی بعد میں مجھے خبر ملی کہ تمہارے دادا اور دادی کو پورن جادوگر نے مار ڈالا ہے اور خزانہ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے پورن جادوگر بہت غصے میں تھا اور وہ اس بچے کو ڈھونڈھ لگا جو میرے پاس رہا تھا لیکن جو تعویذ تمہارے باپ کے گلے میں موجود تھا اس کی وجہ سے جادوگر ہم تک نہیں پہنچ پا رہا تھا شہر آ کر میں نے تمہارے ابا کو اپنا بیٹا بنالیا اور اسے اپنا نام دے دیا تاکہ وہ جادوگر نہ پہنچ سکے پھر تمہارے ابا اور حیدر علی کے ابا دونوں بھائی بڑے ہوئے اور پھر ان دونوں کی شادی کر دی اور کچھ عرصہ بعد تم پید ہوئی تو تمہارے باوہ تعویذ اپنے گلے سے اتار کر تمہارے گلے میں ڈالا جس کی وجہ سے جادوگر کو تمہارے زندہ ہونے کو ثبوت اور تمہارے ابا کا ٹھکانہ بھی معلوم ہوگیا۔

انہی دنوں میں عالیہ بھی پیدا ہوئی تھی جس کو دیکھنے کے لیے تمہاری امی اور ابو اور تم تینوں ان کے گھر کے لیے روانہ ہوئے تھے راستے میں ایکسیڈنٹ ہوگیا جو جادوگر کی وجہ سے ہوا تھا اور تمہیں اس لئے کچھ نہیں ہوا تھا کیونکہ وہ تعویذ تمہارے گلے میں تھا اور بیٹا یہ تعویذ کبھی بھی اپنے گلے سے نہ اتارنا اور ہاں ہاں بیٹا جب تک تم اس میں نہیں جاؤ گی تب تک وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا اور تم بیٹا کبھی وہاں مت جانا او کے دادی جان میں کبھی حویلی نہیں جاؤں گی وہ بہت گہرائی میں چندا کو کہانی سنا رہی تھی اور وہ بھی بہت غور سے سن رہی تھیں چندا دادی اماں کو تسلی دے رہی تھی۔

اچھا بیٹا اب تم سو جاؤ میں چلتی ہوں رات کافی ہوگئی ہے چلو حیدر مجھے لے چلو اچھا دادی اماں چلیں پھر حیدر اور اس کی دادی اماں چلے گئے مگر عالیہ اور چندہ کو سوچوں میں ڈال گئے تھوڑی دیر بعد چندہ اور عالیہ دونوں سونے کے لیے اپنے بیڈ روم میں چلی گئیں چندہ کو آج وہ آواز سنائی نہیں دی تھی جو اس کو ہر رات اس کو سنائی دیتی تھی اور شاید اسی وجہ سے چندہ آج گہری نیند سوئی تھی۔

صبح اٹھی ناشتہ کے بعد تیار ہو کر دادی اماں سے خدا حافظ کہنے کے لیے ان کے گھر گئیں اور ان کے گھر پہنچی تو حیدر علی بھی کہیں جانے کی تیای کر رہا تھا چندہ نے حیدر علی سے پوچھا۔

جی جناب آپ کہاں جا رہے ہیں وہ آپ میں آپ کے شہر جا رہا ہوں وہ کیوں۔ وہ مجھے وہاں کچھ کام ہے اس لیے اتنے میں دادی اماں کی آواز سنائی دی بیٹا حیدر علی چندہ اور عالیہ کو بھی ساتھ لے جانا اکیلی ہیں دونوں۔ جی دادی میں ان کو ساتھ لے جاؤں گا حیدر علی من ہی من میں بہت خوش ہو رہا تھا اور کسی گہری سوچ میں ڈوب گیا تھا چندہ جب حیدر علی کو دیکھتی تو اسے گہری سوچ میں ڈوبا ہوا کر پا کر حیران ہو جاتی پھر اس نے خودی سے کہا لو یہ تو گیا کام سے اور پھر زور سے اس کے کان کے پاس جا کر کہا حیدر علی۔

حیدر علی گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا اور بڑبڑاتا ہوا بولا کیا ہوا آپی کیا ہوا آپی کچھ نہیں مگر تم کس سوچ میں ڈوبے ہوئے ہو وہ آپی عالیہ۔

کیا ہوا عالیہ کو کچھ نہیں وہ چندہ آگے سے بولی کیا وہ وہ کر رہے ہو سیدھی طرح سے کہو ناں کہ عالیہ سے بات کرنی ہے تمہیں ہاں وہ میں کہنے ہی والا تھا اوئے جناب کروا دیتی ہوں بات ویسے بھی اب ہم اکھٹے ہی جا رہے ہیں سچ آپی۔ جی ہاں تھینک یو آپی۔

او کے اب جاؤ اور عالیہ سے کہ کہ تیار ہو کر جلدی باہر آجائے میں دادی اماں سے مل کر آتی ہوں چندہ دادی اماں سے ملنے کے لیے چلی گئی دادی اماں اسے بہت پیار کرنے لگی اور بولی۔ بیٹا اپنا خیال رکھنا اور کبھی ضرورت پڑے تو میں تمہیں اس درویش کا پتہ دے دوں گی وہ تمہاری مدد ضرور کریں گے ٹھیک ہے دادی اماں اچھا اب میں چلتی ہوں خدا حافظ۔

بیٹا خدا حافظ چندہ عالیہ اور حیدر علی تینوں چلے گئے

حیدر علی بہت خوش تھا اور ویسے بھی اب عالیہ اور حیدر علی کی دوستی ہوگئی تھی حیدر علی چندہ دادر عالیہ کو گھر چھوڑ کر اپنے کام لیے چلا گیا۔

چندہ گھر آ کر ساری بات اپنی آنٹی کو بتائی آنٹی سارہ یہ سب سن کر بہت گھبرائی کیونکہ وہ عالیہ اور ابوبکر سے زیادہ چندہ سے پیار کرتی تھی چندہ اپنی آنٹی کو تسلی دینے لگی کہ مجھے کچھ نہیں ہوگا ویسے بھی چندہ بہت نیک دل لڑکی تھی اور ہمیشہ سے ہی ہر کسی سے اچھا برتاؤ رکھتی تھی رات کو جب چندہ اپنے کمرے میں سونے کے لیے گئی تو اچانک اسے جنید کا خیال آیا کہ جنید نے ہمیں بچایا تھا اور مجھے اس کا شکریہ ادا کرنا چاہیے خیر صبح سب سے پہلے میں اس کا شکریہ ادا کروں گی پھر کوئی اور کام کروں گی کالج جاتے ہی وہ سب سے پہلے جنید کو تلاش کرنے لگی مگر وہ کہیں بھی اس کو دکھائی نہ دیا چھٹی کے وقت چندہ کی نظر جنید پر پڑی وہ شاید کسی کام میں مصروف تھا چندہ بھی جنید کے پاس چلی گئی اور سلام دعا کے بولی۔

تم نے اس دن ہماری جان بچائی مگر تم اتنی جلدی وہاں سے چلے بھی گئے مجھے شکریہ کہنے کا موقع ہی نہیں دیا یہ تو میرا فرض تھا سو میں نے کر دیا چندہ بولی جو بھی میں آپ کی بہت شکر گزار ہوں ایک دفعہ پھر آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں ٹھیک ہے چندہ جنید سے بولی۔

تم اتنی رات کو وہاں کیا کرنے گئے تھے تو جنید نے بڑے آرام سیکہا میں وہاں اپنے کسی دوست سے ملنے گیا تھا اور راستے میں آپ لوگوں کو مصیبت میں دیکھا تو مدد کیے بغیر رہ نہ سکا اف۔ اچھا خیر آج سے ہم دونوں دوست ہیں جنید چندہ کا منہ تکنے لگا ٹھیک ہے تو چلو ملاؤ ہاتھ۔

او کے فرنیڈ جی اب تو ہم دونوں دوست بن گئے ہیں ہاں اس طرح جیند اور چندہ کی دوستی ہوگئی اور بہت جلد یہ دوستی پیار میں بدل گئی ان دونوں کا پیار اتنا گہرا تھا کہ وہ دونوں بغیر بات کیے ایک دوسرے کی بات کو سمجھ لیتے تھے اور جب بھی چندہ کسی مصیبت میں ہوتی تو صرف دل سے جنید کو آواز دیتی اور جنید اس کے پاس حاضر ہو جاتا چندہ نے اپنے بارے میں سب کچھ جنید کو بتا دیا تھا مگر چندہ صرف جنید کے بارے میں اتنا ہی جانتی تھی کہ کچھ دیر پہلے جنید امریکہ سے آیا تھا اور اس سے زیادہ چندہ کچھ بھی نہیں جانتی تھی۔

❀❀❀

دوسری جانب پورن جادوگر چندہ کے انتظار میں تھا اور پورن جادوگر اب اتنا طاقتور ہوگیا تھا کہ وہ چندہ کو جادوئی شیشے میں دیکھ سکتا تھا اور آج اس پور جادوگر نے چندہ کو پہلی بار دیکھا تھا تو اسے دیکھتے ہی اس کا عاشق ہوگیا تھا مگر جب جادوگر چندہ کو جنید کے ساتھ دیکھا تو غصے سے آگ بگولہ ہوگیا پورن جادوگر چندہ پر اتنا فدہ ہوگیا کہ وہ اس سے شادی کرنے اور ہمیشہ کے لیے امر رہنے کا فیصلہ کر لیا پورن جادوگر اس رات پجاری جادوگر سے ملا بچاری جادوگر کی روح پورن جادوگر کے پاس ائی اور پوچھا کیا معاملہ ہے تو پورن جادوگر چندہ کے بارے میں اسے بتانے لگا کہ وہ اسے حاصل کرنا چاہتا ہے بچاری جادوگر پورن جادوگر سے بولا۔

اگر تم امیر بننا چاہتے ہو تو ایک ہی صورت ممکن ہے یا تو تم چندہ سے شادی کر لو اور وہ بھی چندہ کی مرضی سے اور دوسری بات یہ کہ تم تلوار کے ایک ہی وار سے چندہ کا سر قلم کر دو اور اس کے خون سے نہا کر تم ہمیشہ کے لیے جوان اور امیر ہو جاؤ گے اور ہاں سر قلم کرتے وقت چندہ کی نظر تم پر نہ پڑے ورنہ تم وہیں جل کد بھسم ہو جاؤ گے بچاری جادوگر ایک دھویں سے نمودار ہوا تھا اور اسی دھویں میں ہی غائب ہوگیا۔

پورن جادوگر نے شیوہ چڑیل کو حاضر کیا اور کہا جنید کو میرے سامنے حاضر کرو وہ میری نظروں میں کھٹکنے لگا ہے ۔جو حکم میرے آقا میں ابھی حاضر کرتی ہوں شیوہ چڑیل تھوڑی دیر بعد جنید کو لے کر حاضر ہوئی جنید دراصل تھا تو ایک عام انسان مگر اس وقت وہ پورن جادوگر کے قبضے میں تھا پورن جادوگر کا غلام تھا پورن جادوگر نے اس پر جادو کیا ہوا تھا اور اسے اپنا غلام بنایا ہوا تھا اور جو پورن جادوگر اسے کہتا تھا وہی کرتا تھا مگر دل پر تو کسی کا بس نہیں چلتا ناں وہ

بیچ میں چندہ سے پیار کرنے لگا تھا پورن جادوگر نے جنید کو حکم دیا تم کچھ کر کے چندہ کو شہر سے باہر لے آؤ دور کسی جنگل میں تو جنید سر جھکا کر بولا جو حکم آقا کا۔ اور ہاں سنو تم چندہ کے قریب اتنا مت ہو ورنہ میں تم کو جلا کر بھسم کر دوں گا۔ اور ساتھ ہی اس نے شیوہ چڑیل کو حکم دیا کہ وہ جنید کو واپس شہر چھوڑ آئے۔

شیوہ چڑیل جنید کو اپنے پروں پر بیٹھا کر لے جاتی ہے اور شہر سے کچھ دور ایک ویران راستے پر چھوڑ دیتی ہے جب وہ جنید کو نیچے اتارنے لگی تو اتفاق سے چندہ بھی وہاں پر تھی اور وہ جنید کو ایک خوفناک چڑیل کے ساتھ دیکھ کر ڈر سی گئی مگر اپنے ڈر کو پیچھے کر کے سارا ماجرہ دیکھنے لگی شیوہ چڑیل چیخ کر جنید کو کہہ رہی تھی یہ کام جلد از جلد ہو جانا چاہیے ورنہ سردار تمہیں نہیں چھوڑیں گے اچھا جلدی کروں گا اب تم جاؤ یہاں سے اچھا میں جاتی ہوں اور پھر وہ غائب ہو جاتی ہے۔

جنید سڑک پر چلنے لگا چندہ جنید کو پیچھے چلنے لگی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ سب کیا ماجرہ ہے اور جنید کو بھی خبر ہوگئی کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے جب اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پیچھے کوئی نہیں تھا کیونکہ چندہ جلدی سے چھپ گئی تھی وہ جانتی تھی کہ وہ ضرور مڑ کر دیکھے گا پھر جنید کو گھر کی طرف جاتا ہوا دیکھ کر وہ پیچھے مڑ گئی اور اپنے گھر چلی گئی صبح جب چندہ کالج آئی تو پتہ چلا کہ کالج کی ٹرپ جا رہی ہے چندہ بہت خوش ہوئی کیونکہ چندہ سیر کرنے کے موقعے تلاش کرتی رہتی تھی عالیہ بھی بہت خوش تھی چندہ حیدر علی کو کال کرنے لگی حیدر علی۔

ہیلو آپی کہاں ہو حیدر تم وہ آپی میں گھر پر ہوں کیوں کوئی کام ہے حیدر علی نے پوچھا۔ ہاں بہت ہی ضروری کام ہے جلدی سے آجاؤ او کے آپی میں ابھی آجاتا ہوں اور ہاں حیدر علی اپنے کپڑے بھی ساتھ لیتے آنا کیوں ۔مجھے وہاں رہنا ہے ہاں دو تین دن کا کام ہے تم جلدی سے آجاؤ اچھا آپ فون بند کریں گی تو میں آؤں گا ناں او کے خدا حافظ۔

پھر وہ سب ٹرپ پر جانے کی تیاری کرنے لگے شام کو حیدر علی کو ان کے گھر آنا تھا پھر سب نے مل کر جانا تھا ان سب باتوں کا عالیہ کو کچھ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ چندہ کیا کچھ کر رہی ہے وہ اپنی ہی تیاری میں لگی ہوئی تھی صبح ہوئی تو تو وہ دونوں تیار ہو کر کالج پہنچ گئیں اور وہاں موجودہ بس میں سب ہی سٹوڈنٹ بیٹھ گئے انہی لوگوں میں حیدر علی بھی تھ جو عالیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لیکن اس نے اپنا چہرہ اچھی طرح ڈھانپ رکھا تھا اور عالیہ بہت خاموش سی بیٹھی ہوئی انسے پتہ بھی نہ تھا کہ جس سیٹ پر وہ بیٹھی ہے ساتھ جو دوسرا بٹھا ہوا ہے وہ کون ہے کیونکہ وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پا رہی تھی چندہ نے اسے زبردستی وہاں عالیہ کے پاس بٹھا دیا تھا جبکہ چندہ جنید کے ساتھ بیٹھی ہوئی تھی عالیہ کے ساتھ بیٹھا ہوا لڑکا کبھی ادھر ہوتا اور کبھی ادھر ہوتا عالیہ کو بہت غصہ آتا وہ بار بار اسے گھورتی لیکن زبان سے کچھ نہ کہہ رہی تھی جب حیدر علی نے اپنے چہرے سے ٹوپی ہٹائی تو عالیہ اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

حیدر علی تم۔ وہ خوشی سے پاگل سی ہونے لگی وہ مسکرا دیا ہاں میں اور ساتھ ہی اس نے سوری کہا کہ میں نے تمہیں تنگ کیا تھا۔ لیکن تم یہاں کیسے۔ وہ حیرانگی سے بولی تو وہ بولا،۔

یہ سب چندہ آپ کی شرارت ہے اس نے ہی کہا تھا کہ عالیہ کو پتہ نہ چلے کہ میں بھی جا رہا ہوں۔ عالیہ کی بچی۔ وہ ڈانت پیستے ہوئے بولی لیکن دل میں خوشی سے لڈو پھوٹ رہے تھے ان کا سفر جنگل کی طرف جاری تھا جب ان کی بس جنگل کے آدھے حصے میں پہنچی تو بس خراب ہوگئی ایک طویل سفر کر کے وہ یہاں تک پہنچے تھے اندھیرا پھیلنے لگا تھا بس ٹھیک ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی سر نے فیصلہ کیا آج کی رات اسی جنگل میں ہی گزارنی پڑے گی یہ جنگل جنگلی جانوروں سے بھرا ہوا تھا ذرا سنبھل کر اور سب نے اکھٹے ہو کر ایک ہی جگہ پر رہنا ہوگا ادھر ادھر مت جانا۔

سر ہم سب مل کر ہی رہیں گے وہ سب سٹوڈنٹ بس سے نیچے اترا اپنا اپنا اتارنے لگے جنید کو پتہ تھا کہ وہاں شیوہ چڑیل اسے ملنے یہاں ضرور آئے گی اس لیے وہ ذرا دور

جانے کا سوچنے لگا چندہ نے مسلسل جنید پر نظر رکھی ہوئی تھی وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کیا کرنے والا ہے جنید اٹھ کر جنگل کی طرف ایک طرف چل دیا اور چندہ بھی اس کے پیچھے چلنے لگی اندھیر رات ہر طرف سناٹا اور دل ڈرا دینے والا اندھیرا چھایا ہوا تھا وہ دونوں چلتے ہوئے کافی آگے بڑھ گئے کہ جنگل میں یکدم طوفان آ گی چندہ کی خوف کے مارے منہ سے چیخ نکل گئی جنید نے جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو دوڑتا ہوا اس کی جانب آیا۔

جب جنید چندہ کے قریب آیا تو چندہ کے گلے میں جو تعویذ تھا اس سے ایسی روشنی نکل رہی تھی جو جنید برداشت نہ کرا اور وہ بے ہوش گیا اتنے میں چندہ کی چیخ کی آواز سن کر عالیہ اور حیدر علی بھی ان کی طرف بڑھنے لگے چندہ جنید کو ہوش میں لانے لگی کچھ ہی دیر میں طوفان تھم گیا کیونکہ وہ طوفان شیوہ چڑیل کی وجہ سے آیا تھا اور پھر یہ سب دیکھ کر شیوہ چڑیل واپس لوٹ گئی جنید ہوش میں آیا تو بہت ہی رویا چندہ نے اسے چپ کروایا اور پوچھا کیا بات ہے تم یوں رو کیوں رہے ہو۔

جنید بولا آج تمہاری وجہ سے میں ہوش میں آیا ہوں وہ پورن جادوگر نے مجھے اپنا غلام بنایا ہوا تھا عالیہ نے پوچھا تم اس جادوگر کے غلام کیسے بنے جنید بولا دراصل امریکہ سے نہیں آیا ہوں بلکہ مجھے پورن جادوگر نے یہاں بھیجا تھا میرے والد صاحب شیایان جو کہ بہت بڑا عالم تھا پھر ایک مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرتا تھا جادوگر جن چڑیلوں کو بہت جلد اپنے بس میں کر لیتا تھا ایک دن اچانک ایک گاؤں پریم نگر میں پورن جادوگر آ گیا ان دنوں وہاں پر میرے والد صاحب بھی گئے ہوئے تھے وہ ہر روز گاؤں کی ایک لڑکی کو اٹھا کر لے جاتا اور ان کی بلی چڑھا کر اپنی طاقت میں اضافہ کرتا تھا گاؤں والوں نے میرے ابو کے آگے التجا کی کہ ہماری مدد کریں ہم بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں یہ پورن جادوگر اس طرح ایک ایک کر کے ہمارے پورے گاؤں کو ختم کر دے گا پھر میرے ابا ان کی مدد کے لیے رضامند ہو گئے اس رات جادوگر نے سردار کی بیٹی مہک کو لے کر جاتا ہے مگر اس کے آنے سے پہلے شیایان یعنی میرے ابا ایک ایسا دائرہ کھینچ لیتے ہیں کہ جس کی طرف آتے بھی پورن جادوگر کا سارا جادو ختم ہو جائے ادھی رات کو جب وہ گاؤں کی طرف آیا سردار کی بیٹی کو لے جانے کے لیے تو وہاں دائرہ پر پاؤں رکھتے ہی اس جادوگر کی تمام طاقت ختم ہو گئی اور وہ ایک عام انسان بن کر رہ گیا اس کے بعد وہ میرے والد کو یہ کہہ کر کہ میں دوبارہ آؤں گا اور تمہیں برباد کر دوں گا وہاں سے چلا جاتا ہے گاؤں والے بہت خوش ہوئے۔

سردار نے اپنی بیٹی مہک کی شادی شایان سے کر دی اور شایان وہاں گاؤں میں اپنا چھوٹا سا گھر بنا کر رہنے لگا پھر پانچ سال بعد ایک دن پریم نگر میں اتنی زور کی اندھی آئی کہ سب لوگ ڈر گئے اور اس آندھی میں پورن جادوگر نمودار ہوا پورن جادوگر بہت طاقتور بن گیا تھا کہ میرے والد صاحب بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکے وہ میرے امی ابو کو مار کر مجھے اٹھا کر لے گیا اور پھر مجھ پر اس نے بہت ظلم کیے وہ مجھے مار دینا چاہتا تھا مگر پجاری جادوگر نے اسے بتایا کہ اس بچے یعنی مجھ میں اپنے والد کی طاقتیں موجود ہیں اس لیے تم اسے نہ مارو یہ تمہارے بہت کام آئے گا تم اس کو ساری زندگی اپنا غلام بنا کر رکھ لو اور اس بچے کے ذریعے تم وہ خزانہ بھی حاصل کر سکتے ہو پھر اس طرح پورن جادوگر نے مجھ سے بہت بڑے بڑے کام کروائے بے گناہ لوگوں کی جانیں لیں اور آج میں تمہاری وجہ سے اس پورن جادوگر کے چنگل سے آزاد ہو گیا ہوں اب میں اسے مار سکتا ہوں۔

نہیں جنید پہلے ہمیں اس درویش کے پاس جانا ہوگا جس نے ہمیں یہ تعویذ دیا تھا اور دادی اماں نے مجھے انکا پتہ بھی دیا ہے چلو وہ یہاں کہیں ہی رہتے ہیں سو دوسرے دن ان کی کالج بس چلی جاتی ہے اور وہ چاروں وہاں جنگل میں ہی رہ جاتے ہیں پھر وہ چاروں اس درویش کو ڈھونڈتے ہیں اور آخر کار دو دن بعد ان کو درویش بابا کو پتہ مل جاتا ہے اور وہ ان تک پہنچ جاتے ہیں اور جا کر ان کو ساری بات بتا دیتے ہیں درویش بابا نے ان کی تمام کہانی بہت غور سے سنی اور بولے۔

وہ خزانہ عام خزانہ نہیں ہے وہ طلسمی خزانہ ہے جسے پا کر پورن جادوگر امیر ہی نہیں بلکہ بہت طاقتور بن جائے گا کسی بھی صورت وہ خزانہ اس کے ہاتھ نہیں لگنا چاہیے ورنہ بہت نقصان ہوگا۔

مگر بابا جی ہم اس کا مقابلہ کیسے کر سکتے ہیں زیادہ تو نہیں مگر ہاں تھوڑی بہت آپ کی مدد کر سکتا ہوں سب سے پہلے آپ کو حویلی میں جا کر وہ طلسمی خزانہ حاصل کرنا ہے اور اس خزانے میں ایک طلسمی خنجر ہوگا اس خنجر سے تم لوگ پورن جادوگر کو مار سکتے ہو اور اگر پورن جادوگر مر گیا تو پجاری جادوگر خود بخود آپ لوگوں کے سامنے آ جائے گا اور اس کو مارنے کے لیے تم لوگوں کو اس خزانے میں سے ایک جادوئی تیزاب ملے گا جس سے تم لوگ پجاری جادوگر کو آسانی سے مار سکو گے۔

اور ہاں تم تینوں کو اس جادوگر سے بچنا ہے کیونکہ چندہ کو تو وہ مارے گا نہیں مگر تم تینوں کو وہ مار سکتا ہے یہ تین تعویذ میں تم تینوں کو دیتا ہوں اس کو گلے میں سے مت اتارنا جب تک آپ کے گلے میں رہیں گے وہ جادوگر تم لوگوں کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا اور یہ انگوٹھی اپنے ہاتھ میں پہن لو جنید یہ تمہارے بہت کام آئے گی کیونکہ اس کی وجہ سے تم لوگ جادوگر کو نظر نہیں آ سکو گے اور با آسانی ان کا مقابلہ کر سکو گے یہ تھوڑا سا بوتل میں دم کیا ہوا پانی ہے اگر یہ کسی چڑیل یا جن پر پھینکا جائے تو وہ وہی بھسم ہو جائے گا یہ بھی اپنے پاس رکھ لو اور اب جب تک تم اس خزانے تک نہیں پہنچ جاتے تب تک پورن جادوگر تمہیں نہیں ڈھونڈ پائے گا اس سے زیادہ میں تم لوگوں کی مدد نہیں کر سکتا ہوں اور ہاں جنید تمہارے پاس جو طاقتیں ہیں تم اب ان کا استعمال کر سکتے ہو پھر وہ چاروں بابا کو خدا حافظ کہتے ہوئے اپنی منزل کی طرف چل پڑے

❁ ❁ ❁

دوسری جانب پورن جادوگر بہت غصے میں تھا جب شیوہ چڑیل نے اسے بتایا کہ جنید پر سے آپ کا جادو اتر گیا ہے اور پورن جادوگر جادوئی شیشے میں بھی ان کو نہیں دیکھ پا رہا تھا پورن جادوگر شیوہ چڑیل کو حویلی میں بھیج دیتا ہے کہ ان تینوں کو مار دینا اور چندہ کو وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آنا وہ چاروں آخر اپنی منزل پر پہنچ ہی گئے اور حویلی میں آ کر سامنے ہی شیوہ چڑیل جب ان کو دیکھتی ہے تو ان پر حملہ کر دیتی ہے مگر جنید وہ بوتل والا پانی اس شیوہ چڑیل پر پھینک دیتا ہے جس سے وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے پھر وہ چاروں حویلی کے اس کونے میں جاتے ہیں جہاں پر خزانہ تھا۔

چندہ اس خزانے والے دروازے کو ہاتھ لگاتی ہے تو وہ کھل جاتا ہے پھر وہ چاروں اندر چلے جاتے ہیں اور اتنا خزانہ دیکھ کر سب ہی حیران ہو جاتے ہیں پھر وہ آگے بڑھتے ہیں تو عالیہ کی نظر خنجر پر پڑتی ہے جو کہ ایک مورتی کے سر کے اوپر لگا ہوتا ہے عالیہ سب کو بتاتی ہے مگر جنید ان کو بتاتا ہے کہ اس کو حاصل کرنا اتنا آسان نہیں ہے تم تینوں یہاں پر ہی رکو میں وہ خنجر لیکر آتا ہوں چندہ جنید سے بولی جنید ذرا سنبھل کر جانا کہیں تمہیں چوٹ نہ لگ جائے وہ بولا کچھ نہیں ہوگا اور پھر آگے کی طرف بڑھ گیا اس کے پاس سے تیر نکلنا شروع ہو جاتے ہیں وہ ان تیروں سے بچ جاتا ہے اس کے بعد وہ آگے کی طرف چل پڑتا ہے جہاں کھولتا ہوا پانی تھا جس کو پار کر کے اس مورتی تک پہنچنا تھا جنید ایک رسی لے کر مورتی کی طرف پھینک کر اسے گرانے لگا یہ کام مشکل تھا لیکن ناممکن نہ تھا وہ اس کام میں کامیاب ہو گیا مورتی گر گئی اور پھر اسے پکڑ کر وہ پانی پار کر لیتا ہے اور مورتی کے سر سے وہ خنجر اتار کر لے آتا ہے اب خنجر حاصل کرنے کے بعد ان کو وہ تیزاب حاصل کرنا تھا تیزاب ایک بہت بڑے پتھر کے اوپر بوتل میں ڈال کر رکھا ہوا ہے حیدر علی بولا۔

وہ تیزاب میں لے کر آتا ہوں جونہی وہ آگے بڑھا تو تین چار مردے نکل آئے وہ حیدر علی پر حملہ کرتے ہیں جب حیدر علی کامیاب نہیں ہوتا تو ان کو مارنے کے لیے تو وہ پانی ان پر پھینک دیتا ہے جس سے وہ چاروں مردے بھسم ہو جاتے ہیں اور یوں حیدر علی تیزاب حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے جب تیزاب وہ اس پتھر کے اوپر سے اٹھاتا ہے تو حویلی پوری لرزنے لگی وہ چاروں بھاگ

کر بڑی مشکل سے جان بچا کر باہر نکل آئے پورن جادوگر نے چندہ کو لانے کے لیے پہلے ہی ابر چڑیل کو وہاں بھیج دیا تھا جونہی اس کی نظر چندہ پر پڑی تو وہ فوراً اسے غائب کر کے لے گئی۔

چندہ کے یکدم غائب ہو جانے پر وہ تینوں ڈر سے گئے اور چندہ کو تلاش کرنے لگے مگر وہ ان کو کہیں بھی دکھائی نہ دی جنید نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اور آنکھیں بند کرنے کے بعد اس نے چندہ کو آواز دی چندہ اس وقت تم کہاں ہو تو پیچھے سے چندہ کی آواز آتی ہے مجھے پورن جادوگر نے پکڑ لیا ہے جنید اپنی آنکھیں کھول لیتا ہے حیدر علی اور عالیہ کو بتاتا ہے کہ چندہ کو پورن جادوگر اٹھا کر لے گیا ہے ہمیں وہاں جلد از جلد پہنچنا ہوگا ہاں جلدی کرو پورن جادوگر چندہ سے بولا۔

اب تم بچ نہیں سکتی تم نے میرے بغیر ہی خزانے تک جانا تھا کتنے سال میں نے انتظار کیا ہے اور تم نے کیا کیا اب تم یا تو مجھ سے شادی کر لو یا پھر مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ مجھے مرنا منظور ہے مگر میں تم سے ہرگز شادی نہیں کروں گی تم نے میرے سارے خاندان کو مار ڈالا ہے لالچ میں آ کر مگر تمہارا یہ امیر بننے کا خواب کبھی بھی پورا نہیں ہوگا اور تمہاری یہ لالچ تمہیں بہت مہنگی پڑے گی ابھی پورن جادوگر چندہ سے باتیں کر رہا تھا کہ امیر چڑیل پورن جادوگر کو آ کر بتاتی ہے۔

جنید اور اس کے دو ساتھی اس کو مارنے کے لیے آ رہے ہیں پورن جادوگر اسی وقت وہاں سے چندہ کو لے کر پہاڑ کے پیچھے ایک کالا جنگل تھا وہاں چلا جاتا ہے کالا جنگل ایک ایسا جنگل تھا جو کہ زہریلے جانوروں سے بھرا پڑا تھا وہ جنگل اتنا گھنا تھا کہ وہاں پر سورج کی روشنی تک نہیں پہنچ سکتی تھی اس لیے یہ جنگل کالا جنگل کے نام سے مشہور تھا وہاں ایک درخت کے ساتھ چندہ کو باندھ دیا گیا اور خود اپنی آرام گاہ میں چلا جاتا ہے ابھی جادوگر لیٹا ہوتا ہے کہ اچانک سے زمین پھٹنا شروع ہو جاتی ہے اور نیچے سے دھواں نکلنا شروع ہو جاتا ہے جادوگر ڈر جاتا ہے مگر جلدی ہی وہ دھواں ایک شکل اختیار کر لیتا ہے تم کون ہو میں سندس چڑیل ہوں اور مجھے پجاری جادوگر نے تمہارے پاس بھیجا ہے اور سندس چڑیل نے ہوا میں ہاتھ لہرایا اور ایک خنجر حاضر کیا اور کہا۔

یہ لو یہ پجاری جادوگر نے تمہارے لیے بھیجا ہے چندہ کو مارنے کے لیے اور ہاں اب تم جا کر اسے مار دو اور اس کے خون سے نہا لینا پھر تم ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤ گے مگر یہ کام تمہیں دھیان سے کرنا ہوگا ورنہ تم جانتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا پھر سندس چڑیل اسی دھواں میں گم ہو جاتی ہے اور زمین اپنی اصلی حالت میں آ جاتی ہے پورن جادوگر اپنی آرام گاہ سے نکل کر جنگل کی طرف چل پڑتا ہے دور سے ہی چندہ کو دیکھتا ہے تو وہ بے ہوش ہوتی ہے وہ بڑے آرام سے درکت کے پیچھے جا کر چھپ جاتا ہے۔

وہ تلوار چندہ پر چلانے کے لیے آگے بڑھتا ہے کہ اچانک سے ایک زوردار چیخ سنائی دیتی ہے جس سے چندہ جاگ جاتی ہے اور پورن جادوگر کو دیکھ لیتی ہے پورن جادوگر کو یہ پتہ تھا کہ یہاں پجاری جادوگر نے آنا ہے مگر وہاں اس کی جگہ جنید اور اس کے ساتھی تھے جب وہ پورن جادوگر کے پاس پہنچے تو پورن جادوگر کو نہ پا کر انہوں نے درویش سے رابطہ کیا تو درویش نے ان کو بتایا کہ وہ جادوگر چندہ کو کالا جنگل میں لے گیا ہے تم جلدی کرو اور وہاں پہنچ جاؤ جنید پھر اپنے جادو کا استعمال کرتے ہوئے کالا جنگل تک پہنچ جاتے ہیں اور وہ انگوٹھی جو درویش نے ان کو دی تھی وہ اس انگوٹھی کے ذریعے غائب تھے پورن جادوگر کو نظر نہیں آ رہے تھے جنید بڑے آرام سے پیچھے سے طلسمی خنجر نکال کر سیدھا پورن جادوگر کے سینے میں کھونپ دیتا ہے اور جس سے پورن جادوگر جل کر بھسم ہو جاتا ہے اس کے بھسم ہوتے ہی پجاری جادوگر حاضر ہو جاتا ہے پجاری جادوگر جلدی سے چندہ کو پکڑ لیتا ہے اور اس کو مارنے کے لیے آگے خنجر بڑھاتا ہے اور کہتا ہے جو بھی ہے جلدی سے سامنے آ جاؤ میں چندہ کو مار ڈالوں گا وہ گھبرا جاتے ہیں اور جلدی سے نمودار ہو جاتے ہیں پجاری جنید کو دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے اوہ تو تم ہو جنید ہاں میں

ہوں تم نے کیا سوچا کہ تم دونوں جتنا چاہو گے میرا استعمال کرو گے اور میں کبھی ہوش میں نہیں آؤں گا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بہت بڑا کرم کیا ہے اور مجھے سیدھا راستہ دکھلایا ہے اور اب تم مجھ سے نہیں بچ سکو گے پجاری جادوگر ایک زوردار قہقہہ لگاتا ہے اور کہتا ہے۔

تم مجھے نہیں مار سکتے جنید کے ساتھ پجاری جادوگر جب یہ باتیں کر رہا تھا تو حیدر علی چپکے سے پیچھے سے ایک زوردار دھکا پجاری کو دیتا ہے جس سے چندہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے اور حیدر علی چندہ کو پکڑ لیتا ہے جنید جلدی سے انگوٹھی ہاتھ میں ڈالتا ہے اور انگوٹھی ڈالتے ہی وہ چاروں غائب ہو جاتے ہیں اب پجاری جادوگر کو وہ چاروں نظر نہیں آ رہے تھے کہ اچانک سے پجاری جادوگر کے اوپر کچھ گرتا ہے اور وہ چیخنا چلانا شروع ہو جاتا ہے اتنے میں وہ چاروں بھی نمودار ہو جاتے ہیں اور وہ طلسمی تیزاب جنید کے ہاتھوں میں دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے اور اب جنید سارا طلسمی تیزاب پجاری جادوگر کے اوپر پھینک دیتا ہے جس سے بہت جلد ہی وہ جل کر بھسم ہو جاتا ہے اور اس طرح لالچی جادوگروں کی موت ہو جاتی ہے اور چندہ کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے۔۔

اس بہت بڑے کارنامے کے بعد حیدر علی بولا چلو اب گھر چلتے ہیں تو جواب میں جنید بولا نہیں تم تینوں جاؤ میں تمہارے ساتھ نہیں جا سکتا۔۔

وہ کیوں چندہ جلدی سے بولی۔ جنید بولا مجھے اپنی سزا کاٹنی ہے جو میں نے اتنے سال جرم کیا ہے مگر میں بہت جلد واپس آؤں گا تم میرا انتظار کرنا چندہ بولی میں تو تمہیں دل و جان سے چاہتی ہوں میں تمہیں کبھی بھی بھول نہیں سکتی۔

پھر وہ تینوں وہاں سے چلے جاتے ہیں گھر پہنچ کر سب کو یہ خوش خبری دیتے ہیں اور پھر تھوڑے عرصے بعد عالیہ اور حیدر کی شادی ہو جاتی ہے سب اپنی اپنی زندگی میں خوش تھے مگر چندہ کو ابھی بھی جنید کا انتظار تھا اس طرح دو سال گزر گئے دو سال بعد وہ ساری فیملی مری جاتی ہے وہاں جا کر سب اپنے اپنے کام میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ اچانک چندہ کے موبائل پر فون آیا اور اوپر جنید کا نام تھا اور وہی جنید کا نمبر کیوں کہ چندہ نے جنید کا نمبر اپنے موبائل سے ابھی تک نہیں مٹایا تھا وہ فون اٹھاتی ہے تو آگے سے جنید بولتا ہے۔

ہیلو چندہ کیسی ہو جنید تم۔ میں ٹھیک ہو تم کہاں ہو میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی ہوں کہ تم کب آؤ گے آگے سے جنید بولا۔

ذرا پیچھے مڑ کر دیکھو وہ پیچھے مڑ کر دیکھتی ہے تو جنید اس کے سامنے کھڑا ہوتا ہے جنید کو دیکھ کر چندہ کی خوشی کی انتہا نہیں ہوتی کہ جیسے اس کے بعد اس کو کچھ اور چاہیے ہی نہ تھا حیدر علی اور عالیہ بھی جنید کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور اس سے ملتے ہیں پھر کچھ دنوں بعد چندہ اور جنید کی شادی ہو جاتی ہے اور دونوں ہنسی خوشی زندگی گزارنے لگتے ہیں۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی امید ہے کہ آپ سب کو بہت پسند آئے گی میں نے یہ کہانی پہلی دفعہ لکھی ہے اگر کچھ بھول ہو گئی ہو تم بتا دینا۔ شکریہ۔

❀❀❀

انڈے

ایک پوسٹ ماسٹر کے بیٹے نے ایک آدمی سے پوچھا: ارے بھئی آپ رو کیوں رہے ہیں؟ رونے والے آدمی نے جواب دیا: میری مرغی مر گئی ہے۔ پوسٹ ماسٹر کے بیٹے نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا: کمال ہے میرا ایک دوست جو وکیل تھا مر گیا ہے اور میں نہیں رو رہا اور آپ مرغی کو رو رہے ہیں۔ دوسرے آدمی نے کہا: میری مرغی تو انڈے دیتی تھی، آپ کا دوست تو انڈے نہیں دیتا تھا؟

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی۔ کراچی

آئیے مسکرائیں

- ٹیچر: مجھے دس کیمیکل ایلیمنٹس کے نام بتاؤ؟ شاگرد: آکسیجن، کلورین، فلورین، نورین، امبرین، ثمرین، نسرین، آفرین، پروین اور یاسمین۔
- ایک آدمی پائلٹ سے ہیڈ فون چھین رہا تھا۔ پائلٹ: یہ کیا کر رہے ہو بے وقوف؟ آدمی: ٹکٹ ہم دیں اور گانے تم سنو، واہ بھئی واہ۔

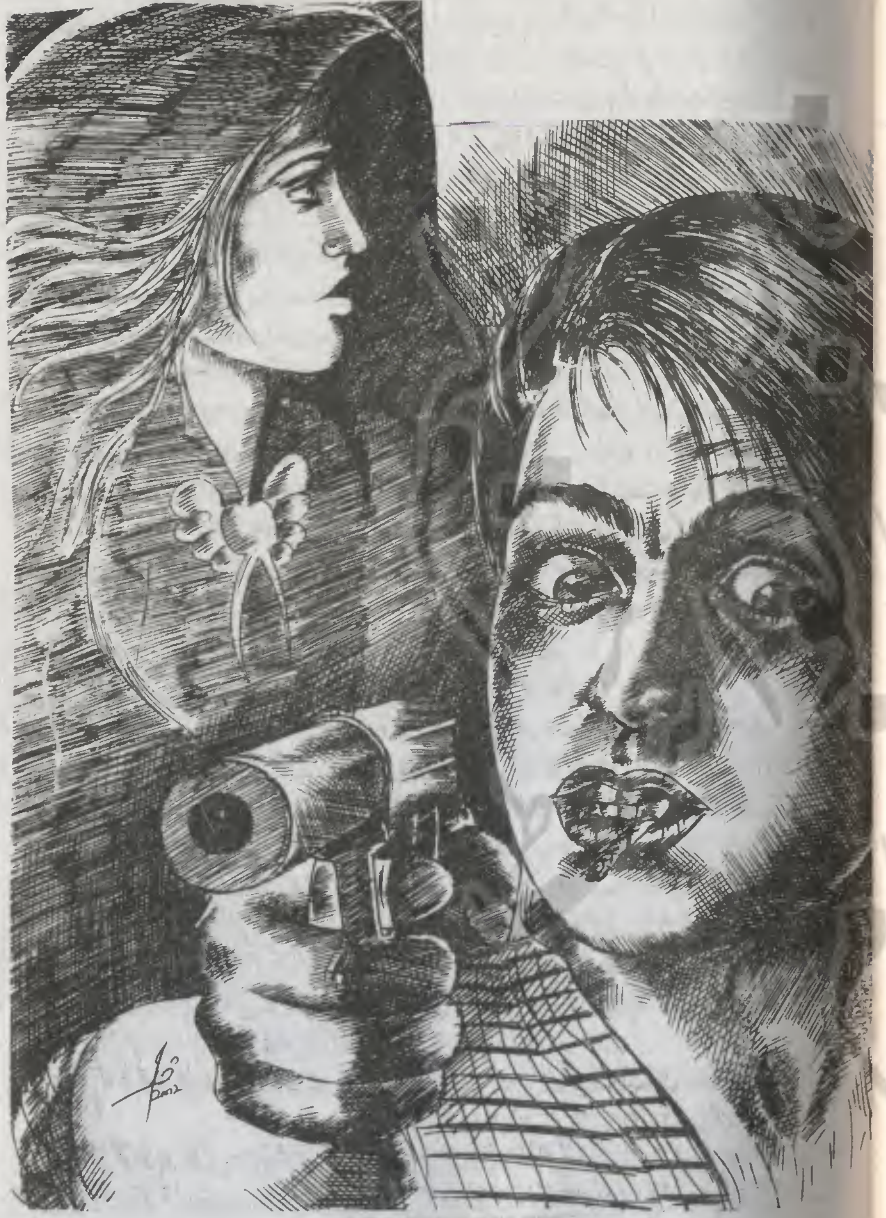

خونی حصار

تحریر: محمد سجاد زین ۔ کوٹ ادو

جلدی جلدی ... اس حصار کو چیر دو پیر صاحب نے مجھے کہا میں نے جلدی سے دونوں ہاتھ اوپر کر کے تلوار کو حصار پر دے مارا پھر تو منٹوں ہی میں وہ حصار آہستہ آہستہ اور بلند ہوتے گیا اور اتنا بلند ہو گیا کہ ہر طرف سے سمندر سے آنے والی آوازوں سے جیسے شور تھا عجیب سی تھی خون کی ہر طرف گرد ... سب کچھ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا پھر ایک بہت ہی خوفناک دھماکے سے وہ خونی حصار ختم ہو گیا اور یہ کیا تلوار بھی غائب ہونے لگی یہ ... پیر صاحب یہ تلوار ... میں نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا بیٹا یہ جس مقصد کے لیے تھی وہ مقصد پورا ہو گیا ہے اس لیے یہ تلوار ہم سے واپس لے لی گئی پیر صاحب نے مجھ کو بتایا ہا ہا ہا ... تم نے مجھے آزاد کر کے بہت بڑی غلطی کی ہے اب تو اپنی موت کا انتظار کر تو نے اپنی موت کو آواز دی ہے ... آزاد ہو چکی ہے مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں اگر میری موت تیرے ہاتھوں سے ہے تو مجھے ... نہیں بچا سکتا ... میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی پیر صاحب یہ بول ہی رہے تھے کہ ... تک پہنچتے ان سب چیزیں ہونے لگی آہستہ آہستہ وہ ... غائب ہو گئی ... پیر صاحب نے ... میں نے اسے چند دنوں کے لیے قید کر دیا ہے جب تک ... اس شیطان ... قید میں ہی رہے گا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

موت ایک اٹل حقیقت ہے اس سے آج تک کوئی بھی نہیں بچ سکا ہے کوئی کہیں بھی جا کر رہے موت اس کو اپنے دامن میں لپیٹ لیتی ہے چاہے وہ پاتال میں چھپ جائے یا آسمانوں میں گم ہو جائے موت کو کوئی بھی نہیں جھٹلا سکتا موت آنے کے بعد مختلف عقیدوں کے مطابق انسان کو قبرستانوں شمشان گھاٹوں یا اور کئی طریقوں سے اس کو ٹھکانے لگایا جاتا ہے۔

یہ دونوں جگہیں بہت ہی خوفناک اور ڈراونی بھیانک ہیں جہاں شہر میں رونقیں ہیں وہاں ایک طرف ویرانیاں ہیں دہلی شہر بھی ایسے ہی ہے اس کے کچھ مقامات دلنشین اور کچھ بہت ہی بھیانک ہیں یہ ویرانیاں قبرستانوں اور شمشان گھاٹوں کی وجہ سے ہیں جن میں بہت ہی خوفناک اور بھیانک راز چھپے ہیں۔

دہلی شہر سے تھوڑا دور ایک شمشان گھاٹ ہے جس کے قریب ایک بھیانک قبرستان ہے جہاں پر ویرانیوں کا راج ہے اور چاروں طرف موت کی آوازیں ہیں یہ قبرستان پچھلے کئی سالوں سے ویران ہے یہاں پر انسانوں کا آنا جانا بہت کم ہوتا ہے۔

توقیر آج بہت خوش تھا جیسے وہ کسی قید سے آزاد ہوا ہو آج توقیر اپنے شہر دہلی آ رہا تھا وہ تعلیم کے لیے دہلی گیا تھا اب وہ ممبئی شہر سے بس میں سوار ہوا تو قیر خوشی سے بس میں ہی گنگنا رہا تھا وہ اپنی بچپن کی یادوں میں گم تھا اور اپنی مستی میں نجانے کون سی سوچوں میں مصروف تھا۔

اچانک دھماکے کی آواز سے بس کا ایک ٹائر بس سے جدا ہو گیا ڈرائیور نے بہت ہی مشکل سے بس کو

کنٹرول کیا اور ایک سائڈ پر بہت مشکل سے روک دیا مسافروں کو تھوڑی بہت چوٹیں آئیں مگر کوئی جانی نقصان نہ ہوا سب ہی خیریت سے بچ گئے،

توقیر بس سے اتر چکا تھا کیونکہ ڈرائیور نے سب کو باہر آنے کے لیے کہا تھا بھائی صاحب کیا ہمیں یہاں سے کوئی سواری مل جائے گی جو ہمیں رات ہونے سے پہلے ہی دہلی پہنچا دے ایک بوڑھے مسافر نے بس ڈرائیور سے پوچھا۔

نہیں صاحب اب کوئی بس ادھر نہیں آئے گی ایک بس جو شائید رات کو بارہ بجے کے بعد یہاں سے گزرتی ہے وہ شائد آپ لوگوں میں سے کچھ کو جگہ دے دے ڈرائیور نے ٹائر والی جگہ کا مشاہدہ کرتے ہوئے کہا توقیر جوان بیگ کندھے پر لٹکا کر اپنی منزل کی طرف روان تھا وہ شاید بہت ہی جلدی سے رات ہونے سے پہلے ہی گھر پہنچ جانا چاہتا تھا اس لیے وہ کسی دوسری بس کا انتظار کئے بغیر ہی اپنے شہر کی طرف چل پڑا کیونکہ اس جگہ سے دہلی تک کا فاصلہ صرف پانچ کلومیٹر کا تھا اور وہ خود کو جانتا تھا کہ وہ رات ہونے سے پہلے ہی اپنے شہر پہنچ جائے گا۔

سورج غروب ہو چکا تھا اور شام کے سائے ڈھلنے لگے تھے اور رات اپنا پہرہ جمانے لگی مگر توقیر بدستور چلے ہی جا رہا تھا۔ بغیر کسی خوف و ڈر کیو وہ اپنی منزل کی طرف رواں تھا رات کی تاریکی مکمل ہی پھیل چکی تھی اور ستارے آسمان پر ٹمٹمانے لگے چاند بھی اپنی دھیمی مدہم روشنی سے سایہ کئے ہوئے تھا۔ توقیر کو کچھ دور کسی چیز کے آثار دکھائی دئیے شاید وہ کوئی گھر ہے جہاں چراغ کی مدہم سی روشنی تھی مگر جب توقیر قریب پہنچا تو وہ ایک قبرستان تھا جس میں ایک طرف چھوٹا سا کمرہ بنا ہوا تھا اور وہ چراغ کی مدہم روشنی وہیں سے آرہی تھی توقیر کا خیال تھا کہ شاید یہاں کوئی گورکن رہتا ہوگا۔

وہ قبرستان کے قریب آچکا تھا وہ جیسے ہی گیٹ کے قریب پہنچا تو اسے ایک ہلکا سا جھٹکا لگا اب تو وہ خود بخود اندر ہی چلا جا رہا تھا اس کا صرف اور صرف دماغ کام کر رہا تھا جبکہ جسم اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا وہ خود کو ایسے محسوس کر رہا تھا جیسے خلا میں کوئی بھاری چیز خود بخود ہی اڑی جا رہی ہو وہ تھوڑی دیر تک اسی حالت میں رہا مگر چند منٹ بعد وہ بالکل ٹھیک ہو گیا پہلے کی طرح اسے ایک خیال آیا کہ وہ گورکن سے ملے تا کہ اس سے آگے کے سفر کے بارے میں جان سکے۔

وہ چلتے ہوئے اس کمرے میں داخل ہوا تو وہاں عجیب سی جلنے والی بدبو تھی جیسے کسی جانور کو زندہ جلا دیا گیا ہو وہ جلدی سے باہر آیا کیونکہ کمرے میں بدبو کے سوا کچھ نہ تھا اور فرش پر ایک عجیب سے سامان کا ڈھیر لگا ہوا تھا جسے وہ غور سے نہ دیکھ سکا وہ انہی خیالوں میں تھا کہ کوئی چیز کی آواز اسے سنائی دی وہ خوشی سے قبرستان کے گیٹ سے باہر نکلا کیونکہ وہ چیز بس تھی جو دہلی کی طرف جا رہی تھی شاید رات کے بارہ بج چکے تھے اس نے ہاتھ کے اشارے سے بس کو روکا تو بس تھوڑی دور قبرستان کے گیٹ کے قریب جا کے رک گئی۔

توقیر بھاگ کر بس کی طرف آیا مگر یہ کیا۔۔ جیسے ہی اس نے بس پر پاؤں رکھا وہ تھوڑا سا آگے کھسک کر گیٹ کیا ور قریب ہوگئی اور یکدم تیز رفتاری سے قبرستان کا گیٹ توڑتی ہوئی قبرستان میں داخل ہوگئی توقیر یہ سب حیرت سے دیکھ رہا تھا کیونکہ بس کا ڈرائیور اور دوسرے مسافر اپنی اپنی سیٹوں پر بے ہوش پڑے تھے توقیر بس کی طرف جانے لگا تو گیٹ کے قریب پہنچنے پر اسے پھر وہی جھٹکا لگا جو اسے پہلے بھی لگ چکا تھا مگر گیٹ پار کرنے کے بعد وہ سب ختم ہو گیا۔

پھر اسے جیسے ہی ہوش آیا وہ بھاگ کر جلدی سے بس کے دروازے کے قریب گیا مگر لاکھ کوشش کے باوجود بھی وہ دروازہ نہ کھول سکا اس طرح وہ بہت ہی دیر تک اپنی ناکام کوشش میں لگا رہا تو قریب

اب بالکل ہی تھک چکا تھا اور تھاوٹ کیوجہ سے وہ بالکل نڈھال ہو کر ایک طرف گر گیا اور بے بسی سے بس کو دیکھنے لگا جس میں معصوم لوگ خود سے بیگانے ہو کر بے ہوش پڑے تھے اب انہیں کیا پتہ تھا کہ ان کی زندگی کی آخری رات ہو گیا چانک ہی توقیر کا دماغ ماؤف ہونے لگا اور وہ وہیں بے ہوش ہو گیا اس کا بیگ اس کے ساتھ ہی پڑا ہوا تھا۔

صبح ہو چکی تھی اور سورج بھی نکل آیا تھا گرمی کی شدت بڑھ جانے کیوجہ سے توقیر کے جسم کو گرمی محسوس ہوئی جس کی وجہ سے اسے آہستہ آہستہ ہوش آنے لگا تھوڑی دیر تک وہ یونہی پڑا رہا پھر جیسے ہی اسے مکمل ہوش آیا تو اسے بے چارے کو پھر سے بے ہوش ہونا پڑا کیونکہ اس نے منظر ہی ایسا دیکھا تھا اب وہاں نہ کوئی بس تھی اور نہ ہی مسافر بلکہ وہاں پر ایک جگہ بہت سے ڈھانچے پڑے ہوئے تھے جن کے جسموں پر تھوڑا بہت گوشت تھا اور اس کی بدبو بہت ہی تیز تھی۔

❀❀❀

امی جان ابھی تک بھائی جان نہیں آئے وہ تو رات کو ہی پہنچنے والے تھے میں نے ان کے لیے کیا کیا چیزیں تیار کر رکھیں تھیں ہادیہ جو توقیر کا انتظار بڑی ہی شدت سے کر رہی تھی توقیر کی ایک بہن اور ایک چھوٹا بھائی تھا شاہین جو ابھی پانچویں کلاس میں تھا جبکہ ہادیہ ایف اے کے پیپر دے چکی تھی اور تعلیم کو خیرآباد کہہ کر گھر بیٹھی ہوئی تھی اپنے بڑے بھائی توقیر جو ممبئی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد گھر آرہا تھا اس کے بارے میں اپنی ماں نازیہ بیگم سے پوچھ رہی تھی بیٹا تمہارے ابو اور چچا گئے ہیں توقیر کو دیکھنے کے لیے شاید راستے میں کہیں پھنس گیا ہوگا کوئی اور مسئلہ بھی ہو سکتا ہے اللہ خیر کرے گا نازیہ بیگم نے ہادیہ کو صبر کرتے ہوئے کہا۔

لیکن امی جان وہ رات ہی گھر پہنچ جاتے ناں ہادیہ نے پھر پوچھا۔ بیٹا اب ہمیں کیا پتہ کہ اس کے ساتھ کیا مسئلہ درپیش آیا ہے جو اتنی دیر تک نہیں آیا تمہارے ابو گئے تو ہیں پتہ چل جائے گا بیٹا نازیہ بیگم نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور اب کی بار ہادیہ چپ ہو چکی تھی۔

❀❀❀

توقیر کو بدبو کی وجہ سے کوئی ہوش نہیں رہا تھا وہ دنیا ومافیہ سے بے بیگانہ ہو کر وہیں قبرستان کے گیٹ کے پاس بے ہوش پڑا تھا وہ دیکھو بھائی جان کوئی جسم ادھر قبرستان کے گیٹ کے قریب موجود ہے شاید توقیر کا ہو وارث جو توقیر کا باپ اور فیصل جو اس کا چچا تھا اسنے وارث کو کو بتاتے ہوئے کہا دونوں اس جسم کے قریب پہنچے تو بدبو کیوجہ سے ان کو اپنی ناک بند کرنی پڑی انہوں نے جلدی سے توقیر کو اٹھایا او اس جگہ سے دور لے گئے اب وہ قبرستان سے تھوڑی دور ایک درخت کے نیچے بیٹھے کسی سواری کا انتظار کر رہے تھے تھوڑی دیر تک انتظار کرنے کے بعد ان کو دور سے ایک بس آتی ہوئی دکھائی دی پھر وہ توقیر کو لے کر بس سے اپنے گھر پہنچ گئے۔

❀❀❀

نازیہ بیگم اور ہادیہ کچن میں کام میں مصروف تھیں جبکہ شاہین سکول کا کام کر رہا تھا ایسے میں دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھو بیٹا باہر کون آیا ہے نازیہ بیگم نے شاہین کو آواز دے کر کہا شاہین بھاگ کر باہر گیا اور دروازہ کھول دیا تو سامنے ابو اور چچا کو دیکھ کر حیران رہ گیا کیونکہ انکے ساتھ اس کا بڑا بھائی توقیر بے ہوشی کی حالت میں تھا ابو جان توقیر بھائی کو کیا ہوا ہے یہ آپ کو اس حالت میں کہاں سے ملے ہیں۔ یہ ہادیہ تھی جو دوڑ کر آئی تھی اپنے ابو کو دیکھ کر۔ بیٹا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے اللہ پاک نے حفاظت کی ہے ہمارے بیٹے کی وراث نے ہادیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ پھر توقیر کو ایک کمرے میں بیڈ پر لٹا دیا گیا مجھے لگتا ہے یہ قبرستان کے ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوگا یا پھر بدبو کی وجہ سے فیصل نے وارث کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

ہاں تم ٹھیک کہتے ہو مجھے بھی ایسے ہی لگتا ہے وارث نے فیصل کی تائید کرتے ہوئے کہا فیصل تم ایک اور کام کرو جلدی سے ڈاکٹر کو بلا لاؤ مجھے لگتا ہے توقیر رات ہی سے

بے ہوش ہے ابھی تک تم جلدی جاؤ ورنہ کوئی اور مسئلہ نہ بن جائے وارث نے فیصل کو ڈاکٹر کے پاس بھیج دیا۔

اچھا بھائی جان جاتا ہوں فیصل وہاں سے چل پڑا۔ تھوڑی دیر بعد توقیر کے پاس ڈاکٹر موجود تھا توقیر کو ڈاکٹر نے چیک کیا اور وارث کی طرف دیکھ کر کہا۔

پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے یہ بالکل ٹھیک ہے بس ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہے شام تک انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا میں نے پاور کا انجکشن لگا دیا ہے آپ بے فکر ہو جائیں۔ ڈاکٹر نے وارث کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

مہربانی ڈاکٹر صاحب اآپ کا بہت بہت شکریہ وارث نے ڈاکٹر کا شکریہ ادا کیا کوئی بات نہیں وارث صاحب یہ کہہ کر ڈاکٹر گھر سے جا چکا تھا۔ پھر سب گھر والے توقیر کے پاس موجود تھے اس کی دیکھ بھال کے لیے اور اس کے ہوش آنے کے۔

❁❁❁

توقیر کو ہلکا ہلکا ہوش آنے لگا جب اس نے اپنی آنکھ کھولی تو خود کو ایک کمرے میں پا کر حیران رہ گیا اچانک اس کی نظر سامنے دیوار پر پڑ گئی جہاں پر اس کی بچپن کی تصویر تھی توقیر کو جیسے سب سمجھ آ گئی ہو وہ اس کا اپنا ہی گھر تھا اپنا ہی کمرہ تھا وہ اپنے گھر میں موجود تھا اس کی سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہاں کیسے پہنچا ہے پھر یکدم اس کو قبرستان کا خیال آیا۔

اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کتنی بدبو اور کتنے عجیب ڈھانچے تھے وہاں پر جن پر کچھ ڈھانچوں پر گوشت تھا اور کچھ کی تو ساری ہڈیاں کی ہڈیاں تھیں اور وہ کتنا بڑا ڈھیر تھا ڈھانچوں کا اور پھر بس پتہ نہیں کہاں گم ہوئی تھی اور اس میں موجود مسافر کہاں ہوں گے یہ سب پریشانی سے سوچ رہا تھا وہ ابھی انہی خیالوں میں گم تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور سامنے اس کی ماں تھی۔

ہوش آ گیا مرے لعل کو کیا ہوا تھا میرے بچے تجھ کو نازیہ بیگم نے بڑی بے تابی سے قریب آ کر توقیر کی پیشانی کو چوم کر کہا۔

کچھ نہیں امی جان بس ذرا قبرستان سے ڈر کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا تھا توقیر نے اصل بات کو چھپاتے ہوئے کہا اور اپنی ماں کے گلے سے لگ گیا۔ پھر بادیہ بھی وہاں آ گئی اس نے بھی یہی پوچھا کہ توقیر بھائی آپ کہاں گم ہو گئے تھے میں نے پتہ ہے آپ کے لیے کیا کیا چیزیں تیار کر رکھی تھیں پھر ابو جان اور چچا فیصل بھی آ گئے سب نے اپنے اپنے کئی سوال پوچھے توقیر سے مجبوراً توقیر کو ایک ہی جواب دینا پڑا سب کو اگر وہ سب سچ بتاتا تو کوئی اس کا یقین نہ کرتا۔ اس لیے اس نے کوئی بات نہ کی بس چپ ہو گیا پھر شام کو کھانا کھانے کے بعد توقیر گھر سے نکلا باہر آیا تو سب محلے دار ملنے لگے سب سے سلام دعا ہوئی مغرب کی آذانیں ہونے لگیں تو توقیر گھر واپس آنے لگا کہ راستے میں اس کو اپنے بچپن کے تین چار ساتھی مل جاتے ہیں جو پھر باتیں کرتے ہوئے مسجد کی طرف جاتے ہیں نماز کے لیے نماز سے فارغ ہو کر توقیر سب کو الوداع کہہ کر اپنے گھر آ گیا رات کا کھانا سب نے مل کر کھایا پھر توقیر کی اپنے ابو سے گپ شپ ہونے لگی ٹائم کا پتہ نہ چلا اور عشا کی آذانیں ہونے لگیں پھر دونوں باپ بیٹے مسجد گئے نماز ادا کی نماز پڑھنے کے بعد اامام مسجد سے سلام دعا ہوئی پھر وہیں کچھ دیر مسجد میں بیٹھے رہے جب مسجد خالی ہوئی تو دراث نے توقیر سے پوچھا۔

بیٹا مجھے لگتا ہے کہ تم مجھ سے کچھ چھپا رہے ہو قبرستان کے معاملے میں ڈر کی وجہ سے کوئی بھی اتنا بے ہوش نہیں ہوتا جتنا تم ہوئے ہو بیٹا صحیح صحیح بتاؤ وہاں تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا وارث نے اپنا ہاتھ توقیر کے ہاتھ پر رکھتے ہوئے کہا پھر مجبوراً توقریر کو سب ہی سچ بتانا پڑا اپنے ابو کو۔

ابو مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ بس اور اس میں موجود مسافر کہاں غائب ہو گئے تھے توقیر نے حیرانگی سے اپنے ابو سے پوچھا۔ بیٹا میں تمہیں کل ایک پیر صاحب کے پاس لے جاؤں گا وہ تمہیں اس بارے میں سب بتا دیں گے وہ بہت علم والے ہیں میں ان کو اچھی طرح سے جانتا ہوں وہ اس کا کوئی نہ کوئی حل ضرور نکالیں گے۔

ٹھیک ہے ابو جان ہم کل صبح ہی چلیں گے ان کے پاس توقیر نے کہا ضرور بیٹا میں تمہیں ایسے نیک کام کے لیے کبھی نہیں روکوں گا کیا پتہ کہ تمہاری وجہ سے کوئی اس مسئلہ سے بچ جائے یہ کہتے ہوئے وارث وہاں سے کھڑے ہوئے اور پھر دونوں گھر آ گئے۔

رات یونہی گزر گئی پتہ بھی نہ چلا صبح کی نماز پڑھ کر وارث توقیر کو لیے پیر صاحب کے پاس پہنچ چکے تھے پیر صاحب ایک بزرگ کی بات سن رہے تھے ان سے فارغ ہوئے تو وارث کا نمبر تھا کیونکہ اس وقت دربار میں اور کوئی نہ تھا۔ آؤ بیٹا۔ بیٹھو کیا بات ہے کیوں پریشان ہو تم لوگ پیر صاحب نے توقیر اور وارث صاحب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ دونوں بیٹھ گئے پھر توقیر نے پیر صاحب کو سب واقعہ سچ سچ بیان کر دیا۔ پیر صاحب یہ سن کر چند لمحوں کے لیے اپنی آنکھیں بند کر دیں کافی دیر بعد آنکھیں کھولیں تو کافی پریشان تھے۔

بیٹا وہ ایک بے چین روح ہے جو بہت ہی طاقتور ہے وہ ایک ہندو نوجوان تھا جسے صف پیار کرنے کے جرم میں بڑی دردناک موت ملی اس کی روح بھٹکنے لگی تھی اور انتقام کی آگ میں جلنے لگی تھی اسی دوران اسے ایک شیطان کا پجاری ملا جس نے اس کو بہت طاقت دی اور اسے بہت ہی خطرناک بنا دیا اس نے روح کو ایک چلہ مکمل کرنے کو کہا کہ اگر وہ چار سو عورتوں اور بچوں کا خون جمع کر کے چلے کی آخری رات اس پر چالیس دن کا عمل کر کے اس کو پی جائے جس سے وہ ساری زندگی کے لیے زندہ ہو جائے گی اس کے بعد اسے کوئی بھی نہیں مار سکے گا کوئی بھی نہیں پھر ہر سمت ہی تباہی ہی تباہی ہو گی پھر وہ اپنا بدلہ لے گی۔ پھر اسے پجاری نے ایک قبرستان میں قید کر دیا پھر اس روح نے اپنی طاقتوں سے قبرستان کے گیٹ کے قریب ایک حصار کھینچا جو سوالوؤں کے خون سے کھینچا گیا تھا اور جو بھی اس حصار میں ایک بار چلا جائے وہ زندہ واپس نہیں آ سکتا لیکن توقیر بیٹا تم خوش قسمت ہو کہ وہاں سے زندہ بچ آئے اس حصار کا اثر مغرب کے بعد ہوتا ہے اس سے پہلے وہاں کچھ نہیں ہوتا اب صرف تم ہی اس روح کو ختم کر سکتے ہو بیٹا کیونکہ اس شیطان پجاری کی آخری بات یہی تھی کہ تمہیں زوال صرف ایک صورت میں آ سکتا ہے کہ جب کوئی انسان تیرے حصار میں آئے اور پھر صحیح سلامت واپس لوٹ جائے اس کے ہاتھوں میں تمہارا خاتمہ ہو سکتا ہے۔

دیکھو بیٹا اب تمہیں اسے مار سکتے ہو پیر صاحب نے اسے کہا لیکن مجھے اسے مارنے کے لیے کیا کرنا پڑے گا وہ مجھے کہاں ملے گا توقیر نے پیر صاحب کو کہا بیٹا اس وقت وہ تمہیں ختم کرنے کے چکر میں ہے لیکن تمہارے پاس ایسی طاقت ہے جس کی وجہ سے وہ تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی کیونکہ تم خونی حصار سے زندہ واپس آ گئے ہو پیر صاحب نے اپنی بات ختم کرتے ہوئے کہا مگر پیر صاحب میں اسے کیسے مار سکتا ہوں توقیر نے فکرمندانہ انداز میں کہا بیٹا یہ سب میں تمہیں صحیح بتاؤں گا آج رات کو خاص عمل کرنا پڑے گا تم صبح کی نماز کے بعد فوراً بعد آ جانا میرے پاس۔

اچھا پیر صاحب کہتے ہوئے وہ وہاں سے چل پڑے اور وہ رات یونہی گزر گئی اگلی صبح وہ پیر صاحب کے پاس تھا اس بار وارث صاحب ساتھ نہیں آئے تھے سلام دعا کے بعد پیر صاحب نے گفتگو کا آغاز کیا بیٹا اسے مارنے کے لیے ہمیں سب سے پہلے اس خونی حصار کو ختم کرنا ہو گا تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور پھر میں اسے قید کر سکوں۔ پھر اس کو مارنے کے لیے بیٹا شیطان پجاری کی لاش کو ڈھونڈنا ہو گا جو ہمیں شمشان گھاٹ سے ملے گی اس کی روح کی جان اس شیطان پجاری کی ریڑھ کی ہڈی میں ہے جیسے ہی ہم وہ ہڈی توڑیں گے وہ خود بخود جل کر راکھ ہو جائے گی اس روح کا چالیس دن کا چلہ شروع ہو چکا تھا ہمارے پاس چالیس دن ہیں آپ فکر نہ کریں پیر صاحب خدا ہمارا ساتھ ضرور دے گا بس آپ ہمیں بتاتے جائیں تاکہ ہم بے گناہ لوگوں کے قتل کا بدلہ لے سکیں اور انکی روحوں کو سکون دے سکوں۔

ٹھیک ہے بیٹا لیکن ابھی جلدی چلو تاکہ ہم مغرب سے پہلے پہلے اس حصار کو ختم کر سکیں پیر صاحب نے اٹھتے ہوئے کہا پھر توقیر کو پیر صاحب نے ایک تعویذ دیا اور ایک

شیشہ دیا بیٹا یہ تعویذ تمہیں ہر بری روح سے بچائے گا اور یہ طلسمی شیشہ ہے جو کسی بھی روح بھوت یا چڑیل کو دکھاؤ گے وہ خود بخود جل کر راکھ ہوجائے گی پھر دونوں جلدی سے وہاں قبرستان کے گیٹ کے قریب پہنچے مگران کو کوئی حصار نظر نہ آیا۔

پیر صاحب یہاں تو کوئی حصار نہیں ہے اگر ہوگا بھی سہی تو آپ اسے کیسے ختم کرسکیں گے توقیر نے ادھر ادھر حصار کو ڈھونڈتے ہوئے کہا دوسری طرف پیر صاحب نے آنکھیں بند کیں اور دوبارہ کھولیں۔

بیٹا اس حصار کو ختم کرنے کا ایک خاص وقت ہے جس وقت یہ ظاہر ہوتا ہے مغرب سے صرف چند لمحے پہلے وہ نمودار ہوتا ہے اسی وقت اسے ختم کیا جاسکتا ہے میں اس وقت تک ایک خاص عمل کرکے ایک تلوار حاصل کرسکوں جس سے اس خونی حصار کو توڑا جاسکتا ہے پیر صاحب نے اتنا بتایا۔

ٹھیک ہے جب تک میں آپ کا یہیں انتظار کرتا ہوں آپ اپنا عمل کریں پھر کچھ توقف کے بعد پیر صاحب غائب ہوگئے تھے اور میں وہیں بیٹھ گیا ان کا انتظار کرنے کے لیے دن ڈھل گیا مگر پیر صاحب نہ آئے میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک خوفناک آواز آئی جو بہت ہی تیز اور ڈراؤنی تھی جس کی وجہ سے مجھے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھنا پڑا وہ شاید حصار کے نمودار ہونے کی آواز تھی یکدم ہی گیٹ کے کچھ فاصلے پر ایک خون لہرا ابھری اور اک گول حصار کی شکل اختیار کرگئی اور تین فٹ تک اس خون کی دیوار بن گئی شاید یہ حصار تھا جو ظاہر ہوچکا تھا مگر پیر صاحب نہ آئے بڑے ہی انتظار کے بعد وہ اچانک ہی نمودار ہوئے اور ان کے ہاتھوں میں ایک سنہری تلوار تھی جس کو میری طرف بڑھایا گیا جیسے ہی تلوار میرے ہاتھوں میں آئی تو عجیب سی طاقت میرے اندر سمانے لگی اور میں خود کو پاور مین سمجھنے لگا۔

جلدی بیٹا۔۔اس حصار کو چیر دو پیر صاحب نے مجھے کہا میں نے جلدی سے دونون ہاتھ اوپر کرکے تلوار کو حصار پر دے مارا پھر تو ماحول ہی بدل گیا حصار آہستہ آہستہ اور بلند ہونے لگا اور اتنا بلند ہوگیا کہ ہر طرف سے سمندر سے آنے والی آوازوں کے جیسا شور تھا عجیب ہی لہر تھی خون کی ہر طرف مگر دوسرے وار سے سب کچھ آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا پھر ایک بہت ہی خوفناک دھماکے کیساتھ ہی وہ خونی حصار ختم ہوگیا اور یہ کیا تلوار بھی غائب ہوگئی علی کے ہاتھوں سے۔

پیر صاحب یہ تلوار۔۔علی نے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا بیٹا یہ جس مقصد کے لیے تھی وہ مقصد پورا ہوگیا ہے اس لیے یہ تلوار ہم سے واپس لے لی گئی پیر صاحب نے علی کو بتایا۔۔ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔او بڈے تم نے مجھے آزاد کرکے بہت بڑی غلطی کی ہے اب تو اپنی موت کا انتظار کر تو نے اپنی موت کو آواز دی ہے وہ ہندو بدروح آزاد ہوچکی تھی۔

مجھے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا ڈر نہیں اگر میری موت تیرے ہاتھوں ہے تو مجھے کوئی بھی نہیں بچا سکے گا اگر نہیں تو۔۔تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی پیر صاحب یہ بول کر عمل شروع کرنے لگے جیسے جیسے عمل کے الفاظ بدروح تک پہنچتے گئے اس کو بے چینی ہونے لگی آہستہ آہستہ وہ تڑپنے لگی اور یکدم ہی غائب ہوگئی۔پیر صاحب نے آنکھیں کھولیں بیٹا میں نے اسے چند دنوں کے لیے قید کردیا ہے جب تک ہمیں اس شیطان پجاری کا مردہ نہیں مل جاتا یہ میری قید میں ہی رہے گا پیر صاحب نے توقیر کو بتایا۔اب ہمیں ساتھ والے شمشان گھاٹ چلنا ہے کیا توقیر نے پیر صاحب سے پوچھا۔

ہاں بیٹا تاکہ اس پجاری کے جسم سے ریڑھ کی ہڈی نکال کر اس بدروح کو ختم کیا جاسکے پیر صاحب نے یہ بتاتے ہوئے آگے قدم بڑھائے شمشان گھاٹ بالکل اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا چمگادڑوں کی ڈراؤنی آوازیں ماحول کو اور خوفناک بنا رہی تھی مگر توقیر اور پیر صاحب ان چیزوں کو نظر انداز کرکے اس کی طرف بڑھنے لگے۔ شمشان گھاٹ میں ہر طرف عجیب سی بدبو اور لاوارث لاشیں پڑی تھیں جن کے جسم ڈھانچوں میں تبدیل ہوگئے تھے اور بعض لاشوں پر تھوڑا بہت گوشت تھا اب اس پجاری کی لاش کو ڈھونڈنا مشکل تھا۔

انہوں نے ہمت نہ ہاری توقیر اور صاحب شمشان گھاٹ کے اندرونی حصے میں آگئے تھے اچانک ہی بہت تیز آندھی شروع ہوگئی آندھی کی شدت میں اضافہ ہوتا گیا۔اور توقیر اور پیر صاحب اس میں گھومنے لگے بڑی ہی مشکل سے انہوں نے خود کو کنٹرول کیا اور اس تیز آندھی میں پجاری کی لاش کو ڈھونڈنے لگے پیر صاحب نے ایک عمل کے ذریعے آخر کار پتہ لگا ہی لیا پجاری کی لاش شمشان گھاٹ کے پرانے درخت کے نیچے تھی جس کو نکالنے کے لیے پیر صاحب کو تین دن کا چلہ کرنا تھا آخر کار پیر صاحب نے یہ چلہ بھی شروع کردیا اور توقیر کو واپس بھیج دیا کہ وہ اب تین دن کے بعد ہی یہاں آئے توقیر تو چلا گیا مگر پیر صاحب چلے میں مصروف ہوگئے پیر صاحب نے اپنا چلہ مکمل کیا۔

چلے کے دوران پیر صاحب بہت ہی کمزور پڑ گئے تھے ادھر توقیر بھی آگیا تھا اور پھر سے پجاری کی لاش ڈھونڈنے کے لیے اس پرانے درخت تک پہنچ گئے وہاں ایک بوسیدہ سا صندوق تھا جس کے دروازے پر ایک پھول لگا ہوا تھا پیر صاحب نے وہ پھول اٹھایا یعنی صندوق کے دروازے سے نکال کر صندوق کو کھول دیا صندوق کا منہ جیسے ہی کھلا ایک بہت ہی گندی بدبو کا جھونکا باہر آیا شاید یہ صندوق بہت ہی پرانا تھا یا اس شیطان پجاری کی لاش بہت ہی زیادہ خراب ہوچکی تھی۔

توقیر نے جلدی سے اس پجاری کے ڈھانچے کو باہر نکالا اور اس ڈھانچے کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھا کر زور سے زمین پر پٹخ دیا جس سے اس شیطان پجاری کے ڈھانچے کی ساری ہڈیاں ٹوٹ کر بکھر گئیں اور ادھر ادھر تک زمین پر پھیل گئیں۔

پیر صاحب نے جلدی سے ریڑھ کی ہڈی وہاں سے ڈھونڈی اور اسے اٹھا کر جلدی سے توڑ دیا ہڈی جیسے ہی ٹوٹی تو جیسے پھر سے طوفان برپا ہوگیا اور وہ بدروح نمودار ہوئی اور اس نے بہت ہی تیزی سے اپنی ساری قوت جمع کرکے اپنی جادوئی شکتی سے ایک آگ کا گولا پیر صاحب کی طرف پھینکا اور خود اسی وقت جل کر راکھ ہوگئی ادھر توقیر نے یہ سب دیکھا تو جلدی سے پیر صاحب کو پیچھے کی طرف دھکا دے کر پیر صاحب والی جگہ پر ٹھہر گیا اس طرح آگ کا گولہ سیدھا توقیر کے سینے میں آلگا جس سے توقیر کے جسم میں آگ لگ گئی تھوڑی دیر بعد وہاں توقیر کی لاش کا ڈھانچہ موجود تھا۔

پیر صاحب نے بدروح کو تو ختم کردیا مگر وہ توقیر کو نہ بچا سکے شاید توقیر کی زندگی اتنی ہی تھی یا پھر پیر صاحب کے لیے توقیر نے اپنی جان قربان کرکے موت کو گلے سے لگالیا۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

آسمان کے تارے اکثر مجھ سے پوچھا کرتے ہیں
کیا تمہیں اب بھی انتظار ہے اس کے لوٹ آنے کا
اور دل مسکرا کے کہتا ہے کہ
مجھے اب بھی یقین نہیں اس کے چلے جانے کا۔

❁❁❁

معلومات

- خرگوش کی آنکھیں کبھی بند نہیں ہوتیں، وہ کھلی آنکھوں سے سوتا ہے۔
- بیسانجی نسل سے تعلق رکھنے والے کتے بھونک نہیں سکتے۔
- انسانی جسم میں پسلیوں کی تعداد چوبیس ہے۔
- ہاتھی کے دماغ کا وزن گیارہ پونڈ ہوتا ہے۔
- عورتوں کا دل مردوں کے دل سے تیز دھڑکتا ہے۔
- قطب جنوبی سے سورج سبز رنگ کا نظر آتا ہے۔
- دنیا کا غریب ترین ملک روانڈا ہے۔
- ہم اپنی کہنی کو زبان سے نہیں چھو سکتے۔
- سانپ کے کان نہیں ہوتے۔
- چمگادڑ کی آنکھیں نہیں ہوتیں۔
- کچھوے کی اوسط عمر 100 سال ہوتی ہے۔
- روشنی صرف مادہ جگنو ہی دیتی ہے۔

☆......ابرار احمد- گگو منڈی

ویمپائر

---تحریر: انعام ملی جنڈ اٹک---

آج پورن ماشی کی رات تھی ماہا کو نیند نہیں آرہی تھی کیونکہ اسے سخت پیاس لگی تھی مگر اس نے پانی نہیں پیا وہ جانتی تھی کہ اس کی پیاس پانی سے نہیں بجھے گی، ہر لمحہ اسے محسوس ہو رہا تھا پیاس بڑھتی جا رہی تھی وہ نڈھال ہونے لگی باہر صحن میں آکر وہ ہوا لینے لگی جیسے ہی وہ صحن میں آئی اور چاند کی روشنی اس پر پڑی تو ذہن ماؤف ہونے لگا اسے یوں لگنے لگا جیسے اس کے سر پر کوئی بوجھ پڑنے لگا ہو کوئی ان دیکھا سایہ اس ہوا کی طرح اس کے جسم میں سرایت کرنے لگا ہو وہ خالی خالی نظروں سے سب دیکھ رہی تھی لیکن کچھ بھی کرنے کی ہمت نہ تھی اس کے ہوش اس وقت اس کے کنٹرول میں نہ تھے اس سائے نے اس کے جسم پر پوری طرح قبضہ کر لیا تھا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے صحن کا دروازہ کھول دیا اور گلی میں نکل آئی اور ایک طرف چل دی اتنے میں ایک چوکیدار کی سیٹی کی آواز سنائی دی جیسے ہی اسے چوکیدار نظر آیا تو وہ نیچے بیٹھ گئی چوکیدار نے سائیکل روک لی اور بولا او لڑکی کون ہے تم اور آدھی رات کو ادھر کیا کر رہی ہو چوکیدار جونہی سائیکل سے نیچے اترا تو ماہا نے اس کو گلے سے پکڑ لیا۔ چوکیدار خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ اے اف۔۔ہا۔۔ہائے۔ اوئے ہائے یہ کیا چوکیدار کی چیخیں ہوتی آواز آئی اور اس کے ہاتھ سے بیڑی گر کر بجھ گئی ماہا میں نجانے اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ چوکیدار کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی چوکیدار خود کو نہ چھڑا سکا۔ اور وہ ماہا کے ہاتھوں میں جھول گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

چاندنی رات تھی اور دور دور تک ہر چیز بے حد صاف دکھائی دے رہی تھی وہ نیوز ایجنسی کے دفتر سے چھٹی کر کے گھر جا رہا تھا رات کے دو بجے کا ٹائم تھا اور اپنی ہنڈا بائیک کو جھکا رہا تھا جس سڑک پر وہ جا رہا تھا اس کے دونوں طرف گھنے درخت تھے وہ ہولے سے گنگنا تا ہوا جونہی موڑ مڑا تو اسے فاصلے پر ایک عورت دکھائی دی اتنی رات گئے یہ کیا کر رہی ہے اس نے سوچا وہ جب اس کے قریب پہنچا تو وہ اس کی خوب صورتی میں کھو گیا اور وہ اکیس سالہ جوان لڑکی تھی اور سرخ ساڑھی میں ملبوس تھی جو بہت ہی پیاری لگ رہی تھی وہ اس کے حسن میں کھو گیا اور بائیک اسے دے ماری اور اس نے پکڑے جانے کے خوف سے بائیک کو نہیں روکا اور بھگاتا ہوا نکل گیا اور سوچ رہا تھا کہ نہیں اس حسینہ کا کیا بنا ہو گا وہ لڑکی جو ایک ویمپائر تھی اب کراہ رہی تھی۔

گڈو اپنی مسز کے ساتھ پراڈو میں گھر جا رہا تھا کہ پراڈو کی تیز لائٹس اس لڑکی پر پڑی گڈو نے گاڑی روک دی کیا کر رہے ہو گڈو سائیڈ سے نکل جاؤ پتہ نہیں کس آفت میں پڑنا چاہتے ہو یہ نہ ہو کہ ہمارے گلے پڑ جائے گڈو دروازہ کھول کر جلدی سے باہر نکل گیا جہاں لڑکی کراہ رہی تھی لائٹس کی روشنی میں اس لڑکی کا خون پھیلا ہوا دکھائی دیا ارے یہ تو زخمی ہے لگتا ہے ایکسیڈنٹ ہوا ہے گڈو نے اسے اپنی مسز کے ساتھ اٹھا کر پچھلی سیٹ پر ڈالا اور گاڑی کا رخ ہاسپٹل کی طرف کر دیا وہ ایک گورنمنٹ ہاسپٹل تھا رات کی ڈیوٹی پر وہ ڈاکٹر تھے اسے وہاں شفٹ کر دیا گیا ڈاکٹر نے اس کے ہاتھ اور پیروں پر پلاستر چڑھا دیا ڈاکٹر نے جب یہ کام کر دیا تو گڈو نے سوچا کہ موقع اچھا ہے ہمیں نکل جانا چاہیے یہ نہ ہو کہ ایکسیڈنٹ کا الزام ہم پر آئے گڈو چپکے سے نکل گیا۔

ڈاکٹر جلدی کریں میری بیٹی کی حالت بہت خراب ہوتی جارہی ہے ایک عورت اندر کمرے میں داخل ہوئی وہ بے حد پریشان تھی خاتون آپ سے پہلے بھی کہا ہے خون کا بندوبست کرلیں لیکن آپ نے تو وہ بھی نہیں کیا۔ ڈاکٹر کل سے میں اور میرا شوہر خون تلاش کررہے ہیں مگر کسی بھی جگہ سے نہیں ملا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ میں کیا کروں وہ عورت روتے ہوئے بولی اچھا میں کچھ کرتا ہوں آپ چلیں عورت یہ سن کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

ڈاکٹر علی میں ذہن میں ایک آئیڈیا آیا ہے ڈاکٹر فریاد بولا دوسرے نے پوچھا۔ کیا تو وہ کہنے لگا ہمارے پاس جو مریض ہیں ان سب کا خون چیک کرتے ہیں شاید کسی نا کسی کا تو مل ہی جائے گا خون کی ضرورت تو اس کی بیٹی کو ہے باقی تو سب نارمل ہیں۔ کیا خیال ہے تیرا لیکن جو لوگ تیزی سے ٹھیک ہورہے ہیں وہ۔۔ تو کسی کی زندگی بھی تو بچانی ہے ناں اور کیا ہوگا دو دن کے بجائے چار دن لگ جائیں گے۔ ٹھیک ہے پھر اس لڑکی کا چیک کرتے ہیں جو آج بلکہ ابھی آئی ہے انہوں نے زخمی لڑکی کا خون ٹیسٹ کیا تو اس کا خون ٹھیک نکلا اور پھر نیند کی دوائی پلا کر اس کے جسم سے ایک بوتل خون کی نکال لی ایک خوبصورت لڑکی کو لگا دی خون جسم میں جانے کے بعد اس کی حالت کافی بہتر ہوگئی اور اس کی ماں اسے سیب کاٹ کاٹ کر کھلانے لگی بس وہ بولی۔

مجھ سے اور نہیں کھایا جاتا ماما بیٹا تھوڑا سا کھالو حالت تو دیکھ رہی ہو ناں اپنی امی میں ٹھیک ہوں اور میں سونے لگی ہوں اتنے میں دونوں ڈاکٹر اندر داخل ہوئے اور ادھر ادھر تلاش کرنے لگے ماہا کی ماں نے کہا۔ کیوں ڈاکٹر صاحب کیا ہوا ڈاکٹر نے پوچھا رات والی مریضہ کیا یہاں آئی ہے۔ نہیں تو ڈاکٹر صاحب یہاں تو نہیں آئی مجھے تو رات کو ہی شک ہوگیا تھا جب اس کو عورت اور مرد چھوڑ کر فرار ہوگئے تھے ضرور کوئی چکر ہے۔ میں تو حیران ہوں کہ وہ گئی کیسے اس کے تو ہاتھ اور پیر پر پلاستر چڑھا ہوا تھا یوں لگتا ہے کہ کوئی اسے اٹھا کر لے گیا ہوگا لیکن گیٹ پر تو چوکیدار ہوتا ہے بھلا اس کی نظر میں آئے بغیر کوئی کیسے آجا سکتا ہے۔ چلو اس بات کو یہیں دبا دیں یہ نہ ہو کہ اس کے گھر والے آجائیں اور مسئلہ نہ بن جائے۔

❀❀❀

ماہا ہاسپٹل سے ڈسچارج ہوکر گھر آگئی تھی وہ ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھی اس کا باپ ایک آفیسر تھا اور ماہا بی اے کی طالبہ تھی وہ بے حد خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ خوب سیرت بھی تھی وہ مکمل طور پر صحت یاب ہوچکی تھی مگر اس نے کالج جانا شروع نہیں کیا تھا ابھی۔ بیٹا اللہ کا شکر ہے تم ٹھیک ہوچکی ہو کل سے کالج جانا شروع کردو ایگزامز بھی قریب آرہے ہیں اچھا امی ٹھیک ہے آپ پہلے مجھے بتا دیتی تو میں یونیفارم پریس کرلیتی اب تو مجھے نیند آرہی ہے۔ میری جان تم سوجاؤ میں استری کردوں گی رات کے دو بجے کا وقت تھا تو اسے بے حد پیاس لگی وہ اٹھی اور فریج سے پانی کی بوتل نکالی اور پانی پینے لگی پوری بوتل پی کر بھی اس کی پیاس نہیں ختم ہوئی تھی ایک اور بوتل بھی پی لی لیکن وہی حال ایک بوتل اور پی لی لیکن پیاس ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی اب تو اس کا پیٹ بھر چکا تھا اور مزید پینے کی گنجائش بھی نہیں تھی مگر پیاس۔۔ پیاس۔۔ پیاس۔۔ وہ اب ٹہلنے لگی اور اب اس کے ساتھ ہر وقت یہی مسئلہ ہونے لگا۔ اس کے وجود میں ایک تشنگی تھی چاہے کتنا بھی پانی پی لے لیکن پیاس ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی تھی پندرہ دن ہونے کو تھے ماہا نے اپنے ابو کو بتایا تو پھر ابو نے مختلف قسم کے مشروب سے فریج بھر دی لیکن اس کا پھر بھی وہی مسئلہ رہا

❀❀❀

آج پورن ماشی کی رات تھی ماہا کو نیند نہیں آرہی تھی کیونکہ اسے سخت پیاس لگی تھی مگر اس نے پانی نہیں پیا وہ جانتی تھی کہ اس کی پیاس نہیں بجھے گی پورا جسم ٹوٹتا ہوا محسوس ہورہا تھا پیاس بڑھتی جارہی تھی وہ نڈھال ہونے لگی باہر صحن میں آکر وہ ہوا لینے لگی جیسے ہی وہ صحن میں آئی اور چاند کی روشنی اس پر پڑی تو ذہن ماؤف ہونے لگا اسے یوں لگنے لگا جیسے اس کے سر پر کوئی بوجھ پڑنے لگا ہو کوئی ان دیکھا سایہ اس ہوا کی طرح اس کے جسم میں سرایت

کرنے لگا ہو وہ خالی خالی نظروں سے سب کچھ دیکھ رہی تھی لیکن کچھ بھی کرنے کی ہمت نہ تھی اس کے ہوش اس وقت اس کے کنٹرول میں نہ تھے اس سائے نے اس کے جسم پر پوری طرح قبضہ کرلیا تھا۔ اس نے بغیر سوچے سمجھے صحن کا دروازہ کھول دیا اور گلی میں نکل آئی اور ایک طرف چل دی اتنے میں ایک چوکیدار کی سیٹی کی آواز سنائی دی جیسے ہی اسے چوکیدار نظر آیا تو وہ نیچے بیٹھ گئی چوکیدار نے سائیکل روک لی اور بولا۔

اوئے لڑکی کون ہے تم اور آدھی رات کو ادھر کیا کررہی ہو چوکیدار جونہی سائیکل سے نیچے اترا تو ماہا نے اس کو گلے سے پکڑ لیا۔ چوکیدار خود کو چھڑانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔ ائے اف۔۔ ہا۔۔ ہائے۔ اونے ہانے یہ کیا چوکیدار کی پھنسی ہوئی آواز آئی اور اس کے ہاتھ سے بیٹری گر کر بجھ گئی ماہا میں نجانے اتنی طاقت کہاں سے آگئی تھی کہ چوکیدار کی بے حد کوششوں کے باوجود بھی چوکیدار خود کو نہ چھڑا سکا۔ اور وہ ماہا کے ہاتھوں میں جھول گیا ماہا کے ہونٹوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ ابھرنے لگی وہ چوکیدار کو کھینچتی ہوئی ایک ویرانے میں لے گئی اور اس کی گردن پر منہ لگا لیا اور شڑپ شڑپ خون پینے لگی تھوڑی ہی دیر میں چوکیدار کا خون ماہا نے پی لیا اور پھر چوکیدار کے کپڑوں سے اپنے ہونٹ اور تھوڑی کو صاف کیا اس وقت وہ چڑیل دکھائی دے رہی تھی [illegible] وہ سکون سے سوگئی تھی آج بیس دن بعد اس کی پیاس بجھ چکی تھی ہر پل بے قرار رہنے والی لڑکی کو قرار مل گیا تھا آج وہ سکون سے سوئی تھی۔ اور صبح کو وہ سب کچھ بھول گئی تھی کہ اس نے رات کو کیا کچھ کیا تھا وہ نارمل دکھائی دینے لگی تھی اور بلکہ خود ہی سوچ رہی تھی کہ اس کو آج کیا ہوگیا ہے آج پیاس کی شدت اس کو پریشان کیوں نہیں کررہی ہے آج وہ نارمل کیوں ہے پورا دن وہ یہی سوچتی رہی پھر دوسری رات بھی وہ سوئی رہی۔

❀❀❀

آج پھر اس کی حالت غیر ہونے لگی تھی وہی پہلے والی کیفیت اس پر سوار ہونے لگی تھی وہی سایہ اس کو اپنے جسم میں ہوا کی مانند اترتا ہوا دکھائی دیا اور پھر وہ گھر سے باہر نکل گئی آج وہ دور نہ گئی تھی بلکہ اپنے ہمسائے کو ہی اس نے ڈھیر لیا تھا وہ ماہا کا دیوانہ تھا اور یہی دیوانگی اس کی موت کا سبب بنی ماہا کو رات کی تنہائی میں دیکھ کر وہ اس کی طرف آیا اور پھر ماہا نے اس کو اشارہ کیا اور ایک طرف چل دی وہ بھی اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا اور وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ ماہا کے روپ میں کوئی چڑیل اس کو کہیں لے کر جارہی ہے چوکیدار کی طرح اس کی گردن بھی ماہا کے ہاتھوں میں تھی اور وہ اس کی گردن پر جھکی ہوئی اس کے خون سے سیراب ہورہی تھی۔ اب تو اس کی عادت بن گئی تھی کہ ہر ہفتے کسی نہ کسی کا خون پینا اس کا معمول بن گیا۔ اور کوئی بھی نہ جان سکا کہ شہر میں خون کی ہولی کھیلنے والی ماہا ہے اخباروں میں مرنے والوں کی خبریں شائع ہونے لگی شہر میں سیکورٹی ہائی الرٹ ہوگئی قاتل کا کھوج لگایا جانے لگا مگر تین مہینے گزرنے کے باوجود بھی قاتل پکڑا نہ گیا شہر میں ہل چل مچی ہوئی تھی اور لوگوں نے گھروں سے رات کو نکلنا چھوڑ دیا تھا۔

ماہا کی طبیعت بھی اب خراب رہنے لگی وہ ہر روز شکار کے لیے نکلتی لیکن ہر طرف پولیس والوں کو دیکھ کر واپس لوٹ آتی اس پر وقت بہت بھاری آگیا تھا وہ خون کو ترسنے لگی اسے یوں لگنے لگا جیسے اس کا جسم ٹوٹ رہا ہو۔ سترہ دن ہوگئے تھے اس کو شکار کئے ہوئے آج جب وہ تھکی ہوئی ٹوٹی ہوئی کالج سے واپس آئی تو گھر میں داخل ہوتے ہی وہ کیچن میں ماں کے پاس چلی گئی اس کی ماں کھانا بنانے میں مصروف تھی۔ ارے آج تو بہت اہتمام ہورہا ہے ہمارے لنچ کا کیا ہمارے گھر میں کوئی آرہا ہے ماہا نے چپکے سے کہا۔ آ نہیں رہا ہے بلکہ آچکا ہے ماں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کون۔ وہ حیرت سے بولی کیونکہ اسے اندر کوئی بھی نہیں دکھائی دیا تھا۔ ترے ابو کے دوست ہیں احمد جو کہ اب وہ سائنسدان بن چکا ہے ماں نے بتایا۔ اوہ۔۔ میں نے پہلے تو کبھی نہیں سنا تھا کہ ابو کا کوئی دوست سائنسدان بھی ہے ماہا نے کہا۔ ہاں بیٹی وہ پہلی بار ہمارے گھر آئے ہیں دس بارہ دن ہوگئے ہیں کہ وہ

لندن سے آئے ہیں اس لیے تم سے ابو نے ملنے آ گئے تھے اپنا یہ بات سے ہو تم ان کو سلام کرو۔ وہ ان سے ملنے کے بعد اندر کمرے میں چلی گئی اور پھر کھانا لگا دیا گیا احمد سے [illegible] آئے ہیں باتوں باتوں سے اس نے بتایا کہ وہ [illegible] کرنے آئے ہیں اس پندرہ دن بعد واپس جانے [illegible] کے بعد اس نے جانے کی اجازت لی [illegible] میرے خیال میں تمہارا میرا علاوہ [illegible] ماما کے ابو نے کہا اس سے [illegible] ہاں کہ بس تم ہمارے ساتھ [illegible]

❁ ❁ ❁

ماما [illegible] پلان بنا رہی تھی اس کی [illegible] ہوئی موٹی [illegible] تھی پر وہ [illegible] چھپی ہیں پھر تک [illegible] رہتی کیونکہ [illegible] تھا کہ [illegible] سوچیں گے اور وہ اگر [illegible] کی بات کی تو [illegible] ابو [illegible] میں ابو کیسل جا رہے کا [illegible] اس سے ذہن میں [illegible] ان کا ت سے واپس پر [illegible] سے [illegible] اس نے لے لیں۔ [illegible]

[illegible] جان چکی تھی کہ احمد انکل [illegible] وہ خاموشی سے کچن میں [illegible] بعد اس نے نیند کی [illegible] چائے [illegible] میں رکھ کر [illegible] سب کو ایک ایک کپ چائے کا [illegible] بعد ماما کے ابو نے کہا مجھے تو بہت نیند آ رہی ہے میں سونے جا رہا ہوں اتنا کہہ کر وہ اپنے کمرے میں چلے گئے۔ باقی بھی اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔ ماما کمرے سے باہر نکلی اور امی ابو کے کمرے میں [illegible] تو وہ دونوں سو رہے تھے اور پھر انکل کے کمرے میں گئی اور ہولے سے اس کا چہرہ تھپتھپایا۔ وہ یہ جاننا چاہتی تھی کہ انکل ہوش میں ہیں کہ نہیں پوری طرح تسلی کر لینے کے بعد انکل کی گردن سے خون پینے لگی لیکن جلد ہی اپنا منہ پیچھے ہٹا لیا۔

وہ سوچنے لگی کہ وہ اس کا خون نہیں پیئے گی کیونکہ اگر اس کا خون پی لیا تو اس کی موت ہو جائے گی اور وہ ایسا نہیں کرنا چاہتی تھی پھر وہ کوئی پلان ترتیب دینے لگی اس نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ ان کا زیادہ خون نہیں پیئے گی بلکہ اتنا ہی پیئے گی جس سے وہ زندہ رہیں اور پھر اس نے ایسا ہی کیا تھوڑا خون پینے کے بعد وہ اپنے کمرے میں آ گئی اور اب وہ ہر روز ہی ان کا خون پینے لگی۔ انکل اب صدیوں کا بیمار دکھائی دینے لگا۔ اس کا چہرہ پیلا زرد ہونے لگا جس کو ماما کے باپ نے جانچ لیا اور کہا کیا بات ہے تم دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہو پہلے تمہارے چہرے پر بہت خون ہوتا تھا اب تو مردوں کی طرح دکھائی دینے لگے ہو ان کی بات سن کر وہ بولا میں خود بھی حیران ہوں کہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے مجھ سے چلا بھی نہیں جاتا چلتا ہوں تو یوں لگتا ہے کہ تھک گیا ہوں آج تم نے احساس دلایا تو میں جان گیا کہ میرے ساتھ کچھ ہے۔

❁ ❁ ❁

آج وہ ڈاکٹر علی کے پاس تھے ڈاکٹر علی نے ان کا خون لیا اور جب رپورٹ آئی تو ڈاکٹر علی نے کہا تم جو نیند کی گولیاں کھاتے ہو وہ بند کر دو اور آپ کے جسم میں سے کافی مقدار میں خون نچوڑا گیا ہے۔ ڈاکٹر کی بات سن کر وہ حیران رہ گیا اور کہا میں نے تو آج تک نیند کی گولیاں استعمال نہیں کی ہیں اور پھر اسے یاد آنے لگا کہ چائے پینے کے بعد اس کو نیند آنے لگتی ہے اور وہ جلدی سے سو جاتا ہے اور چائے بھی ماما لے کر آتی ہے لازمی کوئی گڑبڑ ہے لیکن خون پینے والی بات اس کی سمجھ میں نہیں آئی تھی کہ نیند تو ہو سکتا ہے ماما کی وجہ سے آتی ہو لیکن خون۔۔۔ اور پھر ایک اور خیال اس کے دل میں آیا کہ ماما خوبصورت ہے جوان ہے ہو سکتا ہے کہ وہ کسی سے پیار کرتی ہو اور سب گھر والوں کو چائے میں نیند کی گولیاں ملا کر پلاتی ہو اور پھر

اپنے محبوب سے ملنے جاتی ہو میں ضرور اس کی وجہ جانوں گا کہ اصل قصہ کیا ہے اور پھر اپنے آپ کو صحت مند کرنے کے لیے وہ کچھ دنوں کے لیے واپس اپنے شہر چلے گئے۔

❁ ❁ ❁

انکل کے جانے کے بعد ماما کا پھر وہی حال ہونے لگا اس کے اندر وہ تڑپ پیدا ہونے لگی کوئی بھی راستہ اس کو دکھائی نہ دیا تو اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اپنے ماں باپ کا خون پیئے گی لہذا اس نے اپنے ماں باپ کو چائے میں نیند کی گولیاں ملا کر دے دیں پورے آدھے گھنٹے کے بعد وہ ان کے کمرے میں آئی جہاں وہ بے ہوشی کی کیفیت میں سوئے ہوئے تھے وہ اپنے ابو کے پاس گئی اور ان کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے بولی۔ ابو میں مر جاؤں گی اگر میں نے خون نہ پیا تو میرے زندہ رہنے کے لیے خون پینا بہت ضروری ہے وہ روتے ہوئے اپنے ابو سے بولتی جا رہی تھی اب مجھ سے مزید صبر نہیں ہوتا ہے ابو آپ لوگوں کو مجھے زندہ رکھنے کے لیے یہ قربانی دینا ہو گی مجھے معاف کرنا۔

وہ بے تحاشہ رو رہی تھی اس کے ماں باپ کو معلوم نہیں تھا کہ ان کی اکلوتی بیٹی ان کے ساتھ کیا کرنے جا رہی ہے پھر اس نے آنسو صاف کیے اور اپنے ابو کی گردن سے منہ لگا لیا۔ اور مناسب مقدار میں خون پیا اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی گئی۔ اب اس کا روز کا معمول بن گیا تھا کہ وہ ان کا خون پیتی ایک دن باپ کا اور ایک دن ماں کا وہ دونوں بھی انکل کی طرح کمزور ہونے لگے ان کے چہرے پر بھی پیلا پن ظاہر ہونے لگا ویسی ہی رنگت ہو گئی جیسی انکل کی ہوئی تھی ڈاکٹر سے چیک کروانے کے بعد پتہ چلا کہ ان کے اندر بھی خون کی کمی ہونے لگی ہے اور اس وجہ سے وہ دن بدن کمزور ہوتے جا رہے ہیں یہ بات سن کر وہ بہت ہی پریشان ہوئے۔

❁ ❁ ❁

احمد انکل اپنی لیب میں تجربے کر رہا تھا کہ کس طرح خون نکلتا رہا ہے آخر کار اس کے ذہن میں آئیڈیا آیا پھر ماما لوگوں کے گھر گیا وہاں دیکھا تو ماما کی ماں اور باپ بھی برسوں کے مریض دکھائی دیئے ان کی حالت دیکھ کر وہ تڑپ سا گیا اور اپنا وقت یاد آ گیا کہ بالکل ایسی ہی حالت اس کی بھی ہوئی تھی اب اس کو شک ہو گیا کہ گڑبڑ اور کرنے والی کوئی اور نہیں ہے بلکہ ماما ہی ہے۔ ماما جو انکل کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئی بولی۔

واہ انکل آپ تو بہت ہی صحت مند ہو گئے ہیں آپ میں تو بہت خون اتر آیا ہے یہ بات سن کر اس کا شک مزید گہرا ہو گیا تو وہ بولا بیٹی تمہارے ہاتھ کی بنائی ہوئی چائے آج بہت یاد آئی تو سوچا کیوں نہ آج پھر جا کر تمہارے ہاتھ کی چائے پی جائے۔ ماما اس کی بات پر مسکرا دی اور بولی کیوں نہیں میں ابھی جا کر سب کے لیے بنا کر لاتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھی اور کچن میں جا کر چائے بنانے لگی چائے بنانے کے بعد اس نے اس میں نیند کی گولیاں ڈال دیں اور ٹرے میں رکھ کر واپس لے آئی اور سب کو دینے لگی۔ انکل احمد چائے پینے کے بعد اپنے کمرے میں گیا اور خفیہ کار کیمرے فکس کر کے سو گیا۔

رات کے بارہ بجے ماما نے دروازہ کھولا تو وہ سکون سے سو رہا تھا آج ماما نے خون زیادہ پی لیا تھا صبح نو بجے احمد انکل نے ویڈیو دیکھی اور پھر ماما کی امی ابو کو بتا دیا اور ساتھ ہی ان کو ویڈیو بھی دکھا دی وہ دونوں یہ سب دیکھ کر رونے لگے اور اس کی منتیں کرنے لگے کہ جلدی سے ہماری بیٹی کو ٹھیک کر دیں وہ ویمپائر بن چکی ہے احمد نے کہا کہ مجھے اس کے ٹیسٹ کرنے ہوں گے ماما کا خون نکالا گیا احمد نے کہا کبھی اس کو آپ لوگوں نے خون لگایا ہے تو ماما کی ماں نے کہا۔ ہاں تو احمد انکل نے کہا کہ اس کو جس کا خون لگایا ہے وہ کسی خون خوار کا تھا یہ جو شہر میں ہزاروں لوگوں کا قتل ہوا ہے ماما ہے قاتل ان سب کی اب ایک راستہ ہے کہ ماما کا سارا خون تبدیل کرنا ہو گا پھر یہ ٹھیک ہو جائے گی اگلے دن ملک کے سارے خون سنٹر سے خون لیا گیا اور پھر ماما کو لگایا گیا وہ ٹھیک ہو گئی لیکن خونی پیاس نہیں بجھی وہ پیاس خون کی نہ تھی بلکہ پانی کی تھی۔

قارئین کرام کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا۔

انتقام

---تحریر: قم قم نشادر توال۔ فتح جنگ--

کامران ہاتھ میں خنجر اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا وہ شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھویں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پر وار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھیں اس دھویں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھی تھیں کامران نیچے گر کر تڑپنے لگا اس دھویں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عاصم اور شعیب حیران ہو کر اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھویں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا کامران کی ایک بھیانک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عاصم اور شعیب نے دیکھ کہ جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھویں نے حرکت کی اور عاصم اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھویں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عاصم اور شعیب نے اپنے اردگرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یہ زین بھی ناں ہمیشہ دیر کر دیتا ہے ثنا نے پریشان ہوتے ہوئے کہا ویسے تمہیں آج کل زین کی کچھ زیادہ ہی فکر ہو رہی ہے عاصم نے ثنا کو دیکھتے ہوئے کہا مجھے کیوں فکر ہونے لگی زین کی میں تو اس لیے پوچھ رہی تھی کہ سب آ گئے ہیں لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا میڈم بھول رہی ہو ابھی شعیب بھی نہیں آیا کامران نے ثنا کی بات کاٹ کر کہا تو ثنا شرمندہ سی ہو کر رہ گئی ارے یار اسے تنگ کرنا چھوڑ دو دیکھو ناں اس کا منہ کتنا سرخ ہو رہا ہے عالیہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا تو ثنا اسے گھور کر رہ گئی

یہ سب دوست کالج میں کھڑے زین اور شعیب کا انتظار کر رہے تھے ان کے گروپ میں تین لڑکیاں اور چار لڑکے تھے لڑکیوں کے نام ثنا امبر اور عالیہ جبکہ لڑکوں کے نام عاصم زین شعیب اور کامران تھے ثنا اور زین ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں زین گاؤں سے آتا ہے اس لیے اسے تھوڑی دیر ہو جاتی ہے اور باقی یہ تمام دوست زین کے گاؤں گئے تھے زین نے اپنے دوستوں کو پورے گاؤں کی سیر کرائی تھی دو دن گاؤں میں رہنے کے بعد یہ سب دوست واپس آ گئے کامران ابھی اس کالج میں نیا آیا تھا اس نے ابھی ایک ہفتہ پہلے ہی اس کالج میں ایڈمشن لیا تھا کامران کو یہ گروپ پسند آیا اس لیے کامران انکے گروپ میں شامل ہو گیا کامران بہت ہی خوبصورت تھا خاص کر اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بہت ہی خوبصورت تھیں اس کی آنکھوں میں ایک کشش تھی جو دیکھنے والے کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی عالیہ دل ہی دل میں کامران کو پسند کرتی ہے لیکن کبھی اظہار نہیں کر پائی کامران کا ماضی کوئی نہیں جانتا تھا کامران نے انہیں اپنے بارے میں صرف اتنا بتایا کہ وہ اس دنیا میں اکیلا ہے اس کے ماں باپ اس دنیا میں نہیں ہیں اور اس کا کوئی بہن بھائی بھی نہیں ہیں۔

زین آ گیا ہے عاصم نے ثنا کے کان میں سرگوشی کی ثنا نے سامنے دیکھا تو اس کا پریشان چہرہ ایک دم کھل اٹھا السام وعلیکم زین نے آتے ہی کہا وعلیکم اسلام سب نے ایک ساتھ کہا شعیب آج نہیں آیا کیا زین نے پوچھا شعیب کی تمہیں بہت فکر ہے کوئی تمہارے انتظار میں مرا جا رہا ہے لیکن تمہیں اس کی کوئی فکر ہی نہیں ہے۔ ثنا نے غصے سے کہا تو باقی دوست ہنسنے لگے اتنے میں شعیب بھی آ گیا ارے بھائی یہاں کیوں اتنے قہقہے لگائے جا رہے ہیں شعیب نے تجسس سے پوچھا تمہارے آنے کی خوشی میں ثنا نے بے زاری سے جواب دیا تو ایک بار پھر ان کے قہقہے گونج اٹھے آج کلاس اٹینڈ نہیں کرنی کیا امبر نے کہا تو سب دوست کلاس کی طرف بڑھ گئے آج سارا دن زین بہت پریشان سا تھا اس کی یہ پریشانی سب نے نوٹ کی تھی چھٹی ہوئی تو سب دوست باہر آ گئے زین کوئی پریشانی ہے تو ہمیں نہیں بتاؤ گے کیا ثنا نے زین سے پوچھا نہیں مجھے تو کوئی پریشانی نہیں ہے زین نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نہیں زین تم کچھ چھپا رہے ہو ہم سے عالیہ نے زین کی طرف بغور دیکھتے ہوئے کہا چھوڑ و یار کوئی خاص بات نہیں ہے زین نے آہستہ سے کہا خاص نہیں ہے تو عام ہی بتا دو عاصم نے زین کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔ پتہ نہیں یار آج میرا دل کیوں گھبرا رہا ہے مجھے لگ رہا ہے کچھ ہونے والا ہے میرا دل کہہ رہا ہے کہ ایک طوفان ہماری زندگی میں آنے والا ہے جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا زین نے بتایا کچھ نہیں ہوتا یار کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

لگتا ہے تمہاری طبیعت خراب ہے گھر جا کر آرام کرو گے تو سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ثنا نے زین کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو زین مسکرا دیا یار بہت دیر ہو رہی ہے اب ہمیں چلنا چاہیے عالیہ نے سب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو سب دوست اپنے اپنے گھروں کی طرف چل دیئے زین بھی اپنی موٹر سائیکل پر بیٹھ کر گاؤں کی طرف روانہ ہو گیا زین اب جس جگہ سے گزر رہا تھا وہ جگہ بہت ہی ویران تھی سڑک کے ایک طرف بڑے بڑے پہاڑ تھے جبکہ دوسری طرف جگہ ویران سی تھی اور کئی سوکھے ہوئے درخت بھی تھے آج زین کو یہاں سے گزرتے ہوئے خوف سا محسوس ہو رہا تھا وہ خالی خالی نظروں سے اردگرد کے ماحول کو دیکھ رہا تھا کہ ایک موٹر سائیکل تیزی سے اس کے پاس سے گزری اور سڑک کے درمیان کھڑی ہو گئی زین نے جلدی سے بریک لگائی ارے کامران تم یہاں کیسے زین نے موٹر سائیکل سے اترتے ہوئے کہا۔

تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے زین کے پاس آ کر کہا اگر ضروری بات کرنی تھی تو کالج میں ہی کر لیتے زین نے کامران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ جو بات میں نے تم سے کرنی ہے اس کے لیے یہ جگہ ہی ہونی چاہیے تھی کامران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا اچھا جو بھی بات ہے جلدی کرو مجھے دیر ہو رہی ہے زین نے کامران کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بہت جلدی ہے تمہیں اوپر جانے کی کامران نے زین کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کیا مطلب کیسی باتیں کر رہے ہو کامران زین نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا ویسے زین اگر میں کہوں کہ میں انسان نہیں ہوں ت تم کیا کہو گے کامران نے زین کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو میں کہوں گا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا زین میں انسان نہیں ہوں کامران نے آہستہ سے کہا اچھا تو پھر کیا ہو زین نے مسکراتے ہوئے کہا خود ہی دیکھ لو کامران نے اتنا ہی کہا اور اس کا قد چھوٹا ہونا شروع ہو گیا زین خوفزدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا خوف سے اس کا سارا جسم کانپ رہا تھا اب کامران کی جگہ ایک بہت ہی بڑا کالا ناگ پھن پھیلائے ہوئے زمین پر بیٹھا ہوا تھا اس ناگ کے سر پر سرخ رنگ کا ایک نشان تھا زین نے ایک چیخ ماری اور پیچھے ہٹ گیا لیکن ناگ اس سے زیادہ پھرتیلا تھا وہ جلدی ہی زین تک پہنچ گیا اور پھرتی سے زین کے جسم پر لپٹتا چلا گیا۔

اس ناگ نے زین کے سارے جسم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا زین خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

اس سے پہلے کہ زین کوئی چالاکی کرتا ناگ نے زین کی گردن پر ڈس لیا زین نیچے گرنے ہی والا تھا کہ ناگ جلدی سے اس کے جسم سے علیحدہ ہو گیا زین نیچے گر کر تڑپنے لگا کامران بھی اپنی اصلی شکل میں آ چکا تھا میری ناگن بھی اسی طرح تڑپی تھی کامران نے غصے سے کہا کافی دیر تڑپنے کے بعد زین کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ چکی تھی کامران نے ایک قہقہہ لگایا اور اپنی موٹر سائیکل سمیت وہاں سے غائب ہو گیا۔

❁❁❁

امبر نے اپنا کام جلدی سے ختم کیا اور ثنا کے گھر کی طرف چل پڑی ثنا کا گھر امبر کے گھر سے تھوڑا ہی دور تھا امبر ثنا کے گھر میں داخل ہوئی تو سامنے ہی ثنا کی امی بیٹھی ہوئی تھیں اسلام وعلیکم آنٹی امبر نے کہا وعلیکم اسلام ثنا کی امی نے مسکراتے ہوئے کہا آنٹی ثنا کہاں ہے امبر نے پوچھا اپنے کمرے میں ہے ثنا کی امی نے بتایا اچھا آنٹی میں جاتی ہوں امبر نے کہا اور ثنا کے کمرے کی طرف بڑھ گئی ثنا کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور وہ بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی ہیلو امبر نے ثنا کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا اوہ تم ثنا نے امبر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا کیا ہو رہا ہے امبر نے پوچھا یار کافی دیر سے زین کو کال کر رہی ہوں لیکن وہ ریسیو ہی نہیں کر رہا ہے ثنا نے مصروف ہو امبر نے خیال ظاہر کیا اس سے پہلے کہ ثنا کچھ کہتی اس کا موبائل بج اٹھا زین کی ہی کال ہے ثنا نے کہا اور موبائل کان سے لگا لیا ہیلو کیا یہ یہ نہیں ہو سکتا ثنا نے روتے ہوئے کہا۔ اور موبائل اس کے ہاتھ سے نیچے گر گیا۔ امبر نے جلدی سے موبائل اٹھایا اور اپنے کان سے لگا لیا۔

ہیلو کیا یہ سب کیسے ہو گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے رابطہ منقطع کر دیا ثنا مسلسل روئے جا رہی تھی امبر بھی خود کو سنبھال نہ سکی اور رونے لگی امبر نے ثنا کو گلے سے لگا لیا اور کہا ہونی کو کوئی نہیں ٹال سکتا خود کو سنبھالو ثنا کسی ایک شخص کے چلے جانے سے زندگی رک تو نہیں جاتی ناں پلیز امبر مجھے زین کے پاس لے جاؤ میں اس کو آخری بار دیکھ تو لوں ثنا نے روتے ہوئے کہا اچھا میں باقی دوستوں کو بھی فون کر کے بلاتی ہوں ثنا امبر نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا اور اپنے دوستوں کو فون کرنے لگی زین کی موت کی خبر سن کر سب پر قیامت ٹوٹ پڑی تھوڑی ہی دیر بعد سب دوست گاڑی میں سوار ہو کر زین کے گاؤں کی طرف روانہ ہو گئے جب انہوں نے زین کی لاش کو دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے زین کا سارا جسم نیلا پڑ چکا تھا زین کے ماں باپ اس کی چارپائی کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے ثنا کی آنکھوں میں بھی آنسو تھے جو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے کچھ دیر بعد زین کو نماز جنازہ کے بعد سپرد خاک کر دیا گیا عاصم نے اپنے دوستوں سے کہا۔

آپ سب شہر واپس چلے جائیں میں صبح آ جاؤں گا پھر عاصم کے علاوہ سب دوست شہر واپس آ گئے اگلے دن ثنا کے علاوہ سب دوست کالج میں کھڑے عاصم کا انتظار کر رہے تھے اچانک ہی انہیں عاصم دور سے آتا ہوا دکھائی دیا اس کے چہرے پر گہری پریشانی چھائی ہوئی تھی سب کے لیے ایک بری خبر ہے عاصم نے آتے ہی کہا کیسی خبر کامران نے پوچھا پہلے یہ بتاؤ کہ ثنا کہاں ہے عاصم نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا وہ آج نہیں آئی عالیہ نے بتایا اچھا بتاؤ ناں کیا خبر ہے شعیب نے تجسس سے پوچھا رات کو کوئی زین کی قبر سے لاش نکال کر لے گیا ہے عاصم نے بتایا کیا سب نے ایک ساتھ کہا کس نے لاش نکالی ہے شعیب نے پوچھا یہ تو ابھی پتہ نہیں چل سکا لیکن گاؤں والے ڈھونڈ رہے ہیں اسے عاصم نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا آج کا دن سب کا اداس گزرا چھٹی کے بعد سب دوست اپنے اپنے گھر چلے گئے ثنا اپنے کمرے میں بیٹھی زین کو یاد کر رہی تھی کہ اس کا موبائل بج اٹھا ہیلو ثنا نے کال ریسیو کر کے کہا ہیلو ثنا میں کامران بول رہا ہوں دوسری طرف سے آواز آئی ہاں کامران بولو میں سن رہی ہوں ثنا نے بے زاری سے کہا ثنا زین نے مجھے ایک چیز دی تھی تمہارے لیے وہ دینی تھی تمہیں کامران نے آہستہ سے کہا تو میرے گھر میں لے آؤ ثنا نے کہا تمہاری امی کو برا تو نہیں لگے گا۔

کامران نے پوچھا وہ اس وقت گھر میں نہیں ہیں وہ خالہ کے گھر گئی ہوئی ہیں ثنا نے بتایا اچھا میں ابھی آتا ہوں یہ کہہ کر کامران نے فون بند کر دیا تھوڑی دیر بعد وہ ثنا کے کمرے میں تھا کہاں ہے وہ چیز جو زین نے تمہیں دی تھی ثنا نے پوچھا یہ ہے کامران نے سفید رنگ کا ایک کپڑا اپنی جیب سے نکال کر اسے دیکھایا یہ دیا تھا زین نے ثنا نے پوچھا نہیں یہ تو خود لے کر آیا ہوں کامران نے کہا اور پھرتی سے وہ کپڑا اس کے منہ پر باندھ دیا کامران نے کچھ پڑھ کر ثنا پر پھونک ماری تو اس کے ہاتھوں کو کسی ان دیکھی طاقت نے جکڑ لیا تھا ثنا کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن آواز اس کے گلے میں ہی پھنس کر رہ گئی کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک خنجر آ گیا کامران نے ہاتھ میں خنجر لیے اس کی طرف بڑھا اور ایک وار سے اس کا بازو اس کے بدن سے الگ کر دیا ثنا درد کی شدت سے تڑپ اٹھی وہ چیخنا چاہتی تھی لیکن چیخ نہ سکی کامران نے ایک اور وار کر کے اسکا دوسرا بازو بھی الگ کر دیا ثنا یہ سب کچھ برداشت نہ کر سکی اور بے ہوش ہوگئی کامران کو اس پر ذرہ بھی ترس نہ آیا اور ایک ہی وار سے اس کی گردن بھی الگ کر دی کمرے میں ہر طرف خون ہی خون پھیل گیا کامران نے ایک قہقہہ لگایا اور وہاں سے غائب ہوگیا۔

❁❁❁

ثنا کی لاش کی حالت بہت ہی خراب تھی ثنا کی لاش کی حالت کو دیکھ کر سب دوستوں میں خوف کی ایک لہر دوڑ گئی اور پھر نماز جنازہ کے بعد ثنا کو بھی سپرد خاک کر دیا گیا پھر وہ ہی ہوا جس کا سب کو ڈر تھا ثنا کی بھی لاش کو رات کو کوئی قبر سے نکال کر لے گیا عاصم شعیب امبر عالیہ اور کامران بہت ہی پریشان تھے انہیں اپنی زندگی کی فکر ہونے لگی تھی انہیں زین کی کہی ہوئی بات بہت یاد آ رہی تھی اور انہیں اس کی بات سچ بھی لگ رہی تھی جو سب کچھ بہا کر لے جائے گا لیکن اس وقت تو انہوں نے زین کی بات پر توجہ نہیں دی تھی لیکن آج زین کی وہ کہی ہوئی بات بار بار انکے کانوں میں گونج رہی تھی پھر اسی پریشانی میں دو دن بیت گئے لیکن کامران نے اپنا اگلا شکار نہیں کیا کمران کی نظر اب عالیہ پر تھی رات کو عالیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی کہ اس کی آنکھ ایک آہٹ کی وجہ سے کھل گئی عالیہ کو اپنے کمرے سے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی اس نے سوچا بھائی ہوگا یا ابو ہوں گے باہر پانی پینے یا کسی اور کام سے آئے ہوں گے اس نے اس بات کو نظر انداز کر دیا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں ابھی چند منٹ ہی گزرے ہوں گے کہ دروازے پر ہلکی سی ٹھک کی وجہ سے اس کی آنکھ دوبارہ کھل گئی لیکن وہ چپ چاپ لیٹی رہی اس نے کوئی بھی حرکت نہیں کی تھی اب تو بار بار ہلکی سی ٹھک کی آواز سے دروازہ بجتا تھا خوف سے اس کا سارا جسم پسینے پسینے ہونے لگا اس کا دل چیخنے کو چاہ رہا تھا لیکن وہ اس وقت یہ سب کچھ کر کے گھر والوں کو پریشان نہیں کرنا چاہتی تھی تھوڑی دیر بعد وہ آواز آنا بند ہوگئی تو اس نے اللہ کا شکر ادا کیا اور سونے کی کوشش کرنے لگی اچانک ہی اس کی نظر کھڑکی کی طرف چلی گئی۔

کھڑکی سے باہر اسے ایک عکس دکھائی دیا اس عکس کو دیکھنے کے بعد اس کے خوف میں مزید اضافہ ہوگیا اس کے دل کی دھڑکن اور تیز ہوگئی اور وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے اس عکس کو دیکھنے لگی کک کو کون۔۔کون ہو عالیہ نے ہمت کر کے پوچھا عالیہ میں کامران ہوں تم سے ایک ضروری بات کرنے آیا ہوں کامران نے آہستہ سے کہا تو عالیہ جلدی سے دروازے کے پاس آئی اور دروازہ کھول دیا تو سامنے کامران کھڑا مسکرا رہا تھا کامران تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو عالیہ نے آہستہ سے پوچھا یار تم سے ایک ضروری بات کرنی تھی کامران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کامران جو بھی بات کرنی ہے جلدی کرو کسی نے دیکھ لیا تو بدنامی ہوگی عالیہ نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا جب اس نے کامران کی طرف دیکھا تو ایک دم کانپ کر رہ گئی کامران کے ہاتھ میں ایک چمکتا ہوا خنجر تھا اور وہ اسے خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا اس کی آنکھیں جتنی خوبصورت تھیں اتنی ہی انمیں وحشت بھری ہوئی تھی اس سے پہلے کہ عالیہ چیختی کامران نے کچھ پڑھ کر اس پر پھونک ماردی عالیہ نے چیخنا چاہا لیکن اس کی آواز گلے

میں ہی دب کر رہ گئی۔

عالیہ بار بار منہ کھول کر چیخنا چاہ رہی تھی لیکن وہ ناکام رہی کامران نے اس پر ایسا کچھ پڑھ کر پھونک دیا تھا جس کی وجہ سے وہ بول بھی نہیں سکتی تھی کامران نے اسے ایک ہی لمحے میں گونگا کر دیا تھا عالیہ نے جس سے پیار کیا تھا جسے دل ہی دل میں دیوانگی کی حد تک چاہا تھا آج وہ ہی اس کے سامنے اس کی موت بنا کھڑا تھا وہ عالیہ کو کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا اچانک ہی کامران اپنے جسم کو حرکت دی اور عالیہ کی طرف بڑھا عالیہ نہیں نہیں میں سر ہلا رہی تھی خوف سے اس کا سفید چہرہ زرد پڑ گیا تھا کامران عالیہ کے پاس پہنچا اور اس کے بالوں سے پکڑ لیا اور خنجر کے پے در پے وار اس کے چہرے پر کر دیئے وہ درد کی شدت سے تڑپ رہی تھی لیکن وہ اپنی منہ سے ایک آواز بھی نہیں نکال پائی تھی اچانک ہی کامران نے اپنا ہاتھ روک لیا عالیہ کا سارا چہرہ خون سے تر ہو چکا تھا لیکن اس کی آنکھیں ابھی سلامت تھیں کامران نے گہری نظروں سے دیکھ رہی تھی عالیہ نے اپنے ہونٹوں کو حرکت دی۔

وہ اس سے کچھ کہنا چاہتی تھی اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ آخر میرا قصور کیا ہے مجھے کس جرم کی سزا دے رہے ہو میں نے تو تم سے بنا پوچھے ہی پیار کیا تھا اس پیار کی اتنی بڑی سزا دے رہے ہو وہ یہ سب اس سے پوچھنا چاہ رہی تھی لیکن اس کی آواز گلے میں ہی دب کر رہ گئی تھی اچانک ہی کامران کا ہاتھ ایک دفعہ پھر حرکت میں آیا اب کامران کے خنجر کا نشانہ اس کی آنکھیں تھیں۔ اس نے خنجر کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا تو اپنی آنکھوں کو بند کر لیا کامران کو اس پر ذرہ بھی ترس نہ آیا پھر اس نے خنجر سے وار کر کے اس کی آنکھوں کو باہر نکال دیا وہ اس کے ہاتھوں میں تڑپ کر رہ گئی تھی پھر کامران نے اس کے باقی جسم پر بھی خنجر کے وار کرنا شروع کر دیئے کامران نے اس کا سارا جسم خون سے تر کر دیا تھا ابھی اس کے جسم میں چند سانسیں باقی تھیں کامران نے اپنا آخری وار کیا اور خنجر اس کے سینے مین اتار دیا تھوڑی دیر تڑپنے کے بعد دھیرے دھیرے اس کا جسم ٹھنڈا پڑ گیا کامران نے ایک نفرت بھری نظر اس کو دیکھا اور وہاں سے غائب ہوگیا۔

صبح جب عاصم شعیب اور امبر کو عالیہ کی موت کی خبر ملی تو ان پر قیامت ٹوٹ پڑی سب کے چہروں پر خوف تھا موت کا خوف انہیں اب اس بات کا یقین ہوگیا تھا کہ جو کوئی بھی ہے یہ قتل کر رہا ہے وہ صرف ہم دوستوں کا ہی دشمن ہے کیونکہ ابھی تک جتنے بھی قتل ہوئے تھے ان کے دوستوں کے ہی ہوئے تھے کامران بھی ان پر یہ ہی ظاہر کر رہا تھا کہ وہ ان سب واقعات سے بہت زیادہ خوفزدہ ہے وہ ہر وقت ان کے ساتھ رہتا تھا ان کے غم میں برابر کا شریک ہوتا تا کہ کسی کو شک بھی نہ ہو کہ یہ گھناؤنا کھیل وہ ہی ان کے ساتھ کھیل رہا ہے بہر حال جب انہوں نے عالیہ کی لاش کو دیکھا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دیئے امبر تو بہت ہی زیادہ رو رہی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو رکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے جس نے بھی عالیہ کا یہ حال کیا ہے اگر وہ میرے سامنے آجائے ناں تو میں اس کی بوٹی بوٹی کر دوں شعیب نے روتے ہوئے کہا ہاں یار بہت ہی برا حال کیا ہے اس نے عالیہ کا اس ظالم کو ذرہ بھی ترس نہ آیا اس معصوم پر ہم اس کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے عاصم نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا یار کیسی باتیں کر رہے ہو کوئی قاتل قتل کرتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ یہ قتل اس نے کیا ہے کامران نے دونوں کی طرف ہوئے کہا بہر حال عالیہ کی لاش کی حالت بہت ہی خراب تھی اس لیے اسے جلد ہی نماز جنازہ کے بعد دفن کر دیا گیا اس کام سے فارغ ہو کر سب دوست اپنے اپنے گھروں میں چل دیئے شام کو عاصم اپنے کمرے میں خاموش بیٹھا ہوا کافی دیر سے کچھ سوچ رہا تھا پھر اچانک ہی اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے فون کر کے شعیب کو اپنی طرف بلا لیا دس منٹ بعد شعیب عاصم کے کمرے میں داخل ہوا ہاں یار کیوں بلایا ہے شعیب نے عاصم کے پاس بیٹھتے ہوئے کہا پہلے تم مجھ سے وعدہ کرو کہ میں جو تم سے کہنے والا ہوں اس میں تم میرا ساتھ دو گے عاصم نے شعیب کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں یار جو تو کہے گا میں وہ سب کچھ کرنے کے لیے تیار ہوں شعیب نے کہا دیکھ یار جو بھی یہ قتل کرتا ہے وہی رات کو قبر سے لاش نکال کر لے جاتا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ وہ آج رات عالیہ کی لاش نکالنے ضرور آئے گا میں سوچ رہا ہوں کہ ہمیں قبرستان میں کہیں چھپ کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کون ہے اور وہ لاش کہاں لے کر جائے گا عاصم نے اسے اپنا منصوبہ بتایا تو وہ اس کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو گیا جب رات کا اندھیرا ہر طرف پھیلنے لگا تو وہ دونوں اٹھے اور قبرستان کی طرف چل دیئے چاند اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا جس کی وجہ سے انہیں ہر چیز صاف نظر آ رہی تھی وہ چلتے چلتے ادھر ادھر دیکھ رہے تھے کوئی دیکھ تو نہیں رہا بہر حال وہ چلتے چلتے قبرستان میں جا پہنچے قبرستان میں ہر طرف خاموشی کا راج تھا اچانک دور کہیں کتوں کے بھونکنے کی آواز نے ماحول کو اور بھی خوفناک بنا دیا وہ خاموشی سے چلتے ہوئے دھک دھک کرتے ہوئے دل کے ساتھ ایک بڑی سی قبر کے پیچھے جا کر چھپ گئے ان کی نظریں عالیہ کی قبر پر جمی ہوئی تھی ان کے دل دھک دھک کر رہے تھے خوف ان کے چہرون پر نمایاں ہو رہا تھا کیونکہ آج وہ پہلی دفعہ رات کو قبرستان آئے تھے اس سے پہلے وہ کبھی بھی رات کو قبرستان میں نہیں آئے تھے۔

اچانک ہی انہیں ایک طرف سے قدموں کی چاپ سنائی دی تو وہ اس طرف متوجہ ہوئے انہیں دور سے ایک شخص اس طرف کو آتا ہوا دکھائی دیا وہ بہت دور تھا اس لیے وہ اسے پہنچان نہیں پا رہے تھے وہ چلتا ہوا بڑی قبر کے پاس سے گزرا تو ان کے منہ حیرت سے کھلے کے کھلے رہ گئے انہوں نے اسے پہنچان لیا تھا وہ کوئی اور نہیں بلکہ ان کا اپنا ہی دوست کامران تھا کامران چلتا ہوا عالیہ کی قبر کے پاس جا کر رک گیا وہ گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا یہ کامران اس وقت یہاں کیا کر رہا ہے شعیب نے عاصم کے کان میں سرگوشی کی تو عاصم نے اس کو خاموش رہنے کو کہا کامران گہری نظروں سے اس کی قبر کو دیکھ رہا تھا پھر اس نے سر کو حرکت دی اور گھوم کر ادھر ادھر دیکھا جب اس کت تسلی ہو گئی کہ یہاں کوئی بھی نہیں ہے تو اس نے ایک جھاڑی سے زمین کھودنے والا اوزار نکالا اور عالیہ کی قبر کی طرف بڑھا پھر کچھ ہی دیر بعد اس قبرستان کے پرسکون ماحول میں پھاوڑے کی آوازیں گونجنے لگیں جلد ہی اس نے قبر سے ساری مٹی ہٹالی تھی پھر وہ جلدی سے قبر میں اتر گیا اور عالیہ کی لاش کو قبر میں سے باہر نکال کر رکھ دیا اس کے بعد وہ قبر سے نکلا اور وہ اوزار دوبارہ اسی جھاڑی میں چھپا دیا۔

عاصم اور شعیب اسے یہ سب کرتا ہوا دیکھ رہے تھے پھر کامران نے عالیہ کی لاش کو کندھے پر اٹھایا اور قبرستان میں سے باہر کی طرف چل دیا عاصم اور شعیب بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے کامران قبرستان سے نکل کر دوسری طرف بنے جنگل میں داخل ہو گیا جنگل بہت گھنا تھا ہر طرف دہشت ہی وحشت تھی وہ دونوں بھی ڈرتے ہوئے اس کے پیچھے ہی پیچھے تھے کامران ایک کنویں کے پاس جا کر رک گیا اس نے عالیہ کی لاش کو کندھے سے اتارا اور کنویں میں پھینک دیا اور پھر وہ خود بھی کنویں میں اتر گیا عاصم اور شعیب کنویں کے پاس آئے انہوں نے آہستہ سے کنویں میں جھانک کر دیکھا تو کنویں میں ایک عجیب سی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ سوکھا ہوا کنواں تھا جس کے ایک طرف کمرہ بھی بنا ہوا تھا اس کنویں میں اترنے کے لیے لکڑی کیا یک سیڑھی بھی تھی کامران اس سیڑھی سے اتر رہا تھا سیڑھی سے اترنے کے بعد اس نے عالیہ کی پھینکی ہوئی لاش کو اٹھا اور اس کمرے میں گھس گیا عاصم اور شعیب بھی آہستہ آہستہ کنویں میں اترنے لگے ان کا خوف کافی حد تک ختم ہو چکا تھا وہ دیکھنا چاہتے تھے کہ کامران کیا کرنا چاہتا ہے وہ نیچے اترے تو اس کمرے کا دروازہ بند تھا عاصم نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا تو دروازہ بنا آواز کے کھل گیا دوسری طرف کا منظر دیکھ کر وہ حیران رہ گئے خوف ان کے چہروں پر پھر سے نمایاں ہونے لگا وہ ٹکٹکی باندھے ہوئے اس ہولناک منظر کو دیکھ رہے تھے کمرے میں میں وحشت ہی وحشت پھیلی ہوئی تھی کمرے میں سامنے ہی پتھر کا ایک بڑا سا تخت بنا ہوا تھا جس پر عالیہ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔

عالیہ کے ساتھ ہی ایک اور لڑکی کی بھی لاش تھی کامران اس اس تخت کے سامنے کھڑا تھا کمرے کے ایک کونے میں دو ڈھانچے پڑے ہوئے تھے اور کمرے میں موجود ہی چیز خون سے رنگی ہوئی تھی کامران نے ابھی تک پیچھے نہیں دیکھا تھا وہ خاموشی سے اندر داخل ہوئے سامنے ہی دیوار پر لگی ہوئی تصویروں نے انہیں چونکا دیا دیوار پر زین ثنا عالیہ امبر عاصم اور شعیب کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اور ان تصویروں پر ایک سرخ رنگ کی لائن بھی لگی ہوئی تھی دوسری دیوار پر ایک بہت ہی خوبصورت حسینہ کی تصویر لگی ہوئی تھی وہ لڑکی حد سے زیادہ خوبصورت تھی اور اس کی نیلی نیلی گہری آنکھیں بالکل کامران جیسی تھیں۔

شعیب اور عاصم نے کامران کی طرف دیکھا تو وہ آنکھیں بند کئے ہوئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھنے میں مصروف تھا عالیہ کی لاش کے ساتھ اس تصویر والی حسینہ کی لاش پڑی ہوئی تھی اس کا خوبصورت چہرہ اور جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اچانک ہی کامران نے آنکھیں کھولیں اور عالیہ کی لاش پر پھونک ماری تو اس کے جسم سے دھواں اٹھنے لگا دھیرے دھیرے وہ دھواں بڑھ رہا تھا پھر وہ دھواں تیزی سے اس حسینہ کے جسم میں داخل ہو گیا جیسے ہی دھواں اس کے جسم میں داخل ہوا تھا اس کے جسم کو ایک جھٹکا لگا تھا عاصم اور شعیب خوفزدہ نظروں سے یہ سب منظر دیکھ رہے تھے جب انہوں نے دوبارہ عالیہ کی لاش کی طرف دیکھا تو وہ کانپ کر رہ گئے کیونکہ اب عالیہ کی لاش کی بجائے وہاں ایک ڈھانچہ پڑا ہوا تھا کامران اس کام سے فارغ ہو کر جیسے ہی پیچھے مڑا تو عاصم اور شعیب کو دیکھ کر وہ ایک دم ڈر سا گیا پھر اس نے قہقہہ لگایا ہاہاہا۔۔ہاہاہا۔۔آج میرے دشمن خود ہی چل کر میرے پاس آ گئے کامران نے مسکراتے ہوئے کہا ایسا کیوں کر رہے ہو تم عاصم نے چیخ کر کہا ہم تمہیں زندہ نہیں چھوڑیں گے شعیب نے غصے سے کہا اس سے پہلے کہ وہ کامران کی طرف بڑھتے کامران نے کچھ پڑھ کر ان پر پھونک ماری تو عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں کسی ان دیکھی زنجیر نے جکڑ لیے وہ اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو ہلا بھی نہیں پا رہے تھے کامران تم ایسا کیوں کر رہے ہو آخر ہم سب نے تمہارا کیا بگاڑا ہے عاصم نے پوچھا تم سب نے میری محبوبہ کو مارا ہے تم سب نے میری محبوبہ کو بہت ہی بھیانک موت مارا تھا وہ دیکھو اس کی لاش ہے وہ ہی میری محبوبہ ہے تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا تھا کامران رونے لگا تم سب نے مجھے اس سے جدا کیا ہے۔

کامران نے دوبارہ اپنے الفاظ دہرائے کامران کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری جانے لگیں وہ اپنے آنسوؤں کو صاف کرنے لگا کامران یہ سب تم کیا کہہ رہے ہو ہم نے تو آج تک کسی مکھی کو بھی نہیں مارا عاصم نے حیران ہوتے ہوئے کہا ہاں کامران یہ سچ کہہ رہا ہے ہو سکتا ہے تمہیں غلط فہمی ہوئی ہو تمہاری محبوبہ کو ہم نے نہیں بلکہ کسی اور نے مارا ہو گا تمہارے دشمن ہم نہیں ہیں بلکہ کوئی اور ہے شعیب نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا نہیں میرا دشمن کوئی اور نہیں ہے بلکہ تم سب ہو مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ دن جب ہم انسانی شکل میں آئے تھے ہمارا تعلق سانپوں سے ہے جو بھی ناگ ناگن اپنے سو سال پورے کر لے وہ انسانی شکل میں آ جاتے ہیں میں نے اور میری ناگن نے بھی سو سال پورے کر لیے تھے ہم انسانی شکل میں آ گئے تھے انسانی شکل میں آ کر بہت خوش ہوئے تھے ہم اسی دن انسانی شکل میں آئے تھے جس دن تم دوست زین کے گاؤں آئے ہوئے تھے تم سب دوست جب کھیتوں میں سیر کرنے کے لیے آئے تو اس وقت ہم انسانی ہی شکل میں تھے لیکن جب ہم نے تم سب کو دیکھا تو ہم دوبارہ سانپ بن گئے تم سب کھیتوں میں ادھر ادھر بھاگ رہے تھے ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کر رہے تھے میں اور میری ناگن تم سب کی دوستی دیکھ کر حیران ہو رہے تھے ہماری بھی خواہش تھی کہ ہم بھی تم سب کے ساتھ ادھر ادھر بھاگیں۔

تم سب کے ساتھ ہنسی مذاق کریں ہم دونوں تم سب کو دیکھتے ہی اتنے مگن تھے کہ ہمیں پتہ بھی نہ چل سکا

کہ تم سب نے ہمیں دیکھ لیا ہے تم سب نے جیسے ہی ہمیں دیکھا تو تم سب نے وہاں سے پتھر اٹھا اٹھا کر ہمیں مارنا شروع کر دیا میں تو جان بچا کر وہاں سے بھاگ نکلا لیکن میری ناگن وہاں سے بھاگ نہ سکی میں تم سب کو چھپ کر دیکھ رہا تھا تم بہت ہی بے دردی سے اسے مار رہے تھے وہ تڑپ رہی تھی لیکن تم سب کو اس پر زرہ بھی ترس نہ آیا جب تم کو یقین ہو گیا کہ یہ سانپ مارا گیا ہے تو تم سب وہاں سے چلے گئے میں جلدی سے جہاں چھپا ہوا تھا وہاں سے نکل کر اپنی ناگن کے پاس آ گیا وہ تڑپ رہی تھی اس کے جسم میں چند سانسیں باقی تھیں میں جلدی سے انسانی شکل میں آ گیا اور اپنی ناگن کو بھی انسانی شکل میں لے آیا اس کا تمام جسم زخموں سے بھرا ہوا تھا اور زخموں سے خون بھی بہہ رہا تھا اس نے ایک پیار بھری نظر سے مجھے دیکھا میری آنکھوں سے آنسو رواں تھے پھر آہستہ آہستہ اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں اور وہ مجھے تنہا چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے چلی گئی اس کا جسم ٹھنڈا پڑ چکا تھا آج ہی ہمیں ایک نئی زندگی ملی تھی ایک نیا جیون ملا تھا لیکن تم سب نے سب کچھ برباد کر دیا۔

میں کافی دیر اس کو بانہوں میں لے کر روتا رہا پھر میں نے اس کے مردہ جسم کو اٹھایا اور پہاڑوں کی طرف چل پڑا پہاڑوں پر پہنچ کر میں نے اس کے مردہ جسم کو وہاں رکھا اور پھر رونے لگا ایک جوگی بابا بھی وہاں تھا لیکن میں نے اسے نہیں دیکھا تھا وہ مجھے روتا ہوا دیکھ کر میرے پاس آیا اور کہا تم مت رو تمہاری ناگن ایک طریقے سے دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے لیکن وہ طریقہ صرف مجھے پتہ ہے یہ طریقہ میں تمہیں صرف اس شرط پر بتاؤں گا کہ تمہیں میرا ایک کام کرنا ہو گا میں نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا بابا میں آپکا ہر کام کرنے کے لیے تیار ہوں بس آپ مجھے وہ طریقہ بتا دیں جس سے میری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر سکتی ہے میں نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم اپنی ناگن کو اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو جوگی بابا نے کہا تو میں نے اپنی ناگن کو اٹھایا اور اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تھوڑی دور تک چلنے کے بعد وہ رک گیا اور کہا اپنی آنکھیں بند کر لو تو میں نے اس کے کہنے پر اپنی آنکھوں کو بند کر لیا اس نے کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو مجھے ایک جھٹکا لگا اب اپنی آنکھیں کھول دو۔

اس کے کہنے پر میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں تو ہم اس کنویں میں تھے میں حیران رہ گیا اور ادھر ادھر دیکھنے لگا اس ناگن کو اس تخت پر لٹا دو اس کے کہنے پر میں نے اپنی ناگن کو اس پتھر کے تخت پر لٹا دیا پھر اس جوگی بابا نے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر دیوار پر پھونک ماری اور تم تمام دوستوں کی تصویریں اس دیوار پر آ گئیں یہ ہی ہیں ناں تمہارے دشمن اس نے تصویروں کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جی بابا میں نے نفرت سے ان تصویروں کو دیکھتے ہوئے کہا اچھا پہلے تم وعدہ کرو کہ اپنی ناگن کو دوبارہ پانے کے بعد تم میرا ہر کام کرو گے اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں اپنی ناگن کو پانے کے لیے آپ کا ہر کام کرنے کو تیار ہوں میں نے کہا تم نے مجھے سو دن تک انسانی خون لا کر دینا ہو گا میں اس پر چلہ کروں گا اور دنیا میں سب سے بڑا جادوگر بن جاؤں گا پھر کوئی بھی میرا مقابلہ نہیں کر پائے گا اس نے میری طرف گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا مجھے یہ سب منظور ہے بس آپ مجھے بتائیے کہ میری ناگن دوبارہ زندہ کیسے ہو گی میں نے پوچھا جنہوں نے تمہاری ناگن کو مارا ہے ان کو تم نے مارنا ہو گا پھر تم نے ان کی لاشوں پر ایک منتر پڑھنا ہو گا پھر اس سے تمہاری ناگن دوبارہ زندگی حاصل کر لے گی اچھا میں اب جا رہا ہوں جب تمہاری ناگن دوبارہ زندہ ہو گی تو میں آ جاؤں گا پھر اس جوگی نے مجھے وہ منتر سکھایا اور وہاں سے غائب ہو گیا میں بھی اس کنویں سے نکلا اور شہر آ گیا میں نے شہر میں تم سب کو بہت تلاش کیا لیکن تم مجھے نہ ملے پھر میں نے اپنے علم سے پتہ چلا لیا کہ تم کہاں ہو میں بھی اسی کالج میں آ گیا جہاں تم سب پڑھتے تھے پھر میں نے تم سب سے دوستی کر لی اس دوران میں نے زین شا اور عالیہ کو مار دیا میں انہیں یہاں لا کر بھی مار سکتا تھا لیکن میں تم سب کا حشر دنیا والوں کو دکھانا چاہتا تھا تم سب کو تڑپا تڑپا

کر مارنا چاہتا تھا اور اس میں میں کامیاب بھی ہوا کامران اپنی کہانی سنا کر خاموش ہو گیا۔

پلیز کامران ہم سے غلطی ہو گئی تھی تم ہمیں معاف کر دو عاصم نے کامران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ نہیں یہ ناممکن ہے کامران نے چیخ کر کہا اور انکی طرف بڑھا کامران نے ہاتھ اوپر کیا تو اس کے ہاتھ میں خنجر آ گیا وہ خنجر اٹھائے ان کی طرف بڑھ رہا تھا وہ وہاں سے بھاگنا چاہتے تھے لیکن ان دیکھی زنجیروں نے انہیں جکڑ رکھا تھا کامران شعیب کے پاس پہنچا اور شعیب کے سینے میں خنجر مارنے لگا کہ اچانک ہی اس کے پیچھے سے سفید دھواں پھیلنے لگا اس دھویں کا کوئی بھی وجود نہیں تھا کامران نے جیسے ہی شعیب کے سینے پر وار کرنا چاہا تو اس کا ہاتھ ہوا میں ہی رک گیا کسی ان دیکھے وجود نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا پھر اسی لمحے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھیں اس دھویں کے ان دیکھے وجود نے پیچھے سے کامران پر خنجر سے وار کیا تھا جس سے کامران کی بھیانک چیخیں گونج اٹھی تھیں کامران نیچے گر کر تڑپنے لگا اس دھویں میں انہیں اب بھی وجود نظر نہیں آیا عاصم اور شعیب حیران ہو کر اس دھویں کو دیکھ رہے تھے جس نے ان کی جان بچائی تھی کامران ابھی تک تڑپ رہا تھا اچانک اس دھویں سے وہ خنجر لہراتا ہوا آیا اور کامران کے سینے میں گھس گیا۔

کامران کی ایک بھیانک چیخ اس کمرے میں گونجی اور اس کے جسم کو آگ لگ گئی عاصم اور شعیب نے دیکھ کہ جو حسینہ تخت پر لیٹی ہوئی تھی اس کے جسم کو بھی لگی ہوئی تھی عاصم اور شعیب کے ہاتھ پاؤں آزاد ہو چکے تھے اور وہ حیران ہو کر ان دونوں کو جلتے ہوئے دیکھ رہے تھے آگ آہستہ آہستہ کمرے کو بھی اپنی لپیٹ میں لے رہی تھی اچانک ہی اس دھویں نے حرکت کی اور عاصم اور شعیب کی طرف بڑھا اور انہیں اپنی لپیٹ میں لے لیا ان کو دھویں کے سوا اب کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا پھر اچانک ہی وہ دھواں ان سے ہٹ کر ایک طرف کو کھڑا ہو گیا عاصم اور شعیب نے اپنے ارد گرد دیکھا تو وہ کنویں سے باہر کھڑے تھے اور وہ دھواں ان کے سامنے لہرا رہا تھا تم جو بھی ہو ہمارے محسن ہو تم نے ہماری جان بچائی ہے ہم تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولیں گے عاصم نے اس دھویں کو دیکھتے ہوئے کہا ہمارے محسن تم کون ہو اور ہمارے سامنے کیوں نہیں آتے ہو شعیب نے پوچھا میں انسانوں کا ہمدرد ہوں میرا کوئی وجود نہیں ہے وہ جوگی چلہ کر لیتا تو وہ انسانوں پر بہت ظلم کرتا اور وہ چلے کے دروان سو انسانوں کا خون کامران اور اس کی ناگن سے کرواتا لیکن میں نے اسے یہ سب کرنے سے پہلے ہی مار دیا وہ انسانیت کا دشمن تھا اس جوگی کو مارنے کے بعد میں یہاں آیا تو کامران تم دونوں کو مارنے والا تھا لیکن میں نے اسے مار کر برائی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اچھا دوستو اب میں چلتا ہوں یہ کہہ کر وہ دھواں لہراتا ہوا میں کہیں غائب ہو گیا عاصم اور شعیب بھی دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے گھر کی طرف چل دیئے اس واقعے کو کافی سال بیت گئے ہیں شعیب نے امبر سے شادی کر لی تھی جبکہ عاصم کی بھی شادی اپنی کزن پارس سے ہو گئی۔

وہ اپنے اپنے گھروں میں بہت خوش ہیں لیکن وہ اپنے دوستوں کو آج تک نہیں بھولے۔ میں اپنی کہانی کا اختتام اس غزل سے کرتی ہوں۔

کوئی امید جو ہوتی تیرے لوٹ آنے کی
پھر نہ ہوتی ایسی حالت دل دیوانے کی
میں تو ہر حال میں خوش رہنے کی جستجو میں رہا
نہ گئی تیری عادت وہ ستانے کی
زندگی جبر مسلسل کی طرح کاٹ رہا ہوں
نہیں دیتا کوئی دعا بھی مرجانے کی
تیرے سنگ بیتا ہر لمحہ یاد آتا ہے
جب بھی کوشش کی تجھے بھلانے کی
اب تو اکثر یہی سوچتا رہتا ہوں نشاد
تجھ کو مانگوں یا مانگوں دعا تجھے بھول جانے کی

تم تم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ

طلسمی لاکٹ

---تحریر: فروا اختر خان۔ملتان--

رات کا جانے کون سا پہر تھا عجیب سے احساس کے تحت رشنا کی آنکھ کھل گئی رشنا کو ایک دم سے پیاس کا احساس ہوا تھا اس نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھایا اور گلاس میں ڈال کر پینے لگی ابھی وہ گلاس رکھ کر دوبارہ لیٹنے لگی تھی کہ چرچراہٹ کی آواز نے اسے چونکا دیا ایسا لگا جیسے کسی نے مین گیٹ کھولا ہو وہ اٹھی اور کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی تو حیرانی سے اس کی آنکھیں مزید کھل گئیں کیونکہ گیٹ کھلا ہوا تھا اور دونوں پٹ ایسے جھول رہے تھے جیسے بہت تیز ہوا چل رہی ہو حالانکہ ہوا کا نام ونشان بھی نہیں تھا رشنا کو اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے گیٹ مضبوطی سے بند کیا تھا پھر یہ کیسے کھل گیا وہ حیران ہوتے ہوئے نیچے گیٹ بند کرنے آئی ابھی وہ گیٹ مکمل بند بھی نہ کر پائی تھی کہ باہر سے کسی کی چیخ سنائی دی رشنا اچھل پڑی رات کے اس وقت باہر کسی انسان کا ہونا ناممکن تھا اور وہ بھی اس ویرانے میں کون ہے رشنا گیٹ کھول کر باہر آکر بولی لیکن ہر طرف سناٹا تھا ایک دفعہ پھر کسی کے چیخنے کی آواز آئی رشنا جو گیٹ کے بائیں طرف آٹھ دس قدم کے فاصلے پر کھڑی باہر کا جائزہ لے رہی تھی ایک دم پلٹی چیخ کی آواز جنگل کی طرف سے آرہی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت تکلیف میں ہے وہ ڈرتے ڈرتے جنگل کی طرف جارہی تھی رشن نے سوچا شاید کسی کو مدد کی ضرورت ہے آہستہ آہستہ وہ جنگل کی حدود میں داخل ہوگئی لیکن دور دور تک کسی ذی روح کا نام ونشان نہ تھا وہ واپس پلٹی اچانک پھر سے چیخ کی آواز آئی اسے یکدم سے بہت زیادہ خوف آیا وہ تیز تیز چلتی ہوئی گھر کی طرف بڑھنے لگی ابھی وہ جنگل سے بھی نہ نکل پائی تھی کہ اسے زور سے ٹھوکر لگی نجانے کسی چیز سے اس کا پاؤں الجھا تھا کہ وہ منہ کے بل گری اس نے لیٹے لیٹے ہی اس چیز کو ٹٹولا وہ کسی انسانی جسم کے اوپر گری تھی یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھی جیسے ہی اس کی نظر اس جسم پر پڑی اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی وہ کوئی لاش تھی لاش کا چہرہ مکمل طور پر جل چکا تھا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی درندے نے پھاڑا ہو رشنا کی حالت خراب ہونے لگی وہ چیختی ہوئی گھر کی جانب بھاگی گیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں اور جلدی سے گیٹ کھولنے لگی لیکن یہ کیا گیٹ تو اندر سے بند تھا میں تو گیٹ کھلا چھوڑ کر گئی تھی پھر یہ بند کس نے کیا کھولا دروازہ پلیز کوئی دروازہ کھولو رشنا نے دھڑا دھڑ دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ پلٹی اور ایک بھیانک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی کیونکہ اس کے سامنے وہی لاش کھڑی تھی لاش نے دونوں ہاتھوں سے رشنا کا گلا دبانا شروع کر دیا رشنا کا دم گھٹنے لگا پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

جنگل سے پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر دن میں بہت خوبصورت نظر آنے والا بنگلہ رات کے اندھیرے میں بہت ہی خوفناک لگ رہا تھا یہ بنگلہ آبادی سے دور پرسکون جگہ پر بنایا گیا تھا اچانک بنگلے کی اوپری منزل پر بنے سب سے آخری کمرے کی کھڑکی جو جنگل کی طرف کھلتی تھی ایک دھماکے سے کھلی بیڈ پر سوئی رشنا ہڑبڑا کر اٹھی اس نے خوفزدہ نظروں سے پہلے کھڑکی کی طرف اور پھر ارد گرد دیکھا پھر وہ آہستگی سے اٹھ کر کھڑکی کی طرف آئی باہر ہوا بھی نہیں چل رہی تھی پھر یہ کھڑکی ایکدم سے کیسے کھل گئی رشنا ہولے سے بڑبڑائی کچھ دنوں سے اس کے ساتھ ایسا ہی ہو رہا تھا کبھی رات کو کمرے لائٹ خود بخود جلنے بجھنے لگتی تو کبھی کبھی کمرے کا دروازہ جسے رشنا

رات کو اچھی طرح لاک کر کے سوتی تھی خود بخود کھل جاتا لیکن وہ ان سب کو اپنا وہم سمجھتی تھی آج بھی کھڑکی والے واقعے نے اسے تھوڑی دیر تو پریشان کیا لیکن پھر اس نے سر جھٹک کر کھڑکی بند کی اور واپس بیڈ پر آکر لیٹ گئی تھوڑی دیر بعد وہ گہری نیند میں تھی۔

❁❁❁

رشان اپنے والدین کی اکلوتی اولاد تھی اور اکلوتی ہونے کے ناطے وہ تمام جائیداد کی بھی تنہا وارث تھی رشنا کے والد کا شمار ملک کے بہترین تاجروں میں ہوتا تھا رشنا کے والد نے رشنا کی منگنی اپنے ایک دیرینہ دوست کے بیٹے صارم سے کردی تھی اب وہ جلد سے جلد رشنا کی شادی کرنا چاہتے تھے صارم کے ماں باپ بھی اس رشتے پر بہت خوش تھے لیکن شاید ان کے نصیب میں صارم کی شادی دیکھنا نہیں تھی ایک دن دونوں میاں بیوی شاپنگ کے لیے گئے لیکن کار ایکسیڈنٹ میں دونوں جانبر رہ سکے صارم اپنے ماں باپ کی اچانک موت کو ایکسپٹ نہ کر سکا اور بکھر کر رہ گیا ایسے میں رشنا اور اس کے گھر والوں نے اس کا بھرپور ساتھ دیا اور وہ جلدی ہی سنبھل گیا پھر جلد ہی رشنا اور صارم کی شادی ہوگئی وقت گزرتا رہا تھا اور رشنا دو بیٹیوں کی ماں بن گئی۔ رشنا صارم اپنی بچیوں اور اپنے ماں باپ کے ساتھ ہنسی خوشی زندگی بسر کررہی تھی لیکن یہ خوشی بھی اسے راس نہ آئی ایک دن صارم آفس سے جلدی گھر آگیا اور آتے ہی کہا رشان چلو آج ڈنر باہر کریں گے انکل اور آنٹی کو بھی ساتھ لے چلیں گے ٹھیک ہے میں انہیں بتا کر آتی ہوں رشنا مسکرا کر اپنے ماما پاپا کے کمرے کی طرف بڑھی تھوڑی دیر بعد وہ چاروں گاڑی میں بیٹھ کر چلے گئے رشنا بچیوں کا ملازمہ کے پاس چھوڑ گئی تھی کیونکہ وہ ابھی بہت ہی چھوٹی تھیں راستہ ہنسی مذاق کرتے گزر رہا تھا اگلی سیٹوں پر صارم اور رشنا کے پاپا بیٹھے تھے جبکہ پیچھے رشنا اور اس کی ماما بیٹھے تھے اچانک صارم کا فون بجا تو وہ فون کی طرف متوجہ ہوگیا دوسری طرف نجانے کون تھا صارم اس سے الجھ رہا تھا ذرا کا ذرا صارم کا دھیان بھٹکا اور گاڑی سامنے سے آتی ہوئی گاڑی سے جاٹکرائی۔

❁❁❁

منابل اریبہ آجاؤ کھانا لگ گیا ہے رشنا نے اپنی دونوں بیٹیوں کو بلایا ہم آگئے ممی دونوں بچیاں ہنستی ہوئی ڈائنگ روم میں داخل ہوئی رشنا نے پیار سے انہیں دیکھا اور کھانا سرد کرنے لگی ممی آپ کو پتہ ہے آج سکول میں ٹیچر نے میری بہت تعریف کی وہ کہہ رہی تھیں کہ اریبہ بہت ذہین بچی ہے دیکھنا اس دفعہ بھی اریبہ ہی پہلی پوزیشن لے گی اریبہ نے خوش ہوتے ہوئے کہا رشنا پلیٹ اٹھاتے ہوئے ابھی اسے شاباش دینے ہی والی تھی کہ اچانک ایک عجیب واقعہ ہوا جس نے ان تینوں کو خوفزدہ کردیا رشنا کے ہاتھ میں جو پلیٹ تھی وہ خود بخود اس کے ہاتھوں سے نکلی اور اڑتی ہوئی سامنے دیوار پر جالگی اور نیچے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی یہ کیا رشنا نے خوفزدہ نظروں سے پلیٹ کے ٹکڑوں کی طرف دیکھا پھر ایک دم سے ڈائنگ روم کی بائیں طرف ہی شیشے کی بہت بڑی ونڈو جس سے باہر لان نظر آتا تھا ایک دھماکے سے ٹوٹ گئی اریبہ اور منابل اپنی چیخوں کو بمشکل قابو کر پائیں رشنا سے لپٹ گئیں رشنا نے دونوں کو مضبوطی سے پکڑا اور جلدی سے انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں آگئی وہ بہت زیادہ ڈر گئیں تھیں اور رو رہی تھیں رشنا نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے انہیں اپنی گود میں بٹھالیا کچھ دیر بعد سب کچھ نارمل ہوگیا اریبہ اور منابل اس کی گود میں ہی سوگئیں تھیں اس نے ان دونں کو اٹھایا اور اپنے کمرے میں لے جا کر لٹا دیا وہ دونوں تو سوگئیں تھیں لیکن رشنا رات بھر نہ سو سکی اسے ڈر تھا کہ پھر کچھ نہ ہوجائے صبح ارینہ اور منابل نے رات والے واقعے کے بارے میں پوچھا تو رشنا نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ہوا کی وجہ سے ونڈو ٹوٹ گئی تھی وہ انہیں خوفزدہ نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن ممی وہ جو آپ کے ہاتھ سے پلیٹ خود بخود اڑ کر دیوار پر جا کر لگی وہ اریبہ الجھ کر بولی کہا ناں کچھ نہیں تھا چلو تم لوگ سکول پہلے ہی دیر ہوچکی تھی رشنا نے جھڑک کر اریبہ کو چپ کروایا اور انہیں گاڑی میں بٹھا کر ڈرائیور سے کہا انہیں دھیان سے لے کر جانا ان کے

جانے کے بعد وہ خود بھی تیار ہوکر جیولری شاپ میں چلی گئی۔

❁❁❁

ایکسیڈنٹ بہت ہی زبردست ہوا تھا صارم اور رشنا کے پاپا تو موقع پر ہی دم توڑ گئے جبکہ رشنا اور اس کی ماما کو ہسپتال پہنچا دیا گیا ہسپتال پہنچتے ہی رشنا کی ماما بھی انتقال کرگئیں صرف رشنا ہی تھی جس کی سانسوں کی ڈور ابھی تک اس کے جسم سے بندھی تھی تین دن بعد رشنا کو ہوش آیا اس نے سب سے پہلے اپنے ماں باپ اور صارم کے بارے میں پوچھا جیسے ہی اسے پتہ چلا کہ وہ تینوں اسے تنہا چھوڑ کر چلے گئے ہیں تو وہ پھر بے ہوش ہوگئی ایک دن بعد اسے ہوش آیا تو وہ پاگلوں کی طرح چلانے لگی کہ مجھے میرے ماما پاپا کے پاس جانا مجھے صارم کے پاس جانا ہے مجھے چھوڑ دو مجھے مرجانے دو اب اس دنیا میں میرا کوئی بھی نہیں ہے وہ بری طرح رو رہی تھی نرسوں نے بڑی مشکل سے اسے قابو کر رکھا تھا جب وہ روتے روتے نڈھال ہوگئی تو پھر بیہوش ہوگئی۔

اس طرح کافی دن گزر گئے اب رشنا کی حالت کافی بہتر تھی وہ آہستہ آہستہ زندگی کی طرف لوٹ رہی تھی اسے اپنی بچیوں کی خاطر جینا تھا پھر وہ بالکل ٹھیک ہوکر گھر آگئی اس نے اپنی آدھی جائیداد ایک ٹرسٹ کے نام کردی باقی اس نے اپنی بیٹیوں کے نام کردی اس نے وہ گھر چھوڑ اور آبادی سے دور پرسکون جگہ پر ایک بنگلہ خرید لیا پھر اس نے خود کو مصروف رکھنے کے لیے ایک جیولری شاپ کھول لی اسی طرح وقت گزرنے لگا اب اس کی بیٹیاں بھی بڑی ہورہی تھیں بڑی منابل دس سال کی جبکہ اریبہ سات سال کی تھی لیکن جب سے وہ اس بنگلے میں آئی تھی اس کے ساتھ عجیب وغریب واقعات پیش آرہے تھے جس نے اسے پریشان کردیا تھا

❁❁❁

رات کا جانے کون سا پہر تھا عجیب سے احساس کے تحت رشنا کی آنکھ کھل گئی رشنا کو ایک دم سے پیاس کا احساس ہوا تھا اس نے اٹھ کر سائیڈ ٹیبل سے پانی کا جگ اٹھایا اور گلاس میں ڈال کر پینے لگی ابھی وہ گلاس رکھ کر دوبارہ لیٹنے لگی تھی کہ چرچراہٹ کی آواز نے اسے چونکا دیا ایسا لگا جیسے کسی نے مین گیٹ کھولا ہو وہ اٹھی اور کھڑکی کھول کر باہر دیکھنے لگی تو حیرانی سے اس کی آنکھیں مزید کھل گئیں کیونکہ گیٹ کھلا ہوا تھا اور دونوں پٹ ایسے جھول رہے تھے جیسے بہت تیز ہوا چل رہی ہو حالانکہ ہوا کا نام ونشان بھی نہیں تھا رشنا کو اچھی طرح یاد تھا کہ اس نے گیٹ مضبوطی سے بند کیا تھا پھر یہ کیسے کھل گیا وہ حیران ہوتے ہوئے نیچے گیٹ بند کرنے آئی ابھی وہ گیٹ مکمل بند بھی نہ کر پائی تھی کہ باہر سے کسی کی چیخ سنائی دی رشنا اچھل پڑی رات کے اس وقت باہر کسی انسان کا ہونا ناممکن تھا اور وہ بھی اس ویرانے میں کون ہے رشنا گیٹ کھول کر باہر آکر بولی لیکن ہر طرف سناٹا تھا ایک دفعہ پھر کسی کے چیخنے کی آواز آئی رشنا جو گیٹ کے بائیں طرف آٹھ دس قدم کے فاصلے پر کھڑی باہر کا جائزہ لے رہی تھی ایک دم پلٹی چیخ کی آواز جنگل کی طرف سے آرہی تھی ایسے لگ رہا تھا جیسے کوئی بہت تکلیف میں ہے وہ ڈرتے ڈرتے جنگل کی طرف جارہی تھی رشن نے سوچا شاید کسی کو مدد کی ضرورت ہے آہستہ آہستہ وہ جنگل کی حدود میں داخل ہوگئی لیکن دور دور تک کسی ذی روح کا نام ونشان نہ تھا وہ واپس پلٹی ابھی تک پھر سے چیخ کی آواز آئی اسے یکدم سے بہت زیادہ خوف آیا وہ تیز تیز چلتی ہوئی گھر کی طرف بڑھنے لگی ابھی وہ جنگل سے بھی نہ نکل پائی تھی کہ اسے زور سے ٹھوکر لگی نجانے کس چیز سے اس کا پاؤں الجھا تھا کہ وہ منہ کے بل گری اس نے لیٹے لیٹے ہی اس چیز کو ٹٹولا وہ کسی انسانی جسم کے اوپر گری تھی یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے اٹھی جیسے ہی اس کی نظر اس جسم پر پڑی اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی وہ کوئی لاش تھی لاش کا چہرہ مکمل طور پر جل چکا تھا اور اس کا پیٹ پھٹا ہوا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی درندے نے پھاڑا ہو رشنا کی حالت خراب ہونے لگی وہ چیختی ہوئی گھر کی جانب بھاگی گیٹ پر پہنچ کر اس نے اپنی رکی ہوئی سانسیں بحال کیں اور جلدی سے گیٹ بند کرنے لگی لیکن یہ کیا گیٹ تو اندر سے بند

تھا میں تو گیٹ کھلا چھوڑ کر گئی تھی پھر یہ بند کس نے کیا کھولا دروازہ پلیز کوئی دروازہ کھولو رشنا نے دھڑ ادھڑ دروازہ پیٹنا شروع کر دیا اچانک کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ پلٹی اور ایک بھیانک چیخ اس کے منہ سے برآمد ہوئی کیونکہ اس کے سامنے وہی لاش کھڑی تھی لاش نے دونوں ہاتھوں سے رشنا کا گلا دبانا شروع کر دیا رشنا کا دم گھٹنے لگا پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

❁❁❁

کوئی دھڑ ادھڑ دروازہ پیٹ رہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے دروازے کو توڑنے کا ارادہ ہو آ رہا ہوں بھئی رام لال اپنی دھوتی سنبھالتے ہوئے دروازے کی طرف جلدی سے بڑھا اور کنڈی کھول دی باہر پانچ آدمی تھے ان کے ہاتھوں میں بندوقیں تھیں ہمیں گوپال سنگھ نے بھیجا ہے ایک ہفتے کے اندر اندر یہ جگہ خالی کر دو ایک شخص جو ان سب کا سپہ سالار لگتا تھا نے کہا ارے واہ میں کیوں یہ جگہ چھوڑ دوں ایک ایک روپیہ جوڑ کے ہم نے یہ گھر بنایا ہے رام لال اکڑ کر بولا دیکھ پنڈت تو جانتا ہے کہ گوپال تیرے ساتھ کیا کرے گا جو اس کے راستے میں آتا ہے ناں وہ اس کو کاٹ ڈالتا ہے سمجھیو۔ اس شخص نے سخت لہجے میں کہا ارے جاؤ جو کرنا ہے کر لو لیکن گھوپال سے کہہ دیو ہم یہ مکان نا ہی چھوڑیں گے رام لال غصے سے بولا لاتوں کے بھوت ہو سیدھی انگلی سے نا ہی نکلے گا انگلی ٹیڑھی کرنا ہی پڑے گی وہ شخص اسے دھمکی دیتا ہوا چلا گیا ہوں بڑا آیا جگہ خالی کروانے والا رام لال بڑبڑاتے ہوئے دروازہ بند کرنے لگا۔

❁❁❁

ممی ممی اٹھیں ہمیں سکول سے دیر ہو رہی ہے منابل اور اریبہ نے اسے جھنجھوڑ کر رکھ دیا رشنا آنکھیں ملتی ہوئی اٹھ بیٹھی آج وہ کافی دیر تک سوئی رہی تھی پہلے تو منابل اور اریبہ اس کے اٹھنے کا انتظار کرتی رہی تھیں پھر جب انہیں سکول سے دیر ہونے لگی تو انہوں نے خود ہی اسے اٹھا دیا اٹھتے ہی رشنا کو رات والا واقعہ یاد آیا تو وہ لرز گئی اور حیرانگی سے ادھر ادھر دیکھنے لگی کہ وہ زندہ اور صحیح سلامت اپنے بستر پر کیسے تھی اور وہ لاش کہاں گئی شاید میں نے کوئی خواب دیکھا ہے لیکن اس کا دل اس بات کو ماننے سے انکاری تھا کہ وہ سب خواب تھا ممی آپکی گردن پر کیا ہوا ہے منابل نے اس کی گردن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا میری گردن پر کیا ہے رشنا جلدی سے اٹھ کر شیشے کی طرف آئی اور اپنی گردن کی طرف دیکھا خوف سے اس کا دل زور سے دھڑکا کیونکہ اس کی گردن پر انگلیوں کے واضح نشان تھے ممی بتائیں ناں کیا ہوا آپکی گردن پر منابل رشنا کا بازو پکڑ کر بولی کچھ نہیں چلو میں تم لوگوں کو ناشتہ بنا کر دیتی ہوں پھر تمہیں سکول بھی جانا ہے رشنا جلدی سے بات ٹالتے ہوئے بولی پھر کچن میں جا کر ان کے لیے ناشتہ بنانے لگی ان کے سکول جانے کے بعد وہ بھی شاپ پر جانے کی تیاری کرنے لگی اس کا ذہن الجھا ہوا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ ایسا کیسے ہو سکتا ہے اگر وہ سب خواب تھا تو گردن پر انگلیوں کے نشان کیسے آ گئے اور اگر حقیقت تھی تو پھر میں زندہ کیسے ہوں مجھے تو اب تک مر جانا چاہیے تھا وہ الجھ کر رہ گئی۔

❁❁❁

سندر نگر گاؤں اپنے نام کی طرح بہت خوبصورت تھا اور وہاں رہنے والے لوگ بھی بہت خوبصورت دل کے مالک تھے اسی گاؤں میں رام لال بھی رہتا تھا اس کے ماتا پتا بچپن سے ہی اس کو اس دینا میں اکیلا چھوڑ گئے تھے رام لال نے شادی بھی نہیں کی تھی گاؤں والوں نے بہت کہا کہ شادی کر لو تنہائی دور ہو جائیگی لیکن وہ مانتا ہی نہیں تھا اس کا باپ گاؤں کا سب سے بڑا پنڈت ہوا کرتا تھا اسی لیے گاؤں والوں نے رام لال کو بھی پنڈت کہنا شروع کر دیا تھا رام لال کالا جادو سیکھنا چاہتا تھا ان کے گاؤں میں کسی کو جادو نہیں آتا تھا اسی لیے وہ خود اپنے باپ کی کتابیں پڑھ پڑھ کر کوئی نہ کوئی عمل کرتا رہتا تھا گاؤں میں رہ کر وہ مکمل توجہ سے عمل نہیں کر سکتا تھا اس لیے اس نے گاؤں سے تھوڑی دور جنگل کے قریب ہی ایک چھوٹ سا گھر بنا لیا اور اس میں رہنے لگا اس میں آہستہ آہستہ بہت طاقتیں آتی جا رہی تھیں لیکن

وہ ابھی عمل پورا ہونے تک ان طاقتوں کو استعمال نہیں کر سکتا تھا ادھر گاؤں پر ایک ٹھاکر نے قبضہ کر لیا تھا اور گاؤں والوں کو تنگ کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ جلد سے جلد یہ گاؤں چھوڑ دیں ورنہ وہ سب کو مار دیگا آہستہ آہستہ تمام گاؤں والے گاؤں چھوڑ کر چلے گئے اب اس ٹھاکر کی نظر اس جگہ پر تھی جہاں پر رام لال کا گھر تھا وہ چاہتا تھا کہ اس جگہ پر بھی اسکا قبضہ ہو جائے وہ اس جگہ پر اپنا ایک بہت بڑا بنگلہ بنانا چاہتا تھا اسی لیے اس نے رام لال کو تنگ کرنا شروع کر دیا تھا کہ وہ یہ جگہ چھوڑ دے ورنہ وہ اسے جان سے مار دے گا لیکن رام لال وہ جگہ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا۔

❁❁❁

آج صبح ہی صبح شاپ پر کافی رش تھا مصروفیت میں رشنا رات والے واقعے کو بھول گئی تھی اس وقت دن کے بارہ بج رہے تھے رش آہستہ آہستہ ختم ہو گیا وہ سکون سے کرسی پر بیٹھ گئی اس وقت شاپ میں ایک عجیب سا آدمی داخل ہوا اس نے ہیٹ کے ذریعے اپنا چہرہ چھپا رکھا تھا صرف اس کے ہونٹ ہی نظر آ رہے تھے کاؤنٹر پر آ کر اس شخص ہیٹ کو تھوڑا سا اوپر کیا اف لال سرخ انگارہ آنکھیں تھیں اس کی رشنا زیادہ دیر اس کی آنکھوں کی طرف دیکھ نہ سکی اور جلدی سے بولی کیا چاہیے آپکو اس شخص نے جواب کی بجائے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک لاکٹ تھا اس نے وہ لاکٹ کاؤنٹر پر رکھ کر رشنا کی طرف بڑھایا اور کہا یہ سنبھال کر رکھنا یہ تیری زندگی ہے۔ سنیے آپ کون ہیں وہ واپس جانے لگا تو رشنا جلدی سے بولی وہ رکا مڑ کر اسے دیکھا اور پھر عجیب سے لہجے میں بولا۔

دشمنوں کا دشمن دستوں کا دوست
مظلوموں کی زندگی ظالموں کی موت

یہ کہہ کر وہ فورا چلا گیا آخر یہ کون تھا اور مجھے یہ لاکٹ کیوں دے کر گیا ہے رشنا حیران سی کھڑی رہ گئی میں اس لاکٹ کا کیا کروں گی وہ ہولے سے بڑبڑائی اور وہ لاکٹ بیچنے کے لیے رکھ دیا۔

❁❁❁

سنو یہ لاکٹ کتنے کا ہے اس پیاری سی لڑکی جو ابھی کچھ دیر پہلے اس کی شاپ میں اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ آئی تھی نے کہا رشنا نے مسکراتے ہوئے اسے قیمت بتائی اس نے وہ لاکٹ فورا خرید لیا لگتا ہے اسے لاکٹ بہت پسند آیا تھا اسی لیے وہ لاکٹ پا کر بہت خوش ہوئی تھی لاکٹ خرید کر وہ دونوں چلے گئے شام ہونے والی تھی رشنا نے جلدی جلدی سے دکان سمیٹنا شروع کر دی وہ رات ہونے سے پہلے گھر پہنچ جانا چاہتی تھی

❁❁❁

آج عمل کرنے کا آخری تھا اس کے بعد رام لال کو بہت سی طاقتیں مل جاتیں وہ بہت خوش تھا اور چارپائی پر لیٹا سوچ رہا تھا کہ طاقتیں ملنے کے بعد سب سے پہلے وہ کیا کرے گا یہی سوچتے سوچتے اسے نیند آ گئی رات کا انتظار کرتے کرتے وہ سو گیا ادھر ٹھاکر کے آدمیوں نے رام لال کے گھر کے باہر پٹرول چھڑک کر آگ لگا دی۔ ایک زور دار دھماکے کے ساتھ سب کچھ جل گیا اگلے دن رام لال کی جلی ہوئی لاش ٹھاکر نے جنگل میں پھنکوا دی اور اس جگہ پر ایک شاندار بنگلہ تعمیر کروایا اور اس میں رہنے لگا کچھ عرصہ بعد ٹھاکر کی حالت خراب رہنے لگی اسے ہر جگہ رام لال کی روح نظر آنے لگی جو اس سے کہتی وہ اپنا بدلہ ضرور لے گا میں تم سب کو ایک ایک کر کے ماروں گا رام لال یہ کہہ کر غائب ہو جاتا پھر ایک دن ٹھاکر کا ایک وفادار آدمی پراسرار طریقے سے مارا گیا ٹھاکر کو پتہ تھا کہ رام لال کی روح یہ سب کر رہی ہے لیکن کسی نے اس کی بات کا یقین نہ کیا سب اسے پاگل سمجھنے لگے پھر آہستہ آہستہ ٹھاکر کے سارے ساتھ مارے گئے اب بس اکیلا ٹھاکر رہ گیا تھا۔

❁❁❁

نقاش یہ لاکٹ مجھے اپنے ہاتھوں سے پہناؤ لڑکی نے اپنے بوائے فرینڈ سے کہا لڑکا اس کے ہاتھ سے لاکٹ لے کر لڑکی کو پہنانے لگ ابھی وہ لاکٹ اس کے گلے کے پاس لایا ہی تھا کہ اچانک لاکٹ کے درمیان جو

بڑا سا سرخ نگینہ تھا اس میں سے سرخ رنگ کی روشنی نکل کر سامنے شیشے پر پڑی اس میں دو بونے نمودار ہوئے لڑکا اور لڑکی ششدر رہ گئے یہ لاکٹ جس سے لائے ہو اسے واپس کر دو ورنہ نقصان اٹھاؤ گے دونوں بونے ایک ساتھ بولے اور پھر غائب ہو گئے انہوں نے خوفزدہ نظروں سے لاکٹ کی طرف دیکھا اور واپس اسی شاپ کی طرف بھاگے جہاں سے وہ یہ لاکٹ خرید کر لائے تھے

❁❁❁

جلدی کرتے کرتے بھی اسے کافی اندھیرا ہو گیا تھا وہ ابھی تک دکان سمیٹ کر بند کرنے ہی والی تھی کہ اسے وہی لڑکا اور لڑکی اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دئیے وہ دونوں تیزی سے دوڑ رہے تھے ان کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں جب وہ رشنا کے قریب آئے تو انہوں نے وہ لاکٹ جلدی سے رشنا کے حوالے کیا اور کہا ہمیں یہ لاکٹ نہیں چاہیے اتنا کہہ کر وہ دونوں واپس بھاگ گئے سنو سنو پیسے تو لے جاؤ رشنا پیچھے سے آوازیں دیتی رہ گئی لیکن وہ چلے گئے انہیں کیا ہو گیا رشنا نے حیران ہوتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ لاکٹ دراز میں واپس ڈال دیا اچانک کچھ ہوا وہ پلٹی اور پھر پوری دکان میں جیسے زلزلہ آ گیا ساری دکان الٹ پلٹ ہونے لگی رشنا اپنا توازن برقرار نہ رکھ سکی اور نیچے گر گئی ایک بھونچال سا آ گیا تھا پھر اچانک ایک کونے سے دھواں سا اٹھنے لگا اس میں رشنا نے عجیب و غریب شکلیں بنتی ہوئی دیکھیں وہ چیخنے لگی آس پاس ساری دکانیں بند تھیں سارا بازار سنسان ہو گیا تھا چیختے چیختے وہ پیچھے کی جانب کھسکنے لگی پیچھے کی طرف کھسکتے ہوئے وہ زور سے میز سے ٹکرائی میز الٹ گئی درازیں کھل کر نیچے گر گئیں رشنا کے اوپر کوئی چیز گری اس نے دیکھا تو وہ لاکٹ تھا اچانک اس لاکٹ میں سے سرخ روشنی نکلی اور اس دھوئیں پر پڑی اور پھر وہ دھواں غائب ہو گیا اس کے ساتھ ہی سب کچھ نارمل ہو گیا رشنا نے لاکٹ اٹھایا اور کھڑی ہو گئی کچھ تو خاص بات ہے اس میں۔ وہ ہولے سے بڑبڑائی اور دکان بند کر کے گھر کی طرف چل پڑی لیکن اب اس نے وہ لاکٹ اپنے گلے میں ڈال لیا تھا۔

❁❁❁

ایک دن رام لال کی روح ٹھاکر کے سامنے آئی اور بولی دیکھا ٹھاکر میں نے تیرے سارے ساتھیوں کی ہتھیا کر دی اب تیری باری ہے نہیں نہیں رام لال دیکھ تجھے بھگوان کا واسطہ مجھے مت مار مجھے معاف کر دے ٹھاکر کا خوف کے مارے برا حال تھا معاف کر دوں اور وہ بھی تجھے کبھی نہیں ٹھاکر تو نے مجھے بہت بے دردی سے مارا تھا اور پھر میری لاش کو جنگل میں پھینک دیا اگر تو میری لاش کی بجائے میری راکھ جنگل میں پھنکواتا تو شاید آج میری روح یوں بھٹکنے کی بجائے اوپر والے کے پاس پہنچ چکی ہوتی لیکن چونکہ تو نے میری لاش ہی کو جنگل میں پھینکا تھا اس لیے آج میں تیرے سامنے کھڑا ہوں میری روح بھٹکتی پھر رہی ہے لیکن یہ میری خوش قسمتی ہے آج میں تجھ سے اپنا انتقام لوں گا تب ہی مجھے شانتی ملے گی اور پھر میں اس جگہ پر راج کروں گ جو بھی یہاں آئے گا میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا رام لال یہ کہہ کر قہقہے لگانے لگا پھر وہ رکا اس نے ادھر ادھر دیکھا دیوار پر ٹھاکر کی تلوار لٹکی ہوئی تھی رام لال نے وہ تلوار اٹھائی اور ٹھاکر کی طرف بڑھا ٹھاکر رام لال کی منتیں کرنے لگا وہ اس سے اپنی زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا لیکن رام لال نے بے دردی سے تلوار اس کے سینے میں گھونپ دی۔

❁❁❁

عامل بابا پلیز مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا دلا دیں ورنہ وہ مجھے اور میری بچیوں کو مار دے گی رشنا نے روتے ہوئے کہا ساری بات عامل بابا کو بتا دی اسے کل ہی اس کے ڈرائیور نے بتایا تھا کہ اس کے گاؤں میں ایک بہت پہنچے ہوئے عامل بابا رہتے ہیں اس لیے رشنا عامل بابا کے پاس آئی تھی اور انہیں وہ لاکٹ بھی دکھایا جس کی وجہ سے ابھی تک اس کی جان بچی ہوئی تھی بابا وہ لاکٹ دیکھنے کے بعد بولے یہ واقعی ایک طلسمی لاکٹ ہے لیکن تمہیں اس شخص کو ڈھونڈنا ہوگا جس نے تمہیں یہ لاکٹ دیا ہے لیکن بابا میں اس شخص کو کہاں ڈھونڈوں گی میں تو اسے

جانتی بھی نہیں ہوں رشنا نے پریشان ہو کر کہا ٹھیک ہے میں آج رات عمل کر کے معلوم کرتا ہوں کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے بابا نے تسلی دیتے ہوئے کہا ٹھیک ہے بابا میں کل پھر آؤں گی رشنا یہ کہہ کر واپس چلی گئی۔

❁❁❁

ایک پراپرٹی ڈیلر کی نظر جب اس بنگلے پر پڑی اور اسے پتہ چلا کہ یہ بنگلا کئی عرصے سے خالی ہے اور مالک مکان کا کچھ پتہ نہیں تو اس نے فوراً وہ بنگلا اپنے قبضے میں کر لیا وہ جلد سے جلد وہ بنگلہ بیچنا چاہتا تھا پھر ایک لڑکی اس کے پاس آئی اسے فوراً گھر چاہیے تھا پراپرٹی ڈیلر نے اسے وہ گھر دکھائی اسے وہ گھر بہت پسند آیا اور اس نے خرید لیا وہ بنگلہ خریدنے والی لڑکی رشنا تھی

❁❁❁

آج پھر رشنا گاؤں آئی باباجی سے یہ پوچھنے کہ وہ شخص اسے کہاں ملے گا لیکن بابا کے گھر کے باہر لوگوں کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹھک کر رہ گئی اس نے آگے بڑھ کر ایک شخص سے پوچھا کیا ہوا ہے اور پھر جو بات اس شخص نے بتائی وہ رشنا کے لیے کسی دھماکے سے کم نہ تھی باباجی کا انتقال ہو گیا وہ روتے ہوئے واپس گاڑی میں آ کر بیٹھ گئی یا اللہ یہ کیا ہو گیا ہے میں اب کیسے اس شخص کو ڈھونڈوں گی یا اللہ مجھے اس مصیبت سے نکال وہ دعا مانگتے ہوئے واپس گھر کی طرف روانہ ہو گئی وہ اپنی ہی سوچوں میں گم تھی اور گاڑی چلا رہی تھی کہ اچانک ایک شخص گاڑی کے سامنے آ گیا اس نے بڑی مشکل سے بریک لگائی گاڑی کا دروازہ کھول کر باہر آئی تاکہ اس بندے کو کھری کھری سنا سکے کہ وہ چلتی ہوئی گاڑی کے سامنے کیوں آ گیا لیکن اس پر نظر پڑتے ہی اس کی سانسیں ٹھہر گئیں تم رشنا خوشی سے چیخی پھر بھاگ کر اس کے پاس آئی تم کہاں تھے میں تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا آخر تم کون تھے مجھے اپنا نام بتا کیوں نہیں دیتے ہو دیکھو جو لاکٹ تم نے مجھے دیا تھا وہ اب میرے پاس ہے لیکن وہ جو بھی ہے میرے پیچھے کیوں پڑی ہے آخر وہ کون ہے رشنا ایک ہی سانس میں تمام باتیں کہہ گئی اس شخص نے ایک نظر رشنا کو دیکھا اور کہا

میرا نام عبداللہ ہے میرے ساتھ چلو اور مجھے وہ جگہ دکھاؤ جہاں تم نے پہلی بار اس کی موجودگی کو محسوس کیا تھا ہاں ٹھیک ہے چلو میں تمہیں وہ جگہ دکھاتی ہوں رشنا جلدی سے بولی اور گاڑی کی طرف بڑھی وہ دونوں گاڑی میں بیٹھ کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔

❁❁❁

یہ ہے وہ جگہ جہاں میں نے وہ لاش دیکھی تھی رشنا نے ایک جگہ اشارہ کیا وہ غور سے اس جگہ کو دیکھنے لگا یہ ایک آتما ہے کافی دیر بعد عبداللہ کی آواز آئی ۔۔آ۔۔آتما۔۔ رشنا نے خوفزدہ لہجے میں کہا ہاں آتما میرے پاس زیادہ تو نہیں لیکن تھوڑا بہت علم ہے جب میں تمہاری شاپ کے قریب سے گزرا تھا تو مجھے پتہ چلا کہ وہ کوئی آتما ہے جو تمہیں تنگ کرتی ہے یہ لاکٹ میں نے تمہیں اس لیے دیا تھا تاکہ تمہاری جان محفوظ رہے یہ لاکٹ مجھے ایک بہت بڑے بزرگ نے دیا تھا میں پہلے عمل کے ذریعے معلوم کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون ہے اور تمہارے پیچھے کیوں لگی ہے پھر مجھے معلوم ہوا کہ وہ ایک ہندو پنڈت تھا اس کا نام رام لال تھا پھر عبداللہ نے رام لال کی ساری کہانی رشنا کو سنا دی اب کیا ہوگا رشنا خوفزدہ ہوتے ہوئے بولی وہ بہت طاقتور ہے میں شاید اس کا مقابلہ نہ کر سکوں لیکن میں کوشش ضرور کروں گا اس کے لیے ہمیں رات کا انتظار کرنا ہوگا فی الحال گھر چلو عبداللہ نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا

❁❁❁

رات انتہائی خوفناک تھی ہر طرف ہو کا عالم تھا وہ دونوں جنگل کی طرف جا رہے تھے جنگل میں پہنچ کر عبداللہ ایک جگہ بیٹھ گیا اور رشنا سے بولا تم ایک طرف ہو کر بیٹھ جاؤ رشنا ایک صاف ستھری جگہ پر درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی عبداللہ آنکھیں بند کیے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہا تھا اچانک ایک بہت تیز طوفان شروع ہو گیا دونوں بیٹھنا دوبھر ہو گیا بہت مشکل سے انہوں نے خود کو سنبھالا پھر ایک دم سے عبداللہ کو کسی نے اٹھایا اور درخت سے دے مارا دوسری دفعہ پھر اٹھایا اور دوسرے

درخت سے دے مارا رشنا زور زور سے چیخنے لگی اسے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے رشنا نے مڑ کر عبداللہ کو دیکھا تو وہ زخمی ہو چکا تھا اور زور زور رشنا کو پکار رہا تھا رشنا اٹھکر اس کی طرف بھاگی لیکن اسی وقت اوندھے منہ گری اتنے میں تیز طوفان میں چلنا مشکل ہو رہا تھا اب اسنے چلنے کی بجائے زمین پر لیٹے لیٹے خود کو گھسٹینا شروع کر دیا وہ عبداللہ کے قریب پہنچنا چاہتی تھی اب عبداللہ اس سے دو قدم کے فاصلے پر تھا اسے عبداللہ کی آواز سنائی دی رشنا لاکٹ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک دھویں کا ایک بہت ہیولہ بنتا چلا گیا اس میں عجیب و غریب شکلیں نمودار ہوئیں پھر اس دھوئیں میں سے دو ہاتھ نکلے اور انہوں نے عبداللہ کا گلہ دبانا شروع کر دیا رشنا نے جیسے ہی لاکٹ کا نام سنا تو جلدی سے اپنے گلے کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن یہ دیکھ کر اس کی چیخ نکل گئی کہ لاکٹ اس کے گلے میں نہیں تھا کیونکہ جب تک یہی ایک لاکٹ تھا اس کے پاس تب تک وہ آتما اسے نہیں مار سکتی تھی اور اب وہ لاکٹ کہاں گیا تھا شاید اسکے گرنے ک وجہ سے کہیں گم ہو گیا رشنا جلدی جلدی نیچے ہاتھ مار مار کر لاکٹ کو ڈھونڈنے لگی وہ دھواں عبداللہ کو مار دینے کے بعد رشنا کی طرف بڑھا رشنا تیزی سے پیچھے ہٹی پھر اس دھویں میں سے وہی دو ہاتھ رشنا کی طرف بڑھے تھے انہوں نے رشنا کا گلا دبانا شروع کر دیا رشنا کا دم گھٹنے لگا اس کی انکھوں کے آگے اندھیرا چھانے لگا پھر اچانک پیچھے ہٹتے ہوئے اس کا ہاتھ کسی چیز سے ٹکرایا رشنا نے اسے اٹھایا تو وہ وہی لاکٹ تھا رشنا نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر وہ لاکٹ اس دھویں میں پھینک دیا لاکٹ پھینکتے ہی رشنا کی گردن سے ہاتھ غائب ہو گئے وہ دھواں اب چاروں طرف چکرانے لگا اس میں سے بھیانک چیخوں کی آواز آرہی تھی رشنا جلدی سے اٹھی اور گھر کی طرف بھاگی جیسے ہی جنگل کی حدود سے نکلی ایک زوردار دھماکہ ہوا اور سارا جنگل تباہ ہو گیا رشنا نے مڑ کر دیکھا اس کی آنکھوں میں خوشی اور دکھ کے ملے جلے آنسو تھے دکھ اسے عبداللہ کی موت کا تھا اور خوشی اس شیطان کی موت پر تھی۔

قارئین یہ میری پہلی کاوش تھی کیسی لگی اپنی رائے سے ضرور نوازیئے گا میں آپ کی رائے کا شدت سے انتظار کروں گی۔

❁❁❁

میں اداس راتوں کی وہ کٹھن تنہائی ہوں
کبھی سمیٹ نہ سکی جسے یہ اندھیرے کی پا

✪ .... بابر علی سحر۔ سمندری

آ جا کہ بس یہی دستور ہے زمانے کا
تو کسی اور سے ملا تو میں کسی اور کو مل

✪ .... علی باہر۔ سمندری

بہت ستایا ہے کسی کی بے بس یادوں نے
اے رات اب تو گزر جا کہ اور رویا نہیں جا

✪ .... سیدہ دوحہ۔ واہ کینٹ

تری محبت کا بوجھ ڈھونے سے رہ
مجھے یہ دکھ ہے تیرا ہونے سے رہ
مجھے بھی آتی ہے دنیاداری بچھڑنے وا
مگر میں اس سانحے پہ روز سے رہ

✪ .... اسامہ خان۔ گوجر

کوشش کریں گے تری امید پہ پورا از
اس لئے ہم فقیروں سے دوستی کر
اپنا بنا لیں گے تجھ کو جان سے
ہو سکے تو اپنے چرنوں میں دھر

✪ .... محمد اسحاق انجم۔ کنگن

کسی کی یاد نے زخموں سے بھر دیا ہے
ہر سانس پہ شک ہے کہ یہ آخری ہ

✪ .... عمران رمضان۔ ٹھینگ

مت کر پیار کسی پردیسی سے اس کا ٹھکانہ دور ہوتا
یہ سب بے وفا نہیں ان کو جانا ضرور ہوتا

✪ .... عمران رمضان۔

اپنے ہاتھوں سے ہی قسمت میں لکھے ہیں
پھر بھلا کیسے میں گلزار کی حسرت

✪ .... محمد فاروق۔ رحیم یا

کسی پر بھروسہ کرو تو اس بچے کی
جس کو آپ ہوا میں اچھالو تو
ہنستا ہے ڈرتا نہیں کیونکہ وہ جانتا
کہ آپ اسے گرنے نہیں دو

✪ .... لقمان، حسن، ڈرہ اسماعیل

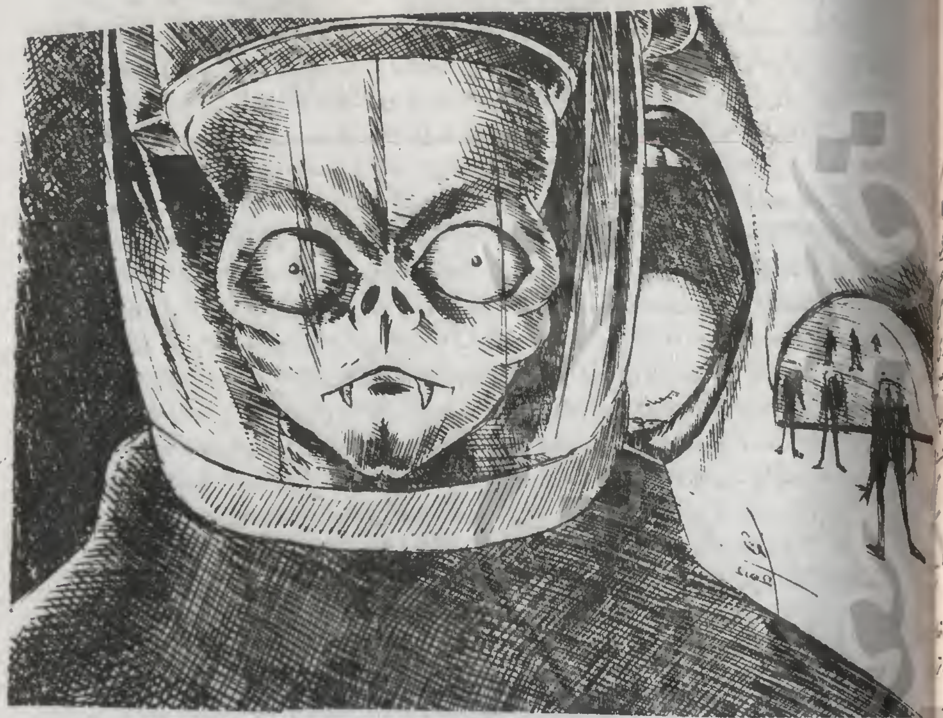

"بھٹکتی روح"

خلیل احمد ایک دلیر انسان تھے متعدد بار عجیب و غریب اور خطرناک حالات سے گزر چکے تھے لیکن اس وقت ان پر ہلکا سا خوف طاری تھا گو کہ ان کے مقابل ایک حسین اور نوخیز لڑکی تھی جو بظاہر انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی تھی اس کے علاوہ ان کے پاس ریوالور بھی تھا لیکن نہ جانے کیا بات تھی وہ کسی قدر گھبراہٹ کا شکار تھے اور جب حسینہ نے دروازہ بند کیا تھا تو ان کا تجسس اور بڑھ گیا تھا حالانکہ یہ کوئی خلاف معمول بات نہیں تھی۔ خلیل احمد کی پریشانی کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ پوری عمارت سناٹے میں ڈوبی ہوئی تھی ہر چیز پر ..... ہول طاری تھا جیسے وہ شہر خموشاں میں آگئے ہوں جہاں زندگی نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مگر لڑکی کی موجودگی نے اس احساس کو بڑی حد تک کم کر دیا تھا۔ عمارت باہر سے جتنی خستہ و خراب نظر آرہی تھی اندر سے اتنی ہی بہتر تھی۔ وسیع اور چوڑا کوریڈور دور تک چلا گیا تھا اور دونوں جانب متعدد کمرے تھے جن کے دروازے بند تھے لیکن مقفل نہیں تھے۔ لڑکی خلیل احمد کی رہنمائی کرتی ہوئی انہیں ایک کمرے میں لے گئی۔ کمرہ کشادہ اور صاف ستھرا تھا اس میں ایک خوبصورت بیڈ، ایک الماری چند کرسیاں اور دیگر سامان موجود تھا۔ خلیل احمد حیران تھے کہ اس اجاڑ عمارت میں یہ اہتمام کیسے کیا گیا ہے۔ لڑکی نے نظریں اٹھائے بغیر بستر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ "تشریف رکھئے!" خلیل احمد بستر پر بیٹھ گئے جو نرم اور شفاف تھا۔ لڑکی دوبارہ بولی۔ "میں آپ کے لئے مشروب لے کر آتی ہوں۔" "کونسا مشروب؟" خلیل احمد نے مشکوک لہجے میں پوچھا "آپ کیا پسند کریں گے؟" "میں ..... میں....." اچھا میں خود ہی لاتی

ہوں آپ بہت تھک گئے ہیں۔ چہرے سے تھکن کے آثار صاف ظاہر ہیں۔ مشروب پی کر آپ خود کو انتہائی تر و تازہ محسوس کریں گے۔ یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی۔ خلیل احمد سوچنے لگے نہ معلوم وہ کس قسم کا مشروب لائے۔ اس میں کوئی بے ہوشی کی دوا نہ ہو یا کوئی اور ایسی چیز نہ ہو جو انہیں نقصان پہنچا دے۔ اتنی بڑی عمارت میں ویران اور وحشت ناک ماحول میں یہ لڑکی پہلے ہی مشکوک لگ رہی ہے۔ نہ معلوم اس کے پیچھے کیا عوامل کارفرما ہیں۔ یہ کس کی آلہ کار ہے؟ خلیل احمد یہ سب کچھ سوچ ہی رہے تھے کہ حسینہ ایک ٹرے میں دو گلاس مشروب لے آئی۔ شاید ایک اپنے لئے اور ایک خلیل احمد کے لئے۔ مشروب کا رنگ سرخ تھا اور اس سے فرحت انگیز خوشبو نکل رہی تھی۔ "یہ صندل کا شربت ہے" لڑکی نے اپنی مترنم آواز میں کہا "آپ کی تمام تھکن دور ہو جائے گی" خلیل احمد حیرت سے گلاس کی طرف دیکھ رہے تھے۔ چند ثانئے بعد بولے "لیکن اس اجاڑ مقام پر یہ صندل کا شربت کہاں سے دستیاب ہوا۔" "آپ شربت پیجئے" لڑکی نے گلاس خلیل احمد کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور دوسرا گلاس اٹھا کر اپنے یاقوتی لبوں سے لگا لیا۔ خلیل احمد سوچنے لگے شاید صرف میرے ہی گلاس میں بے ہوشی کی دوا ہو۔ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ گلاس اٹھاؤں یا انکار کر دوں۔ "آپ شربت لیجئے نا" حسینہ دوبارہ بولی۔ خلیل احمد نے لڑکی کے اصرار پر گلاس اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لیا۔ بڑا معطر اور روح پرور شربت تھا۔ وہ چند سانسوں میں اللہ کا نام لے کر پورا گلاس خالی کر گئے اور پھر کچھ دیر تک اس کا ردعمل ظاہر ہونے کا انتظار کرنے لگے مگر کچھ بھی نہیں ہوا۔ ان میں تر و تازگی آ گئی اور تمام تھکن دور ہو گئی۔ خلیل احمد نے کچھ دیر مزید انتظار کیا کہ بہت ممکن ہے یہ شربت سریع الاثر نہ ہو بلکہ آہستہ آہستہ اپنا رنگ دکھا کر مجھے بے ہوش کر دے۔ لیکن جب خلیل احمد نے معصوم حسینہ کی طرف دیکھا تو خود ہی شرمندہ سے ہو گئے کہ اتنی خوبصورت، معصوم اور بے ضرر لڑکی کے بارے میں ایسے خیالات رکھتا ہوں۔ آدھا گھنٹہ سے زیادہ وقت گزر گیا لیکن خلیل احمد کو کچھ نہیں ہوا بلکہ جسم میں توانائی اور تر و تازگی بڑھتی چلی گئی۔ "کیسا شربت تھا؟ کچھ سکون محسوس ہوا آپ کو؟ حسینہ نے سوال کیا۔ "بہت شاندار! ساری تھکن دور ہو گئی؟" خلیل احمد نے جواب دیا..... اتنا روح پرور شربت آپ کہاں سے لائیں۔ "آپ رات کے کھانے میں کیا پسند کریں گے؟" حسینہ نے خلیل احمد کا سوال نظر انداز کر دیا۔ خلیل احمد نے بھی محسوس کر لیا کہ وہ ان کے سوال کو ٹال گئی ہے کچھ بتانا نہیں چاہتی کہ اس اجاڑ اور دور افتادہ عمارت میں ان اشیاء کا حصول کیسے ممکن ہے۔ "کھانے کے بارے میں آپ نے بتایا نہیں" حسینہ نے دوبارہ دریافت کیا۔ "میں شکر گزار ہوں آپ کا کہ ایسے نامساعد حالات میں آپ نے مجھے پناہ دی۔ اب میں کھانے کی زحمت دینا نہیں چاہتا۔ موسم ذرا سا ٹھیک ہو جائے پھر میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔" خلیل احمد بولے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے" حسینہ نے فوراً کہا۔ "راستے خطرناک ہیں ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ بادل گرج رہے ہیں، بجلی چمک رہی ہے اور موسلا دھار بارش بھی ہو رہی ہے ایسے موسم میں آپ کہاں جائیں گے" "آپ نے ٹھیک کہا ہے..... خلیل احمد اس کے اخلاق سے متاثر ہو کر بولے..... لیکن میرے یہاں ٹھہرنے سے آپ کو تکلیف ہوگی۔ "ہرگز نہیں!" حسینہ نے جواب دیا۔ مہمان تو باعث رحمت ہوتے ہیں۔ آپ بلا تکلیف یہاں آرام فرمایئے کسی قسم کی پریشانی نہیں ہوگی۔ میں آپ کی ہر خدمت کے لئے حاضر ہوں آپ یہاں بالکل محفوظ ہیں۔" "آپ کتنی بااخلاق اور انسان دوست ہیں" خلیل احمد نے متاثر ہو کر کہا۔ آپ کی مہمان نوازی قابل قدر ہے۔ اگر آپ مجھے پناہ نہ دیتیں تو نہ جانے میرا کیا حال ہوتا۔ شاید صبح میری ٹھٹھری سکڑی لاش جنگل کے کسی حصے میں پائی جاتی گیدڑ اور دوسرے جنگل جانور اسے بھنبھوڑ رہے ہوتے۔" "ایسا نہ کہئے" حسینہ فوراً بولی۔ جس کی جتنی زندگی ہے وہ اسے پوری ضرور کرتا ہے نہ کوئی وقت سے پہلے مرتا ہے اور نہ کوئی وقت سے پہلے پیدا ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ..... "یہ کہہ کر حسینہ نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ "اس کے علاوہ کیا..... خلیل احمد نے پرتجسس انداز میں پوچھا۔ خلیل احمد سمجھ گئے تھے وہ کوئی اہم بات کہتے کہتے رک گئی ہے۔" "کچھ نہیں"..... بس یونہی!" حسینہ نے ٹالنا چاہا۔ "نہیں آپ ضرور کچھ کہنا چاہتی تھیں۔ پلیز بتایئے خلیل احمد نے اصرار کیا۔ "کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو ابدی زندگی لے کر آتے ہیں وہ کبھی نہیں مرتے" حسینہ نے بات مکمل کر دی۔ میں تمہاری بات بالکل نہیں سمجھا..... خلیل احمد نے حیرت سے پلکیں جھکائیں۔ "کچھ ایسی طاقتیں ہوتی ہیں جو ہمیشہ زندہ رہتی ہیں" حسینہ نے وضاحت کی۔ انہیں کبھی موت نہیں آتی۔ "تمہارا مطلب ہے ایسے لوگ غیر فانی ہوتے ہیں..... خلیل احمد کی حیرت بدستور قائم تھی۔ "جی ہاں، غیر فانی ہی سمجھ لیجئے۔" حسینہ نے جواب دیا لیکن میں سمجھتا ہوں اس کائنات کا ایک سسٹم ہے۔ لوگ

پیدا ہوتے ہیں اور اپنے اپنے انجام دے کر مرجاتے ہیں۔ ایک بچہ جس روز پیدا ہوتا ہے اسی روز اس کی موت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی زندگی اور موت ایک ہی دن جنم لیتی ہیں۔ موت سائے کی طرح زندگی سے چمٹی رہتی ہے ہر ہر لمحہ زندگی کا تحفظ کرتی ہے اور جب وقت پورا ہو جاتا ہے تو خود ہی اس کی روح قبض کر لیتی ہے۔" خلیل احمد نے اپنی بات کی پوری وضاحت سے تشریح کی۔

"میں آپ کی بات تسلیم کرتی ہوں" حسینہ نے کہ، "لیکن روحانیت کی بات کچھ اور ہے وہاں یہ سسٹم تبدیل ہو جاتا ہے۔" "وہ کیسے؟ خلیل احمد نے تعجب سے سوال کیا۔ "پھر کبھی سہی۔ رفتہ رفتہ آپ کو سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ یہ دنیا بہت پراسرار ہے اور حقیقت کی دنیا سے بہت زیادہ دلچسپ بھی" حسینہ نے جواب دیا۔ "آپ نے میرے دل میں بے پناہ تجسس پیدا کر دیا ہے۔" خلیل احمد نے کہا..... میں یہ سب کچھ جاننے کے لئے بے چین رہوں گا۔ حسینہ دلفریب انداز میں مسکرائی۔ پھر بولی۔ "بتایئے آپ کیا کھانا پسند کریں" "جو دال دالیہ میسر آ جائے" خلیل احمد نے کہا۔ "لیکن اس سے پہلے میں ایک بات معلوم کرنا چاہتا ہوں" خلیل احمد نے کہا "فرمایئے!" حسینہ نے خوشدلی سے کہا۔ "آپ نے اپنا نام ابھی تک نہیں بتایا۔ خلیل احمد نے کہا۔ "اگر ایسی بات ہے تو آپ نے بھی ابھی تک اپنا نام نہیں بتایا" حسینہ نے برجستہ کہا۔ "میرا نام خلیل احمد ہے۔ اور آپ کا نام؟" "مجھے آپ عبیرہ کہہ سکتے ہیں" "کہہ سکتے ہیں یا آپ کا اصل نام کچھ اور ہے؟" "یہی ہے اصل نام" عبیرہ فلسفیانہ انداز میں بولی "ویسے نام کی کوئی اہمیت نہیں ہے نہ اس کا کوئی مقام ہے۔ کردار کے حوالے سے انسان کا نام ہر لمحے ہر روز ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے۔" "اس چھوٹی سی عمر میں بہت بڑی بات کہہ دی ہے تم نے" خلیل احمد نے متاثر ہو کر کہا۔ "اچھا میں کھانے کا کوئی بندوبست کرتی ہوں" عبیرہ اٹھتی ہوئی بولی اور کچن کی طرف چل دی۔ خلیل احمد حیرت کے سمندر میں غوطہ زن تھے۔ اس عمارت میں داخل ہو کر جو واقعات پیش آ رہے تھے اس کی انہیں ہرگز توقع نہیں تھی۔ پہلی بات یہ کہ اس اجاڑ عمارت میں ایک نو عمر حسینہ کی موجودگی ہی کچھ کم پراسرار نہیں تھا۔ اس کی گفتگو بھی نہایت اثر انگیز اور فلسفیانہ تھی جو کہ اس جیسی عمر کی لڑکیاں نہیں کر سکتیں۔ لڑکی یعنی عبیرہ نے ابھی تک یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ وہ اس عمارت میں کس کے ساتھ رہتی ہے جبکہ اس نے خود ہی کہا تھا کہ وہ یہاں تنہا نہیں ہے۔ اس کی یہ بات بھی قابل غور تھی کہ بعض قومیں کبھی نہیں مرتیں وہ ہمیشہ زندہ رہتی ہیں۔ خلیل احمد حسینہ کی ایک بات پر جتنا غور کرتا اتنا ہی الجھتے چلے جاتے کہ آخر اس نے یہ بات کیوں اور کس حوالے سے کہی ہے۔ خلیل احمد سوچنے لگے..... میں یہاں اس بدشکل اور بھیانک خون آشام عورت کی تلاش میں آیا تھا اور یہاں حالات ہی دوسری شکل اختیار کر گئے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ حسینہ ہی دراصل اس خبیث روح کے بھیس میں ہو۔ اسی کا ایک بہروپ اور حسین فریب ہو۔ اگر ایسا ہے تو مجھے محتاط رہنا ہوگا اور اس کی سرگرمیوں پر نظر رکھنی ہوگی کہ اس کی اصل حقیقت کیا ہے۔ خلیل احمد نے کلائی کی گھڑی پر نظر ڈالی۔ وہ چونک پڑے۔ موجودہ حالات پر غور کرتے ہوئے ایک گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اور حسینہ ابھی تک واپس نہیں آئی جو کھانے کا انتظام کرنے گئی تھی۔ پندرہ منٹ اور گزر گئے۔ خلیل احمد انتظار سے اکتا کر بستر سے اٹھنا ہی چاہتے تھے کہ دروازہ کھلا اور حسینہ ایک ٹرے اٹھائے ہوئے اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے خلیل احمد کے سامنے رکھ دی اور بولی۔ "اس وقت یہی کچھ دستیاب ہو سکا ہے آپ کھانا تناول فرمالیتیں" خلیل احمد نے ٹرے میں رکھے ہوئے برتنوں پر نظر ڈالی اور متعجب ہو کر حسینہ کی طرف دیکھنے لگے۔ "کیا بات ہے؟" اس نے اپنی مترنم آواز میں پوچھا آپ کچھ متذبذب ہیں۔" "بات ہی کچھ ایسی ہے" خلیل احمد نے کہا۔ "کیسی بات؟" حسینہ ان کے سامنے بستر پر بیٹھ گئی۔ "یہ اتنی ساری چیزیں تمہیں کہاں سے مل گئیں" انہوں نے دوبارہ ٹرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "مرغی، بھنا ہوا گوشت، کباب، بریانی، کمال ہے۔" "کمال کی تو کوئی بات نہیں ہے" حسینہ نے انکساری سے کہا "میں تو سمجھی تھی صحیح طور پر آپ کی خاطر مدارت نہیں کر سکی ہوں۔" "یہی بہت کچھ ہے۔" خلیل احمد نے کہا "میں حیران ہوں کہ اتنی بہت سی چیزیں تم نے اس قدر جلد کیسے تیار کر لیں۔" "آپ اس بات کو جانے دیجئے اور کھانا کھایئے" حسینہ نے کہا..... اور یہ بھی بتایئے کہ کھانا کیسا ہے۔ شاید آپ کو پسند نہ آئے.....

خلیل احمد نے پھر ٹرے کی طرف دیکھا اور سوچنے لگے کہ کھاؤں یا نہ کھاؤں یہ پراسرار حسینہ نہ جانے کون ہے کہیں اس خون آشام عورت کا کوئی روپ تو نہیں ہے اور اگر ایسا ہے تو ہو سکتا ہے یہ کھانا زہریلا ہو یا انہیں بے ہوش کر دے۔ لیکن پھر انہیں خیال آیا کہ اس سے پہلے وہ حسینہ کے ہاتھ سے مشروب بھی پی چکے ہیں اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو اس

مشروب سے ہی انہیں کچھ نہ کچھ ہو جاتا بلکہ کوئی نقصان پہنچنے کے بجائے ان کی توانائی بحال ہوگئی تھی وہ سوچنے لگے بلا تکلف کھانا کھالینا چاہئے۔ اس بات کی پروا کئے بغیر کہ یہ کہاں سے آیا اور کیسے تیار ہوا۔ ساتھ ہی خلیل احمد کو یہ خیال بھی آیا کہ ہوسکتا ہے ان کا نظریہ غلط ہو اور اس حسینہ کا اس خبیث روح سے کوئی تعلق نہیں ہو۔ "آپ کیا سوچنے لگے؟" حسینہ نے ایک دم پوچھا۔ "کچھ نہیں ..... خلیل احمد نے کہا" دراصل میں سوچ رہا تھا ..... خیر کچھ نہیں! ہاں یہ بتاؤ تم کھانے میں میرا ساتھ نہیں دو گی۔ کیوں نہیں "اس نے آمادگی ظاہر کی" آپ شروع کیجئے۔ میں بھی کھاؤں گی۔" خلیل احمد نے کھانا شروع کر دیا وہ بھی ساتھ دینے لگی کھانا نہایت ہی ذائقہ دار تھا بلکہ اس سے زیادہ لذیز کھانا انہوں نے پہلے کھایا ہی نہ تھا۔ "تم بہت شاندار کھانا بناتی ہو ..... خلیل احمد نے تعریفی آواز میں کہا۔ "نوازش ہے آپ کی" وہ انکساری سے بولی "یا شاید آپ کو کھانا پسند نہیں آیا" آپ طنزاً" یہ بات کہہ رہے ہیں"" ہرگز نہیں "خلیل احمد نے پرجوش لہجے میں کہا" بخدا کھانا بہت لذیز ہے۔ کبھی نہیں کھایا ایسا کھانا۔"" پھر تو میں خوش نصیب ہوں' حسینہ مسکرا کر بولی"" خوش نصیب میں ہوں کہ تمہارے ہاتھوں کا مزے دار کھانا کھایا۔ حسینہ نے گردن جھکالی۔ کھانا ختم ہوا تو وہ برتن سمیٹ کر جانے لگی۔ دروازے کے قریب پہنچ کر وہ مڑی اور پوچھا۔ "آپ چائے پئیں گے یا کافی"" کیا یہاں کافی بھی موجود ہے؟" خلیل احمد نے حیرت سے کہا "کیوں نہیں آپ فرمائیں گے تو ضرور پیش کی جائے گی" حسینہ نے سر کو خم کر کے کہا "اچھا .....! خلیل احمد نے پہلی مرتبہ اس کی جانب بھرپور نظروں سے دیکھا۔ ٹھیک ہے کافی چلے گی۔ موسم بھی قدرے سرد ہوگیا ہے۔" حسینہ نے اثبات میں سر ہلایا اور باہر چلی گئی۔ خلیل احمد ایک بار پھر حیرت و تجسس میں ڈوب گئے۔ سوچنے لگے ..... اس عمارت میں کافی تک موجود ہے۔ آخر یہ تمام اشیاء کہاں سے فراہم ہوتی ہیں اچانک خیال آیا کہ لڑکی نے کہا تھا وہ یہاں تنہا نہیں رہتی چنانچہ ہوسکتا ہے اس کا شوہر یا اس کا باپ وغیرہ یہ چیزیں لے کر آتا ہو۔ انہوں نے سوچا لڑکی کافی لے کر آئے گی تو اس سے یہ بات معلوم کریں گے۔ کچھ دیر بعد لڑکی ٹرے لئے ہوئے اندر داخل ہوئی جس میں کافی کے دو کپ تھے۔ اس نے ٹرے خلیل احمد کے سامنے رکھ دی اور اپنے نقرئی لہجے میں بولی "کافی نوش فرمایئے"" ہاں ہاں ..... کیوں نہیں!" خلیل احمد چونک کر بولے اور کپ اٹھالیا۔ کافی سے بڑی خوشگوار مہک نکل رہی تھی۔ خلیل احمد نے ایک ہلکا سا گھونٹ لیا اور کافی کی لذت ان کے وجود میں ایک انوکھا سرور پیدا کرگئی۔ اتنی خوش ذائقہ کافی انہوں نے آج تک نہیں پی تھی۔ وہ بیساختہ بولے۔ "مجھے یقین تھا کہ تم اتنی شاندار کافی پلواؤ گی۔ ایسی عمدہ کافی میں نے آج تک نہیں پی۔ حسینہ بھی کافی پینے لگی تھی۔ کپ ٹرے میں رکھ کر بولی۔ "قدر افزائی ہے آپ کی' ورنہ میں کسی قابل ہوں۔"" نہیں نہیں' بہت اچھی کافی ہے" خلیل احمد نے کہا اچھا یہ بتاؤ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آتی ہیں۔ اور ہاں تم نے کہا تھا کہ میں یہاں پر تنہا نہیں رہتی ہوں تو اور کوئی ہے تمہارے ساتھ۔ "میرا شوہر!" وہ نظریں اٹھائے تیز بولی۔ "تمہارا شوہر؟" خلیل احمد نے تعجب سے پوچھا "کیا تم شادی شدہ ہو۔ "جی ہاں" وہ اپنے بال درست کرتی ہوئی بولی "میری شادی ہو چکی ہے"" لیکن میں نے ابھی تک تمہارے شوہر کو نہیں دیکھا" کیا وہ یہاں نہیں رہتا ہے" خلیل احمد نے دریافت کیا۔ "یہیں ہے' اس عمارت میں" حسینہ نے جواب دیا۔ "اچھا ..... لیکن وہ مجھ سے ملنے کیوں نہیں آیا۔ وہ یہاں نہیں آسکتا" حسینہ نے مختصر سا جواب دیا۔ "کیوں' کیا بیمار ہے؟" خلیل احمد نے پوچھا۔ "ایسا ہی سمجھ لیجئے" لڑکی نے گول مول سا جواب دیا۔ "اگر وہ واقعی بیمار ہے تو یہ میرا فرض ہے کہ میں اس کی عیادت کروں۔ اور ہوسکتا ہے کہ اس کی کوئی مدد بھی کروں کیونکہ میرے بیگ میں کچھ ادویات وغیرہ موجود ہیں"" رہنے دیجئے وہ دواؤں سے ٹھیک نہیں ہوگا" حسینہ نے افسردہ لہجے میں کہا۔ "آخر کیوں' کیا وجہ ہے؟ تم مجھے اس کے پاس لے کر چلو!" خلیل احمد نے اصرار کیا۔ "آپ اس سے ضرور ملنا چاہتے ہیں؟" حسینہ نے غور سے خلیل احمد کی طرف دیکھا۔ "ہاں ہاں' میں اس کی مدد کر سکتا ہوں۔ خلیل احمد بولے۔ اور پھر یہ کوئی بات نہیں ہوئی کہ ایک بیمار شخص اس عمارت میں موجود ہے اور میں اس کی مزاج پرسی بھی نہ کرسکوں۔"" آپ ضرور میرے شوہر سے ملنا چاہتے ہیں" حسینہ عجیب سے لہجے میں بولی۔ "آخر اس میں قباحت کیا ہے؟" خلیل احمد نے پرزور لہجے میں کہا "میرے اس سے ملنے کے سلسلے میں تم اتنی متذبذب کیوں ہو؟"" ٹھیک ہے' آپ میرے ساتھ ساتھ آیئے" حسینہ اٹھ کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف چل دی۔ خلیل احمد جوتا پہن کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ برآمدے میں نیم تاریکی تھی۔ دیوار میں نصب کیروسین لیمپ کی مدہم روشنی میں ان دونوں کے سائے بھوتوں کی پرچھائیوں کی مانند لگ رہے تھے اور دبیز سناٹے میں قدموں کی آواز رگ و پے

میں سرایت کرتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ باہر موسلا دھار بارش ہو رہی تھی۔ کبھی کبھی بجلی چمکتی تو کھڑکیوں کے شیشوں کے راستے روشنی کی تڑپتی مچلتی لہریں اندر تک لپک آتیں۔ بادلوں کی زبردست گڑگڑاہٹ سے یوں محسوس ہوتا گویا بہت سے عفریت مل کر دھاڑ رہے ہوں۔ حسینہ راہداری میں چلتی ہوئی دائیں جانب مڑ گئی۔ خلیل احمد اس کے پیچھے پیچھے تھے۔ چند قدم چل کر وہ بائیں طرف گھوم گئی۔ سامنے ہی لوہے کا ایک مضبوط دروازہ تھا جس کے کنڈے میں بڑا سا قفل لگا تھا۔ حسینہ نے اپنے لباس کے کسی حصے سے چابی نکالی اور تالا کھولنے لگی۔ خلیل احمد حیران تھے کہ اس نے اپنے شوہر کو تالے میں بند کر رکھا ہے۔ آخر یہ کیا ماجرا ہے؟ تب انہوں نے حسینہ سے پوچھا "کیا تمہارے شوہر کا دماغی توازن ٹھیک نہیں ہے؟

"ایسی کوئی بات نہیں۔" اس نے کھوکھلی سی آواز میں کہا۔ "پھر تم نے تالا کیوں ڈال رکھا ہے؟" خلیل احمد نے پوچھا۔ لڑکی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے قفل کھول کر کنڈے سے نکال لیا تھا اور اب دروازے کا ایک پٹ کھولنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے زور لگایا تو بھاری دروازہ عجیب خوفناک آواز کے ساتھ کھلتا چلا گیا۔ اندر اندھیرا گھپ تھا حسینہ بے دھڑک اندر داخل ہوگئی۔ خلیل احمد کے ہاتھ میں ٹارچ تھی انہوں نے وہ روشن کرلی اور چاروں طرف گھما کر اندر کا جائزہ لینے لگے۔ وہ ایک وسیع کمرہ تھا پورے کمرے میں اس کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی کہ وسط میں ایک مسہری بچھی ہوئی تھی اور کوئی اس پر چادر اوڑھے سو رہا تھا۔ حسینہ مسہری کے قریب جاکر کھڑی ہوگئی۔ خلیل احمد بھی اس کے پاس پہنچ گئے۔ انہوں نے پوچھا "یہ ہے تمہارا شوہر؟" "ہاں ..... یہی ہے میرا شوہر!" وہ گہری سانس لے کر بولی۔ "شاید سو رہا ہے" خلیل احمد اس طرف دیکھتے ہوئے بولے "ہاں' بہت گہری نیند!" حسینہ کی آواز میں عجیب سی سرسراہٹ تھی۔ "ٹھیک ہے اسے سونے دو" خلیل احمد بولے "پھر کسی وقت ملاقات کرلوں گا۔ مگر اس کا چہرہ تو دکھا دو" حسینہ نے ہاتھ بڑھایا اور ایک جھٹکے سے سوتے ہوئے شخص کے اوپر سے چادر کھینچ لی۔ خلیل احمد اچانک گھبرا اٹھے اور بوکھلا کر چند قدم پیچھے ہٹ گئے۔ کیوں کہ جو منظر ان کی نظروں کے سامنے تھا وہ توقع کے بالکل برعکس تھا۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے مسہری کی طرف دیکھ رہے تھے۔ ان کی عقل چوپٹ ہو کر رہ گئی تھی۔ انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا۔ اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیوں کہ چادر کے نیچے سے کسی سوتے ہوئے شخص کے بجائے ایک انسانی پنجر ..... ایک خوفناک ڈھانچہ برآمد ہوا تھا۔ "یہ کیا ہے؟" خلیل احمد کی قدرے سہمی ہوئی آواز میں بولے۔ "یہ میرا شوہر ہے" حسینہ نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ "تمہارا شوہر؟" خلیل احمد نے تعجب سے پوچھا "یہ ڈھانچا اور تمہارا شوہر.....

"ہاں' یہ ڈھانچہ میرا شوہر ہے" لڑکی کی آواز میں پراسراریت کی آمیزش تھی۔ "یہ اس وقت ایک بے جان اور خوفناک ڈھانچا نظر آ رہا ہے لیکن پہلے یہ میری اور تمہاری طرح گوشت پوست کا ایک انسان تھا۔ یہ بھی حرکت کرتا تھا' اس کا دل بھی دھڑکتا تھا اور اس کی رگوں میں بھی خون دوڑتا تھا مگر یہ بہت دنوں کی بات ہے۔" "میں سمجھا نہیں' آخر یہ ماجرا کیا ہے؟" خلیل احمد کی حیرت بدستور قائم تھی۔ لڑکی نے دوبارہ چادر ڈھانچے پر ڈال دی' پھر بولی۔ "چلو کمرے میں چلتے ہیں' وہاں تفصیل سے بتاؤں گی۔" یہ کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ خلیل احمد بھی کمرے سے نکل آئے۔ حسینہ نے دروازہ پہلے کی طرح مقفل کر دیا اس کے بعد دونوں خاموشی سے چلتے ہوئے اپنے کمرے میں آ گئے۔ "اب بتاؤ یہ کیا قصہ ہے؟" خلیل احمد نے کہا میں تو کچھ بھی نہیں سمجھ پایا ہوں۔" اس نے خلیل احمد کی طرف سے دیکھا اور کافی دیر تک دیکھتی رہی۔ اس کی آنکھوں میں ایسی وحشت اور چہرے پر اس قدر کرختگی تھی کہ خلیل احمد کی پلکیں جھپک گئیں۔ اس کی نظریں جگر کے پار ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی تھیں۔ اس کی کیفیت وہی تھی گویا وہ ہوش میں نہ ہو اور وارفتگی کے عالم میں ہو۔" تم اس انداز سے میری طرف کیوں دیکھ رہی ہو؟" خلیل احمد نے قدرے بلند آواز میں کہا "نہیں نہیں ..... کوئی خاص بات نہیں ہے" وہ چونک پڑی "میں ذرا دیر کے لئے ماضی کے دھندلکوں میں کھو گئی۔ "ہاں ..... ماضی سے انسان کا بہت بڑا تعلق ہوتا ہے یہ ماضی ہی تو زندگی کا واحد ساتھی ہے جو کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا اور آخری دم تک دم کے ساتھ رہتا ہے۔ خلیل احمد نے کہا "بہرحال تم یہ بتاؤ کہ تمہارا شوہر ڈھانچہ کیسے بنا' وہ کیا عوامل تھے' کیا واقعات پیش آئے تھے' کیا اسے کسی نے قتل کر دیا تھا' یا کوئی اور بات ہے؟"" بتاتی ہوں" اس نے کہا" پھر وہ کچھ دیر سر جھکائے خاموش بیٹھی رہی جیسے واقعات کو یکجا کرنے کی کوشش کر رہی ہو چند ثانئے بعد بولی "جس عمارت میں آپ اور میں اس وقت بیٹھے ہیں یہ آسیب زدہ ہے۔ اس پر ایک خبیث اور خوفناک روح مسلط ہے وہ سینکڑوں برس سے زندہ ہے۔ وہ کبھی نہیں مرتی اور اگر کوئی مار بھی ڈالتا

ہے تو پھر زندہ ہو جاتی ہے۔ وہ بے پناہ قوتوں کی مالک ہے۔ خیر میں اب اصل واقعات کی طرف آتی ہوں۔ میرا شوہر جس کا ڈھانچا ابھی آپ نے دیکھا ہے وہ بھی شکار کا بہت شوقین تھا۔ ہماری شادی کو چھ ماہ ہوئے تھے کہ ایک دن وہ حسب معمول شکار پر آگیا اور جس طرح آپ بھٹک گئے ہیں وہ بھی راستہ بھٹک کر اس عمارت کی طرف آنکلا۔ اسی روز ہوا اور بارش کا طوفان آیا تھا۔ درخت جڑ سے اکھڑ گئے تھے اور بارش رکنے کا نام نہیں لیتی ہے۔ میرا مرحوم شوہر جس کا نام فرید تھا اسے اس خطرناک موسم میں پناہ کی ضرورت تھی۔ وہ ہوا اور بارش کے طوفان سے لڑتا ہوا اس عمارت میں پہنچ گیا۔ اس وقت یہاں ایک بوڑھا چوکیدار ہوا کرتا تھا اس نے فرید کو پناہ دی اور ہر قسم کا آرام پہنچایا۔ اگلے روز بھی بارش کا سلسلہ جاری رہا۔ نہ صرف بارش بلکہ سیلاب بھی آگیا۔ یہ عمارت چونکہ اونچی جگہ پر واقع ہے اس لئے یہاں تو پانی داخل نہیں ہو سکا لیکن باہر ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور بہت سے جانور اس میں ڈوب کر مر گئے تھے۔ ان حالات میں فرید کا یہاں سے نکلنا ناممکن

ہو گیا تھا بہرحال اس کے پاس خشک خوراک وغیرہ کافی مقدار میں تھی اس لئے اسے کھانے پینے کی طرف سے کوئی پریشانی نہیں تھی۔ جو واقعات میں بیان کر رہی ہوں یہ میرے مرحوم شوہر فرید نے خود واپس آکر بتائے تھے۔ اگلے روز فرید ٹہلتا ہوا اوپر کی منزل پر چلا گیا۔ وہاں ایک کمرے میں اسے ایک صندوق نظر آیا جو کاٹھ کباڑ کے درمیان میں پڑا ہوا تھا۔ وہ لکڑی کا لمبا سا صندوق تھا اور بہت پرانا معلوم ہوتا تھا اور اس کے کنڈے میں تالا بھی لٹک رہا تھا۔ فرید پڑھا لکھا نوجوان تھا وہ ہمیشہ سے تجسس پسند تھا۔ کھوج اور ہر بات کی تہہ تک اتر جانا اس کی عادت تھی۔ چنانچہ اس کے دل میں تجسس پیدا ہوا کہ صندوق کو کھول کر دیکھا جائے کہ اس میں کیا ہے۔ لہٰذا کاٹھ کباڑ سے ایک تار تلاش کر کے فرید نے بڑی کوششوں کے بعد صندوق کا تالا کھول لیا۔ اب ڈھکن اٹھا کر دیکھنا یہ تھا کہ اس کے اندر کیا ہے فرید کا خیال تھا کہ دولت ہوگی۔ سونے کے قدیم سکے اور ہیرے جواہر ہوں گے۔ چنانچہ اس نے بڑے اشتیاق کے ساتھ صندوق کا ڈھکن اٹھایا..... اور پھر دوسرے ہی لمحے وہ دہشت زدہ ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ صندوق کے اندر ایک انتہائی کریہہ النظر اور خوفناک صورت عورت لیٹی ہوئی تھی۔ اس کی شکل توے کی مانند سیاہ تھی اور لمبے لمبے سفید دانت باہر نکلے ہوئے تھے۔ اس کا جسم بھی بہت موٹا اور فربہ تھا۔ وہ بے حس و حرکت تھی ایک لاش کی مانند..... فرید نے ہمت کر کے ذرا غور سے اسے دیکھا تو صاف محسوس ہوا کہ اس کا زندگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ کہ وہ محض ایک لاش ہے لیکن فرید کو حیرت اس بات پر تھی کہ صندوق بہت پرانا ہے۔ لاش نہ معلوم کتنے عرصے سے اس کے اندر بند پڑی ہے لیکن ابھی تک خراب کیوں نہیں ہوئی اس کا جسم تازہ تھا اور یوں لگ رہا تھا جیسے گہری نیند سو رہی ہو۔ فرید کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا۔ حیرت اور دہشت دونوں نے مل کر اس کے دماغ کو ماؤف کر دیا تھا۔ آخر اس نے صندوق کا ڈھکن بند کیا اور حیرت میں ڈوبا ہوا نیچے آگیا۔ بوڑھا چوکیدار سرونٹ کوارٹر میں رہتا تھا۔ فرید نے سوچا کہ اس واقعہ کے بارے میں اسے بتائے لیکن یہ سوچ کر اس نے ارادہ ملتوی کر دیا کہ بلا اجازت صندوق کھولنے پر چوکیدار ناراض ہوگا۔ بہرحال وہ اس خیال میں غلطاں و پیچاں رہا اس کی بھیانک شکل اس کی نظروں کے سامنے گھومتی رہی رات کو بھی فرید بہت دیر تک جاگتا رہا۔ آخر اس کی آنکھیں بوجھل ہونے لگیں اسے نیند آگئی۔ اسے سوتے ہوئے کچھ زیادہ دیر نہیں گزری تھی اور ابھی اس کی نیند کچی ہی تھی کہ اچانک ایک عجیب آواز سے اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے کان لگا کر سننے کی کوشش کی..... چند لمحوں بعد ہی باہر برآمدے میں ایک نسوانی قہقہہ گونجا۔ اس نے دونوں ہتھیلیوں سے آنکھیں ملیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا کہ کہیں وہ عالم خواب میں تو نہیں ہے۔ اسی وقت مترنم قہقہے کی آواز دوبارہ آئی جو نہایت واضح اور کھنکتی ہوئی تھی جیسے کوئی شوخ اور چنچل لڑکی بے ساختہ ہنس رہی ہو۔ فرید دروازہ کھول کر کمرے سے باہر نکل آیا لیکن وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ اس نے دائیں جانب نظر کی تو کوریڈور کے آخری سرے پر سفید لباس میں ملبوس ایک لڑکی نظر آئی۔ اس کی حرکات و سکنات ایسی تھیں گویا دھیمے انداز میں رقص کر رہی ہو۔ نیم تاریکی میں فرید کو اگرچہ اس کا چہرہ صاف نظر نہیں آ رہا تھا لیکن اتنا اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ خوبصورت ہے۔ لیکن اس کی حرکات انتہائی پراسرار تھیں۔ مزید تیزی سے اس جانب بڑھا..... لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی وہ کوریڈور کے بائیں جانب مڑ گئی۔ فرید بھی وہاں پہنچ کر اسی طرف مڑ گیا لیکن اب وہاں لڑکی کا کوئی وجود نہیں تھا۔ کوریڈور سنسان پڑا تھا۔ سامنے ہی ایک کمرے کا دروازہ تھا جو بند تھا۔ فرید آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھا۔ اس نے چند ثانئے غور کیا پھر دروازے کا ایک پٹ آگے کی جانب دھکیلا۔ دروازہ مقفل نہیں تھا۔ پٹ کھلتا چلا گیا۔ فرید اندر جاتے ہوئے جھجک رہا تھا۔ مگر تجسس غالب تھا چنانچہ

آہستگی اور احتیاط سے اندر داخل ہو گیا لیکن اندر کچھ نہیں تھا۔ خالی کمرہ بھائیں بھائیں کر رہا تھا۔ کمرے میں کوئی بھی چیز موجود نہیں تھی صرف دیواریں تھیں..... یہ حال دیکھ کر فرید کمرے سے باہر آگیا اسے حیرت تھی کہ وہ لڑکی اچانک کہاں غائب ہو گئی۔ پھر اس نے تمام عمارت چھان ماری لیکن اس لڑکی کا کوئی پتا نشان نہیں ملا۔ فرید حیران تھا کہ آخر وہ کون تھی کہاں سے آئی تھی اور کہاں چلی گئی۔ سیلاب کا پانی پوری طرح چڑھا ہوا تھا اس لئے فی الحال اس عمارت سے نکلنا ممکن نہیں تھا۔ چوکیدار بھی ایک دو مرتبہ اس سے ملا تھا ورنہ وہ اکیلا ہی بور ہوتا رہتا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ اوپر کی منزل پر جا کر لکڑی کے صندوق کو دیکھے جس میں بدہیئت اور خوفناک عورت کی لاش رکھی ہوئی تھی لیکن اس خیال کے ساتھ اس کی ریڑھ کی ہڈی میں خوف کی سرد لہر دوڑ گئی۔ واقعی اس سیاہ فام لاش کا چہرہ اس قدر بھیانک تھا کہ اسے دیکھ کر اچھے اچھوں کا پتہ پانی ہو جائے لیکن فرید کے دل میں بے پناہ تجسس تھا لہٰذا وہ اپنی طبیعت سے مجبور ہو کر اوپر کی منزل کی طرف چل دیا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دیکھا صندوق اس طرح اپنی جگہ رکھا ہوا ہے۔ وہ صندوق کے قریب چلا گیا۔ اس نے محسوس کیا کہ وہ پسینے میں نہا گیا ہے تاہم خوف کے باوجود اس نے ہمت کر کے صندوق کا ڈھکن اوپر اٹھا دیا..... اور پھر دوسرے ہی لمحے اس کو یوں لگا جیسے خون رگوں میں منجمد ہو گیا ہو۔ خوف کی ایک سنسنائی لہر اس کے رگ و پے میں سرایت کر گئی۔ صندوق سے اس خبیث اور خوفناک شکل عورت کی لاش غائب تھی۔ فرید نے دہشت زدہ ہو کر کمرے میں ادھر ادھر دیکھا مگر وہاں کوئی نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگا یہ بے جان لاش کہاں چلی گئی۔ بوڑھے چوکیدار میں نہ اتنی سکت ہے اور نہ اسے کوئی ضرورت ہے کہ اتنی بھاری بھرکم لاش اٹھا کر لے جائے۔ کوئی اور شخص بھی عمارت میں داخل نہیں ہوا ہے جس پر شبہ کیا جائے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ ایک بدشکل اور گوشت کے پہاڑ جیسی عورت کو کوئی کیوں اٹھا کر لے جائے گا وہ کسی کے کس کام کی ہو سکتی ہے بلکہ اسے دیکھ کر تو کمزور دل آدمی چیخیں مارنے لگے گا۔ تو کیا..... تو کیا..... اس کے جسم میں سنسنی دوڑ گئی۔ تو..... کیا وہ بھیانک عورت خود صندوق سے نکل کر چلی گئی ہے۔ مگر ایک بے جان جسم حرکت کیسے کر سکتا ہے۔ فرید کا دماغ یہ سوچ کر مفلوج سا ہو گیا۔ بات ہی اتنی عجیب اور غیر فطری تھی وہ سوچنے لگا یہ ضرور کوئی بہت بڑا آسیبی چکر ہے اور یہ کہ وہ خطرات میں گھرا ہوا ہے۔ وہ یقیناً" کوئی بدروح ہے جو صندوق سے زندہ ہو کر نکل گئی ہے۔ اس نے سوچا وہ اسی عمارت میں کہیں ہوگی اگر وہ پراسرار قوتوں کی مالک ہے تو خود کو مخفی بھی کر سکتی ہے اور اسے نقصان بھی پہنچا سکتی ہے۔ یکایک فرید کو یوں محسوس ہوا جیسے اچانک ہی کوئی اس کے قریب کھڑا ہوا ہو۔ اس نے مڑ کر دیکھا وہی صندوق والی سیاہ فام اور دہشت انگیز لاش اس کے قریب کھڑی ہوئی تھی اس کا چہرہ خون میں لتھڑا ہوا تھا جو انتہائی بھیانک لگ رہا تھا۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ کسی کا خون پی کر آئی ہو۔ اس کے سر کے بال لمبے لمبے کانٹوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے نوکیلے اور سفید دانت موٹے موٹے ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے اور ان پر تازہ خون لگا ہوا اس کے ہاتھوں کی انگلیاں بھی خون آلود تھیں۔ یکایک اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا اور فرید کو یوں محسوس ہوا جیسے پوری عمارت لرز گئی ہو۔ بھونچال آگیا ہو۔ اس کی نگاہیں فرید کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اور اس کے اپنے چہرے کے نقوش بگڑتے جا رہے تھے۔ فرید نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا اور وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو جسم پسینے میں شرابور تھا سانس دھونکنی کی طرح چل رہا تھا اور خوف کی لہریں روئیں روئیں میں دوڑ رہی تھیں۔ اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور بستر پر گر کر ہانپنے لگا۔ تقریباً" ایک گھنٹے بعد اس کی حالت قدرے درست ہوئی اس نے سوچا اس واقعہ کی اطلاع فوراً" چوکیدار کو دینا چاہئے چنانچہ وہ کمرے سے نکلا اور چوکیدار کے سرونٹ کوارٹر کی طرف چل دیا جو عمارت کے آخری سرے پر رہائشی ہے سے ذرا ہٹ کر بنا ہوا تھا۔ فرید نے باہر نکلنے کے لئے عقبی دروازہ کھولا سرد ہوا کا تیز جھونکا اور بارش کی بوچھاڑ اندر داخل ہوئی۔ فرید نے جلدی سے دروازہ بند کر دیا پھر اچانک ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی اس کے پیچھے موجود ہو اس کا دل بری طرح دھڑکنے لگا اس نے تیزی سے پلٹ کر دیکھا لیکن وہاں کوئی نہیں تھا اس کی جان میں جان آئی مگر اس کی گھبراہٹ بھی بڑھ گئی اس نے چوکیدار کے کوارٹر میں جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا اور خوفزدہ نظروں سے ادھر ادھر دیکھتا ہوا اپنے کمرے میں واپس آگیا۔ یکایک اوپر کی منزل سے ایک ہیبت ناک چیخ بلند ہوئی اور پوری عمارت ایک مرتبہ پر ہل کر رہ گئی۔ فرید کو یقین ہو گیا کہ یہ کوئی خبیث بدروح ہے جو کسی وقت بھی اس کا نرخرہ چبا سکتی ہے۔ اچانک اس کے اندر مردانگی عود کر آئی اس نے سوچا وہ انسان ہے۔ اشرف المخلوقات ہے بدروح وغیرہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ یہ سوچ کر اس نے بندوق اٹھائی اور

شکاری چاقو بھی ہاتھ میں لے لیا۔ پھر وہ اوپر کی منزل کی طرف چل دیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اگر وہ خبیث عورت نظر آگئی تو اسے گولیوں سے بھون کر رکھ دے گا۔ وہ اس کمرے میں پہنچا تو وہاں کچھ نہیں تھا۔ صندوق کا ڈھکن بند تھا۔ کمرے کی ہر چیز سکوت میں ڈوبی ہوئی اور کسی قسم کی کوئی آہٹ یا کوئی آواز محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ فرید صندوق کے پاس پہنچ گیا ایک لمحے کے لئے خوف کی سرد لہر اس کے جسم میں دوڑ گئی تاہم اس نے جلد ہی خوف اور گھبراہٹ پر قابو پالیا اور ایک جھٹکے کے ساتھ صندوق کا ڈھکن اوپر اٹھا دیا۔ وہ بدروح اور خوفناک شکل سیاہ فام عورت صندوق میں اس طرح چت لیٹی ہوئی خون اس وقت بھی اس کے چہرے پر لتھڑا ہوا تھا اس کا منہ غار کی طرح کھلا ہوا تھا اور سانس کی آمد و رفت منقطع تھی۔ اس وقت وہ محض ایک لاش معلوم ہو رہی تھی۔ ایک خوفناک لاش۔ مگر اس کے ہونٹ تازہ خون میں بھیگے ہوئے تھے۔ فرید کے دل میں اس وقت ایک ہی خیال آیا کہ یہ موقع اچھا ہے اس بدروح کو ختم کر دینا چاہئے یہ سوچ کر اس نے اپنا لمبا شکاری چاقو کھول لیا اور ہاتھ بلند کر کے پوری قوت سے اس خبیث عورت کے سینے پر مارنا چاہا..... مگر اس سے پہلے کہ چاقو کا پھل اس کے سینے میں پیوست ہوتا، صندوق کے اندر سے آگ کا ایک شعلہ لپکا۔ شعلہ اتنا تیز اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والا تھا کہ اگر فرید فوراً ہی پیچھے نہ ہٹ جاتا تو اس کا چہرہ جھلس جاتا۔ شعلہ غائب ہو چکا تھا اور فرید صندوق کی طرف خوفزدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ بہرحال اس نے پھر ہمت کی اور صندوق کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ بدشکل عورت یا اس کی لاش اسی طرح پڑی ہوئی تھی لیکن ایک عجیب بات اس نے ضرور محسوس کی کہ لاش ہونٹوں پر اب مسکراہٹ تھی مگر ایسی مسکراہٹ جس سے جسم پر دہشت طاری ہوتی تھی۔ فرید نے سوچا ایک وار اور کرنا چاہئے۔ لیکن ابھی صرف سوچا ہی تھا کہ اچانک صندوق گاڑھے دھویں سے بھر گیا دھویں نے کمرے میں پھیلنا شروع کر دیا۔ اس دھویں کی بو اتنی ناگوار اور ناقابل برداشت تھی کہ تیز گیس بھی اس کے مقابلے میں کچھ نہیں تھی۔ فرید کا دھویں سے دم گھٹنے لگا وہاں ٹھہرنا ناممکن ہو گیا۔ وہ تیزی کے ساتھ کمرے سے نکل آیا اور سیڑھیاں اتر کر اپنے کمرے میں واپس پہنچ گیا۔ اس کے رونئیں رونئیں سے پسینہ پھوٹ رہا تھا اور سانس کی رفتار غیر متوازن ہو گئی تھی۔ جو واقعات پیش آرہے تھے بلاشبہ وہ انتہائی خوفناک تھے۔ فرید سوچنے لگا میں کسی چکر میں پھنس گیا ہوں۔ سیلاب کے باعث یہاں سے نکلنا بھی ناممکن ہے۔ خیال آیا اب چوکیدار کو ضرور تمام واقعات سے آگاہ کر دینا چاہئے۔ یہ سوچ کر وہ پھر عقبی دروازے کی طرف چل دیا۔ اسی وقت دروازہ کھلا پہلے کی طرح تیز بوچھاڑ اور تیز ہوا نے اس کا استقبال کیا۔ بہرحال اس مرتبہ فرید نے پروا نہیں کی وہ پانی میں بھیگتا ہوا چوکیدار کے کوارٹر کے دروازے پر پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھٹکھٹایا..... مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔ خوف اور عجلت کے باعث اس نے دوسری مرتبہ دستک دینا غیر ضروری سمجھا اور دروازے کو آگے کی جانب دھکیلا، وہ کھلتا چلا گیا جیسے وہ اندر کمرے میں داخل ہوا اس نے ایک ایسا ہولناک منظر دیکھا جس نے فرید کے ہوش و حواس تحلیل کر دیئے۔ اس کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو گئے آنکھوں سے دہشت جھلکنے لگی وہ جہاں تھا وہیں کھڑا رہ گیا۔

چوکیدار کی چارپائی خالی تھی..... لیکن ایسا بھی نہیں تھا کہ چوکیدار کمرے میں موجود نہ ہو۔ چوکیدار اپنے پلنگ سے کچھ فاصلے پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اس کا جسم اور لباس خون میں تر بہ تر ہے۔ پہلے تو یہ ہولناک منظر دیکھ کر فرید پر لرزہ طاری ہو گیا۔ لیکن پھر ہمت کی اپنے اعصاب کو کنٹرول کیا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا لاش کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا چوکیدار کی گردن ادھڑی ہوئی تھی جیسے کسی تیز اور نوکیلے دانتوں والے درندے نے چبا ڈالی ہو۔ دوسرے ہی لمحے فرید کو ایک اور خوفناک انکشاف ہوا۔ چوکیدار کا سینہ کھلا ہوا تھا اور جسم کے اندر سے کلیجہ غائب تھا" اوہ..... اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔ اس کا کلیجہ بھی کھا لیا گیا ہے۔ فرید سوچنے لگا کہ ان حالات میں کیا کرنا چاہئے۔ باہر سیلاب تھا۔ وہ اس دہشتناک واقعہ کی اطلاع دینے کہیں جا بھی نہ سکتا تھا۔ وہ بہت دیر تک غور کرتا رہا مگر کوئی بات سمجھ میں نہیں آئی۔ اس نے سوچا فی الحال اپنے رے میں واپس چلا جائے۔ صبح ہوگی تو اس بارے میں کچھ سوچے گا۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے سب سے پہلے دروازہ بولٹ کیا پھر بے دم سا ہو کر بستر پر گر سا گیا اور بری طرح ہانپنے لگا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس خوفناک بدروح نے ہی چوکیدار کا خون پی کر اور اس کا کلیجہ کھا کر اسے ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کے ہونٹوں، چہرے اور ہاتھوں پر لگا ہوا خون یقیناً" بوڑھے چوکیدار کا تھا۔ اس خیال کے تحت فرید کے جسم میں کپکپی دوڑ گئی۔ اس نے سوچا آج اس ڈائن نے چوکیدار کا خون پیا ہے۔ کل ضرور میرا خون پئے گی اور کلیجہ چبا جائے گی۔ یہ خیال آتے ہی اس پر خوف کا شدید دورہ پڑ گیا۔ اچانک کمرے میں دھماکا

سا محسوس ہوا اور دوسرے ہی لمحے وہ خوفناک شکل عورت کمرے میں موجود تھی۔ بس ایک ننگ دھڑنگ گوشت کا پہاڑ فرید کے سامنے کھڑا تھا۔ اسی وقت بھی اس کا منہ ہونٹ اور ہاتھ خون میں لتھڑے ہوئے تھے۔ اسے دیکھ کر فرید پر ایسا خوف طاری ہوا کہ اپنی جگہ سمٹ کر رہ گیا عجیب حالت تھی اس کی نہ وہاں ٹھہر سکتا تھا نہ بھاگ سکتا تھا پورا جسم مفلوج ہو رہا تھا۔ اچانک بدروح نے منہ اوپر کر کے فلک شگاف قہقہہ لگایا اور کمروں کی دیوار پر گویا زلزلہ طاری ہو گیا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگی۔ اس کی آواز نہایت کرخت بھدی، غیر انسانی اور کھوکھلی تھی۔ وہ کہہ رہی تھی۔ "تم آرام سے سو جاؤ، میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گی اس وقت میرا پیٹ خوب بھرا ہوا ہے۔" "کیا بوڑھے چوکیدار کا خون تم نے پیا ہے؟ فرید نے ڈرتے ہوئے پوچھا۔ "ہاں میں نے ہی اس کا خون پیا ہے برسوں کی پیاس بجھائی ہے اور اب میں تمہارا خون بھی پیوں گی مگر ابھی نہیں کل بھی نہیں۔ تم میری اضافی خوراک ہو۔ جب کہیں سے کچھ نہیں ملے گا تب تم پر ہاتھ صاف کروں گا..... اور خوفناک انداز میں ہنسی..... بہت خوبصورت انداز میں تم بھی کیا یاد کرو گے۔ بجر ہؤ!

فرید پر پھر دلیری غالب آگئی تھی اس نے اپنی شکاری رائفل نال کی طرف سے پکڑی ہوئی تھی اس نے موقع غنیمت جانا اور اپنی جان کی پروا کئے بغیر رائفل نال کی طرف سے پکڑ کر اس کا بٹ بھیانک عورت کی کھوپڑی کے عین بیچوں بیچ دے مارا۔ اس کے حلق سے عجیب سا قہقہہ بلند ہوا۔ پھر کرخت آواز سے بولی "خیر کوئی بات نہیں، میں ایسی بچگانہ حرکتوں کو معاف کر دیا کرتی ہوں۔ یہ کہتے ہی جہاں وہ کھڑی تھی اس جگہ ایک غبار بلند ہوا، اور وہ خون آشام عورت غائب ہو گئی۔ فرید بت بنا اپنی جگہ کھڑا تھا اس کے رہے سہے ہوش بھی گم ہو گئے تھے اب تو بدروح نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں تیرا خون پیوں گی۔

اس نے چوکیدار کی کٹی ہوئی گردن دیکھی تھی اس کے تصور سے ہی خوف کے باعث کپکپی طاری ہو گئی۔ اسی عالم میں دن نکل آیا۔ اچانک اسے چوکیدار کے کوارٹر سے رونے چیخنے کی نسوانی آوازیں ہی آنے لگیں جیسے کوئی عورت غم سے نڈھال ہو اور بری طرح بین کر رہی ہو۔ فرید سوچنے لگا یہ کیسی آوازیں ہیں۔ چوکیدار کے کوارٹر میں کوئی اور تو موجود نہیں تھا اور یہ بھی ممکن نہیں کہ اس سیلاب میں باہر سے کوئی ملنے آگیا ہو۔ اچانک خیال آیا ہو سکتا ہے یہ اس کی بیوی ہو جو دوسرے کمرے میں سو رہی ہو اور میری اس پر نظر نہ پڑی۔ اس خوفناک واقعہ کے وقت وہ سو رہی ہوگی اور جب صبح اٹھی ہوگی تو شوہر کی ہلاکت کا پتا چلا ہوگا۔ بین کرنے کی آوازوں میں شدت آگئی تھی فرید کے دل میں ہمدردی کا جذبہ امڈ آیا اور وہ بے اختیار چوکیدار کے کوارٹر کی طرف چل دیا تھا کہ اس کی بیوی کو تسلی دلاسا دے۔ وہ کمرے میں پہنچا تو ایک عورت لاش سے لپٹ کر رو رہی تھی اور انتہائی رقت انگیز انداز میں اپنے غم کا اظہار کر رہی تھی۔ فرید کچھ قریب چلا گیا اور ہمدردانہ لہجے میں بولا۔ "ہمت سے کام لیں خاتون! آپ پر جو صدمہ آپڑا ہے بلاشبہ یہ عظیم صدمہ ہے لیکن.....

فرید نے ابھی یہیں تک کہا تھا کہ عورت نے تیزی سے سیڑھیوں کو دیکھا فرید اسے دیکھ کر چونک پڑا وہ انتہائی خوبصورت اور نوخیز دوشیزہ تھی اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا اور حسین چہرہ سوگوار تھا اسے دیکھ کر فرید کو وہ لڑکی نظر آگئی جو کئی بار اسے راہداری میں نظر آئی تھی اور جس نے اسے کافی پریشان کیا تھا۔ وہی قد و قامت وہی چاندی جیسا رنگ اور وہی سفید لباس۔ اگرچہ نیم تاریکی میں پراسرار لڑکی کا چہرہ نظر نہیں آتا تھا لیکن اس وقت اس حسینہ کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ اس لڑکی کے سوا وہ کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔ وہ غم زدہ حسینہ فرید کو دیکھ کر پھوٹ پڑی اور ہچکیوں کے درمیان کہنے لگی "بابا..... بابا....." پھر وہ عالم نادانستگی میں فرید کے شانے سے لگ کر بلک بلک کر رونے لگی۔ فرید نے آہستگی سے اس کی پشت تھپتھپا کر تسلی دی اور کہا "صبر کرو، خدا کو یہی منظور تھا ایسا لگتا ہے ان پر کسی درندے نے حملہ کیا تھا" بدروح والی بات کو یونہی دانستہ چھپا گیا تھا تاکہ وہ خوفزدہ نہ ہو جائے۔ لڑکی کی ہچکیاں رکنے کا نام نہیں لے رہی تھیں فرید اسے حوصلہ دیتا رہا۔ پھر پوچھا۔ "یہ تمہارے کون تھے؟" "میرے بابا تھے" وہ ٹھہرائی ہوئی آواز میں بولی "مگر انہوں نے تو آپ کے بارے میں کبھی نہیں بتایا کہ میری کوئی بیٹی بھی ہے" "کیا یہ بتانا ضروری تھا" لڑکی بولی۔ "ہاں تم ٹھیک کہہ رہی ہو" فرید بولا "بہرحال مجھے تم سے ہمدردی ہے میں تمہارے غم میں پوری طرح شریک ہوں۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہر طرف سیلاب ہے تدفین کے لئے کسی قریبی بستی تک جانا بھی ممکن نہیں ہے جبکہ لاش اس طرح پڑی رہی تو خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔" "میں نے تو اس بارے میں سوچا ہی نہیں تھا۔" لڑکی باپ کی لاش کی طرف دیکھ کر بولی "اب کیا ہوگا؟" فکر کی کوئی بات نہیں" فرید نے کہا" میں باہر کسی جگہ قبر کھود کر لاش دفن کر دیتا ہوں۔ گھر میں کدال اور بیلچہ وغیرہ تو موجود ہوگا؟" "ہاں یہ چیزیں موجود ہیں" لڑکی

نے جواب دیا لیکن باہر سخت بارش ہو رہی ہے۔ "کوئی پرواہ نہیں" فرید نے کہا "زیادہ سے زیادہ میں بارش میں بھیگ ہی جاؤں گا اس کے علاوہ کوئی نرم جگہ دیکھ کر جلد ہی قبر کھود لوں گا۔" "مجھے ڈر لگ رہا ہے" لڑکی سہم کر بولی "ہاں یہ فطری بات ہے" فرید نے کہا۔ "بہرحال تم بارش میں مت آنا۔ دل مضبوط رکھو اور یہیں ٹھہرو۔ میں جلد انتظام کرلوں گا۔ آخری فریضہ بھی انجام دینا ہی ہے مجھے یہ بتا دو کہ کدال اور بیلچہ کہاں رکھا ہے؟" "وہاں سٹور میں!" لڑکی نے برآمدے کی طرف اشارہ کیا۔ فرید تیزی سے اس کی طرف چل دیا وہاں سٹور میں کدال اور بیلچہ موجود تھا فرید نے وہ چیزیں اٹھائیں اور باہر کی طرف بڑھ گیا۔ پھر پلٹ کر لڑکی کے قریب آیا اور بولا تم گھبرانا نہیں اور ہاں میں تمہارا نام پوچھ سکتا ہوں؟" "لیلیٰ..... لیلیٰ ہے میرا نام" لڑکی نے جواب دیا۔ "شکریہ! میرا نام فرید ہے۔ میں چلتا ہوں۔ تم حوصلہ رکھنا یہ کہہ کر فرید کوارٹر سے نکل کر احاطے میں پہنچ گیا اور قبر کیلئے کوئی جگہ منتخب کرنے لگا۔ ایک جگہ اس نے کدال مارا تو زمین نرم محسوس ہوئی۔ فرید نے وہیں قبر کھودنا شروع کردی۔ بارش بہت تیز ہو رہی تھی وہ پانی میں شرابور تھا مگر ایک لگن کے ساتھ اپنے کام میں لگا ہوا تھا۔ وہ بہت ہمدرد اور مخلص انسان تھا اور اس کی یہی صفت اسے مشکل سے مشکل کام کرنے پر مجبور کردیتی تھی۔ بہرحال چند گھنٹوں میں اس نے قبر کھودی اور لیلیٰ کے باپ کو اس میں دفن کردیا۔ تدفین کے وقت لیلیٰ بھی موجود تھی۔ وہ زاروقطار رو رہی تھی فرید اسے تسلی دیتا ہوا عمارت میں لے آیا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے لیلیٰ سے کہا "پرسکون ہونے کی کوشش کرو۔ خدا کی مرضی میں کسی کو دخل نہیں ہوتا۔ میں شکاری ہوں میرے پاس رائفل موجود ہے میں اس درندے کو مارنے کی کوشش کروں گا جس نے تمہارے بابا کو ہلاک کیا ہے۔" "مجھے ڈر لگ رہا ہے۔" لڑکی نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "تم فکر مت کرو میں موجود ہوں۔" فرید نے ہمدردی سے کہا "اگر تم اپنے کوارٹر میں جانا نہیں چاہتیں تو یہیں آرام کرو۔ برابر کے کمرے میں مسہری موجود ہے تم وہاں سو سکتی ہو۔ میں ہر طرح سے تمہاری حفاظت کروں گا۔" "لیکن..... لیکن.....

اس عمارت کی ویرانی..... سناٹا....." لیلیٰ نے جھرجھری لے کر کہا۔ "ٹھیک ہے" فرید اس کی بات سمجھ کر بولا "اگر تمہیں اعتراض نہ ہو اور مجھ پر بھروسہ کرتی ہو تو مسہری اسی کمرے میں ڈال دیتا ہوں تم اس پر سو جانا۔ میری طرف سے کسی قسم کی بدگمانی دل میں نہ لانا۔ لیلیٰ نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا، پھر سر جھکالیا۔ ظاہر ہے یہ رضامندی کا اظہار تھا لہٰذا فرید دوسرے کمرے سے مسہری گھسیٹ کر لے آیا اور اپنی مخالف سمت میں بچھادی تاکہ کافی فاصلہ برقرار رہے اس کام سے فارغ ہو کر اس نے لیلیٰ سے کہا۔ "میں ایک بار پھر وہی بات دہرانا چاہتا ہوں کہ بے شک تم پر غم کا پہاڑ ٹوٹا ہے لیکن مرنے والوں کے ساتھ مرا نہیں جاتا زندگی کی ہنگامہ خیزیاں برقرار رہتی ہیں۔ تم خود کو آنے والے حالات کے لئے تیار کرو اور خود میں مقابلہ کرنے کی قوت پیدا کرو۔ لیلیٰ نے پرتشکر نظروں سے فرید کی طرف دیکھا اور دھیمے لہجے میں بولی "میں آپ کی شکر گزار ہوں کہ آپ نے اس کٹھن وقت میں میرا ساتھ دیا۔ میری مدد کی اور مجھے حوصلہ دیا۔ اگر تم یہاں نہ ہوتے نہ معلوم بابا کی لاش کا کیا بنتا اور خوف سے میرا کیا حال ہوتا۔ فرید نے کہا "یہ میرا انسانی فرض تھا جو میں نے ادا کیا۔ یہ کوئی شکریہ ادا کرنے والی بات ہرگز نہیں ہے اور اب تمہاری حفاظت بھی مجھ پر فرض ہوگئی ہے۔" وہ بولی "آپ کتنے اچھے ہیں لیکن اس سے پہلے میں نے آپ کو اس عمارت میں نہیں دیکھا تھا۔" "دراصل میں شکار کے لئے نکلا تھا اور طوفان میں گھر کر اس عمارت میں پہنچ گیا۔ ایک بات میں بھی آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں۔" "جی پوچھئے" لیلیٰ نے شیریں لہجے میں کہا۔ "کیا رات کو اس دن راہداری میں تم ہی تھیں۔" فرید نے مشتبہ نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔ لیلیٰ حجاب آلود لہجے میں بولی "ہاں وہ میں ہی تھی۔ فرید نے پوچھا "لیکن ان حرکات کا مقصد؟ وہ شرما سی گئی چند ثانئے بعد اپنی گھری پلکیں اٹھا کر بولی "میں نے دن میں آپ کی جھلک دیکھی تھی لیکن یقین نہیں آ رہا تھا کہ میرے اور بابا کے علاوہ کوئی اور بھی اس عمارت میں موجود ہے؟ یہی معلوم کرنے کے لئے میں اس طرف آئی تھی۔ جب آپ کمرے سے نکلے اور آپ کی موجودگی کا یقین ہوگیا تو مجھے شرارت سوجھی اور الٹی سیدھی حرکات کرنے لگی۔ اس کے بعد بھاگ کر اپنے کوارٹر میں چلی گئی۔ اس وقت میں یہی لباس پہنے ہوئی تھی۔ فرید مسکرا کر بولا "میں نے پہلے ہی پہچان لیا تھا۔ آپ کے لباس سے بھی اور آپ کے قد و قامت سے بھی" پھر یہ بتاؤ کہ آئندہ کے لئے کیا پروگرام ہے۔ کیا تمہارے رشتہ دار موجود ہیں۔ ان کے پاس جاؤ گی یا اس عمارت میں تنہا رہو گی۔؟

لیلیٰ خوف سے جھرجھری لے کر بولی "میں اکیلی اس اجاڑ عمارت میں دہشت سے مرجاؤں گی۔ یہاں رہنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے علاوہ قریب کی بستی میں میرے ایک رشتہ دار موجود ہیں لیکن میں ان کے یہاں جانا نہیں چاہتی۔" تمہاری ماں نہیں ہے' فرید نے پوچھا "ماں کا بہت پہلے انتقال ہوگیا۔" اس نے گلوگیر لہجے میں جواب دیا۔ "پھر تم کہاں جاؤ گی؟" فرید نے دریافت کیا۔ "یہی میں سوچ رہی ہوں" لیلیٰ پرخیال انداز میں بولی۔ فرید نے کہا "میرا خیال ہے کہ تم اپنے رشتہ دار کے پاس ہی چلی جاؤ اور جو ناراضگی ہے اسے دور کرلو۔ خیر اس موضوع پر بعد میں سوچیں گے۔ پہلے کچھ کھاپی لیں۔"

* * *

صبح کو فرید بیدار ہوا تو اپنے اندر بے پناہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ اس کا جسم بری طرح ٹوٹ رہا تھا۔ ہاتھ پیروں کی گویا جان نکل کر رہ گئی تھی لیلیٰ اس وقت کمرے میں موجود نہیں تھی۔ وہ اندر آئی تو حجاب سے اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ فرید بھی اسے دیکھ کر اپنی کمزوری بھول گیا۔ اس کی نگاہیں جھک گئیں۔ وہ بھی شرمندہ تھا۔ پھر اس نے سوچا اس میں قصور میرا تو نہیں تھا۔ جو کچھ ہوا اسے اس کیلئے مجبور کردیا گیا تھا۔ تاہم اس نے لیلیٰ سے کہا۔ "رات جو کچھ ہوا میں اس پر شرمندہ ہوں میں سوچ بھی نہیں سکتا کہ اتنا بڑا کام کیسے ہوگیا، اس میں میرے ارادے کو قطعاً" دخل نہیں تھا۔ "میری بھی یہ کیفیت ہے" لیلیٰ بولی "بہرحال آپ قصوروار نہیں۔ دونوں کی جانب سے غیرارادی طور پر ہی ایسا ہوا۔ میں خود حیران ہوں۔ کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا ہے۔ فرید نے فکرمند لہجے میں کہا "اب کیا ہوگا؟" لیلیٰ ہنس پڑی، پھر بولی "یہ تو مجھے سوچنا چاہئے تم تو مرد ہو۔ تمہیں کیا ہوسکتا ہے۔ فرید خاموش رہا۔ پھر اس نے بستر سے اٹھنے کی کوشش کی مگر لڑکھڑا گیا۔ اٹھتے ہی سر چکرا گیا تھا اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا تھا۔ لیلیٰ نے اسے سنبھال لیا اور پوچھا "کیا بات ہے، کیا ہوا تمہیں؟" فرید نے کہا بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں جیسے پورے جسم کی جان نکل گئی ہو۔ عجیب حالت ہے میری۔" "ٹھہرو میں مشروب لاتی ہوں" یہ کہہ کر لیلیٰ باہر چلی گئی۔ اور کچھ دیر بعد ایک گلاس میں شربت لے آئی اور فرید کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی "لو اسے پی لو۔" فرید نے شربت کا گلاس ہاتھ میں لیا، اور ہلکے ہلکے گھونٹ لینے لگا۔ شربت ذائقہ دار تھا۔ چند گھونٹ لینے کے بعد پھر وہ ایک سانس میں پی گیا۔ وہ عجیب شربت تھا کہ حلق سے اترتے ہی فرید کی توانائی بحال ہوگئی اگرچہ تھوڑی بہت کمزوری تھی لیکن اب وہ خود کو پہلے سے بہت بہتر محسوس کر رہا تھا۔ لیلیٰ نے پوچھا اب کیا حال ہے؟ فرید نے کہا "اب ٹھیک ہوں پہلے جیسی حالت نہیں ہے۔" سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اتنی کمزوری کیوں محسوس کر رہا ہوں۔" لیلیٰ بولی "کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے۔" فکر کی کوئی بات نہیں ہے۔" فرید دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ باہر بارش کا طوفان ختم ہوچکا تھا البتہ سیلاب کا پانی ابھی چڑھا ہوا تھا لیلیٰ اس کے قریب آکر بیٹھ گئی اور پیار سے اس کا ہاتھ تھام کر بولی "تم کتنے اچھے ہو۔" "دیکھو لیلیٰ" فرید کہنے لگا "جو کچھ بھی ہوا میں اس پر شرمندہ بھی ہوں اور مجھے اس کا افسوس بھی ہے۔" "افسوس کی کیا بات ہے۔" لیلیٰ بے تکلفی سے اس کا ہاتھ دباتی ہوئی بولی "جو ہوگیا سو ہوگیا' اب افسوس کرنے کا کیا فائدہ!" فرید نے دیکھا، اس کی آنکھوں میں شرارت تھی۔ وہ سوچنے لگا..... کل کی غمزدہ اور معصوم لڑکی اچانک کیسے تبدیل ہوگئی؟ رات ہوگئی۔ سناٹا اتنا گہرا تھا کہ دل کی گہرائیوں میں اترتا محسوس ہو رہا تھا چونکہ ہوا اور بارش کا شور ختم ہوگیا تھا اس لئے ہر طرف سکوت ہی سکوت تھا۔ فرید اور لیلیٰ نے کھانا وغیرہ کھایا پھر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد دونوں اپنی اپنی مسہریوں پر چلے گئے۔ اس رات فرید بہت دیر تک جاگتا رہا۔ وہ بار بار اٹھ کر دیکھتا تھا اور ہر مرتبہ اسے گہری نیند سوتا ہوا پاتا۔ بالآخر کچھ دیر کروٹیں بدلنے کے بعد اسے بھی نیند آگئی۔

* * *

فرید صبح بیدار ہوا تو پہلے سے بھی زیادہ کمزوری محسوس کر رہا تھا۔ اسے یوں لگ رہا تھا گویا کسی نے پورے وجود سے جان کھینچ لی ہو۔ اس نے اٹھنا چاہا تو اٹھا نہ گیا۔ اس نے اپنے ہاتھ دیکھے وہ سفید ہو رہے تھے اور مضبوط کلائیاں کمزور اور بے رونق لگ رہی تھی۔ وہ سوچنے لگا الٰہی مجھے کیا ہوتا جارہا ہے۔

آخر وہ کیا چیز ہے جو میری توانائی ختم کرتی جارہی ہے۔ بہرحال بڑی مشکل سے وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی وقت فرید کو پیروں کے تلووں میں چبھن سی محسوس ہوئی۔ اس نے پیر سمیٹ کر اپنے تلوے دیکھے، وہ بھی ہتھیلیوں کی طرح سفید ہو رہے تھے جیسے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیا گیا ہو۔ دفعتاً" اسے دونوں تلووں پر باریک سوراخ سے نظر آ

رہے تھے جن پر خون کے ننھے سے قطرے جم کر سیاہ پڑ گئے تھے۔ وہ حیرت سے دیکھنے لگا۔ اس نے سوچا یہ کیا ہے' یہ سوراخ کیسے ہیں یہاں خون کیوں جما ہوا ہے۔ مگر ان سوالات کا اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ نقاہت کے باعث اس سے زیادہ دیر بیٹھا نہیں گیا اور وہ بے دم سا ہو کر بستر پر گر گیا۔ اس پر بے پناہ نقاہت طاری تھی جیسے برسوں کا بیمار ہو۔ اسی وقت لیلیٰ کمرے میں مسکراتی ہوئی داخل ہوئی وہ اس وقت بہت حسین نظر آ رہی تھی چہرہ نکھرا ہوا تھا۔ فرید نے اسے دیکھ کر اٹھنا چاہا لیکن نقاہت کے باعث بستر پر گر گیا۔ لیلیٰ جلدی سے اس کے قریب آئی اور ہاتھ تھام کر بولی۔ "کیا بات ہے' کیا ہوا تمہیں؟" فرید نحیف لہجے میں بولا "نہ معلوم مجھے کیا ہو گیا ہے۔ بہت کمزوری محسوس کر رہا ہوں ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے میرے جسم کی جان کسی نے نچوڑ لی ہو۔" "عجیب بات ہے" لیلیٰ پر تفکر انداز میں بولی "خیر میں دودھ لے کر آتی ہوں۔ تمہاری طبیعت ٹھیک ہو جائے گی۔" "دودھ ..... مگر دودھ یہاں کہاں ملے گا" فرید نے تعجب سے پوچھا۔ "تمہیں شاید معلوم نہیں ہے۔" لیلیٰ نے بتایا "بابا نے بکریاں پالی ہوئی تھیں۔ بس میں ابھی دودھ لے کر آئی۔ لیلیٰ کے جانے کے بعد فرید پھر اپنی حالت پر غور کرنے لگا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ آخر اس کی توانائی روز بروز کیوں ختم ہوتی جا رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد لیلیٰ دودھ کا گلاس لئے اندر داخل ہوئی اور فرید کی طرف بڑھاتی ہوئی بولی "لو' دودھ پی لو' تمہاری طبیعت سنبھل جائے گی۔ فرید نے اٹھنا چاہا مگر اٹھ نہیں سکا۔ لیلیٰ نے سہارا دے کر اسے اٹھایا اور دودھ کا گلاس اس کے منہ سے لگا دیا۔ دودھ پینے کے بعد فرید کی توانائی آہستہ آہستہ بحال ہونے لگی اب اس میں اتنی طاقت آ گئی تھی کہ اٹھ کر بیٹھ سکے۔ اس نے لیلیٰ کا ہاتھ تھام لیا اور کمزور لہجے میں بولا "یہ مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے؟" لیلیٰ نے تسلی دیتے ہوئے کہا "فکر نہ کرو' جلد ٹھیک ہو جاؤ گے" فرید نے اپنے پیر دکھاتے ہوئے کہا "نہ معلوم کیسے میرے پیر کے تلوؤں میں دو ننھے ننھے سوراخ بن گئے ہیں اور اس جگہ خون کے چھوٹے چھوٹے قطرے جم کر سیاہ ہو گئے ہیں۔" لیلیٰ نے بغور اس کے پیر کے تلوؤں کو دیکھا اور بولی "میں سمجھ گئی اس علاقے میں ایک چھوٹا سا کیڑا پایا جاتا ہے جو ڈنک جسم میں چبھو کر خون پیتا ہے۔ تمہیں بھی شاید اسی کیڑے نے کاٹا ہے۔ فرید اپنے پیر سہلاتا ہوا بولا "شاید تم ٹھیک کہہ رہی ہو مگر پیر میں بڑی چبھن محسوس ہو رہی ہے۔" لیلیٰ نے کہا "تم فکر مت کرو۔ میرے پاس ایک ایسا مرہم ہے جو درد کو فوراً رفع کر دے گا۔ میں ابھی لے کر آتی ہوں۔" یہ کہہ کر وہ کمرے سے نکل گئی ..... تھوڑی دیر بعد واپس آئی تو اس کے ایک ہاتھ میں مرہم کی ڈبیہ تھی اور دوسرے ہاتھ میں گلاس تھا جس میں وہی سرخ مشروب تھا اس نے گلاس فرید کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "لو اسے پی لو۔ تمہاری کمزوری جاتی رہے گی۔" فرید نے مشروب پی لیا جو پہلے کی طرح فرحت بخش اور لذیذ تھا اس کے حلق سے اترتے ہی فرید کے اندر توانائی کی لہر دوڑ گئی۔ لیلیٰ نے ڈبیہ سے مرہم نکال کر اس کے پیر کے تلوے پر ملنے لگی۔ واقعی فرید کی تکلیف جلد ہی دور ہو گئی لیکن جب وہ بستر سے اٹھا تو ٹانگیں بری طرح لرز رہی تھیں اور وہ بڑی مشکل سے قدم اٹھا رہا تھا۔ برآمدے میں آ کر اس نے باہر کی طرف دیکھا۔ بارش اب بالکل رک گئی تھی سیلاب کا پانی بھی آہستہ آہستہ اتر رہا تھا مگر اتنا نہیں کہ وہ اسے عبور کر کے اس عمارت سے نکل جاتا۔ رات ہوئی تو فرید نے فیصلہ کر لیا کہ آج وہ بالکل نہیں سوئے گا اور دیکھے گا کہ وہ کونسا کیڑا ہے جو اس کا خون پی جاتا ہے۔ وہ بہت دیر تک جاگتا رہا مگر کوئی کیڑا اس کے قریب نہیں آیا۔ آخر وہ نیند کی آغوش میں پہنچ گیا۔

فرید صبح بیدار ہوا تو اس روز اس کی حالت بہت ابتر تھی یہاں تک کہ وہ حرکت بھی بڑی مشکل سے کر پا رہا تھا جسم کی تمام توانائی ختم ہو گئی تھی۔ سے دوسرے پیر کے تلوے میں شدید چبھن کا احساس ہوا۔ وہ بڑی مشکل سے کراہتا ہوا اٹھا اور پیر کے تلوے کو دیکھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ چونک پڑا۔ آج دوسرے پیر کے تلوے پر بھی ویسے ہی باریک سوراخ تھے اور خون کے ننھے قطرے جسم کو سیاہ کر گئے تھے۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا' وہ اپنی مسہری پر بے خبر پڑی سو رہی تھی اس میں اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ آواز دے کر اسے اٹھا لیتا۔ اس کا سر ڈھلک گیا اور وہ گہری گہری سانسیں لینے لگا۔ اس پر غشی طاری ہو گئی تھی۔ نہ جانے وہ کب تک بے سدھ بستر پر پڑا رہا۔ ہوش اس وقت آیا جب لیلیٰ اسے جھنجوڑ کر اٹھا رہی تھی اور آوازیں دے رہی تھی اس نے نیم وا آنکھوں سے دیکھا' اس کے ہاتھ میں دودھ کا گلاس تھا جسے وہ فرید کی طرف بڑھا رہی تھی۔ "نہیں ..... میرا کسی چیز کو جی نہیں چاہ رہا ہے" اس نے نحیف لہجے میں کہا "میری ساری توانائی ختم ہو گئی ہے۔ میں مر جاؤں گا لیلیٰ ..... بہت جلد مر جاؤں گا۔" "میں تمہیں مرنے نہیں دوں گی۔ لیلیٰ نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا "لو دودھ پی لو تمہاری توانائی بحال ہو جائے گی۔" "کوئی فائدہ نہیں" فرید نے جواب دیا "کب

تک توانائی بحال ہوتی رہے گی۔ شاید میں اپنی آخری سانسیں گن رہا ہوں۔ آج دوسرے پیر کے تلوے پر بھی سوراخ نظر آ رہے ہیں۔ نہ معلوم مجھے کیا ہوتا جا رہا ہے۔" "سب ٹھیک ہو جائے گا" لیلیٰ نے تسلی دیتے ہوئے کہا "تم جلدی سے پی لو" یہ کہہ کر اس نے گلاس فرید کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ فرید نے چند گھونٹ لئے اور گلاس ہٹا دیا۔ اس کا کسی چیز کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ اس نے یہ بات بھی محسوس کی کہ لیلیٰ دن بہ دن نکھرتی جا رہی ہے اس کے چہرے پر تر و تازگی پیدا ہو رہی ہے جبکہ وہ خود موت سے قریب تر ہوتا جا رہا تھا..... اتنا کہہ کر عبیرہ خاموش ہو گئی۔ خلیل احمد بڑی دلچسپی اور حیرت سے اس کی داستان سن رہے تھے۔ اس نے جو واقعات اب تک بیان کئے تھے وہ ناقابل تردید تھے کیوں کہ خلیل احمد خود ایسے حالات سے دوچار ہو چکے تھے انہوں نے نیلامی میں جو آسیب زدہ حویلی خریدی تھی وہاں اس بد روح سے ان کا واسطہ پڑ چکا تھا اور جس کی دہشت اور ہولناکی کی خبریں وہ بستی والوں سے سن چکے تھے اور بعد ازاں اس بد روح کی تلاش میں اس دہشت خیز عمارت تک پہنچے تھے جہاں اس خوبرو لڑکی عبیرہ سے ملاقات ہوئی تھی اور اب یہ لڑکی اپنے شوہر کے بارے میں ایک پراسرار داستان سنا رہی تھی جو خلیل احمد کے واقعات سے ہو بہو ملتی ہوئی تھی۔ "اس کے بعد کیا ہوا" خلیل احمد نے پوچھا۔ عبیرہ نے ایک گہری سانس بھر کر کہنے لگی۔ "مجھے ان واقعات کا کوئی علم نہیں تھا میں سخت پریشان تھی کہ نہ جانے فرید کہاں غائب ہو گیا ہے کبھی کبھی یہ خیال بھی آتا کہ خدانخواستہ غضبناک طوفان میں اسے کوئی نقصان پہنچ گیا ہو۔ میں نے اسے بہت تلاش کیا مگر فرید کا کوئی پتا نہیں چل سکا۔ ایک روز صبح کو میں نے دروازہ کھولا تو میرے منہ سے چیخ نکل گئی' فرید دروازے کے باہر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ وہ ہڈیوں کا ڈھانچہ بن گیا تھا رنگ کپڑے کی مانند سفید تھا جیسے خون کا ایک ایک قطرہ نچوڑ لیا گیا ہو۔ پہلا خیال جو میرے دل میں آیا وہ یہی تھا کہ خدانخواستہ فرید مر گیا ہے چنانچہ میں اس سے لپٹ کر زار و قطار رونے لگی میری آہ و زاری سن کر اڑوس پڑوس کے دروازے کھلنے لگے اور ذرا دیر بعد ہی گلی کے بہت سے لوگ میرے گرد جمع ہو گئے جن میں عورتیں' مرد اور بچے سبھی تھے۔ کچھ عورتوں نے مجھے فرید کے جسم سے علیحدہ کیا اور مردوں نے اسے اٹھا کر چارپائی پر لٹا دیا اور اس کے ہاتھ پیر سیدھے کرنے لگے۔ اس وقت ایک شخص نے اس کی نبض پر ہاتھ رکھا اور سینے سے کان لگا کر دل کی دھڑکن سننے لگا۔ دوسرے ہی لمحے وہ خوشی سے چیخ پڑا۔ "فرید زندہ ہے ..... فرید زندہ ہے' اسے جلدی سے ہسپتال لے چلو۔" میں نے یہ سنا تو تڑپ کر آگے بڑھی اور ایک مرتبہ پھر خوشی سے میرے آنسو نہ نکلے۔ بہرحال فرید کو فوراً ہاسپٹل لے جایا گیا۔ ڈاکٹروں نے اس کا فوراً معائنہ کیا اور پھر یہ انکشاف کیا کہ اس کے جسم کا تمام خون نامعلوم طریقے پر ضائع ہو گیا ہے وہ حیران تھے کہ آخر وہ اب تک زندہ کس طرح ہے بہرکیف اسے فوراً خون چڑھایا گیا اس کے بعد وہ پندرہ دن زیر علاج رہا اور جب ہسپتال سے فارغ ہو کر گھر آیا تو اس کی حالت کافی بہتر ہو چکی تھی لیکن نقاہت وہی باقی تھی۔ میں نے جب فرید سے یہ معلوم کیا کہ وہ اس حال کو کس طرح پہنچا اور اس پر کیا افتاد نازل ہوئی تو وہ بتانے سے احتراز کرتا اور ادھر ادھر کی باتیں کر کے ٹال جاتا۔ لیکن جب میں نے بہت زیادہ اصرار کیا تو اس نے شروع سے آخر تک تمام واقعات بیان کر دیئے۔ اس کی باتیں سن کر مجھ پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اگلے روز میری بہن اور بہنوئی ملنے آئے تو میں نے فرید پر گزرے ہوئے واقعات کا ان سے تذکرہ کیا۔ پہلے تو ان کو یقین نہ آیا مگر حالات ایسے تھے کہ یقین کرنا پڑا۔ پھر انہوں نے ایک عامل کا پتا بتایا۔ میں فرید کو اس کے پاس لے گئی۔ عامل نے بتایا کہ اس پر ایک خوفناک بد روح کا سایہ ہے اور یہ کہ اس کا توڑ کرنا ہو گا اور عملیات کے ذریعے اس کا علاج کئی ماہ تک جاری رہے گا۔ اس نے کافی رقم طلب کی جو میں نے فوراً ادا کر دی اور فرید کا روحانی علاج شروع ہو گیا' لیکن علاج کے دوران ایک عجیب بات یہ ہوئی کہ فرید پر دورے پڑنے لگے۔ وہ بیٹھے بیٹھے چیخنے لگتا۔ اپنا گلا دباتا اور اٹھ کر بھاگنے کی کوشش کرتا۔ آخر ایک روز فرید غائب ہو گیا۔ اسے بہت تلاش کیا گیا مگر کہیں نہ ملا۔ ایک مہینہ گزر گیا..... میرا رو رو کر برا حال ہو گیا۔ تب اچانک ایک روز مجھے خیال آیا کہ فرید اس ویران عمارت میں نہ پہنچ گیا ہو۔ شوہر کی محبت نے مجھے اتنا مجبور کیا کہ عالم وحشت میں کسی کو ساتھ لئے بغیر میں اس عمارت کی طرف روانہ ہو گئی۔ وہ یہی عمارت تھی جہاں اس وقت ہم موجود ہیں۔ پوری عمارت پر وحشت طاری تھی مجھے اندر داخل ہوتے ہوئے خوف محسوس ہو رہا تھا تاہم میں ہمت کر کے عمارت میں داخل ہو گئی۔ ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔ ذرے ذرے اور گوشے گوشے سے وحشت ٹپک رہی تھی لیکن شوہر کی محبت غالب تھی اور میں دیوانہ وار اسے عمارت میں تلاش کرتی پھر رہی تھی۔ ایک کمرے میں مجھے تعفن محسوس ہوا۔ میں دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو فرید کی گلی سڑی لاش نظر

آئی جو ڈھانچہ بن چکی تھی بس چہرہ کسی حد تک سالم تھا۔ اگرچہ اس سے بدبو کے بھبکے اٹھ رہے تھے لیکن دفور غم سے میں فرید کے ڈھانچے سے لپٹ کر رونے لگی۔ جب دل کا بوجھ ہلکا ہوا تو سوچنے لگی اب کیا کروں۔ فرید کے ڈھانچے کو اٹھا کر لے جانا میرے بس میں نہ تھا۔ تب یہی خیال آیا کہ گھر جاؤں اور عزیز و اقارب کو یہاں لا کر لاش اٹھا کر لے جاؤں اور تدفین وغیرہ کا بندوبست کروں لہٰذا میں عمارت سے باہر نکل آئی اور گھر کی طرف روانہ ہو گئی لیکن راستہ بھٹک گئی اور تلاش بسیار کے باوجود صحیح راستے پر نہ لگ سکی میں جنگل اور پہاڑوں کے درمیان نہ جانے کہاں سے کہاں نکل گئی تھی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہونے لگا۔ ہر طرف تاریکی پھیل گئی میرا خوف سے برا حال تھا جسم تھکن سے چور ہو چکا تھا۔ قدم اٹھ نہیں رہے تھے۔ سوچتی تھی کہ یا اللہ کیا کروں، کہاں جاؤں۔

اسی وقت اچانک ایک پہاڑی غار میں مجھے روشنی کی ہلکی سی کرن محسوس ہوئی۔ بے اختیار میرے قدم اس طرف بڑھنے لگے۔ میں گرتی پڑتی غار کے اندر داخل ہو گئی لیکن دوسرے ہی لمحے خوف کی ایک سرد لہر میرے پورے وجود میں دوڑ گئی۔ ایک ننگ دھڑنگ سادھو غار کے اندر بیٹھا ہوا تپسیا میں مصروف تھا۔ اس کی گھنی داڑھی سینے تک پھیلی ہوئی تھی اور جٹائیں شانوں پر ادھر ادھر بکھری ہوئی تھیں۔ وہ آنکھیں بند کئے جاپ پڑھ رہا تھا اس کی آواز ویران غار میں بڑی پراسرار لگ رہی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں کیا کروں میری آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اور جسم دہشت سے کانپ رہا تھا۔ مجھے پناہ کی ضرورت تھی اور وہ سادھو اتنا خوفناک لگ رہا تھا کہ اس پہاڑی غار میں پناہ حاصل کرنے کا حوصلہ نہیں تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ اس کے سوا اور کوئی پناہ گاہ بھی نہیں تھی۔ اچانک سادھو نے جاپ کرنا بند کر دیا اور اس کی بھاری بھرکم آواز غار کے اندر گونجی۔ "تو کون ہے کنیا، یہاں کس واسطے آئی ہے؟" میں خاموش رہی تو اس نے پھر کہا۔ "میں جانتا ہوں تو یہاں پناہ کی تلاش میں آئی ہے۔" "ج ج ج..... جی جی جی..... آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں سادھو جی!" میں نے عجیب آواز میں کہا۔ جو مجھے اپنی معلوم نہیں ہو رہی تھی۔ "اچھا تجھے پناہ چاہئے" سادھو دوبارہ کہنے لگا "لیکن پناہ کے علاوہ تیرا تو مسئلہ ہی کچھ اور ہے تو اپنے پتی کی لاش کہاں چھوڑ آئی ہے؟" میں اس کی بات سن کر حیران رہ گئی۔ اسے میرے بارے میں سب کچھ معلوم تھا حالانکہ میں نے اسے ایک لفظ نہیں بتایا تھا۔ اس نے اپنی سرخ آنکھوں سے میری طرف دیکھا اور دوبارہ کہنے لگے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تیرا شوہر ڈراکاؤنی کا شکار ہوا ہے۔ وہ ایک قدیم خبیث بدروح ہے وہ آدم خور ہے۔ اب تک ہزاروں افراد کا خون پی چکی ہے۔ اس نے تیرے شوہر کا خون پی کر اسے ہلاک کیا ہے۔ تو قسمت کی اچھی ہے کہ اس عمارت سے بچ کر نکل آئی کیوں کہ یہ اس کے سونے کے دن ہیں اگر وہ جاگ رہی ہوتی تو اس کی بھینٹ تو بھی چڑھ جاتی۔" میرا خوف بڑی حد تک دور ہو گیا۔ میں سادھو کے چرنوں میں بیٹھ گئی اور کہا "سادھو مہاراج! آپ بڑے گیان دھیان معلوم ہوتے ہیں۔ بہت پہنچے ہوئے ہیں۔ میں مصیبت کی ماری ہوں آپ میری مدد کریں۔" سادھو نے پوچھا "تو کیا چاہتی ہے؟" میں نے غضبناک لہجے میں کہا "اس چڑیل سے اپنے شوہر کا انتقام لینا چاہتی ہوں" سادھو نے بھیانک قہقہہ لگایا جو غار میں گونج گیا۔ پھر وہ کہنے لگا۔ ڈراکاؤنی بہت طاقت ور ہے۔ اس کی شکتی کا کوئی توڑ نہیں۔ تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ وہ تیرا خون بھی پی جائے گی۔" میں نے عزم کے ساتھ کہا۔ مجھے اپنی زندگی کی پروا نہیں میں اس سے اپنے شوہر کی موت کا انتقام لینا چاہتی ہوں۔ خواہ اس میں میری جان چلی جائے۔" سادھو بولا "اگر تو نے یہ فیصلہ ہی کر لیا ہے تو اس کے لئے لمبے سمے تک تجھے کوئی تپسیا کرنا ہو گی۔ پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ تو اس پر قابو پا لے۔ یہ بھی سمجھ لے کہ مقابلہ بہت سخت ہو گا۔" میں نے کہا "مقابلہ کروں گی، ضرور کروں گی خواہ کتنا ہی سخت مقابلہ ہو۔ بس میں اس خبیث سے اپنے شوہر کا انتقام لینا چاہتی ہوں۔" سادھو میرے اٹل ارادہ سے متاثر ہو کر بولا "ٹھیک ہے اگر تو نے فیصلہ کر ہی لیا ہے تو میں ضرور تیری مدد کروں گا۔ میں تجھے جاپ سکھاؤں گا۔ منتر سکھاؤں گا مگر اس کے لئے تجھے میرے ساتھ اسی غار میں رہنا ہو گا اور میری ہر ہدایت پر عمل کرنا ہو گا۔" میں انتقام کی آگ میں جل رہی تھی چنانچہ میں نے اس کی ہر شرط منظور کر لی اور سادھو کے ساتھ اس کے غار میں رہنا شروع کر دیا۔ وہ مجھے جاپ اور جنتر منتر سکھاتا رہا اور میرے اندر آہستہ آہستہ پراسرار قوتیں پیدا ہونے لگیں۔ اس دوران ہی مجھے کیا کیا کرنا پڑا۔ کیسے کیسے گھناؤنے عمل کرنا پڑے یہ ایک لمبی داستان ہے۔ بس یوں سمجھ لیجئے کہ میں زبردست قوتوں کی مالک بن گئی۔ آخر ایک دن سادھو مر گیا۔ میں نے اس کی لاش کو آگ لگا دی اور اس غار کو خیرباد کہہ کر اس عمارت میں آ گئی اب مجھے اب خبیث بدروح کی تلاش تھی تاکہ اس سے دو دو ہاتھ کروں اور

اپنے شوہر کا انتقام لوں۔ میں نے پوری عمارت چھان ماری مگر یہاں اس کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ آخر ایک دن اچانک وہ آ موجود ہوئی اس کی شکل انتہائی بھیانک تھی۔ وہ بہت موٹی تھی جیسے گوشت کا پہاڑ ہو اس کی رنگت کوئلے کی طرح سیاہ تھی اور بڑے بڑے سفید دانت ہونٹوں سے باہر نکلے ہوئے تھے وہ ننگ دھڑنگ تھی اس کے جسم پر لباس نام کی کوئی چیز نہیں انگلیوں کے ناخن لمبے اور خنجر کی طرح تیز تھے۔ وہ مجھے دیکھ کر غضبناک انداز میں میری طرف بڑھی۔ ساتھ ہی ساتھ وہ ہولناک آواز میں چیخ بھی رہی تھی..... میں تیرا خون پی جاؤں گی..... میں تیرا خون پی جاؤں گی..... میں نے بھی اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا۔ بلاشبہ اس کی پراسرار قوتیں مجھ سے کہیں زیادہ تھیں۔ بہرحال میں اس کا ہر وار روکتی رہی۔ اس کے بعد کئی مقابلے ہوئے۔ میں نے بھی اپنی قوتیں آزمائیں۔ وہ گھبرائی ضرور لیکن میرا کوئی وار کارگر نہیں ہوا۔ تب مجھے محسوس ہوا کہ ڈراکاؤنی سے نمٹنے کیلئے مجھے اپنی شکتی بڑھانی ہو گی چنانچہ میں نے دوبارہ جاپ شروع کر دیا اور اپنی پراسرار قوتیں بڑھانے لگی اور ابھی تک اس میں مصروف ہوں۔ بس یہ ہے میری داستان۔ اتنا کہہ کر عبیرہ خاموش ہو گئی۔ خلیل احمد بڑی توجہ، دلچسپی اور حیرت سے اس کی داستان سن رہے تھے..... کچھ دیر بعد بولے۔ "واقعی تمہاری کہانی بڑی حیرت انگیز اور عجیب و غریب ہے کیا تم مجھے اپنی قوت کا کوئی کرشمہ دکھا سکتی ہو۔" عبیرہ بولی "کیوں نہیں" یہ کہہ کر اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا..... اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں ایک طشت تھا جس میں بڑے بڑے پانچ چھ تازہ آم رکھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ تازہ پتے بھی لگے ہوئے تھے جیسے ابھی ٹہنی سے توڑے گئے ہوں۔ خلیل احمد یہ دیکھ کر حیران رہ گئے۔ کیوں کہ یہ آموں کا موسم بھی نہیں تھا۔ عبیرہ مسکرا رہی تھی۔ بولی "لو کھاؤ، بہت لذیذ ہیں ایسے آم تم نے کبھی نہیں کھائے ہوں گے۔" خلیل احمد نے ایک آم اٹھا لیا۔ اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگے بلاشبہ تازہ اور نہایت خوشبودار آم تھا مگر اس کو کاٹنے کے لئے چھری کی ضرورت تھی۔ خلیل احمد نے یہ بات کہی تو عبیرہ نے دوبارہ فضا میں ہاتھ بلند کیا اور ایک نئی اور تیز چھری اس کے ہاتھ میں موجود تھی۔ خلیل احمد نے آم کاٹ کر کھایا تو تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے واقعی آم نہایت لذیذ تھا۔ عبیرہ بولی کچھ اور دیکھنا چاہتے ہو؟" خلیل احمد نے پراشتیاق لہجے میں کہا "ہاں دکھاؤ۔" عبیرہ نے قریب رکھے ہوئے گلاس کا پانی فضا میں اچھال دیا..... اور زمین پر گرنے سے پہلے وہ پانی بھڑکتے ہوئے شعلوں میں تبدیل ہو گیا۔ خلیل احمد بولے "واقعی تم نے پراسرار قوتیں حاصل کر لی ہیں لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ عبیرہ نے پوچھا "کونسی بات؟" انہوں نے کہا "میں سوچ رہا ہوں کہ تمہاری عمر کچھ زیادہ نہیں ہے۔ بہت سے بہت بیس سال ہو گی جبکہ تمہیں سادھو کے ساتھ پراسرار قوتیں حاصل کرنے میں کافی وقت لگا ہو گا تو اتنی سی عمر میں تم نے یہ سب کچھ کیسے حاصل کر لیا۔" عبیرہ نے زبردست قہقہہ لگایا۔ پھر بولی "کیا تم میری اصل عمر اور اصل حیثیت دیکھنا چاہتے ہو؟" خلیل احمد نے کہا۔ "ہاں ضرور دیکھنا چاہتا ہوں۔" عبیرہ بولی "اچھا تو ٹھیک ہے لیکن میری اصل ہیئت دیکھ کر تم مایوس ہو گے اور شاید خوفزدہ بھی ہو جاؤ۔" خلیل احمد نے کہا "ایسی کوئی بات نہیں ہو گی، نہ ہی مایوس ہوں گا اور نہ خوفزدہ۔ میں اتنا کچھ دیکھ چکا ہوں کہ اب کسی چیز پر حیرت نہیں ہو گی۔" عبیرہ تعریفی انداز میں بولی "واقعی تم دلیر انسان ہو۔ اچھا تو ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کر لو..... صرف ایک لمحے کے لئے۔ اس کے بعد فوراً ہی کھول دینا۔ پھر تم پر ایک نیا انکشاف ہو گا۔" خلیل احمد نے اس کی ہدایت کے مطابق ایک لمحے کے لئے آنکھیں بند کیں اور پھر فوراً ہی کھول دیں۔ دوسرے ہی لمحے وہ اچھل پڑے ان کے سامنے عبیرہ کی جگہ ایک عمر رسیدہ سوکھی سکڑی بڑھیا بیٹھی تھی۔ اس کے چہرے پر مکڑی کے جال کی طرح جھریاں پھیلی ہوئی تھیں۔ اس کے منہ میں ایک دانت نہیں تھا۔ سر کے بال، بھنویں اور پلکیں تک سفید تھیں، چہرے، گردن اور کلائیوں کی کھال لٹک رہی تھی اس کی تھوڑی پر داڑھی کے چند بال اگے ہوئے تھے جو کافی لمبے تھے اس کی آنکھیں حلقوں کے اندر دھنسی ہوئی تھیں جو بہت چھوٹی، بے نور اور چندھیائی ہوئی تھیں۔ خلیل احمد اسے تعجب سے دیکھ رہے تھے..... چند ثانئے بعد بولے۔ "کیا واقعی تم عبیرہ ہو؟" وہی نوخیز اور نوجوان دوشیزہ!" وہ اپنی پوپلی اور کپکپائی ہوئی آواز میں بولی "ہاں میں وہی عبیرہ ہوں۔ اب تم میری عمر کا اندازہ کر سکتے ہو۔ میں نے پراسرار قوتیں حاصل کرنے کیلئے ایک طویل عمر سادھو کے ساتھ گزاری ہے۔ اور میں جو نوجوان دوشیزہ بنی ہوئی ہوں تو وہ ڈراکاؤنی سے مقابلہ کرنے کے لئے اس خستہ اور خراب حالت میں اس سے مقابلہ کیسے کر سکتی ہوں وہ خبیث ایک منٹ میں میرا تیاپانچا کر کے رکھ دے گی۔" خلیل احمد ابھی تک اسے حیرت سے دیکھ رہے تھے۔ عبیرہ نے کہا "اچھا اب تم پھر ایک پل کے لئے اپنی آنکھیں بند کرو۔ خلیل احمد نے

آنکھیں بند کرلیں اور پہلے کی طرح فوراً ہی کھول دیں۔ اب ان کے سامنے دوبارہ وہی نوجوان حسین دوشیزہ بیٹھی ہوئی تھی۔ خلیل احمد نے کہا "یہ تو سب ٹھیک ہے لیکن یہ بتاؤ کہ بوڑھے چوکیدار کی نوجوان لڑکی لیلیٰ کا کیا بنا۔ تمہاری اس سے ملاقات نہیں ہوئی؟ میرا مطلب ہے جو تمہارے مرحوم شوہر فرید کے ساتھ اس عمارت میں رہ رہی تھی۔" "آہاہاہاہا....." عبیرہ نے زبردست قہقہہ لگایا پھر کہنے لگی "وہ سب ناٹک تھا۔ وہ نوجوان لڑکی لیلیٰ ہی دراصل ڈراکاؤنی تھی۔ فرید کو اپنے حسن کے جال میں پھانسنے کے لئے اس نے ایک حسین دوشیزہ کا روپ دھار لیا تھا۔ وہی روزانہ فرید کے پیر کے تلوے میں اپنے نوکیلے دانت گاڑ کر اس کا خون پیا کرتی تھی اور ساتھ ہی ساتھ جنسی طور پر بھی اس کی قوت نچوڑ رہی تھی۔ خلیل احمد نے دریافت کیا "اب تمہارا کیا پروگرام ہے؟ عبیرہ غضبناک لہجے میں بولی "مقابلہ اور انتقام۔ میں اس خبیث ڈراکاؤنی سے اپنے شوہر کی موت کا انتقام لوں گی۔" خلیل احمد نے پوچھا "کیا تم یہ سمجھتی ہو کہ تمہاری قوتیں ڈراکاؤنی سے زیادہ ہیں اور تم اسے ختم کرنے میں کامیاب ہو جاؤگی؟۔ عبیرہ مضبوط لہجے میں بولی "جو انتقام لینے پر آتا ہے وہ یہ نہیں سوچتا کہ خود تباہ ہوگا یا دوسرے کو تباہ کردے گا جب دو افراد لڑ رہے ہوں تو ایک کو شکست اور ایک کو فتح ضرور نصیب ہوتی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ دونوں مدمقابل شکست کھا گئے ہوں یا دونوں کو فتح حاصل ہوئی ہو لہٰذا اس نے پہلے ہی شکست کو سامنے رکھا ہے لیکن میری کوشش یہی ہوگی کہ اس خبیث کو فنا کردوں۔ خیر چھوڑو اس ذکر کو۔ آج میں تمہیں اچھے اچھے کھانے کھلاتی ہوں۔ یہ کہہ کر اس نے فضا میں ہاتھ بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے ایک خوان اس کے ہاتھ میں تھا۔ اس نے وہ خوان خلیل احمد کے سامنے رکھا۔ اس میں بھنا ہوا مرغ، بریانی، کباب اور دیگر لذیز اشیاء موجود تھیں ایسا لگتا تھا کہ تمام چیزیں ابھی پکا کر اتاری گئی ہیں کیوں کہ ہر چیز سے بھاپ نکل رہی تھی اور اشتہا بھڑکا دینے والی مہک اٹھ رہی تھی۔ خلیل احمد کو یہ سب کچھ دیکھ کر اس مرتبہ بالکل حیرت نہیں ہوئی۔ انہیں معلوم تھا کہ عبیرہ پراسرار قوتوں کی مالک ہے۔ عبیرہ نے خوان خلیل احمد کی جانب سرکاتے ہوئے کہا۔ "لو کھاؤ"

اس نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا "ہاں ہاں کیوں نہیں۔ ہم دونوں ساتھ ہی کھائیں گے۔ اس کے بعد ان دونوں نے کھانا شروع کردیا۔ ہر چیز بے حد لذیز تھی۔ خلیل احمد نے خوب سیر ہو کر کھایا اور بہت دیر تک کھانے کی تعریف کرتے رہے۔ رات کو پورا چاند نکلا ہوا تھا۔ وہ دونوں رات گئے تک باغ میں ٹہلتے رہے اور ادھر ادھر کی باتیں کرتے رہے۔ تاہم زیادہ تر گفتگو ڈراکاؤنی ہی کے بارے میں تھی۔ اس کے بعد وہ اپنے اپنے بستروں پر آکر لیٹ گئے۔ خلیل احمد لیٹتے ہی سو جانے کا عادی تھا چنانچہ گہری نیند میں ڈوب گئے..... رات کے کسی حصے میں اچانک ہولناک چیخوں سے ان کی آنکھ کھل گئی۔ ایسی بھیانک چیخیں تھیں کہ پوری عمارت لرز رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت سی بدروحیں آپس میں برسرپیکار ہوں۔ خلیل احمد کچھ دیر ان دل گرفتہ چیخوں کو سنتے رہے اور یہ سمجھنے کی کوشش کرتے رہے کہ یہ کہاں سے آرہی ہیں۔ جلد ہی انہیں اندازہ ہوگیا کہ ہولناک چیخوں کی آوازوں کا محرک عمارت کا اوپر کا حصہ ہے۔ لیکن وہ یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ یہ چیخیں کس نوعیت کی ہیں اور ان کا سبب کیا ہے۔ انہوں نے عبیرہ کے بستر کی طرف دیکھا اور پھر چونک پڑے۔ عبیرہ اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔ خلیل احمد جلدی سے بستر سے اٹھ گئے اور تیزی سے اوپر کی منزل کی طرف چلے لیکن سیڑھیوں پر پہنچ کر انہوں نے اپنی رفتار کم کردی کیوں کہ وہ اپنی موجودگی ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ اوپر پہنچے تو ایک کمرے میں روشنی نظر آئی اور چیخوں کی آوازیں اسی کمرے سے آرہی تھیں۔ پہلی آواز جو ان کے کان میں پڑی وہ عبیرہ کی تھی وہ غضبناک لہجے میں کہہ رہی تھی۔ "خبیث بدروح میں تجھ سے اپنے شوہر کا انتقام لوں گی۔ تو نے ہی اس کا خون پی کر ہلاک کیا۔ اب تو میرے قہر سے بچ نہیں سکتی۔ میں تجھے نیست و نابود کردوں گی۔" دوسری آواز جو بہت بھیانک اور لرزہ خیز تھی بلاشبہ ڈراکاؤنی ہی کی تھی۔ اس نے عبیرہ کے جواب میں یہی کہا۔ "تو مجھے نیست و نابود کرے گی۔ مجھ سے انتقام لے گی۔ یاد رکھ تو میرے نزدیک ایک حقیر چیونٹی سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ تجھے اپنی قوتوں پر بڑا ناز ہے لیکن میری بے پناہ شکتی کے مقابلہ میں ساری دنیا کا سحر بے اثر ہے۔ میں تجھے ایسا سبق دوں گی کہ شاید جہنم میں بھی تیرے جسم کے ایک ایک حصے سے کربناک چیخیں بلند ہوتی رہیں گی۔ عبیرہ نے بھی اسی لہجے میں جواب دیا "مجھے اپنی پروا نہیں ہے۔ لیکن میں تیرا حشر بھی بگاڑ کر رکھ دوں گی۔" یہ کہہ کر وہ برق رفتاری سے آگے بڑھی اور ڈراکاؤنی کے بال پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا وہ پہاڑ جیسا گوشت رکھنے والی بلا دھم سے فرش پر گر گئی۔ عبیرہ تیزی سے ڈراکاؤنی کے جسم پر چڑھ گئی اور

زور زور سے اچھلنے لگی۔ خلیل احمد دروازے کی آڑ سے یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے انہیں یقین آگیا کہ واقعی عبیرہ پراسرار قوتوں کی مالک ہے ورنہ اس بھاری بھرکم عورت کو نیچے گرا دینا تین چار آدمیوں کے بس کی بات نہیں تھی۔ اچانک ڈراکاؤنی نے اپنے جسم کو جھٹکا دیا اور عبیرہ اوپر کی جانب اچھل گئی۔ اس کا سر پوری قوت سے چھت کے ساتھ ٹکرایا تھا اور اس کے بعد وہ بھی دھم سے فرش پر گر پڑی تھی۔ اس دوران میں ڈراکاؤنی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عبیرہ جیسے ہی نیچے گری ڈراکاؤنی نے اس کے سر کے بال پکڑ لئے اور اس کے جسم کو تیزی سے کمرے میں گردش دینے لگی..... اور پھر اسی طرح چکر دیتے ہوئے اس نے بال چھوڑ دیئے اور عبیرہ کا جسم پورے زور کے ساتھ کمرے کی دیوار سے جا ٹکرایا اس کے منہ سے فلک شگاف چیخ نکلی اور جسم دیوار سے ٹکرا کر لہولہان ہوگیا۔ ڈراکاؤنی تیزی سے اس کی طرف بڑھی لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شدید زخمی ہونے کے باوجود عبیرہ اٹھ کھڑی ہوئی اس کا چہرہ خون میں لت پت تھا اور آنکھوں سے غیظ و غضب اور وحشت ٹپک رہی تھی۔ وہ خود کو بچاتی ہوئی ڈراکاؤنی سے دور چلی گئی۔ پھر اس نے پوری قوت سے ڈراکاؤنی کی طرف پھونک ماری اور آگ کا تیز شعلہ لپکتا ہوا ڈراکاؤنی کی طرف بڑھا۔ خلیل احمد دروازے کی آڑ میں چھپے ہوئے یہ

ہولناک منظر اور دو پراسرار قوتوں کی جنگ دیکھ رہے تھے۔ ان کا خیال تھا ڈراکاؤنی اس شعلے میں جل کر بھسم ہو جائے گی۔ لیکن اس نے فوراً شعلے کی طرف انگلی اٹھائی اور وہ چشم زدن میں غائب ہوگیا جیسے اس کا کوئی وجود ہی نہ رہا ہو۔ اب ڈراکاؤنی کی باری تھی۔ اس کا ہاتھ اچانک لمبا ہوتا چلا گیا..... یہاں تک کہ عبیرہ کی گردن تک پہنچ گیا عبیرہ نے بچنا چاہا مگر ڈراکاؤنی کے ہاتھ نے پوری قوت سے اس کی گردن دبوچ لی۔ عبیرہ کے حلق سے گھٹی گھٹی چیخیں نکلنے لگیں وہ بری طرح ہاتھ پاؤں مارنے لگی۔ خلیل احمد نے سوچا اب یہ ڈراکاؤنی کی گرفت سے بچ نہیں سکے گی اور دم گھٹ کر مرجائے گی لیکن عبیرہ بھی پراسرار قوتوں کی مالک تھی گو کہ وہ ڈراکاؤنی کے آہنی ہاتھ میں بری طرح تڑپ رہی تھی۔ مچل رہی تھی لیکن اس حالت میں بھی اس نے اپنا ایک ہاتھ فضا میں بلند کیا اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر تھا۔ عبیرہ نے پوری قوت سے کلائی کا وار کیا اور ڈراکاؤنی کی کلائی لکڑی کی طرح کٹ کر فرش پر گر گئی۔ اس کے منہ سے کرب انگیز چیخ نکلی اور عبیرہ کی گردن آزاد ہوگئی۔ اگرچہ ڈراکاؤنی کے چہرے پر اذیت کے آثار تھے لیکن اس کے باوجود وہ تیر کی طرح آگے بڑھی اور اپنی کٹی ہوئی کلائی فرش سے اٹھالی اور کٹی ہوئی جگہ پر رکھ دی جو دیکھتے ہی دیکھتے اس طرح جڑ گئی جیسے کٹی ہی نہ ہو۔ اس کے بعد ڈراکاؤنی کے منہ سے بھیانک قہقہہ بلند ہوا۔ "آہاہاہاہا....." دیکھ تیرا یہ وار بھی خالی گیا۔ تو میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتی میری شکتی تجھ سے کہیں زیادہ ہے میں تجھے اذیت ناک موت ماروں گی۔" یہ کہہ کر اس نے ہاتھ فضا میں بلند کئے اور دوسرے ہی لمحے پوری چٹان اس کے ہاتھوں میں تھی جو اتنی بڑی تھی کہ اس کے نیچے تین چار آدمی کچل کر رہ جائیں۔ ڈراکاؤنی نے وہ پوری چٹان عبیرہ کی طرف اچھال دی۔ وہ پہلے ہی اس حملے کے لئے تیار تھی۔ چٹان قریب آنے سے پہلے ہی اس نے زور کی پھونک ماری اس کے منہ سے شعلہ نکلا جس نے درمیان ہی میں چٹان کو راکھ کر دیا۔ اس کے بعد وہ بولی۔ "خبیث ڈراکاؤنی! لے اب میرا وار سنبھال۔ یہ کہہ کر اس نے منتر پڑھنا شروع کیا۔ پھر زور سے ہاتھ کو جھٹکا دیا اور اسی وقت ایک خونخوار بھیڑیا کمرے میں نمودار ہوگیا۔ اس کی خوفناک غراہٹ سے پورا کمرہ گونج رہا تھا۔ اس کا جبڑا کھلا ہوا تھا اور نوکیلے دانت انتہائی خوفناک لگ رہے تھے یوں لگ رہا تھا وہ ذرا سی دیر میں ڈراکاؤنی کو چیر پھاڑ کر رکھ دے گا

✿✿✿✿✿✿✿✿✿

وہ بستی بھی کیا بستی ہے جس بستی میں تو بستی ہے
وہ بستی بھی ایک ناگن ہے جو اہل دل کو ڈستی ہے
✪ .... عبداللہ۔تربیلہ ڈیم

بھول شاید بہت بڑی کر لی، ہم نے دنیا سے دوستی کر لی
تم محبت کو کھیل کہتے ہو، ہم نے زندگی برباد کر لی
✪ .... انیلا نسیم۔کلر سیداں

پراسرار مندر

---آنسہ کنول۔ سہنگل آباد---

میں انتقام کی آگ میں اندھی ہوگئی تھی شادی کی پہلی رات ہی میرے شوہر نے میری ہتھیا کردی تھی تیز دھار چھری سے میرا گلہ کاٹ دیا اور مجھے اس جگہ آن کردفن کردیا مجھے جلایا نہیں اس نے مگر اس میری سانسیں چھینی تھیں تو میں کسی کو زندہ کیسے دیکھ سکتی تھی میں نے اس سے انتقام لینے کا ارادہ کرلیا مگر ہو غائب ہوکر کہاں چلا گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہوسکا تھا مگر پھر کسی نے یہاں پر مندر تعمیر کروادیا اور مورتی مین اس جگہ نصب کی دی جہاں میں دفن تھی اور میرا باہر نکلنا مشکل ہوگیا مگر میری کوشش سے مورتی تو گیا لوگ بھی یہاں سے ہٹ گئے اور میرا راج قائم ہوگیا مگر میں ابھی بھی چین سے نہیں بیٹھوں گی تم سب گاؤں والوں کو ختم کردوں گی پورا گاؤں میرے ہاتھوں ہی ختم ہوجائے گا یہ کہہ کر وہ راجو کی طرف بڑھ رہی تھی کہ راجو نے ہون کی آگ میں سے جلتی ہوئی لکڑی اٹھا کر چڑیل کی طرف پھینک دی اور جلد ہی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ ایک خوفناک کہانی۔

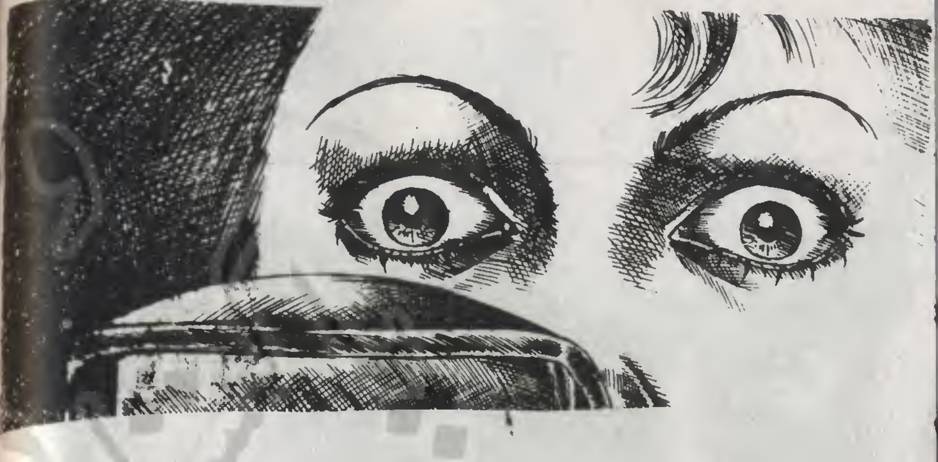

انڈیا کے شہر دہلی کا مشہور گاؤں مہ رندہ ون جو کہ ایک خوبصورت گاؤں ہونے کے ساتھ ساتھ مندروں کی سرزمیں بھی کہلاتا ہے یہاں بہت سے مندر ہیں جو کہ اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے بہت مشہور ہیں یہاں کا قدیم مندر جوشیو جی کا مندر کہلاتا ہے کئی سالوں سے ویران پڑا تھا جس کے بارے میں بہت سی باتیں قصے کہانیوں کی شکل اختیار کر چکیں تھیں لیکن یہ حقیقت تھی یہ مندر کئی سالوں تک ویران رہنے کی وجہ سے جنات کی رہائش گاہ بن گیا اور لوگوں کے لیے سزا۔ یہ مندر چونکہ گاؤں کی آبادی سے ذرا ہٹ کے بنایا گیا تھا مگر اپنی خوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھا آس پاس گھنے درخت باغ پہاڑ اور ایک طرف پہاڑوں سے بہتی ندی اس مندر کا شاستری گاؤں والوں کے انتخاب پر رکھا گیا تھا جس کا نام شاستری پر سادجی تھا وہ غریب ضرور تھا مگر دل کا بادشاہ تھا گاؤں کا عزت دار اور شریف انسان تھا اس کے گھر اس کی بیوی ایک بیٹی اور بیٹا رہتے تھے بیٹی بڑی تھی جس کی شادی ہو چکی تھی جبکہ بیٹا چھوٹا تھا جس کو اس کے بچپن میں ہی ممبئی کے مشہور ہوسٹل میں بھیج رہا تھا کیونکہ اس کے والدین چاہئے تھے کہ وہ پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن جائے شاستری جی پنڈت کے تمام فرائض سرانجام دیئے تھے اس لیے ان کی آمدنی سے گھر کا خرچ اور راجو کی پڑھائی کا خرد آسانی سے پورا ہو رہا تھا راجو اب میٹرک مکمل کر کے اب کالج میں داخل ہو چکا تھا۔مندر کا نظام بہت اچھے طریقے سے چل رہا تھا لوگ شاستری جی بہت خوش تھے اور لوگ دور دور سے اس مندر میں پوجا کے لیے آئے تھے۔

وقت پر لگا کہ اڑنے لگا شاستری جی کی عمر بھی ڈھلتے سورج کی طرح ڈھلنے لگی اور طبعیت بھی بگڑنے لگی راجو ہوسٹل میں تھا اور بہت کم گاؤں کا چکر لگایا کرتا تھا کیونکہ اسے شاستری جی نے منع کر رکھا تھا وہ جب بھی گاؤں آتا دو دن سے زیادہ نہیں رہتا تھا شاستری جی چاہتے تھے کہ جب تک وہ اپنی پڑھائی مکمل نہ کرلے تب تک اسے گاؤں کی ہوا بھی نہ لگے راجو کے والدین کو اس سے بہت سی امیدیں وابستہ تھیں جن کی تکمیل کے لیے راجو ان سب سے دور تھا راجو گاؤں کا ہوتے ہوئے بھی گاؤں کے لڑکوں سے بہت مختلف تھا بہادر خوبصورت سنسکاری سوشیل بااخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ بہت محنتی بھی تھا کالج کی لڑکیاں راجو کے آگے پیچھے پھرتی تھیں مگر وہ کسی کو لفٹ میں نہیں کرواتا تھا بقول راجو کے کہ وہ ان چکروں میں پڑ کر اپنی تعلیم اور وقت برباد نہیں کرنا چاہتا تھا مگر وہ زیادہ عرصہ تک اپنی اس ضد پر قائم نہ رہ سکا تھا۔ایک دن راجو ہوسٹل سے اپنے کالج کے لیے تیار ہو کر نکل رہا تھا کہ اس کی نظر ایک لڑکی پر اٹک گئی مگر وہ جلد ہی اپنی دنیا میں واپس لوٹ آیا اور اپنی راہ پکڑلی وہ اپنے ہی دھیان میں مگن کالج کے کلاس روم کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اچانک اسی لڑکی سے ٹکرا گیا اور ہاتھ میں تھامی بکس نیچے گر گئیں۔

آئی ایم سوری فورڈیٹ میں اپنے دھیان میں تھی سوری ایس او کے نو پروبلم اتنا ہی راجو نے کہا اور نظریں اس مہ جبین چیز سے دوچار ہو گئیں راجو اس کی گہری سیاہ جھیل سی آنکھوں میں

کھو گیا اس پراسرار لڑکی کی آنکھوں میں جانے ایسا کیا لمحہ تھا کہ راجو یہ تک بھول گیا کہ وہ اس وقت کہاں کھڑا ہے تبھی وہ راجو سے مخاطب ہوئی ہائے مائی نیم از شیل اور ساتھ ہی اپنا ہاتھ راجو کی طرف بڑھایا راجو نے بھی گرم جوشی سے ہاتھ ملایا اور کہا ہیلو ۔مائی نیم از راجو راجو پرساد تو شیشل بولی اوہ نائیس نومیٹ یو مسٹر راجو سیم ٹو یو راجو بولا تو شیشل کہنے لگی دراصل میں نے کالج میں ایڈمشین لیا ہے اور اس کالج میں نئی ہوں مجھے ٹھیک طرح سے اس کالج کے بارے میں پتہ نہیں ہے آپ مجھے کلاس کا پتہ بتادیں فرسٹ ائیر میں میں نے ایڈمیشن لیا ہے سو پلیز راجو کائنڈ لی ہیلپ می تو راجو بولا جی آیئے میں بھی فرسٹ ائیر کا ہی سٹوڈنٹ ہوں ۔ادھر شاستری جی کی حالت دیکھ کر انکار کر دیا اور مندر میں کوئی بھی شاستری جی کے فرائض انجام نہ دے سکا اور مندر بندر ہنے لگا مگر بھگوان کا چمتکار ہو گیا کہ شاستری جی کی طبعیت میں کچھ سے بعد خود بخود ہی سدھار آنے لگا جو کسی بہت بڑے چمتکار سے کم نہیں تھا گاؤں کے ہر پریوار کا ہر سد سے بہت خوش تھا یوں شاستری جی جب چلنے پھرنے لائق ہوئے تو مندر میں پھر سے حاضری دینے لگے اور ایک بار پھر سے مندر آباد ہو گیا اور رونق بحال ہو گئی۔

❁❁❁

راجو نے شیتل کو پورا کالج دیکھا ڈالا اور اس طرح ان دونوں میں دوستی ہو گئی وقت تیزی سے گزرنے لگا وہ دونوں ہر جگہ اکٹھے دکھائی دینے لگے تھے اور ان دونوں کی دوستی مزید گہری ہونے لگی جسے راجو کے دوستوں اور شیتل کی سہیلیوں نے خوب نوٹ کیا مگر پڑھائی پر دونوں کی فل کنٹرلیشن تھی مگر ان دونوں کی دوستی میں چند سے بعد ٹوسٹ آ گیا شیتل کے دل میں راجو کے لیے پیار کر وٹیسن لینے لگا اور راجو بھی دل سے شیتل کی طرف مائل ہو گیا تھا وہ بھی شیتل کے لیے اپنے دل میں راجو کے لیے پیار کروٹیں لینے لگا اور راجو بھی دل سے شیتل کی طرف مائل ہو گیا تھا وہ بھی شیتل کے لیے اپنے دل میں جگہ محسوس کرنے لگا اور اسے اپنا لائف پارٹنر بنانے کی خواہش دل میں کر بیٹھا اور اس طرح دوستی سے بڑھ کر بھی ایک اور احساس نے ان دونوں کے درمیان جنم لے لیا شیتل ایک ویل فیملی سے تھی جبکہ راجو گاؤں کے ایک غریب شاستری کا بیٹا تھا شیتل کے باپ کا اپنا بزنس تھا وہ اپنے شہر کا مشہور بزنس مین تھا وہ اکثر راجو سے اپنے پریوار اور اپنے بارے میں باتیں کیا کرتی تھیں مگر راجو نے آج تک اسے اپنے بارے میں کبھی کچھ نہ بتایا تھا شیتل نے جب بھی اس سے اس کے بارے میں پوچھنا چاہا تو راجو نے اسے ٹال دیا دراصل وہ شیتل کو اپنی اصلیت بتا کر پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا وہ ڈرتا تھا کہ کہیں شیتل کا دل ہی نہ ٹوٹ جائے اور ایسے میں دن بیتنے لگے راجو شہر میں ضرور تھا مگر گاؤں سے متعلق ہر خبر سے آگاہ تھا۔

❁❁❁

مندر جہاں خوشی رقص کیا کرتی تھیں وہاں اب خوف وہراس نے جگہ لے لی کیونکہ چند روز سے مندر سے عجیب وغریب قسم کی آوازیں رات کے وقت سنائی دینے لگیں تھیں لوگ بہت پریشان تھے خوف ان کے دل میں بیٹھ چکا تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ یہ مندر گاؤں سے ذرا فاصلے پر تعمیر کیا گیا تھا جو جگہ غیر آباد تھی ہر طرف دہراس کا عالم تھا سرشام ہی لوگوں نے گھروں سے نکلنا بند کر دیا تھا بچوں کا ڈر کے مارے برا حال تھا یہ عجیب وغریب آوازوں نے لوگوں کو خوف دہراس میں جکڑے ہوئے تھیں شاستری جی نے اس سمیا کا حل تلاش کرنے کے لیے بہت سی پوجائیں کیں ہون کئے مگر یہ آوازیں طول پکڑنے لگیں پہلے رات کے وقت یہ آوازیں آتیں تھیں مگر پھر آہستہ آہستہ دن کے وقت بھی یہ آوازیں آنے لگیں ایسے جیسے کوئی زور زور سے مدد کے لیے پکار رہا ہوگا مگر بعد میں یہ آوازیں عجیب صورت اختیار کر جاتیں اس قدر بھیانک کہ دل دہل جاتا تھا جیسے کسی کو ذبح کیا جا رہا ہو اسی ڈر سے لوگوں سے مندر میں جانا چھوڑ دیا اور شاستری جی نے بھی ہر ممکن کوشش کر لی مگر معاملہ مزید بگڑنے لگا چند روز یونہی گزر گئے مگر کوئی بھی مندر کی طرف قدم نہ اٹھا سکا تھا اور چند دنوں میں ہی مندر ویران ہو گیا ایسے میں جانے کسی چور ڈاکو کا وہاں سے گزر ہوا تو اس نے یوں مندر کو ویران پایا تو موقع دیکھ کر مورتی چرائی اور وہاں سے غائب ہو گیا اور کسی بڑے شہر جا کر مورتی بیچ دی جہاں مورتی نصب تھی وہاں بہت عرصے پہلے کسی عورت کی لاش دفن تھی جسے کسی نے اپنی زیادتی کا نشانہ بنا کر زندہ دفن کر ڈالا تھا یوں وہاں سے مورتی بھی ہٹ گئی اور لاش دوبارہ زندہ ہو گئی اور آزاد بھی جو گاؤں والوں کے لیے سزا کا کارن وجہ بن گئی اب وہ مکمل طور پر چڑیل کا روپ دھار چکی تھی اور ہر رات اپنا شکار تلاش کر کے کسی نہ کسی بے گناہ کا قتل کر ڈالتی تھی اس طرح ہر روز کسی نہ کسی کا قتل ہونے لگا جس کی لاش ویرانے میں ڈھانچے کی شکل اختیار کر جاتی تھیں۔

❁❁❁

شیتل اور راجو بہت دور نکل چکے تھے جہاں سے اب واپسی کا راستہ ممکن نہ تھا راجو جو اکثر شیتل کی آنکھوں کی گہرائی میں ڈوب جایا کرتا تھا اور دنیا سے بیگانہ ہو کر گھنٹوں شیتل سے پیار بھری باتیں کیا کرتا تھا شیتل بھی اس کا بھرپور ساتھ دیتی تھی کیونکہ وہ راجو کو اپنی جان سے بڑھ کر چاہتی تھی مگر ایک دن اچانک راجو کو گاؤں میں ہونے والے واقعات کی یہ روح فرسا خبر ملی جسے سن کر وہ پریشان ہو گیا اور شیتل نے اس کو یوں پریشان دیکھ کر سوالوں کی بوچھاڑ کر ڈالی تھی اور راجو چونکہ شیتل سے بے پناہ پیار کرتا تھا اس لیے وہ اس سے کچھ بھی چھپا نہ سکا اور حقیقت سے آگاہ کر دیا اس طرح راجو کی اصلیت سامنے آ گئی مگر شیتل نے اسے سے یہ کہہ دیا کہ مجھے کوئی اعتراج نہیں کہ تم کون ہو تمہارا مشن کیا ہے مجھے کوئی غرض نہیں ہے غرض ہے تو صرف تم سے کیونکہ مجھے تمہارے علاوہ اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے تم ہو تو میرے لیے سب کچھ ہو تمہارا ساتھ میری سب سے بڑی ضرورت ہے راجو بھی شیتل کی باتیں سن کر خوش ہو گیا اس طرح اسے شیتل پر اور بھی زیادہ پیار آنے لگا راجو گاؤں والوں کو اس مصیبت سے نجات دلوانا چاہتا تھا مگر امتحانات قریب ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کر پایا تھا یوں ایک سوچ اس کے دماغ میں آ کر دم توڑ رہی تھی۔

❀❀❀

شاستری جی بہت پریشان تھے گاؤں میں ہر روز ایک قتل مکمل طور پر پوری انسانیت کو خوف میں لپیٹے ہوئے تھا شاستری جی نے لوگوں کو اکٹھا کیا اور کہا کہ وہ احتیاط سے کام لیں شام کے بعد وہ گھروں سے نہ نکلیں اور بچوں کی خاص طور پر حفاظت کریں اب تو لوگ ڈر کے مارے گھروں میں قید ہو گئے تھے شاستری جی نے ایک بہت ہی کٹھن کشٹ اٹھایا بہت ہی کٹھن پوجا کرنے کا ارادہ کر لیا جس کی وجہ سے وہ بہت پریشان بھی تھے انہیں اپنا بھوشیے تاریک نظر آ رہا تھا سو تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے انہوں نے اپنی اس کشٹ پوجا کے بارے میں بتایا لوگوں نے بہت منع کیا مگر شاستری جی نے اس کٹھن پوجا کا بیڑا اپنے سر اٹھا لیا جو دو دن بعد کرنے کا ارادہ تھا اور ادھر راجو ہر بات سے آگاہ تھا شیتل بھی پریشان تھی کیونکہ وہ راجو کی پریشانی کو اپنی پریشانی سمجھتی تھی وہ راجو کے ساتھ اس کے گاؤں جانا چاہتی تھی تاکہ وہ گاؤں بھی دیکھ سکے اور وہاں جا کر حالات بھی معلوم کر سکے کیونکہ وہ منوں بھوتوں کے وجود کی قائل بھی تھی راجو اسے ان حالات میں گاؤں سے نہیں جانا چاہتا تھا مگر وہ

ابند تھی اور دن اسی کشمکش میں گزر رہے تھے۔ اور شاستری جی آج گاؤں کا خوف وہراس دور کرنے کے لیے ہون کی تیاری میں مصروف تھے اور وہ لوگوں کو اس خوف سے نجات دلوانا چاہتے تھے انہیں اپنی جان کی کوئی بھی پرواہ نہ تھی وہ یہ پوجا گاؤں کے اسی مندر میں کرنا چاہتے تھے جس پوجا کے لیے چوبیس گھنٹے درکار تھے بارہ گھنٹے ایک ٹانگ پر کھڑے رہ کر جاپ کرنا تھا جبکہ اگلے بارہ گھنٹے دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر جاپ مکمل کرنا تھا منتر پوجا کی طرح مشکل تھے مگر شاستری جی نے جب فیصلہ کر لیا تو یہ مشکل ان کے لیے کوئی معنی نہیں رکھتی تھی ساتھ ہی ہون کی آگ بھی مجھے بجانی تھی تمام تر تیاری کے ساتھ شاستری جی گاؤں والوں سے اجازت لے کر مندر جا پہنچے۔

کوئی بھی سدسے (فرد) ان کے ساتھ نہ تھا کیونکہ انہیں کسی کی بھی آوشکتہ (ضرورت) نہ تھی پرانتو وہ سودم (اکیلے) ہی اس سمیہ (مشکل) کو حل کرنے میں لگے تھے مگر شاستری جی کے بھگوان کو کچھ اور ہی منظور تھا وہ بارہ گھنٹے اس کٹھن مرحلے سے گزار چکے تھے ان کی ہمت جواب طلب تھی کیونکہ وہ عمر کے اس حصے میں تھے جس میں انہیں وشرام (آرام) کی سخت ضرورت تھی مگر وہ اس مشکل کا حل تلاش کرنے کے لیے کوشاں تھے بارہ گھنٹے بعد وہ چند سمئے وشرام کی غرض سے سیدھے ہو کر دونوں پاؤں پر کھڑے ہوئے تھے کیونکہ دوسری ٹانگ پر کھڑے ہونے کے لیے انہیں وقت درکار تھا ابھی وہ سیدھے ہو کر کھڑے ہوئے ہی تھے کہ انہیں لگا کہ زمین زور زور سے ہل رہی ہے جیسے زلزلہ آ گیا ہو ایک دم وہ چڑیل شاستری جی کے سامنے اپنی تمام تر خوفناک سمیٹے نازل ہو گئی شاستری جی اسے اپنے سامنے دیکھ کر ایک دم پوری طرح لرز سے گئے تھے خدا کی پناہ اس قدر بھیانک تھی کہ دل دہل جاتا ہے اس نے آتے ہی شاستری جی کی گردن پکڑ لی جس کے لیے وہ قطعی تیار نہ تھے۔

چڑیل اپنی گرجدار آواز کے ساتھ بولی جو کان کے پردے پھاڑنے کے لیے کافی تھی کہ تو باز نہیں آئے گا شاستری تیری ورتھو ہی میں تمہاری اور تمہاری گاؤں والوں کے لیے بہتری ہے تیری ورتیو (موت) نشچنت (لازم) ہے یہ کہتے ہی اس نے شاستری کی گردن میں اپنے پنجے کے نوکیلے ناخن جو کسی تیز دھار خنجر کی مانند تھے گاڑھ دیئے شاستری جی اس اچانک حملے کے لیے تیار نہ تھے اور موقع پر ہی چڑیل کے ہتھے چڑھ گئے شاستری جی کی گردن سے خون فوارے کی شکل میں نکلنے لگا

چڑیل کی ہنسی اور شاستری جی کی چیخ وپکار گاؤں والوں نے بخوبی سن لی تھی مگر مندر کی طرف جانے کی کسی میں بھی ہمت نہ ہوئی۔ گاؤں کے چند بڑے بزرگوں نے ہمت کر کے جانے کا فیصلہ کر لیا جب تک وہ وہاں پہنچے تب تک چڑیل اپنا کام کر چکی تھی یعنی کہ شاستری جی کی تکہ بوٹی بن گئی تھی شاستری جی دم توڑ چکے تھے ہر سدسے کی آنکھ اشکبار تھی شاستری جی کی لاش دیکھی نہیں جا رہی تھی چڑیل نے اس قدر انہیں اذیت ناک موت دی تھی ادھڑی ہوئی لاش کو چھوڑ کر چڑیل غائب ہو چکی تھی لوگ انہیں لے کر گھر آ گئے شاستری جی موت وہ بھی اتنے بھیانک انداز میں دیکھ کر ان کی پتنی ہیما پرساد پاگل ہو گئی وہ دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھی۔

❀❀❀

راجو شیتل کے ساتھ پارک مین بیٹھا ہوا دنیا سے بے نیاز ہو کر شیتل کو دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک اس کے موبائل کی رنگ ٹون نے اسے خیالوں کی دنیا سے باہر نکالا کسی نے راجو کے والد کی اس بھیانک موت کی خبر دی تھی جسے سنتے ہی راجو دھاڑیں مار مار کر رونے لگا شیتل نے یوں اسے روتے دیکھ کر بات پوچھی تو اس نے اپنے پتا جی کی موت کی خبر سنائی راجو کا رو رو کر برا حال ہو گیا تھا یہ تو اس کی گڈ لک تھی کہ اس وقت شیتل اس کے ساتھ جس نے راجو کو سنبھال لیا اور اپنے پاپا کو بتا کر اپنی گاڑی لے کر راجو کے ساتھ گاؤں پہنچ گئی راجو شیتل کے والدین سے مل چکا تھا شیتل کے والدین راجو کو پسند بھی کرتے تھے لہذا ان دونوں کو ملنے کوئی بھی رکاوٹ نہ تھی وہ دونوں اپنی دنیا میں خوش تھے اچانک دونوں کو راجو کے پتا جی کی موت کی خبر نے اندر تک ہلا کر رکھ دیا تھا راجو کی حالت غیر تھی اسے سہارا دے کر گاؤں کے چند لوگوں نے گاڑی سے اتار کر اپنے باپ کی ارتھی تک لے جایا گیا شیتل بھی رو رہی تھی ہیما جی تو صدمے سے بے ہوش پڑی تھی راجو کبھی اپنے باپ کی لاش سے لپٹ جاتا تو کبھی اپنی ماں کے قدموں کو چومتا راجو کے دکھ میں شیتل برابر کی شریک تھی چند گھنٹوں بعد ہیما جی بھی ہوش میں آ گئی اور اپنے بیٹے کے گلے لگ کر خوف روئی اور پھر انتم سنسکار کا وقت بھی آ گیا جس کے لیے راجو کو باپ کر ارتھی جلانے کے لیے تیار کر دیا گیا اور شاستری جی لاش شمشان گھاٹ پہنچا دی گئی جہاں آخری رسومات کرنے کے بعد ان کی ارتھی کو جلا دیا گیا راجو کچھ دیر کے بعد لوگوں کے ساتھ چل کر گھر پہنچا جہاں شیتل راجو کی ماں کو سنبھالے ہوئے تھی وہ دن بھی

گزر گیا مگر پھر کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہ ہوا چند دن آرام سے گزر گئے راجو اور ہیما جی بھی سنبھل گئے تھے۔ زندگی پھر سے ایک بار اپنے معمول پر آ گئی تھی راجو کے امتحان قریب آ چکے تھے وہ چاہ کر بھی گاؤں رک نہیں سکتا تھا شیتل بھی اس کے ساتھ ہی اتنے دنوں سے رہ رہی تھی اس لیے وہ دونوں واپس جانے کی تیاری کر رہے تھے راجو اور شیتل کے بیچ جو کچھ تھا راجو اس بات سے ماں کو آگاہ کر چکا تھا اور اس کی ماں بھی شیتل کو راجو کے لیے پسند کر چکی تھی راجو اپنی ماں کو گاؤں میں اکیلا چھوڑ کر جانا نہیں چاہتا تھا اور اس کی ماں نے جانے سے انکار کر دیا یوں راجو اور شیتل واپس چلے گئے ہیما جی کے پاس ان کے بھائی اور بھابھی آ کر رہنے لگے زندگی اپنی مخصوص رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں تھی راجو بھی ایف ایس سی کے امتحان دے کر فارغ ہو چکا تھا وہ گاؤں آنے کے لیے بیتاب تھا شیتل بھی اداس تھی راجو کے واپس جانے کی خبر سن کر راجو نے دو دن بعد گاؤں آنے کے لیے ٹرین کی ٹکٹ بک کروائی۔

اچانک اسے گاؤں سے اطلاع ملی کہ گاؤں میں ایک بار پھر سے قتل وغارت کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے درندہ دن ایک دفعہ پھر سے سزا کا شکار ہو گیا ہے پھر سے ہی وہ ہولناک آوازیں سنائی دیتی ہیں اور ہر رات کسی نہ کسی بے گناہ کا خون ہو جاتا ہے اس بری آتما کا سروناش کرنے کے لیے تمہیں انتہائی قدم اٹھانا پڑے گا جو کام شاستری جی نے ادھورا چھوڑا ہے اسے تم نے پایا تکمیل تک پہنچاؤ گے ہو سکتا ہے کہ اس بھیانک روح سے جو زندہ لاش کی طرح اس گاؤں میں بے گناہ انسانوں کا خون چوستی ہے۔۔۔ چھٹکارہ مل جائے تم بیٹا ہماری مدد کرو وہ کسی اور کی ظلم وزیادتی کا نشانہ ضرور بنی ہے مگر گاؤں والوں کے لیے سزا کا کارن بن چکی ہے۔ راجو نے یہ سنا تو بہت پریشان ہو گیا۔

شیتل اپنے پاپا سے دوبارہ راجو کے گاؤں جانے کی ضد کرنے لگی مگر شام جی سیکسنا اور نیتا جی جو اس کے والدین تھے منع کر رہے تھے وہ دراصل شیتل کی شادی اپنے دوست پرشانت سنگھ کے بیٹے سے کرنا چاہتے تھے جو ڈاکٹر تھا مگر شیتل اسے بالکل بھی پسند نہیں کرتی تھی شام جی اور نیتا جی راجو کو پسند ضرور کرتے تھے مگر وہ اپنی بیٹی کے دوست کی حیثیت سے اپنا داماد بنانے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کا سٹیٹس راجو کے سٹیٹس کے لحاظ سے بہت ہائی تھی راجو یہ بات جانتا تھا کہ شیتل کے والدین کبھی ان دونوں کو شادی کے لیے رضامند نہیں ہوں گے مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا مگر ساتھ ہی ساتھ وہ اپنے

محبت کی قربانی دینے کے لیے خود کو تیار بھی کر رہا تھا اس طرح اس شام کو وہ شیتل سے اسی بات پر بحث کر رہا تھا شیتل مان نہیں رہی تھی وہ گھر میں کسی کو بن بتائے راجو کے ساتھ اس کے گاؤں جانا چاہتی تھی مگر راجو اس بات کے لیے تیار نہ تھا وہ شام رونے دھونے میں بیت گئی اور راجو اسے نہ چاہتے ہوئے بھی چھوڑ کر رات کی ٹرین سے گاؤں چلا آیا۔ طویل سفر کے بعد راجو اپنے گاؤں ورندہ ون پہنچ گیا صبح کے سورج کی کرنیں اپنا جلوہ بکھیرنے میں مصروف تھیں ہلکی ہلکی ٹھنڈی ہوا شریر کو تازگی بخش رہی تھی مگر گاؤں میں خوف وہراس پھیلا ہوا تھا سنسانی نے اپنا راج قائم کیا ہوا تھا وہ دن کے اجالے میں بھی اپنے گھروں میں ڈر کے مارے قید ہو چکے تھے کھیت کھلیان کنویں ٹیوب ویل ویران تھے اور تو اور وہ مندر بھی ویران تھے جو گاؤں میں آبادی کے اندر بنائے گئے تھے راجو اکیلا اس وقت گاؤں کے کچے راستے پر چل رہا تھا اپنے سازوسامان کے ساتھ کیونکہ وہ جلد از جلد اپنے گھر پہنچ کر اپنی ماں کا دیدار کرنا چاہتا تھا۔

جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کے گھر کے سامنے دروازے پر گاؤں والوں کا ہجوم لگا ہوا تھا جسے دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا دور کر جب وہ اپنے گھر کے دروازے پر پہنچا تو لوگوں نے اسے خبر دی کہ اس کی ماں کی حالت نازک ہے وہ اپنی آخری سانسیں لے رہی ہے کسی بھی وقت اس کی سانسیں اس کا شریر چھوڑ سکتی ہیں لہٰذا وہ اپنا سامان وہاں ہی پھینک کر بھاگ کر اپنی ماں کے پاس پہنچا جو اسے موت کے قریب ہو کر بھی پکار رہی تھی راجو ماں کے گلے لگ کر زور سے زور لگا ماں نے منہ سے بس اتنا ہی نکلا ۔کہ راجو اپنے باپ کا اور گاؤں والوں کا انتقام اس چڑیل سے ضرور لے ۔۔۔لے لینا۔۔اور اسے ختم کر۔۔۔و۔۔دینا۔ اتنا کہتے ہی سیما جی کی آتما اپنا شریر چھوڑ کر آسمان کی طرف پرواز کر گئی راجو ماں سے لپٹ کر بہت رویا اس طرح راجو کے ماتا پتا اسے اس دنیا میں اکیلا چھوڑ گئے تھے اور راجو تنہا رہ گیا تھا دوسرے دن راجو کو شیتل نے فون کیا تو راجو پھوٹ پھوٹ کر رو دیا شیتل کو اپنی ماں کی موت کی خبر سنائی تو شیتل بھی دکھ سے رو دی وہ جلد از جلد راجو کے پاس آنا چاہتی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ راجو اکیلا رہ جاتا ہے اس وقت شیتل کی بے حد ضرورت تھی اس کو سہارے کی ضرورت تھی۔

اگلے دن شیتل زبردستی اپنے پیرینٹس کو راضی کر کے گاؤں راجو کے پاس آ گئی راجو اسے دیکھ کر شدت غم سے پھوٹ پڑا اور زور زور سے رونے لگا شیتل راجو کو اس قرب کی حالت میں دیکھ نہیں پا رہی تھی سو ان دونوں نے اس چڑیل سے بدلہ لینے کی ٹھان لی اب تک گاؤں میں بیس سے زائد لوگوں کا کون ہو چکا تھا راجو اب مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا جلد ہی اس نے خود کو اس ہون کے لیے تیار کر لیا جو اس کے پتا جی نے ادھورا چھوڑا تھا وہ جو کشت پوجا مکمل نہ کر سکے تھے وہ اب راجو اپنے ذمہ لے چکا تھا دوسرے دن رات کے وقت یہ پوجا شروع ہونی تھی سب گاؤں والے اب راجو سے امیدیں وابستہ کیے ہوئے تھیں مگر صبح ہی یہ روح فرسا خبر ملی کہ گاؤں کے نمبر دار راگو چاچا کی لاش ادھیڑی ہوئی ویرانے سے ملی ہے وہاں ویرانے کے پاس سے کسی کا گزر ہوا تو اسے راگو چاچا کی مسخ شدہ لاش ملی جس کی حالت دیکھ کر خوف آتا تھا آنکھیں نکال لی گئی تھیں ہونٹ کاٹ دیئے گئے تھے گالوں کو کسی تیز دھار خنجر سے مسخ کیا گیا تھا ناک کٹی ہوئی تھی کان سرے سے غائب تھے سر بھی پھٹ کر دو حصوں میں بٹ چکا تھا باقی جسم بھی دل دہلا دینے والی حالت میں تھا جسے دیکھ کر افسوس ہی کیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہر قتل ہونے والے کا ایک الگ طرح کا حال ہوتا تھا جانے کس کے کرموں کی سزا ورندہ ون کے بے گناہ لوگوں کو مل رہی تھی ہر طرف دہشت اور ہو کا عالم تھا ہر کوئی ڈر کے مارے اپنے گھروں میں بند تھا شیتل اور راجو بھی اس پریشان کن حالات کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ شیتل کہنے لگی راجو تمہاری اس کشت پوجا میں میں تمہارا بھرپور ساتھ دوں گی تمہاری رکشہ کے لیے وہاں پہرا دوں گی تم فکر نہ کرو تم کامیاب رہو گے میں ہر قدم پر تمہارا ساتھ دوں گی تم بس اپنا تمام دھیان پوجا میں لگائے رکھنا۔

شام کے سائے گہرے ہو رہے تھے موسم آج ابر آلود تھا بارش کے آثار نمودار ہو رہے تھے ہلکی ہلکی ہوا کے ٹھنڈے جھونکے دل میں اتر کر روح کو تازہ کر رہے تھے بادلوں کی اوٹ سے نکلتا چھپتا چاند اٹکھیلیاں کر رہا تھا جس سے ماحول نکھرنے لگتا راجو اپنا ہون کا سازوسامان لپیٹ کر مندر کی طرف چلنے لگا تو شیتل نے بھی ساتھ جانے کی ضد کی مگر راجو نے اسے منع کر دیا اور گھر سے نہ نکلنے کی سخت تاکید کی راجو جب مندر پہنچا تو اسے وہاں کے حالات دیکھ کر بہت دکھ ہوا مندر کی حالت قدرے بگڑ چکی تھی ہر طرف دراڑیں پڑی تھیں جیسے یہ مندر شدید زلزلے کے لپیٹ میں آیا ہو پلر ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھے مورتی سرے سے غائب تھی مگر جہاں مورتی نصب تھی وہاں

نیچے گہرے گڑھے کے آثار دکھائی دے رہے تھے ایک طرح سے قبر کا گمان ہوتا تھا جسے دیکھ کر راجو کی سمجھ میں کہانی آ گئی۔ خیر یہ جو بھی تھا راجو کچھ کچھ سمجھنے لگا تھا وہ مندر کے عین درمیان میں ہون کے لیے آگ جلا کر تمام چیزیں اکٹھی کرنے لگا اس کے پتا جی نے حصار کے بغیر پوجا کی تھی جبکہ راجو نے سندور سے ایک حصار دائرے کی شکل میں بنا لیا جس سے وہ خطرے سے باہر تھا ہر طرف ویرانی کا عالم تھا موسم جہاں اتنا خوشگوار تھا وہاں اب ایک دم کالے سیاہ بادلوں نے گھیراؤ کر لیا بادلوں کے ٹکرانے سے گرج چمک کا سلسلہ شروع ہو گیا جو ماحول کو مزید خوفناکی میں ڈبونے کے لیے کافی تھا راجو کے دل میں ایک انجانا سا خوف عود آیا اس کے رونگٹے کھڑے ہونے لگے مگر جلد ہی اس نے خود پر قابو پا لیا اور اپنے اوسان بحال کرنے لگا جلد ہی اسے اس خوف سے چھٹکارہ مل گیا اور وہ اپنے بھگوان کو یاد کر کے پوجا کے لیے کھڑا ہو گیا جیسے جیسے وہ منتر پڑھنے لگا اسے ہولناکی مین ڈوبی ہوئی چیخیں سنائی دینے لگیں راجو ڈرا نہ تھا اپنی پوجا میں لگا رہا شیتل گھر میں بھگوان کے سامنے ہاتھ جوڑے راجو کی سلامتی کے لیے دعا گو تھی شیتل اور گاؤں والے چیخوں کی آوازیں سن رہے تھے شیتل ڈرنے لگی کہیں راجو کو وہ چڑیل کوئی نقصان نہ پہنچا دے وہ بھی راجو کی طرح ہی پوجا کرنے لگی۔

وہ اپنے بھگوان کے سامنے کھڑی ہو کر سامنے رکھے ہوئے دیئے کو روشن کرنے کے بعد اس پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور بولی شیو بھگوان جی میں تب تک اس جلتے دیئے پر سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گی جب تک آپ راجو کو اس کی کشت پوجا میں سپھل نہیں کر دیتے اسے اس میں کامیاب نہیں کر دیتے وہ اپنی آنکھیں موندے ہوئے پوجا میں لگ چکی تھی راجو بھی منتر پڑھے جا رہا تھا مگر نہ جانے راجو میں اتنی طاقت کہاں سے آ گئی تھی کہ وہ ذرا بھی نہ تھکا تھا اور نہ ہی ڈرا تھا ورنہ مندر میں اس چڑیل نے کہرام مچا رکھا تھا۔ سب لوگ راجو کے گھر اکھٹے ہو گئے تھے ہر کوئی شیو جی کے سامنے پرارتھنا کر رہا تھا مندر کے فرش پر دراڑیں پڑ گئیں تھیں تیز آندھی طوفان نے اودھم مچا رکھا تھا دیا بجھنے کی ناکام کوشش میں لگا ہوا تھا اور راجو اپنی پوجا پر دھیان دیئے ہوئے تھا۔

شام جی اور نینا جی اپنی بیٹی کی اس حرکت پر بہت پریشان تھے وہ گاؤں آنے کے لیے تیار ہو گئے کہ ہم جا کر اپنی بیٹی کو بہلا پھسلا کر گھر لے آئیں گے اور آتے ہی اس کی شادی پرشانت سنگھ کے بیٹے راجن سنگھ کے ساتھ کر دیں گے تاکہ وہ راجو کو بھول کر اپنی نئی زندگی کا آغاز کر سکے یوں وہ دوسرے دن گاؤں آ گئے راجو اپنی پوجا کا پہلا کھٹن مرحلہ آسانی سے عبور کر گیا تھا اور اسے دوسری ٹانگ پر کھڑے ہو کر آخری مرحلے سے گزرنا تھا جو انتہائی مشکل تھا سو راجو نے ہمت کی اور بغیر وشرام کے کھڑا ہو گیا۔ چڑیل پگلوں کی طرح ادھر ادھر پھرتی دکھائی دیتی غضب کی خوفناک عورت تھی کہ دیکھنے والے کی روح تک کانپ اٹھتی تھی مگر راجو کے علاوہ اسے کوئی اور دیکھ نہیں رہا تھا وہ غصے میں آ کر راجو کی طرف لپکتی مگر آگ کا آلاؤ سے راجو تک پہنچنے نہ دیتا تھا راجو دل ہی دل میں اپنی کامیابی کا جشن منا رہا تھا چڑیل نے مزید بھیانک روپ دھار لیا اور اس کے سامنے شیتل کو لے آئی اسے راجو کے سامنے ذبح کر دیا اتنے بھیانک طریقے سے ذبح کیا گیا کہ راجو بری طرح لرزا مگر وہ سمجھ گیا کہ یہ میری نظر کا دھوکہ ہے اسے بپیدل کی آواز سنائی دی کہ شیتل خیریت سے ہے مگر راجو بھی پیچھے ہٹنے والوں میں سے نہیں تھا چڑیل اپنے بچاؤ کے لیے ہر طرح کے حربے آزما رہی تھی مگر ناکام ہو جاتی وہ ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتا رہا جب راجو نے آنکھیں کھولیں تو ہر طرف راجو کو لاشیں دکھائی دیں جو اس کی طرف بڑھ رہی تھیں راجو ان کو دیکھ کر ایک دفعہ پیچھے ہٹنے لگا تھا مگر کسی ان دیکھی طاقت نے اس کے قدم روک لیے تھے اور وہ پھر سے اپنے منتروں مین ڈوب گیا اب چڑیل راجو کی طرف آگ کے گولے برسانے لگی جو راجو تک پہنچنے سے پہلے ہی راکھ کر بن جاتے چڑیل پریشانی کے عالم میں ٹہلنے لگی کیونکہ کوئی بھی حربہ اس کا ساتھ نہیں دے رہا تھا پھر وہ بھیس بدل بدل کر راجو کے سامنے آنے لگی کبھی ماں کبھی باپ اور کبھی شیتل کر روپ میں جو اس کو ہون کرنے سے روکتے تھے مگر راجو نے شیتل کی قسم کھائی تھی کہ وہ یہ پوجا ضرور مکمل کرے گا چاہے اس میں اس کی جان بھی کیوں نہ چلی جائے ایک شیو جی کی مورتی والا پینڈنیٹا جو شیتل نے راجو کو گفٹ کیا راجو کے گلے میں موجود تھا اس کی حفاظت کے لیے تھا شاید پینڈنیٹ اور شیتل کا بے پناہ پیار راجو کے محافظ تھے اور اس کی طاقت بھی جس کی وجہ سے وہ ثابت قدم رہا تھا اور اپنا منتر کرتا جا رہا تھا۔

شیتل کے دونوں ہاتھ جلتے دیئے کی آگ نے جلا دیئے تھے مگر وہ آنکھیں بند کیے راجو کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھیں آنکھوں کی مسلسل برسات اس کے کپڑوں کو گیلا کر رہی تھی جب شیتل کے گھر والے پہنچے تو یوں سب کو اکٹھا دیکھ کر اور اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ کر کانپ اٹھے مگر شیتل نے بنا آنکھیں

کھولے انہیں آگے بڑھنے سے روک دیا تھا اور وہ خاموش ہو گئے شیتل نے یہ کہا تھا کہ اگر وہ آگے بڑھے تو میں اپنی جان دے دوں گی لہذا خاموشی سے وقت کا انتظار کریں وہ دونوں بھی مجبور ہو گئے تمام حالات واقعات ان کے سامنے آ گئے تھے دوسرے لوگوں کی طرح وہ بھی خاموش ہو گئے تھے۔ چڑیل راجو کے لیے موت کا سامان تیار کرتی مگر ایک ہی جھٹکے میں راجو اسے ناکام بنا دیتا اور پھر چڑیل ناکام ہو کر راجو کو کہنے لگی تیرے باپ کی طرح تیری بھی ارتھی کا وقت آ گیا ہے وہ بھی میرے راستے کا کانٹا بنا تھا اور تیرا اس سے بھی دردناک انجام ہوگا کہ دیکھنے والے کی روح بھی کانپ اٹھے گی تم دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتی ہوں یہ کہہ کر اس نے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑایا اور پھونک ماری تو ہر طرف آگ ہی آگ ہو گئی راجو پہلے تو ذرا گھبرایا مگر جب راجو نے دیکھا کہ آگ حصار سے باہر وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا رہی تھی تو اس نے بھگوان کا شکر ادا کیا اور منتر پڑھ کر ہون کی آگ کو مزید بھڑکا دیا تھا ساتھ جو دیا بجھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا راجو اسے بھی بچا رہا تھا راجو خوش تھا کیونکہ وہ چند گھنٹوں بعد سپھل ہونے جا رہا تھا۔

چڑیل خود کو ناکام ہوتے دیکھ کر پاگل ہونے لگی آنکھیں انگاروں کی مانند دہکنے لگیں تھیں غصے کے عالم میں مندر کی دیواروں سے ٹکریں مارتی تھیں جس سے اس کا سر پھٹ کر دو حصوں میں تقسیم ہو گیا تھا جس سے خون سفید اور سبز مادہ کیڑے سانپ نکلنے لگے اور زمین پر گر کر رینگتے ہوئے راجو کی طرف بڑھتے مگر حصار سے ٹکراتے ہی جل کر بھسم ہو جاتے چڑیل کی حالت دیکھ کر راجو کی نان سٹاپ ہنسی اوٹ آف کنٹرول ہونے لگی۔

شیتل بھی اپنے بھگوان کے سامنے کٹھن مرحلے سے دوچار تھی مگر امید کا دیا بھگوان کے سامنے جلتا دیکھ کر اسے یقین تھا کہ راجو سلامت ہے مگر وہ تھوڑی بہت چنتیت بھی تھی کہ کہیں راجو کو کچھ ہو نہ جائے راجو کو کچھ ہو بھی کیسے سکتا تھا شیتل کی بے پناہ محبت راجو کی ڈھال بنی ہوئی تھی راجو اپنے منتروں میں ڈوبا اردگرد سے بیگانہ تھا سب گاؤں والے شیتل کو چھوڑ کر مندر پہنچ گئے تھے چند لمحوں بعد راجو سپھل ہونے والا تھا چڑیل کا انت ہونے والا تھا جسے لوگ اپنی آنکھوں کے سامنے جلتا ہوا دیکھنا چاہتے تھے آخری لمحات میں چڑیل کی چیخوں کی گونج نے پورے ورندہ بن کو ہلا کر رکھ دیا تھا لوگ ڈر رہے تھے مگر پھر بھی وہاں رکے ہوئے تھے پھر دل دہلا دینے والی چیخوں کی آواز تھم گئی اور وہ خاموش ہو کر راجو کے سامنے آ گئی پوجا سپھل ہوئی تو راجو نے آنکھیں کھولی چڑیل کو اپنے سامنے بے بس پا کر بولا تو گاؤں والوں کے لیے عذاب کیوں بنی رہی کیا قصور تھا ان کا جن کو تو موت کی نیند سلا چکی ہے بول اس کے پیچھے کیا مقصد تھا تیرا تو چڑیل بولی معاف کرنا بابو میں انتقام کی آگ میں اندھی ہو گئی تھی شادی کی پہلی رات ہی میرے شوہر نے میری ہتھیا کر دی تھی تیز دھار چھری سے میرا گلہ کاٹ دیا اور مجھے اس جگہ آن کر دفن کر دیا مجھے جلایا نہیں اس نے مگر اس میری سانسیں چھینی تھیں تو میں کسی کو زندہ کیسے دیکھ سکتی تھی میں نے اس سے انتقام لینے کا ارادہ کر لیا مگر وہ غائب ہو کر کہاں چلا گیا کچھ بھی معلوم نہیں ہو سکا تھا مگر پھر کسی نے یہاں پر مندر تعمیر کروا دیا اور مورتی بھی اس جگہ نصب کی دی جہاں میں دفن تھی اور میرا باہر نکلنا مشکل ہو گیا مگر میری کوشش سے مورتی تو کیا لوگ بھی یہاں سے ہٹ گئے اور میرا راج قائم ہو گیا مگر میں ابھی بھی چین سے نہیں بیٹھوں گی تم سب گاؤں والوں کو ختم کر دوں گی پورا گاؤں میرے ہاتھوں ہی ختم ہو جائے گا یہ کہہ کر وہ راجو کی طرف بڑھ رہی تھی کہ راجو نے ہون کی آگ میں سے جلتی ہوئی لکڑی اٹھا کر چڑیل کی طرف پھینک دی اور جلد ہی آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا اس کی کان کے پردے پھاڑ دینے والی چیخ پکار نے پورے ورندہ ون کو سر پر اٹھا کر رکھا تھا مندر لرزنے لگا اور وہ بری طرح تڑپنے لگی شیتل کو بھی کسی نے سب جا کر بتا دیا تھا وہ بھی سرپٹ دوڑتی ہوئی مندر آ گئی چڑیل جل کر کوئلہ بن گئی تھی سب کچھ ختم ہو گیا تھا راجو یکدم بے خود سا ہو کر نیچے گر گیا شیتل نے بھاگ کر راجو کو تھام لیا اور راجو کا سر اپنی گود میں رکھ لیا راجو بے ہوش ہو گیا تھا شیتل کا رو رو کر برا حال تھا سب نے بھگوان کا دھنواد کیا اور راجو کو لے کر گھر آ گئے شیتل کے والدین بھی راجو کو اس کی بہادری کی داد دینے لگے چند گھنٹوں بعد راجو ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا تھا سب لوگوں نے شکر ادا کیا کہ وہ صحیح سلامت لوٹ آیا ہے شیتل نے جلدی سے راجو کو گلے لگا لیا سب لوگ بہت خوش تھے شیتل کے ماں باپ نے بھی ہار مان لی راجو اور شیتل کے رشتے کے لیے راضی ہو گئے

دوسرے دن ہی مندر کی کنسٹرکشن کا کام شروع کر دیا گیا اور دوبارہ مورتی نصب کر دی گئی اور یوں ہر طرف خوشی رقص کرنے لگی مندر پھر سے آباد ہو گیا نیا شاستری بھی مقرر کر دیا گیا آس پاس کی ویران جگہیں آباد ہو گئی ہر طرف خوشیوں کی راج تھا دیوالی نزدیک تھی شیتل اور راجو بھی دیوالی کی تیاریوں میں مگن تھے دیوالی کی رات شیتل اور راجو کی سگائی کر دی گئی اور دوسرے دن شیتل کے والدین نے راجو کو بھی ساتھ لے جانے کی ضد کی راجو بھی جانے کے لیے تیار ہو گیا کیونکہ اس کا یہاں تھا ہی کون جس کے لیے وہ رکتا شام جی نے راجو کو اپنا بزنس پارٹنر بنا لیا اور شیتل نے بھی گھریلو ذمہ داریاں سنبھال لیں راجو اور شیتل اکثر گاؤں آتے جاتے ہیں جہاں اب امن کی فضا قائم ہو چکی تھی مگر اسے اپنے والدین بہت یاد آتے ہیں مگر وہ گاؤں والوں کو خوش دیکھتا ہے تو اپنا سارے کا سارا غم بھول جاتا ہے بہرحال جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لیے ہی ہوتا ہے۔

آخر میں آپ سب کے لیے دعاگو ہوں ہمیشہ خوش رہیں اور دوسروں کو بھی خوش رکھیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجیے گا انتظار رہے گا۔

غزل

پردیس جانے والے ایک عرض تو میری یاد رکھنا
التجا کرتا ہوں ہاتھ جوڑ کر میرے پیار کو دل میں رکھنا
اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا
مجھ سے بچھڑے ہو ذرا خود کو سنبھالے رکھنا
لوگ پوچھیں گے کہ کیوں پریشان ہو
نگاہ سے کچھ بھی کہو ہونٹوں پر تالے رکھنا
مگر اپنے دل کی بات عباس گجر کسی سے نہ کہنا
بات بڑھ جائے گی دل ہی دل میں چھپا کے رکھنا
دنیا کچھ بھی کہے خاموش چلتے رہنا
اپنی کوشش جستجو میں منزل رکھنا
اپنے خیالوں کو شمع کی طرح روشن رکھنا
عظیم اپنا آسمان کی طرح بلند رکھنا
نہ سلام یاد رکھنا نہ پیغام یاد رکھنا
میری اتنی سی التجا ہے کہ میرا نام صرف یاد رکھنا

ظہیر عباس گجر۔چکسواری

غزل

اک ستمگر سے رابطہ رکھنا
درد سے دل کو آشنا رکھنا
میری آواز بھی نہ سن پاؤ
اس قدر بھی نہ فاصلہ رکھنا
گزری باتوں کو بھول بھی جاؤ
ایسی باتوں کو یاد کیا رکھنا
چھپ کے تنہائیوں میں رو لینا
سامنے سب کے حوصلہ رکھنا
کیا خبر جان کب نکل جائے
اپنے بیمار کا پتا رکھنا
تم جہاں بھی کہیں رہوں رضوان
میری یادوں سے رابطہ رکھنا

مظہر اقبال

بھول گیا

اور سب تیرے سوا بھول گیا
کیا ہوا کیا نہ ہوا بھول گیا
تیری منزل کا پتا یاد رہا
اپنی منزل کا پتا بھول گیا
اب ہیں وہ اپنی جفا پر نادم
ہم جب آئیں وفا بھول گئے
تم کیسے یاد رہو گے ستار
لوگ تو نام خدا بھول جاتے ہیں

عبدالستار۔گجرات

آس

دھوکہ نہ دینا کہ تم پہ اعتبار بہت ہے
یہ دل تیری چاہت کا طلبگار بہت ہے
مانا کہ تم میری جان باوفا ہو بہت
لیکن تیرا ملنا دشوار بہت ہے
بن مانگے رستے میں مل جاتے ہیں ہزار
لیکن تم کو پانے میں مشکلات بہت ہیں
رب سے ہے آس تو مل جائے مجھے
تجھے پانے کی مجھے چاہت بہت ہے

مس صبا۔کلر سیداں

وقت کا کیا ہے گزرتا ہے گزر جائے گا فراز
ضبط لازم ہے مگر دکھ ہے قیامت کا

آنسہ کنول۔سہگل آباد

ایک مدت سے تیری یاد بھی نہیں آئی ہمیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں ہے

آنسہ کنول۔سہگل آباد

جادو

---ریاض احمد۔باغبانپورہ لاہور---

میں نے فیصلہ کرلیا تھا کہ میں اس مالا کو گلے میں پہن کر ہمیشہ کے لیے اس میں قید ہو جاؤں گی اور یہ بوڑھا بس دیکھتا ہی رہ جائے گا وہ خوشی سے اسی زمین میں گھستا جانے لگا جہاں سے وہ باہر نکلا تھا میں اس کو جان گئی تھی کہ اس کے کالا جادو ہے جس کے ذریعے اس نے اس طلسمی محل کو تیار کر رکھا ہوا ہے ورنہ اس کی شکل دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو کوئی بھوت ہو سایہ بھوت وہ زمین میں پڑی ہوئی درازوں کے ذریعے اندر زمین میں گھستا چلا گیا اسے زمین میں جانے سے کے بعد زمین پر پڑی درازیں خود بخود بند ہو گئیں میں بیڈ سے اٹھی اور اس تابوت کی طرف چل دی جس میں وہ طلسمی مالا پڑی ہوئی تھی جو اس بوڑھے کی تمام محنتوں کا نچوڑ تھی۔ میں نے ایک جھٹکے سے اس تابوت کو کھول دیا اور غور سے اسے دیکھنے لگی واقعی وہ الماری نہ تھی تابوت تھا اس کے اوپر وہ مالا ایک کنڈے کے ساتھ لگی ہوئی تھی میں نے اپنے ہاتھ اس مالا کی طرف بڑھا دیا ہاتھ بڑھاتے ہوئے یوں لگا جیسے ہوا کے تیز جھونکے میرے جسم سے ٹکرا رہے ہوں لیکن میں نے اپنے ہاتھ روکے نہ میں نے مالا کو پکڑنے سے پہلے زمین پر درازیں پڑتیں دیکھیں۔ میں جان گئی کہ وہ بوڑھا آرہا ہے لیکن اب اس کا آنا سب بیکار تھا میں اس کو کبھی بھی اپنی زندگی کا مالک نہیں بنا سکتی تھی تابوت میں قید ہونا پسند کر سکتی تھی لیکن اس کی بننا مجھے گوارا نہ تھا اس سے قبل کہ وہ زمین سے باہر نکلتا میں نے مالا کو کنڈے سے اتار لیا اس کو اتار کر تیزی کے ساتھ میں نے اسے اپنے گلے میں ڈال لیا میرا دماغ بھاری ہونے لگا تیز ہوائیں میرے جسم میں داخل ہونے لگیں یہ ایسی ہوائیں تھیں جو میرے دماغ کو ترو تازہ رکھے ہوئے تھیں میرا دماغ سوتا جا رہا تھا لیکن میں سب کچھ سن اور دیکھ سکتی تھی میری آنکھیں بند ہو گئیں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی میں نے خود کو دیکھا کہ میں تابوت میں لیٹی ہوئی ہوں اور وہ بوڑھا تابوت سے باہر کھڑا اپنی جلتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا ہے اس کے دیکھنے کا انداز خوف ناک نہ تھا بلکہ وہ ڈرا ڈرا سا تھا بری طرح کانپ رہا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے ہی اس کے جسم کو آگ لگ گئی اور دھڑام کی آواز کے ساتھ وہ نیچے زمین پر گر گیا اس کا جسم دھواں بننے لگا صرف جسم ہی اس کا دھواں نہ بن رہا تھا بلکہ وہاں کی ہر چیز دھواں بنتی جا رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے میرے ہر طرف دھواں ہی دھواں ہو یہ کالا دھواں تھا جس نے ہر طرف اندھیرا کر دیا تھا اور یہ اندھیرا کل تک موجود رہا تھا تم نے زمین کھود کر مجھے اس دھواں سے باہر نکالا ہے۔ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

فہد آج پھر اس پتھریلی جگہ پر چلا گیا جہاں میں پچھلے کئی روز سے ایک عجیب سا منظر دیکھتا چلا آرہا تھا آج وہ اکیلا نہ تھا کاشف بھی اس کے ساتھ تھا کاشف کو اس کی باتوں کا یقین نہیں آیا تھا کہ فہد جو اس سے ہر روز بات کرتا ہے کیا وہ واقعی درست ہے یا پھر جھوٹ اس کے نزدیک فہد کی باتیں محض اس کو خوفزدہ کرنے کے لیے تھیں وہ یہی سمجھتا آرہا تھا کہ فہد مسلسل اس کو ڈرا رہا ہے یہی وجہ تھی کہ وہ آج اس کے ساتھ یہاں پہنچ کر سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا تھا اس کے دل کا حال وہ اچھی طرح جان چکا تھا کہ وہ کیا چاہتا تھا وہ یہی چاہتا تھا کہ وہ جب اس کے ساتھ چلنے کو تیار ہو جائے گا تو فہد اسے کہہ دے گا کہ یار میں تو تیرے ساتھ مذاق کیا کرتا تھا ایسا کچھ بھی نہیں ہے لیکن یہاں پہنچ کر وہ عجیب سی نظروں سے فہد کو دیکھے جا رہا تھا کہ کیونکہ فہد نے اس کی سوچوں کو پورا نہیں ہونے دیا تھا اور وہ اس کی سوچوں کو پورا ہونے بھی کیسے دیتا وہ جو دیکھتا تھا وہی تو اس کو بتایا کرتا تھا اب اس کا کام تھا کہ وہ اس کی بات کا یقین کرتا یا نہ کرتا۔ وہ سامنے دیکھو فہد نے کاشف کی توجہ سامنے اس جگہ مبذول کروائی جہاں وہ ہر رات ابھرتی ہوئی چنگاریاں دیکھا کرتا تھا آج بھی چنگاریاں ابھرتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے اس طرف دیکھا جس طرف فہد نے اشارہ کیا تھا اور پھر حیرت وخوف سے اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ہاں یار تو نے ٹھیک ہی کہا تھا واقعی یہ تو ویسی ہی

چنگاڑیاں ہیں جیسی تو بتایا کرتا تھا۔لیکن حیرت والی بات ہے کہ یہ چنگاڑیاں زمین سے کیوں پھوٹ رہی ہیں کہیں یہ پہاڑ پھٹنے والا تو نہیں ہے۔اس کی یہ بات سن کر فہد اچھل ہی پڑا کیونکہ ایسا اس نے آج تک نہ سوچا تھا۔ہاں ہوسکتا ہے کہ یہ پہاڑ آگ والا پہاڑ ہو آتش فشاں پہاڑ۔لیکن اگر ایسا ہے تو یہ چنگاڑیاں اوپر پہاڑ سے ابھرنی چاہیے تھیں یہ تو نیچے زمین سے ابھر رہی ہیں اور دیکھو پہاڑوں اور اس جگہ کا کتنا زیادہ فاصلہ موجود ہے یہ صرف پتھریلی زمین ہے پہاڑ نہیں ہے اور پھر سبز پہاڑ تو نہیں پھٹتے ہیں دوسرے پہاڑ پھٹتے ہیں۔فہد نے ہر طرح سے سوچ کر کہا۔ہاں یہ بھی تمہاری بات ٹھیک ہے پھر یہ سب کیا ہے اور چنگاڑیاں بھی ایسی ہیں جیسے آگ بجھنے کے بعد سرخ کائلوں سے ہوا کے باعث چنگاڑیاں ابھرتی ہیں۔کاشف نے چنگاڑیوں کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ہاں ٹھیک کہا تم نے بالکل ایسی ہی چنگاڑیاں ہیں اور یوں لگتا ہے اس جگہ ضرور کچھ نہ کچھ موجود ہے کوئی ایسا راز یہاں موجود ہے جو ہم میں سے کوئی بھی نہیں جان سکا ہے فہد کی باتیں سن کر وہ بولا۔

ہوسکتا ہے تمہاری بات درست ہو کہ کوئی راز اس جگہ موجود ہو لیکن سوچنے والی بات یہ ہے کہ اگر کوئی راز ہوتا تو ہر روز ہی دکھائی دیتا جبکہ تم نے کچھ ہی دنوں میں یہ سب دیکھا ہے اور گاؤں کے کسی بھی آدمی نے ایسا کچھ بھی نہیں دیکھا ہے۔کاشف کی بات سن کر فہد سوچنے لگا اور بولا میں اس راز کو جاننے کی ہر ممکن کوشش کروں گا اور معلوم کروں گا کہ ایسا کیوں ہے کہیں وہ ہی نہ ہو کہ گاؤں والوں کے لیے یہ سب کوئی بہت بڑا عذاب بن کر رہ جائے۔فہد کی اس بات نے کاشف کو ذرا سا دیا اور وہ بولا ہمیں گاؤں جا کر گاؤں والوں کو اس بات کی خبر کر دینی چاہیے۔چلو اٹھو چلو۔کاشف نے فہد کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ سامنے کا منظر بدلتا ہوا انہیں دکھائی دیا ابھرتی ہوئی چنگاڑیوں کا وجود ختم ہونے لگا تھا اور سفید دھواں اس جگہ جمع ہونے لگا تھا یہ منظر دیکھ کر وہ دونوں ہی خوفزدہ ہو گئے انہیں اب یقین ہو گیا کہ جو کچھ وہ دیکھ رہے ہیں وہ کوئی عام بات نہیں ہے کوئی بہت بڑی بات ہے یہاں کوئی ایسا راز دفن ہے جس کو آج تک کوئی بھی نہیں جان پایا ہے۔وہ دونوں ہی ڈرے ہوئے وہاں سے اٹھے اور گاؤں کی طرف تقریباً بھاگ ہی پڑے۔کچھ دور جا کر وہ رک گئے فہد نے پیچھے مڑ کر اسی جگہ کو دیکھا تو اس کو وہاں کوئی سفید سایہ دکھائی دیا تھا۔یوں لگا کہ وہاں عین اس جگہ جہاں سے چنگاڑیاں ابھرتی ہوئی انہوں نے دیکھی تھی ایک سفید سایہ وہاں لہرا رہا تھا۔

وہ۔۔وہ۔وہ دیکھو فہد نے کاشف کی توجہ اس طرف دلوائی تو وہ بھی وہاں کا منظر دیکھ کر حیران رہ گیا اس کو بھی وہ سفید دھواں کا بنا ہوا سایہ لہراتا ہوا دکھائی دیا تھا وہ بولا فہد تمہاری بات درست ہے وہاں کوئی نہ کوئی راز دفن ہے اور جو بھی راز وہاں دفن ہے اس کا اس لہراتے ہوئے سایہ سے گہرا تعلق ہے اس سایہ اور چنگاڑیوں کی خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی لیکن حیرت والی بات یہ تھی کہ کسی نے بھی حیرت کا اظہار نہ کیا بلکہ ایک بوڑھے نے کہہ ہی دیا کہ ایسے واقعات کا ہو جانا کوئی اہم بات نہیں ہے۔یہ کام جن بھوت چڑیلیں وغیرہ کرتی ہیں کوشش کرو کہ ایسی جگہوں پر نہ جاؤ ورنہ ان کے ہاتھوں نقصان کا اندیشہ ہو سکتا ہے وہ کسی کے دشمن بن جائیں تو زندگی کو عذاب بنا کر رکھ دیتے ہیں۔لوگوں کی باتیں سن کر ان کے دلوں میں خوف سا بیٹھ گیا ورنہ نجانے وہ کیا کیا سوچنے لگے تھے اور پھر کئی دن ایسے ہی بیت گئے نہ کاشف اس جگہ گیا اور نہ ہی فہد۔لیکن فہد جو منظر وہاں دیکھتا آیا تھا وہ اس کے ذہن سے نکل نہ پایا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ اس راز کو جانے اور پتہ کرے کہ یہ سب کیا ہے ایسا کیوں ہو رہا ہے ہر روز ایک ہی منظر کیوں دکھائی دیتا ہے جن بھوتوں کے پاس اور بھی تو حرکتیں ہوتی ہیں ذرا نئی کی پھر ہر روز ایک ہی چیز کا سامنے آنا اس کو پریشان کیے ہوئے تھا۔

ایک دن چلتے چلتے وہ ایک جگہ سے گزر رہا تھا کہ اسے ایک بابا کی جھونپڑی دکھائی دی اس جھونپڑی کو دیکھ کر اس کے دل میں یکدم اس لہراتے ہوئے سفید سایہ کا خیال آ گیا کہ میں بابا سے پوچھوں کہ وہ سب کیا ہے یہ سوچ کر وہ جھونپڑی کے اندر چلا گیا وہاں کوئی بھی بندہ بشر موجود نہ تھا ماسوائے ایک بوڑھے کے وہ ان کے پاس ہی جا کر بیٹھ گیا۔بابا نے اس کی طرف دیکھا تو پوچھا ہاں نوجوان کیا بات ہے۔وہ بولا بابا جی میں کئی دنوں سے اپنے گاؤں میں ایسا منظر دیکھ رہا ہوں پہلے زمین سے آگ کی چنگاڑیاں ابھرتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں بعد میں کہیں سے سفید دھواں کا ایک ہیولہ وہاں آ جاتا ہے جو اس جگہ پر گردش کرتا رہتا ہے گاؤں والے بھی یہ بات جانتے ہیں لیکن ان کا کہنا ہے کہ یہ سب جن بھوتوں کے کارنامے ہوتے ہیں ورنہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔فہد نے ہر وہ بات ان کو

بتادی جو اس نے دیکھی تھی بابا جی نے گہرا سانس لیا اور کہا۔بیٹا یہ کوئی جن بھوتوں کا کارنامہ نہیں ہے بلکہ یہ کوئی جادو کا کمال ہے مجھے یوں لگتا ہے کہ اس جگہ کسی نے جادو کیا ہوا ہے جو ہر روز ایک ہی منظر دیکھنے کو ملتا ہے کوشش کرو کہ اس جگہ نہ ہی جاؤ، کیونکہ کچھ بھی ہو سکتا ہے نقصان کا بھی خطرہ ہو سکتا ہے وہ وہاں سے مایوس واپس لوٹ آیا۔جو وہ چاہتا تھا وہ اس کو مل نہیں پا رہا تھا وہ چاہتا تھا کہ وہ اس راز کو جانے اور دیکھے کہ ایسی کون سی بات ہے کہ اس جگہ آگ کی چنگاڑیاں ابھرتی ہیں اور پھر ایک سفید سایہ وہاں اترتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے وہ سوچ سوچ کر پاگل ہوتا جا رہا تھا لیکن کسی بھی حل تک وہ پہنچ نہیں پایا تھا۔

بس یہی سوچیں اس کے دماغ پر حاوی تھیں کہ اس جگہ کوئی نہ کوئی ایسی چیز ضرور ہے جو اس کو دکھائی دیتی ہے وہ سایہ کس کا ہے کون ہے وہ جو اس جگہ آن کر رک جاتا ہے اور پھر غائب ہو جاتا ہے میں اس کا سراغ لگاؤں گا ہاں میں اس جگہ کی کھدائی کروں گا۔اس نے فیصلہ کر لیا اور پھر اس کے لیے وہ تیاری کرنے لگا کسی کو اس نے کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی کہ وہ کیا کرنے والا ہے۔اس نے تمام سامان خرید کر ان پہاڑوں میں جا کر چھپا دیا اور رات ہونے کا انتظار کرنے لگا وہ یہ کام رات کے اندھیرے میں کرنا چاہتا تھا تاکہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے دن بہت بے چینی سے اس کا بیتا تھا شام کے سائے ڈھلنے لگے تو اس نے اپنا رخ پہاڑوں کی جانب کر لیا اور چلتا ہی رہا پہاڑ دیکھنے میں بہت قریب دکھائی دیتے تھے لیکن جب ان کی طرف چلنا شروع کر دیا جائے تو وہ قریب آنے کا نام ہی نہیں لیتے یہی حال اس وقت فہد کا بھی تھا وہ چلتے چلتے تھک سا گیا لیکن پہاڑ ابھی تک اس سے بہت دور تھے جب رات گہری ہو گئی تب وہ وہاں جا پہنچا اس کے دل میں قدرتی خوف ابھرنے لگا پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ بھاگ جائے لیکن پھر اس کو خیال آیا کہ اگر وہ ڈر گیا تو اس راز کو کبھی بھی وہ جان نہ پائے گا سب کچھ اس کے دل میں ہی رہ جائے گا یہ سوچ کر اس نے اپنا خوف ختم کر دیا اور اس جگہ جا پہنچا جہاں آگ کی چنگاڑیاں ابھرتی تھیں اس نے اس جگہ کا بھرپور معائنہ کیا۔

اس کو محسوس ہوا کہ وہ جگہ کافی گرم ہے دوسری زمین سے وہ گرم تھی لیکن یہ گرمی اس کو سکون پہنچانے لگی تھی سردیوں کے موسم میں ایسی گرمائش کی ہر کسی کو ضرورت ہوتی ہے اس نے وہاں کھدائی کا کام شروع کر دیا پتھریلی زمین کی کھدائی کوئی عام بات نہ تھی محنت طلب کام تھا لیکن وہ بھی کمزور انسان نہ تھا اس کے بازوؤں میں بہت طاقت تھی وہ اپنی طاقت کا پورا پورا فائدہ اٹھانے لگا اس کا ہر وار بہت طاقت کے ساتھ زمین میں پڑتا اور اسی اندر زمین تک چلی جاتی وہ ہر وار ایسے ہی کرتا جا رہا۔تقریباً سات فٹ لمبی اور تین فٹ چوڑی یہ جگہ تھی جو اس نے کھدائی کرنی تھی اسی جگہ سے اس کو آگ کی چنگاڑیاں دیکھائی دیتی تھیں اور اسی جگہ وہ سفید سایہ آ کر رکتا تھا اور پھر غائب ہو جاتا تھا ایک قبر کی مانند وہ جگہ تھی یعنی اس نے ایک قبر ہی کھودنی تھی جو وہ کھودتا جا رہا تھا اس کی پوری توجہ اس جگہ پر تھی جو مسلسل گرم ہو رہی تھی اس کی گرمائش بڑھتی جا رہی تھی لیکن اس کے لیے یہ سکون کی جگہ بن رہی تھی اس کا جی چاہنے لگا کہ وہ اسی جگہ پر ہی رہے کہیں بھی ادھر ادھر نہ جائے ایسی پرسکون جگہ۔اس کو گاؤں میں بھی دکھائی نہ دی اور سردی کے زور سے بچنے کے لیے آگ جلاتے تھے لیکن وہ آگ جب تک جلتی سکون رہتا جب بجھ جاتی وہی حال ہو جاتا لیکن یہاں آگ جلانے کی نوبت نہ آئی تھی آگ سے زیادہ سکون والی بنی ہوئی تھی صبح ہونے تک اس نے کافی ساری جگہ کی کھدائی کر لی اس کا دل واپس جانے کو نہ چاہا وہ اسی کھدی ہوئی جگہ میں لیٹ گیا اور لیٹتے ہی اس کی نیند آ گئی اور وہ گہری نیند سوتا چلا گیا۔پورا دن وہ سویا رہا اور کسی کو پتہ نہ چل سکا کہ فہد ہے کہاں کیونکہ اس سے پہلے بھی وہ اکثر گھر سے باہر رہتا تھا اس کے گھر والوں نے یہی سمجھا تھا کہ وہ رات بھر پھر کسی دوست کے ہاں رک گیا ہو گا اس لیے ان لوگوں نے اس کے گھر نہ آنے کو اتنی اہمیت نہ دی اور اپنے روزمرہ کے کاموں میں مشغول رہے۔

شام کے سائے گہرے ہوتے جا رہے تھے بھوک سے وہ نڈھال ہونے لگا پہلے وہ گھر جانے کا سوچنے لگا پھر خیال آیا اتنی دور جا کر واپس آنا پڑے گا بہتر یہی ہے کہ وہ اس بیری کے درخت کے پاس جائے جہاں اس نے بہت سارے بیر دیکھے تھے وہ بیری کا درخت زیادہ دور نہ تھا قریب ہی تھا وہ اس کی طرف چل دیا اور جلد ہی وہاں جا پہنچا کافی اونچا وہ درخت تھا اس پر چڑھتے ہوئے کافی کانٹے اسے چبھے جس سے اس کے جسم پر خراشوں کے نشان پڑ گئے رات کا وقت تھا کانٹوں کا چبھنا ضروری بات تھی اور پھر اس سے مشکل کام بیر توڑ کر کھانا تھا کیونکہ جس شاخ کو بھی وہ ہاتھ لگاتا تیز کانٹے

اس کے جسم پر خراشوں کے نشان چھوڑ جاتے۔ اس نے اپنا پیٹ تو بھر لیا لیکن پچھتاتا رہا کہ وہ رات کے وقت درخت پر کیوں چڑھا گھر چلا جاتا لیکن جو ہونا تھا سو ہو گیا اب پچھتانے کا کیا فائدہ وہ درخت سے نیچے اتر آیا پہلے اس نے آرام کر کے خراشوں کی جلن کو ختم کیا اس کے بعد دوبارہ اس جگہ جا کر اس نے کھدائی کا کام شروع کر دیا۔

اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ آج مکمل طور پر جگہ کی کھدائی کر کے ہی چھوڑے گا چاہے اس کو کئی فٹ تک نیچے زمین میں اترنا پڑے یہ سوچ کر اس نے اپنی رفتار کو تیز کر دیا اور اسی کے زوردار واروں سے زمین کھودتا چلا گیا اس نے محسوس کیا کہ اب اس کو زیادہ محنت نہیں کرنا پڑ رہی ہے کیونکہ زمین نرم سے نرم ہوتی جا رہی تھی۔ اس کا کام آسان ہو گیا تھا اور وہ اپنی رفتار کو بڑھاتا چلا گیا چاند کی روشنی میں وہ اپنے کام کو تیزی کے ساتھ مکمل کرتا رہا تھا جوں جوں وہ نیچے اترتا جا رہا تھا توں توں آگ کی تپش بڑھتی چلی جا رہی تھی پھر یہاں تک نوبت آ گئی کہ اس کا زمین کے اندر کھڑے ہونا بھی مشکل ہونے لگا۔ لیکن اس کے باوجود وہ اس راز کو جاننے کے لیے اپنے کام میں مگن رہا تقریباً پانچ فٹ گہرا اس نے گڑھا کھود دیا تھا اور پھر نیچے کا منظر دیکھ کر وہ حیران ساتھ رہ نیچے اس کو سفید روشنی کی لہریں ابھرتی ہوئی دکھائی دیں وہ ان سفید لہروں کو دیکھ کر ذرا بھی خوفزدہ نہ ہوا بلکہ اس کا تجسس اور زیادہ بڑھ گیا کہ یہ روشنی کہاں سے آ رہی ہے کس چیز کی ہے زمین کے اندر ایسی کون سی چیز چھپا رکھی گئی ہوئی ہے جو بہت زیادہ چمکدار ہے۔ اس کو دیکھنے کے لیے اس راز کو جاننے کے لیے اس نے اپنی رفتار کو اور زیادہ بڑھا دیا اور مسلسل کام کرتا رہا روشنی کی ابھرنے والی شعاعیں اور زیادہ روشن ہونے لگی یوں لگنے لگا جیسے گڑھا میں اب اندھیرا نہ ہو بلکہ دن کی روشنی سے بھی زیادہ وہاں روشنی ہو گئی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی وہ سوچنے لگا کہ جو بھی چیز یہاں چھپائی گئی ہے بہت روشنی والی ہے ہو سکتا ہے کوئی قیمتی ہیرا ہو۔

ہیرے کے خیال آتے ہی لالچ اس کے رگوں میں پرورش پانے لگا اگر ہیرا ہوا تو وہ اس کو کہاں رکھے گا جہاں بھی رکھے اس کی روشنی کے اس کی موجودگی کا علم ہو جائے گا اگر اس کو کہیں فروخت کرے جائے گا تو دکاندار ضرور پوچھے گا کہ یہ ہیرا وہ لایا کہاں سے ہے کہیں چوری کا تو وہ یہ سب سوچ سوچ کر ہلکان ہونے لگا کچھ بھی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ کرے لیکن جتنی اس کی روشنی ہے یہ ایک ہیرا نہیں ہو سکتا بلکہ کئی ہیرے ہو سکتے ہیں دوسرا خیال پہلے خیال سے بھی بڑھ کر تھا جس نے اس کو خوشی کے ساتھ ساتھ پریشان بھی کر دیا اور پھر ایک اور خیال آیا کہ وہ ان ہیروں کو ان پہاڑوں کے کسی غار میں چھپا دے گا اور گاؤں والوں پر ظاہر کر دے گا کہ وہ رات کو خوابوں میں چمکتے ہوئے ہیرے دیکھتا ہے اور یہ خواب اس کو ہر روز دکھائی دیتے ہیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ گاؤں والوں کے دل میں یہ بات ضرور بیٹھ جائے گی کہ اسے کوئی ہیرا ملنے والا ہے کیونکہ یہ بات تو ہر کوئی جانتا تھا کہ ایک ہی طرح کا ہر روز خواب آنا اپنے اندر کوئی حقیقت ضرور رکھتا ہے۔ یہ اسے ایسا ہی کرنا چاہیے اس نے پختہ فیصلہ کر لیا اور کھدائی کا کام تیز کر دیا روشنی بڑھتی چلی جا رہی تھی اب تو منظر اور زیادہ بدل گیا تھا اب روشنی اس گڑھے سے بھی باہر ابھرنے لگی آس پاس کی زمین بھی روشن دکھائی دینے لگی۔ یہ منظر دیکھ کر وہ پریشان ہو گیا۔ وہ تیزی سے گڑھے سے باہر نکلنے لگا اور پھر گڑھے سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں کوئی روشنی کو دیکھ کر ادھر تو نہیں آ رہا ہے۔ وہ اپنی پوری تسلی چاہتا تھا اور جب اس کو تسلی ہو گئی تب وہ دوبارہ گڑھے میں اتر گیا اور کھدائی کا کام تیز کر دیا اب وہ یہ کام مکمل کر کے ہی دم لینا چاہتا تھا۔ تقریباً ایک فٹ مزید گہرا اس نے گڑھا کھودا تھا کہ اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی اسے سر سے پاؤں تک وہ جگہ روشن دکھائی دینے لگی وہ سمجھ گیا کہ یہ کوئی ہیرا وغیرہ نہیں ہے کوئی اور ہی چیز ہے کیا ہے اب اسے زمین سے باہر نکالنا ہے لیکن بہت احتیاط سے کیونکہ جو بھی وہ چیز تھی شیشے سے اس کا ضرور تعلق ہوگا۔

اب وہ اپنا کام بہت احتیاط سے کرنے لگا اسی کی جگہ اس نے بیلچے کا استعمال شروع کر دیا بہت آرام سے وہ نرم مٹی کو باہر نکالتا اور اوپر اچھال دیتا تقریباً ایک فٹ مزید اس نے مٹی باہر نکالی ہوگی کہ اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ ایک... تابوت تھا شیشے کا تابوت جس کے اندر ایک حسین شہزادی مردہ حالت میں پڑی ہوئی تھی وہ اس شہزادی کو غور سے دیکھنے لگا وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ وہ اپنی پلکیں جھپکنا بھول گیا اور پوری طرح اس کے حسن میں کھو گیا اس کے گلے میں ہیروں کی مالا تھی اور یہ روشنی اس ہیروں کی مالا سے ہی بلند ہو رہی تھی اس نے اس کے جسم کا بغور جائزہ لیا اس کو کفن نہیں پہنایا گیا تھا ہیروں کی مالا کی طرح سفید لباس اس

نے زیب تن کیا ہوا تھا اور وہ تابوت میں اس سے بے سدھ پڑی ہوئی تھی جیسے وہ مری نہ ہو بلکہ سو رہی ہو گہری اور میٹھی نیند اس نے تمام تابوت سے مٹی ہٹا دی تابوت اس کے سامنے تھا وہ سوچنے لگا کہ اب اس کا کیا جائے اسے گاؤں لے کر جائے یا پھر دوبارہ اس کو دفن کر دے وہ اس شہزادی کا اپنے نظروں کے سامنے رکھے سوچتا جانے لگا نہیں میں اس شہزادی کو دوبارہ دفن نہیں کروں گا اس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھوں گا اور ہر پل اس کو دیکھتا رہوں گا وہ محسوس کرنے لگا تھا کہ اس کو اس شہزادی سے پیار سا ہو گیا ہے اس کے حسین چہرے کو دیکھ کر وہ دنیا کو ہی بھول گیا تھا حیرت اس کو اس بات پر ہو رہی تھی کہ ایک مردہ لڑکی سے اس کو پیار ہو گیا ہے وہ بار بار تابوت کو ہاتھ لگا کر دیکھتا وہ چاہنے لگا تھا کہ کاش وہ زندہ ہو جائے اور وہ بس اس کو دیکھتا ہی رہے۔

رات بھر وہ اس تابوت کو سامنے رکھے اسے دیکھتا ہی رہا اور جب صبح ہونے لگی تب اس نے اپنی سیاہ چادر سے تابوت کو ڈھانپ دیا اور گڑھے سے باہر نکلنے ہی لگا تھا کہ اس کو باہر کوئی سایہ سا دکھائی دیا وہ چونک گیا اور اوپر کی جانب دیکھا تو اوپر کاشف کھڑا تھا وہ فہد کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا میں جانتا تھا کہ تم یہاں ہی ہو گے کل رات سے میں تمہارے ہی بارے میں سوچتا آیا ہوں کہ تم کہاں جا سکتے ہو دن بھر تمہارا انتظار کرتا رہا کہ ہو سکتا ہے کہ تم گاؤں آ جاؤ لیکن جب تم دن کو بھی گاؤں نہ آئے تو مجھے شک ہونے لگا کہ تم ضرور ان پہاڑوں میں ہو گے لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہ تھی کہ میں اکیلا یہاں آتا کیونکہ جب سے میں نے یہاں آگ کی چنگاریاں دیکھی تھیں تب سے مجھے ڈراؤنے خیال آنے لگے تھے میری سوچ ایک ہی جگہ پر رکی ہوئی تھی کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے کاشف نے باہر کھڑے کھڑے سے وہ سب باتیں کہہ دیں جو اس کے دل میں تھیں جو وہ سوچتا رہا تھا اور پھر فہد کے ہاتھ پکڑ کر اسکو گڑھے سے باہر کھینچا۔ فہد نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولا۔

کسی کو بتایا تو نہیں کہ میں یہاں موجود ہوں۔ نہیں یار میں کیوں کسی کو بتاتا لیکن تو بتا کہ تو نے اتنی ساری جگہ کھدائی کی ہے تو کیا ملا ہے تم کو مجھے تو بس ایک تابوت ہی دکھائی دیا ہے اور یقینی بات ہے کہ اس میں لاش ہوگی کسی بوڑھے جادوگر کی جس کا چہرہ جلا ہوا گا اور اس قدر وہ خوفناک ہو گیا ہوگا کہ دیکھ کر انسان کی موت ہو جاتی ہوگی لگتا ہے تیری بھی اس کو دیکھ کر سانسیں رک گئی ہوں گی خوف سے تو بھی چیخا ہوگا۔ اسی لیے تو نے اس تابوت پر اپنی سیاہ چادر ڈال رکھی ہے۔ اس کی بات سن کر فہد یکدم اچھلا اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ کاشف کو اصل حقیقت بتانے کی بجائے وہ کچھ ہی بتا دے جو کاشف نے کہا ہے اگر اس نے شہزادی کے بارے میں بتا دیا کہ ایک بہت ہی حسین لڑکی اس تابوت میں بند ہے اور اس کے گلے میں ہیروں کی مالا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس شہزادی کو دیکھنے کی خواہش کرے اور پھر ہیروں کو چرانے کی بات کرے مجھے اس کے سامنے جھوٹ بولنا چاہیے۔ ہاں کاشف تم نے ٹھیک کہا ہے اس تابوت میں ایک جلی ہوئی لاش موجود ہے میں تو سمجھا تھا کہ کوئی اور چیز اس جگہ ہوگی مجھے کیا پتہ تھا کہ یہاں کوئی تابوت دفن ہے اور اس تابوت میں کوئی جلی ہوئی لاش پڑی ہوئی ہے آؤ میں تمہیں دکھاؤں فہد نے اس کا بازو پکڑا تو کاشف نے فوراً اپنا بازو اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا۔ نہیں نہیں میں ایسی لاش کو نہیں دیکھوں گا تم تو جانتے ہو کہ میں مرے ہوئے انسان سے کتنا ڈرتا ہوں اگر کوئی گاؤں میں بھی مر جائے تو مجھے راتوں کو نیند نہیں آتی ہے یہی لگتا ہے وہ کہیں نہ کہیں سے آ جائے گا اور مجھے پیچھے سے پکڑ لے گا اور یہ تو پھر جلی ہوئی خوفناک قسم کی لاش ہے اس کو دیکھ کر میں نے مرنا نہیں ہے بس تو جلدی سے اس تابوت کے اوپر مٹی ڈال اور واپس چل۔ اور دوبارہ کبھی بھی یہاں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ میں تو حیران ہوں کہ تم اتنے نڈر کیسے ہو گئے ہو کہ مسلسل دو راتوں سے بالکل اکیلے اس جگہ موجود ہو اس کی بات سن کر فہد ہنس دیا اور اس کو گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے بولا۔

ہاں شاید تو ٹھیک کہتا ہے کہ مجھ میں اتنی ہمت کیسے آ گئی تھی میں نے جب سے اس جگہ سے آگ کی چنگاریاں ابھرتی ہوئی دیکھی تھیں تب سے میرے اندر ایک تجسس تھا کہ اس جگہ کیا راز ہے میں وہ جان کر ہی دم لوں گا بس اب راز میں نے پا لیا ہے بہت گھناؤنا راز ہے مجھے یوں لگتا ہے کہ اس کو کسی نے کالے جادو سے جلایا ہے کیونکہ اس کی حالت بہت ہی خراب ہے منہ کے سارے دانت باہر یوں دکھائی دے رہے ہیں جیسے کسی انسان کے دانت نہ ہوں حیوان کے دانت ہوں لمبے لمبے دونوں ہونٹ، اس کے کٹے ہوئے ہیں ناک بھی کٹی ہوئی ہے اور آنکھیں ابل کر باہر کو نکلی پڑی ہیں سر کے بال اس کے جسم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ آؤ یار ایک بار دیکھ تو لو اس لاش کو فہد نے اس کو پوری طرح خوفزدہ کرتے ہوئے کہا تو وہ پیچھے کی

طرف ہوگیا اس کی رنگت خوف سے پیلی پڑنے لگی بولا تم نے یہاں رہنا ہے تو رہو میں چلتا ہوں میں تو صرف یہ دیکھنے آیا تھا کہ تم یہاں ہو یا کہیں اور گئے ہوئے ہو اتنا کہہ کر وہ چل پڑا تو فہد بھی اس کے پیچھے ہولیا اس وقت اس کا اس کے جانا ہی بہتر تھا اگر وہ رک جاتا گاؤں والے نجانے کیسی کیسی باتیں کرتے وہ گاؤں والوں کو مطمئن کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ کوئی اس تابوت تک جائے اور اس شہزادی کو دیکھے اور اس کی طرح اس پر عاشق ہوجائے اس سے یہ سب گوارہ نہ ہونا تھا ۔گاؤں والوں کو جاکر کیا بتاؤ گے ۔فہد نے چلتے چلتے اس سے پوچھا۔

یہی جو تم نے بتایا ہے ۔کاشف نے اپنے قدموں کو تیز تیز اٹھاتے ہوئے کہا۔نہیں یار ایسا مت کہنا ورنہ وہ لوگ مجھے برا بھلا کہیں گے کہ کیا ضرورت پڑی تھی اس قبر کو کھودنے کی جب کہا جو تھا کہ وہ جگہ جن بھوتوں کے قبضے میں ہے ۔ہاں یار تیری یہ بات تو ٹھیک ہے ۔کاشف نے کہا اور بولا تیری ہمت کی میں داد دیتا ہوں کہ دوراتوں سے مسلسل اس ویران جگہ پر موجود تھے میرا تو سوچ کر ہی خوف سے برا حال ہو رہا ہے ۔بس یار عقل پر پردہ پڑ گیا تھا جو میں نے یہ کام شروع کیا تو نہیں جانتا جب میں کھدائی کر رہا تھا تو وہ جگہ آگ کی طرح جلتی محسوس ہونے لگی تھی مجھے یوں لگنے لگا تھا کہ میں جل مروں گا میں باہر نکلنے لگا تو مجھے اس قبر سے آواز سنائی دی اگر تم نے اپنا کام ادھورا چھوڑا تو تمہیں زندہ جلادیں گے بالکل اس جادوگر کی طرح جس کی جلی ہوئی لاش اس تابوت میں بند ہے ۔یہ آواز سن کر میں خوف سے کانپ اٹھا میں بری طرح پھنس گیا تھا نہ گھر جاسکتا تھا اور نہ ہی وہاں رہ سکتا تھا وہ کون تھا جس نے یہ سب کچھ مجھے کہا تھا میں ادھر ادھر اس کو دیکھتا ہی رہا لیکن وہ مجھے کہیں بھی دکھائی نہ دیا یہ آواز مجھے بیری کے درخت سے سنائی دی تھی۔ بہت ہی خوفناک قسم کی آواز تھی ایسے جیسے کوئی بہت ہی بڑا بھوت ہو اور میرا خیال ٹھیک نکلا تھا میں نے اس کو دیکھ لیا تھا وہ بیری کے درخت کے پاس موجود تھا کالا سیاہ موٹی موٹی آگ کی طرح جلتی ہوئی آنکھیں کٹے ہوئے ہونٹ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا جیسے گوشت کا لوتھڑا لٹکا ہوتا ہے ۔اس کو دیکھتے ہی میرے منہ سے ایک خوفناک چیخ ابھری اور میں بے ہوش ہوگیا جب ہوش آیا تو رات ہوچکی تھی میں نے بھاگنا چاہا لیکن مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے پکڑ رکھا ہو میرے پاؤں من من بھاری ہوگئے تھے وہ آواز مجھے دوبارہ سنائی دی کہ اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو اس جگہ کو کھودو تب میں نے جگہ کی کھدائی شروع کردی۔

فہد نے پوری طرح کاشف کو خوفزدہ کردیا اور اس نے سوچ لیا کہ اگر کاشف نے گاؤں والوں کو بتایا تو تمام کہانی بتائے گا جو میں نے اس کو سنادی ہے اور کوئی بھی اس جگہ جانے کی ہمت نہیں کرے گا۔اور اگر ایسا ہوگیا تو پھر اس کی شہزادی کو کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اس کی سوچ نے پورا پورا اس کا ساتھ دیا بالکل ایسا ہی ہوا تھا جیسا اس نے سوچا تھا جیسا اس نے چاہا تھا گاؤں والے کاشف کی باتیں سن کر خوفزدہ ہوگئے بلکہ ان کو فہد سے بھی خوف آنے لگا کہ وہ سایہ اس پر بھی سوار نہ ہوگیا ہو یہ بات فہد کے لیے اور بھی بہتر تھی وہ سوچنے لگا تھا کہ وہ خوامخواہ پریشان ہوتا رہا ہے اگر یہ چال وہ پہلے چلتا تو یقیناً وہ پہلے ہی کامیاب ہوچکا ہوتا اس نے پروگرام بنالیا کہ وہ اب رات کو پھر شہزادی کے پاس جائے گا اور اس کو دیکھے گا وہ شام کا انتظار کرنے لگا وہ گھر میں بالکل چپ چپ اور خاموش خاموش سا رہا اس کے خاموش رہنے سے گھر والوں کو یقین ہوگیا کہ ضرور کچھ ایسی بات ہے جو اس کے اندر موجود ہے فہد کیا بات ہے اس کے ابا نے اس سے پوچھا تو اس نے جان بوجھ کر ابا کو اس طرح دیکھا جیسے وہ نہ دیکھ رہا ہو اس کے اندر موجود کوئی سایہ دیکھ رہا اس کا باپ ڈر سا گیا بولا فہد بیٹا مجھے پہچانو میں تمہارا باپ ہو یہ لفظ سن کر فہد نے اپنے آپ کو ٹھیک کرلیا اور بولا جی اباجی کیا بات ہے باپ نے اس کو نارمل حالت میں دیکھا تو بولا۔

بیٹا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ ایسی جگہوں پر نہ جایا کرو جہاں جن بھوتوں کی بستیاں ہوں لیکن تم نے مری نہ مانی تھی اب مجھے یوں لگا ہے کہ تم پر کوئی چیز سوار ہے وہ بولا نہیں اباجی ایسی بات نہیں ہے میں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے ۔یہ تو کہہ رہا ہے ناں کہ تجھے کچھ نہیں ہوا ہے لیکن جو میں دیکھ رہا ہوں وہ تو نہیں جانتا ہے ۔وہ مسکرادیا کیونکہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوچکا تھا جو اس نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا تھا گاؤں والوں کو بھی یہ خبر پہنچ گئی کہ فہد پر کسی بھوت کا سایہ ہے عورتیں اپنے بچوں کو اس سے دور رکھنے لگیں اور ہر کوئی کوشش کرتا کہ وہ اس سے بات چیت کم کرے ۔سب کچھ اس کی سوچ کے مطابق ہو رہا تھا اس کے بند دروازے کھل گئے تھے اب وہ پہاڑوں پر کسی بھی وقت جاسکتا تھا اور یہ بات بھی جان گیا تھا کہ کوئی بھی اس کے پیچھے نہیں آئے گا یہ سوچ کر وہ

پہاڑوں کی طرف چل دیا اس نے چلنے کا انداز اس طرح بنالیا تھا کہ دیکھنے والے کو معلوم ہوجائے کہ وہ خود نہیں جارہا ہے کوئی اس کو لے کر جارہا ہے چلتے چلتے وہ پہاڑوں تک جا پہنچا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو دور دور تک کسی بھی انسان کا نام ونشان تک موجود نہ تھا اس کے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا یہ قہقہہ اس کی کامیابی کا قہقہہ تھا۔قہقہہ لگانے کے بعد وہ نیچے گڑھے میں اتر گیا اور تابوت پر سے اس نے سیاہ چادر اتار کر ایک طرف رکھ دی وہ حسینہ اپنی تمام تر خوبصورتیوں اور دلکشیوں کے ساتھ اس کے سامنے تھی وہ دھیرے دھیرے اس کے حسن میں کھوتا چلا گیا تابوت میں بند وہ دنیا وجہاں سے بے خبر لیٹی ہوئی تھی وہ انسان تھی پری تھی یا کچھ اور جو بھی اس کی محبت تھی اس کی جان تھی۔

وہ تابوت پر ہاتھ پھیرنے لگا اس کو ہوش میں لانے کی کوشش کرنے لگا اسے نجانے کیوں ایسا لگ رہا تھا کہ وہ زندہ ہے مری ہوئی نہیں ہے کیونکہ مرے انسانوں کی ایسی حالت نہیں رہتی ہے یا تو ان کے جسم پھول جاتے ہیں یا کچھ اور خرابی ان میں آجاتی ہے جس کا مطلب یہ ہی ہوتا ہے کہ ان کو جلدی سے زمین میں دبا جائے لیکن یہ ایسی نہ تھی اس کا حسن اسی طرح برقرار تھا بالکل سوئی ہوئی لگ رہی تھی اچانک اس کے دل میں خیال آیا کہ وہ تابوت کو یہاں سے نکال کر کہیں اور لے جائے اور اس گڑھے کو بند کردے تاکہ اگر کوئی بھولے سے بھی کوئی گاؤں والا یہاں آجائے تو اس کو کسی قسم کا کوئی شک نہ رہے اس نے ایسا ہی کرنا شروع کردیا ایک طرف ہوکر اس نے تابوت کو اوپر اٹھانا شروع کردیا اور پھر اس کو کندھوں تک لے آیا تابوت کا وزن زیادہ بھاری نہ تھا اس کو اس کے زندہ ہونے کا اور بھی یقین ہوگیا کیونکہ اس نے سنا ہوا تھا کہ مرنے کے بعد لاش بھاری ہوجاتی ہے لیکن اگر یہ لاش ہوتی تو یہ بھی بھاری ہوتی یہ بھاری نہیں ہے بالکل ایسی ہے جیسے کسی عام لڑکی کا وزن ہو تابوت کے دونوں طرف کنڈے لگے ہوئے تھے اس نے تابوت کو پوری طرح کھڑا کردیا لڑکی کی لاش آگے شیشے کی طرف جا ٹکرائی۔

اف فہد کے دل سے آہ سی نکلی اب اس کو اپنی امیدوں پر پانی پھرتا ہوا نظر آیا اسے یقین ہونے لگا کہ یہ شہزادی زندہ نہیں ہے مری ہوئی ہے ایک لاش کی طرف آگے کی طرف گر گئی ہے ہوسکتا ہے کہ اس کا جسم اکڑا ہوا ہو کیونکہ وہ تابوت کے ساتھ پوری طرح کھڑی ہوگئی تھی وہ بجھ سا گیا لیکن اس کے باوجود بھی اس نے ارادہ کرلیا کہ وہ اس کو دفن نہیں کرے گا اس کو یونہی اپنی نظروں کے سامنے رکھے گا اس نے تابوت کے دونوں کنڈوں میں اپنی چادر کے سرے ڈالے انکو اچھی طرح باندھا اور کوشش کرکے خود گڑھے سے باہر نکل آیا اور چادر کو پکڑ کر تابوت کو اوپر کی طرف کھینچنے لگا یہ کام اس کے اتنا مشکل نہ تھا جلد ہی اس نے اس تابوت کو گڑھے سے باہر نکال لیا اور پھر اس گڑھے کو مٹی ڈال کر بند کرنے لگا تقریباً دو گھنٹوں کی محنت کے بعد اس نے وہ زمین بالکل برابر کردی اور سوچنے لگا کہ اب وہ اس تابوت کا کیا کرے کہاں اس کو رکھے اس نے ارد گرد اپنے چاروں اطراف نظریں دوڑائیں لیکن کوئی بھی اس کی محفوظ جگہ دکھائی نہ دی کچھ دیر وہ یونہی کھڑا دیکھتا رہا پھر پہاڑوں کی طرف چل دیا اور وہاں پہنچ کر کوئی محفوظ جگہ دیکھنے لگا ایک جگہ اس کو پہاڑ کے اندر ایک غار دکھائی دی وہ غار کے اندر چلا گیا جو کافی کھلی تھی ہاں یہ جگہ ٹھیک ہے یہ بالکل محفوظ ہے یہاں کسی کی بھی نظر نہیں پڑ سکے گی مجھے تابوت کو اسی جگہ لانا ہوگا یہ سوچ کر وہ غار سے باہر نکل گیا اور اس جگہ جا پہنچا جہاں اس نے تابوت رکھا ہوا تھا اس نے تابوت کو دوبارہ کھڑا کیا اور کوشش کرکے اس کو اپنے سر پر اٹھالیا اور غار کی طرف چلنے لگا اس نے اندازہ لگایا کہ تابوت اور لاش دونوں کا ملا کر وزن تقریباً ساٹھ یا ستر کلو ہوگا جو اس کے لیے اٹھانا مشکل کام نہ تھا وہ تابوت کو سر پر رکھے پہاڑوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔اس کے چلنے کی رفتار بہت دھیمی تھی وہ بہت سنبھل سنبھل کر چل رہا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی معمولی سی حماقت سے تابوت گر جائے ۔اور اس کی شہزادی کو کوئی چوٹ لگے بہت احتیاط سے وہ کام لے رہا تھا وہ تابوت کو غار تک لے گیا۔

اس کو غار کے ایک کونے میں کھڑا کردیا تابوت کو غار کی دیوار کے ساتھ کھڑا کرکے وہ اس حسینہ کو دیکھنے لگا تابوت میں کھڑی حسینہ اسے بہت سندر دکھائی دی تھی وہ اس کو نانا نہیں چاہتا تھا یونہی کھڑا رکھ کر دیکھنا چاہتا تھا تابوت کو کھڑا کرکے وہ غار کی صفائی کرنے لگا غار چھوٹی نہ تھی بہت بڑی تھی جو اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی لیکن تابوت رکھنے کے بعد وہاں اندھیرا نہ رہا تھا ہیروں کی چمک سے نہ صرف تابوت پوری طرح روشن تھا بلکہ غار بھی روشن ہوگئی تھی اس نے تابوت کے سامنے ہی اپنی سیاہ چادر نیچے زمین پر بچھادی اور اپنی نظریں تابوت میں کھڑی حسینہ پر جمادیں وہ ٹکٹکی باندھے

اسے دیکھے جانے لگا اسے پتہ نہیں کیا ہو گیا تھا کیوں اس کا حسن دیکھ کر اس سے پیار کر بیٹھا تھا کیوں اس کا دیوانہ ہو گیا تھا کیوں اس کو اپنی نظروں کے سامنے رکھنا چاہتا تھا حالانکہ وہ جانتا تھا کہ وہ ایک مردہ لڑکی ہے بے جان مجسمہ کی طرح نہ وہ بول سکتی ہے نہ ہل سکتی ہے اور نہ اس سے باتیں کر سکتی ہے اس کے باوجود بھی وہ اس کو اپنے سامنے رکھ کر اسے کو دیکھتے رہنا چاہتا تھا یہ اس کی دیوانگی تھی صرف دیوانگی اس کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا۔

رات کی تاریکی ہر سو پھیل گئی اس نے باہر نکل کر دیکھا تو اندھیرا موجود تھا وہ آتے ہوئے پانی کی بوتل اور کچھ کھانے کو ساتھ لے آیا تھا جو اس نے کھانا شروع کر دیا اور پھر غار کے اندر چلا گیا اندر کا منظر دیکھ کر وہ چونک سا گیا اس کو تابوت لرزتا ہوا دکھائی دیا حالانکہ نہ تو ہوا چل رہی تھی اور نہ ہی کوئی زلزلہ وغیرہ آیا تھا اس کے باوجود بھی تابوت ہلکے انداز میں ہل رہا تھا کہیں یہ گر ہی نہ جائے وہ سوچنے لگا مجھے اس کو زمین پر لٹا دینا چاہیے وہ ایسا کرنے کا سوچ ہی رہا تھا اور جونہی اس نے ہلتے ہوئے تابوت کو چھوا تو اس کو ایک جھٹکا سا لگا اور پھر جو کچھ ہوا اس کی سوچ کے برعکس ہوا اس کی سمجھ میں خود بھی نہیں آیا تھا کہ اس کا پاؤں کیسے کسی پتھر سے ٹکرا گیا تھا وہ سنبھل نہ سکا نہ صرف تابوت نیچے زمین پر گر پڑا بلکہ وہ خود بھی بری طرح نیچے گرا ایک چھناکے کی تیز آواز اس غار میں پھیلی تابوت چکنا چور ہو گیا شہزادی کی لاش پتھر پر گر گئی اس کے ماتھے پر شدید چوٹ لگی تھی وہ اوندھے منہ گری تھی فہد نے جلدی سے اس کو سیدھا کیا تو اس کے ماتھے پر چوٹ کر سرخ نشان موجود تھا اف وہ بری طرح تڑپا جی چاہ کہ وہ رو دے کیونکہ یہ جو کچھ بھی ہوا تھا اس کی اپنی غلطی سے ہوا تھا اس کو تابوت کو یوں کھڑا نہیں رکھنا چاہیے تھا ہو سکتا ہے کہ کوئی سایہ یہاں موجود ہو جو اس تابوت کو حرکت دے رہا ہو۔ ہاں ایسا ہی ہو سکتا ہے کیونکہ اس کو جو جھٹکا لگا تھا یہ ایسے ہی نہیں لگا تھا کوئی اس کی وجہ تھی ورنہ وہ اتنی دور سے تابوت کو اٹھا کر لایا ہے اس وقت تو کچھ نہیں ہوا تھا پھر یہ غار کے اندر کیا یہاں واقعی کوئی سایہ ۔۔ یہ سوچ کر وہ کانپ اٹھا۔

اس نے اس کو اپنی چادر پر لیٹا دیا اور خود تابوت کی کرچیاں اکٹھی کرنے لگا جو پورے غار میں پھیلی ہوئی تھیں اس کے دل میں ایک خوف سا بھر گیا تھا وہ ابھی تک سوچ رہا تھا کہ تابوت کیوں کر ہلا تھا اور پھر گر کیسے گیا یہ خوف اس پر مسلسل سوار ہوتا جا رہا تھا اور یوں لگنے لگا تھا کہ کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے وہ سوچنے لگا کہ اس کو غار سے نکل کر بھاگ جانا چاہیے کہیں وہ سایہ جس نے تابوت کو گرایا ہے اس کو دبوچ نہ لے یہ خیال آتے ہی وہ غار سے باہر نکلنے لگا کہ یکدم اس کی نظر شہزادی کے گلے میں پڑے ہیروں کے ہار پڑی اس کے دل میں لالچ نے پرورش پانی شروع کر دی کہ اس سے قبل کہ کچھ ہو جائے وہ ہیروں کی مالا کو توڑ کر ساتھ لے جائے اور پھر باقی کی زندگی کو عیش و عشرت سے گزارے یہ ایسی سوچ تھی جس نے اس کے دل میں شہزادی کے پیار کو کچھ دیر کے لیے دور کر دیا وہ اس کی طرف بڑھنے لگا اس کی نظریں شہزادی کے چہرے پر نہ تھیں اس مالا پر تھیں جو مسلسل چمک رہی تھی اس نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ایک جھٹکے سے اسکے گلے سے ہیروں کی مالا کو کھینچ لیا اس کے ہیروں کو کھینچنے کی دیر تھی کہ غار میں سیاہ تاریکی چھا گئی یہ منظر دیکھ کر وہ بری طرح کانپ گیا خوف سے اس کا پورا جسم لرزنے لگا وہ بھاگنے کی سوچنے ہی لگا تھا کہ اس کو یوں لگا جیسے کسی نے اس کا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا ہو یہ اس کا کوئی وہم نہ تھا بلکہ ٹھوس حقیقت تھی اس نے اندھیرے میں یہ سب محسوس کیا تھا اور اس کے منہ سے ایک بھیانک چیخ بلند ہوئی اس کے ساتھ ہی وہ اپنا ہوش کھوتا چلا گیا اس کا دماغ تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا وہ کب تک بے ہوش پڑا رہا تھا اس کو کوئی خبر نہ تھی کہ ہاں جب اس کو ہوش آیا تو اتنا جانتا تھا کہ غار مکمل تاریکی میں ڈوبی ہوئی تھی اور خاموشی کا گہرا سناٹا چھایا ہوا تھا یوں لگتا تھا کہ جیسے اس غار میں مدتوں کوئی آیا ہی نہ ہو وہ اس غار میں اکیلا ہی تھا اس کے علاوہ غار میں اور کوئی بھی موجود نہ تھا۔

اس نے گردن گھما کر حسینہ کی لاش کی طرف دیکھا حسینہ کی لاش بھی وہاں موجود نہ تھی وہ بھی غائب تھی یہ سب منظر دیکھ کر اس کا دل خوف سے کانپا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر وہ باہر کی طرف بھاگ نکلا اور بھاگتا ہی چلا گیا باہر چاند اپنے جوبن پر تھا اس کی روشنی میں اس کو تمام راستہ صاف دیکھائی دے رہا تھا اس کے بھاگنے کی رفتار حد سے زیادہ تیز تھی وہ ایسے بھاگ رہا تھا جیسے موت اس کا پیچھا کر رہی ہو اور شاید ایسا ہی تھا اس کو اپنے پیچھے سے کسی کے ہنسنے کی آواز سنائی دی یہ آواز سن کر خوف سے اس کی سانسیں اکھڑنے لگیں پھر اس نے بھاگتے بھاگتے سوچا کہ آواز تو نسوانی ہے اور اس کی ہنسی میں خوف نہیں ہے کیوں نہ پیچھے مڑ کر دیکھا جائے کا کون ہے جو اس

رات کے وقت یہاں موجود ہے وہ یہ سوچ کر اور آواز سن کر بھاگتے بھاگتے رک گیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ اس کے پیچھے کوئی چڑیل وغیرہ نہ تھی وہی شہزادی کھڑی تھی جو تابوت میں بند تھی جو مری ہوئی تھی اسے اپنے سامنے زندہ دیکھ کر اس کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے دیکھا کہ اس کے بال ہوا میں لہرا رہے تھے اور اسکے لبوں پر حسین مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔

ت۔ت۔تم ۔۔وہ کانپتے ہوئے بولا۔ ہاں فہد میں۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی اس کی زبانی اپنا نام سن کر وہ حیرانگیوں میں ڈوب گیا اس کو اپنا دماغ چکراتا ہوا محسوس ہونے لگا۔ تم میرا نام ۔۔ وہ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ وہ بولی ہاں میں تمہارا نام بھی جانتی ہوں اور یہ بھی جانتی ہوں کہ تمہاری وجہ سے مجھے یہ نیا جیون ملا ہے۔ میں سمجھا نہیں کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ ہاں فہد میں سچ کہہ رہی ہوں تمہاری وجہ سے ہی مجھے نیا جیون ملا ہے اگر تم وہ زمین نہ کھودتے مجھے اس سے باہر نہ نکالتے اور میرے گلے میں ہیروں کی مالا نہ اتارتے تو ہو سکتا تھا کہ میں پوری زندگی ایسے ہی اس کالے جادو میں زمین میں دفن رہتی۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک سرد آہ بھری لیکن فہد ابھی تک حیرتوں میں ڈوبا ہوا تھا اس کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کی وجہ سے اس کو نئی زندگی ملی ہے وہ اس کی کہانی سننے کے لیے بے چین سا ہونے لگا کیونکہ اس نے جو باتیں اس سے کہہ دی تھیں یہ کوئی عام باتیں نہ تھیں وہ جاننا چاہتا تھا کہ وہ تابوت میں بند کیسے ہوئی اور ان پہاڑوں میں اس کو کون لے کر آیا اور اس پر جادو کرنے کا اس جادوگر کو کیا فائدہ ہوا اس نے محسوس کیا کہ جو راز وہ جاننا چاہتا تھا وہ راز اسے اس حسینہ سے مل سکتا ہے وہ بولا مجھے بتانا پسند کرو گی کہ کس نے تم کو تابوت میں بند کیا تھا اور کیوں کیا تھا اس کی بات سن کر اس نے ایک گہری نظر فہد پر ڈالی اور بولی۔ مجھے ایک جادوگر نے میرے گھر سے اٹھا لیا تھا میں اپنے گاؤں میں سب سے حسین لڑکی تھی اور جادوگر کا گزر ہمارے گاؤں سے ہوا تھا اس وقت میں ایک کنویں سے پانی بھر رہی تھی اس کی نظریں مجھ پر پڑیں تو مجھ پر ہی ٹھہری گئی اس کو اس قدر عجیب سی نظروں سے دیکھتا پا کر میں کانپ سی گئی کیونکہ میں اس کی آنکھوں کا مطلب جان گئی تھی اس کی آنکھوں میں شیطانیت مچل رہی تھی۔ وہ دھیرے دھیرے میری طرف بڑھنے لگا۔

یوں کیا دیکھ رہا ہے تو میں نے غصہ سے تقریباً پھنکارتے ہوئے کہا میں نے سوچا تھا کہ وہ میرے غصہ کو دیکھ کر چلتا بنے گا لیکن اس نے ایسا نہ کیا بلکہ اس کے لبوں پر شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی وہ بولا۔ واؤ تم تو بہت ہی سندر ہو مجھے تمہاری جیسی کسی حسینہ کی تلاش تھی تمہیں دیکھ کر میری آج تلاش ختم ہو گئی ہے چل آ میرے ساتھ میں تم ایک ایسی دنیا میں لے کر چلتا ہوں جہاں تم شہزادیوں کی طرح رہو گی ایسی زندگی جیو گی جو تم آج تک سوچ بھی نہ ہو گی۔ اس کی بگڑی ہوئی حالت دیکھ کر اور اس کی ایسی باتیں سن کر میں خوف زدہ ہو گئی اور پانی کا بھرا ہوا گھڑا وہاں ہی چھوڑ کر تیزی سے گھر کی طرف بھاگ پڑی پیچھے اس کی نظریں میرا تعاقب کرتی رہیں اور میں محسوس کر رہی تھی کہ وہ بھی میرے پیچھے پیچھے تیزی سے بھاگ رہا ہے اس کے بھاگتے قدموں کی چاپوں کی آوازیں مجھے پوری طرح سنائی دے رہی تھیں میں نے اور تیز بھاگنا شروع کر دیا گھر پہنچنے تک میں پسینہ سے پانی پانی ہو چکی تھی میری حالت دیکھ کر میرا باپ اٹھ کھڑا ہوا اور تیزی سے میری طرف بڑھا اور بولا بیٹی کیا ہوا ہے تم اتنا ڈری ہوئی کیوں ہو خیر تو ہے۔ میں نے ابا سے کچھ بھی نہ چھپایا اور کہہ دیا کہ ایک مرد میرا پیچھا کر رہا ہے وہ ہمارے گاؤں کا نہیں ہے نجانے وہ کہاں سے آیا ہوا ہے اس کنواں کے پاس کھڑا تھا مجھے کہیں لے جانا چاہتا تھا میں خوف سے بھاگ پڑی تو میرا پیچھا کرتے ہوئے میرے گھر تک ۔۔

میں نے ابھی بہت کچھ بتانا تھا لیکن ابا یہ سنتے ہی جوش میں آ گیا اور کلہاڑی پکڑ کر کنواں کی طرف بھاگا اس کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر گاؤں کے جن جن لوگوں نے ان کو دیکھا تھا وہ بھی اس کے پیچھے بھاگنے لگے اور سب ہی کنویں کے پاس جا پہنچے لیکن وہ وہاں موجود نہ تھا نہ گھر کے آس پاس تھا اور نہ ہی گاؤں کی گلیوں میں وہ دکھائی دیا تھا نجانے وہ کہاں چلا گیا تھا اسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان کھا گیا تھا سب لوگ ہی واپس لوٹ آئے سب کا رخ ہمارے گھر کی طرف تھا سب ہی مجھ سے اس کا حلیہ پوچھنے لگے جو حلیہ میں نے ان کو بتایا تھا وہ سن کر حیران رہ گئے کیونکہ میں نے بتایا تھا کہ اس کے لمبے لمبے آپس میں جڑے ہوئے بال تھے رنگت کالی سیاہ تھی کپڑے پرانے اور پھٹے ہوئے تھے میری یہ سب سن کر وہ حیران سے رہ گئے اور بولے بیٹی جو حلیہ تم بتا رہی ہو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی مانگنے والا ہو میں نے کہا کہ نہیں وہ مانگنے والا نہیں ہے اس نے کہا تھا کہ اس کو کافی عرصہ سے مجھ جیسی کسی حسین لڑکی کی تلاش تھی جو

میں اس کو مل گئی ہوں میری اس بات نے سب کو ہی لرزا کر رکھ دیا اور آپس میں باتیں کرنے لگے کہ کون ہوسکتا ہے جو ہمارے گاؤں کی عزت پر ہاتھ ڈالنا چاہتا ہے خیر وہ بولے کہ بیٹی تو فکر نہ کر وہ چلا گیا ہے اگر دوبارہ آیا تو پھر یہاں سے بچ کر نہیں جاسکے گا ان سب کی باتوں سے میں مطمئن ہوگئی لیکن میرے اندر اس بوڑھے کا خوف بیٹھ گیا کہ وہ ضرور کچھ نہ کچھ کرے گا اور پھر ایسا ہی ہوا تھا۔

رات کو میں گہری نیند سو رہی تھی کہ مجھے یوں لگا جیسے کسی نے مجھے چھوا ہو میں ہڑبڑا کر اٹھ گئی میں نے اسے اپنی چارپائی کے پاس کھڑے ہوئے پایا اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار والا خنجر تھا اس کی آنکھیں آگ کی مانند جل رہی تھیں اسے اپنی چارپائی کے پاس دیکھتے ہی میں نے ایک بھیانک چیخ ماری اس چیخ کے ساتھ ہی میں نے دیکھا کہ وہ وہاں کھڑے کھڑے ہی غائب ہوگیا تھا۔ میری چیخ کی آواز سن کر امی ابا اٹھ گئے اور میری چارپائی کے پاس آئے اور میرے چیخنے کا سبب معلوم کرنے لگے میں نے جو کچھ دیکھا تھا وہ سب کچھ ان کو بتادیا میری باتیں سن کر وہ دونوں خوف زدہ ہوگئے اور پھر یکدم ہمارا دھیان دوسرے کمرے میں چلا گیا جو کسی ٹیوب لائٹ کی روشنی کی طرح روشن تھا اتنی روشنی ہم نے اپنے گھر میں پہلی مرتبہ دیکھی تھی امی ابا کو یقین ہوگیا کہ میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ کہا ہے اس کی وجہ وہ روشن کمرہ تھا جسے ہم سب ہی اس وقت دیکھ رہے تھے اندر کون ہوسکتا ہے ابا نے سوچتے ہوئے کہا اور پھر اندر کی طرف جانے لگے تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیا نہیں ابا جی اندر مت جانا اندر وہی ہے جو ہاتھ میں خنجر لیے کھڑا تھا ہوسکتا ہے کہ یہ روشنی اس خنجر کی ہو میں آپ کو اندر نہیں جانے دوں گی میری باتیں سن کر ابا بھی ڈر گئے کیونکہ جو میں نے کہا تھا ایسا ہوسکتا تھا وہ اندر گھسنے والے کو مار بھی سکتا تھا اور میں کبھی بھی اپنے ابا کو مرنے نہیں دینا چاہتی تھی ابا آپ چھت پر جا کر گاؤں والوں کو آواز لگاؤ گاؤں والے آجائیں گے تو پھر کچھ ہوسکے گا میری بات ابا کو پسند آئی انہوں نے ایسا ہی کیا چھت پر جا کر انہوں نے آواز لگادی چور چور۔ چور۔۔۔

یہ آواز سننا تھی کہ ہمارا گھر آدمیوں اور عورتوں سے بھرنا شروع ہوگیا اندر کمرہ اسی طرح روشن تھا جسے دیکھ کر گاؤں والے بھی حیران سے رہ گئے اور پھر میں نے سب کو وہ سب کچھ بتادیا جو میں نے دیکھا تھا اور کہا کہ۔۔۔ وہی عام انسان نہیں ہے کوئی جادوگر ہے اور وہ اندر کمرے میں موجود ہے میری باتیں سن کر وہ سب ڈر سے گئے اور پھر ایک نوجوان بولا میں دیکھتا ہوں کہ وہ کتنا بہادر ہے اتنا کہہ کر وہ اندر کمرے میں داخل ہوگیا اس کے اندر داخل ہوتے ہی روشن کمرہ تاریک ہوگیا اب سب کو یقین ہوگیا تھا کہ اندر کوئی سایہ ضرور موجود تھا ان کے نزدیک کوئی سایہ تھا جبکہ میرے نزدیک وہ جادوگر تھا جو ہاتھ دھو کر میرے پیچھے پڑ گیا تھا آج مجھے احساس ہوا کہ کبھی کبھی زیادہ خوبصورت ہونا بھی انسان کے لیے عذاب بن جاتا ہے جیسے میں عذاب بن رہی تھی وہ نوجوان ابھی تک کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا ہر کوئی اس کی وجہ سے پریشان ہونے لگا سب نے اس کو آوازیں لگائیں لیکن اندر سے اس کی آواز کا جواب نہ ملا۔ حیرت ہے وہ اندر گیا ہے اور باہر نہیں نکلا نہیں وہ۔۔۔ میں اگلی بات سوچ کر کانپ اٹھی نہیں وہ مر نہیں سکتا ہے اگر مرتا تو اس کی ایک آدھی چیخ ضرور سنائی دیتی۔ جبکہ اندر تو گہرا سکوت ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ نوجوان اندر سے کیوں نہیں نکلا ہے ابا بولے تو میں کانپ کر رہ گئی مجھے یوں لگ تھا کہ اس جادوگر نے اس کے ساتھ کچھ کردیا ہوا ہے اور ایسا کچھ وہ ابا کے ساتھ بھی کرے گا میں نے کہا ابا اندر کسی ایک انسان کا جانا اچھی بات نہیں ہے سب مل کر ایک ساتھ جائیں مجھے ڈر لگنے لگا ہے یوں لگنے لگا ہے کہ اندر کچھ نہ کچھ ضرور ہوا ہوگا وہ کسی کی آواز کا جواب بھی نہیں دے رہا ہے۔ میری بات سن کر سب نے ہی ایک ساتھ اندر جانے کا فیصلہ کرلیا اور گھر کا چراغ لے کر اندر کمرے کی طرف چل دیئے چراغ سے اندر کمرے میں روشنی ہوئی تو اندر کا منظر دیکھ کر سب ہی خوف سے لرز اٹھے۔

اندر زمین پر اس کا دھڑ پڑا ہوا تھا سر غائب تھا پورا کمرہ اس کے خون سے سرخ ہو رہا تھا یہاں تک کہ خون کمرے سے باہر تک آن پہنچا تھا یہ منظر اس گاؤں میں پہلی بار دیکھنے کو ملا تھا حیرت اور ڈر کا ہونا ضروری بات تھی اس کی کٹی ہوئی لاش کو کمرے سے باہر نکالا گیا اور ایک چارپائی پر رکھ دیا گیا وہ لڑکا ہمارا ہمسایہ تھا ہمارا گھر ماتم کدہ بن گیا عورتوں کی رونے کی چیخیں ابھرنے لگیں جو رات بھر جاری رہیں اس کی مردہ لاش کو اس کے گھر لے جایا گیا تھا سب ہی رات بھر اس کے گھر رہے میں سوچتی رہی کہ یہ سب کیا ہوگیا ہے وہ بوڑھا کہاں سے آگیا ہے اور کیا کرنا چاہتا ہے اس نے اس کا خون کیوں کیا ہے اور پھر مجھے کہاں لے کر جانا چاہتا ہے ایسی ہی سوچیں

میں ایک کونے میں بیٹھی ہوئی سوچتی چلی گئی دن ہوا تو اس کو دفن کردیا گیا لیکن لوگوں کے دلوں میں اس کی موت کا خوف بیٹھ گیا ہر کسی کو وہ بوڑھا خوفناک جادوگر دکھائی دینے لگا میں خود بھی ڈری ڈری سی سہمی سہمی سی تھی میں جان گئی تھی کہ وہ میرے ساتھ کچھ نہ کچھ کرنے والا ہے ہوسکتا ہے کہ اس نوجوان کی طرح میری گردن بھی تن سے جدا کردے یہ سب سوچیں سوچ کر میں کانپ سی گئی اسی رات وہ پھر ہمارے گھر آگیا میں ابھی سوئی ہوئی نہیں تھی سونے کی کوشش کر رہی تھی کہ مجھے باہر صحن میں اس کا ہیولہ دکھائی دیا وہی خنجر اس کے ہاتھ میں تھا وہ گھر کی دیوار کے ساتھ کھڑا اندر کمرے میں ہی گھورتا دکھائی دیا اس کو اپنے گھر میں پھر سے دیکھ کر میں لرز گئی ایک نظر اماں ابا کی طرف دیکھا وہ گہری نیند سو رہے تھے اور میں خوف سے پانی پانی ہوتی جانے لگی۔

اس کے دیکھنے کا انداز بہت ہی خوفناک تھا میرا پورا جسم کانپنے لگا تھا میں نے خود میں کچھ ہمت پیدا کی اور بستر سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آئی میں نے اپنا رخ اس کی طرف کرلیا اس وقت میں نے ایک پلان تیار کرلیا اس کی موت کا پلان کہ مجھے اب اس کو مارنا ہے اگر میں نے اس کو نہ مارا تو وہ ہم سب کو مار ڈالے گا۔ ہاں بول کیا چاہتا ہے تو۔ میں نے اس کے پاس جا کر ہمت کرکے پوچھا۔ میرے ساتھ چل مجھے تیری ضرورت ہے اگر میرے ساتھ چلے گی تو تو بھی زندہ رہے گی اور تیرے سارے گاؤں والے بھی زندہ رہیں گے اگر تو نہ گئی تو ان سب گاؤں والوں کو مارنا میرے لیے کوئی بھی مشکل کام نہیں ہے۔ اس نے تفصیل بتائی۔ کہاں لے کر جانا ہے تو نے مجھے۔ میں نے اپنا خوف کچھ کم کرتے ہوئے کہا کیونکہ اس کی باتوں سے ظاہر ہوگیا تھا کہ اس نے اس نوجوان کی گردن میرے انکار کی وجہ سے کاٹی تھی اور اپنی وجہ سے میں اب کسی کی موت نہیں ہونے دوں گی۔ یہ تجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کہ میں نے تم کو کہاں لے کر جانا ہے بس تو نے میرے جانا ہے بول جانے کو تیار ہے یا پھر تیرے ابا اماں کی گردن بھی کاٹ دوں اس کی اس بات پر میں لرز گئی اور کہا میں تیرے ساتھ چلنے کو تیار ہوں لیکن اگر تو نے میرے ابا اماں کو کچھ کہا تو میں تیرے لیے ایک طوفان بن جاؤں گی۔

میری اس بات پر اس نے ایک بھیانک قہقہہ لگایا مجھے خدشہ تھا کہ اس کے اس قہقہے سے گھر والے اٹھ نہ جائیں لیکن دونوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا تو میرے لیے طوفان بن جانے گی تو مجھے جانتی نہیں ہے کہ میں کون ہوں اور کیا بلا ہوں میں قدم رکھتا ہوں تو دھرتی ہلنے لگ جاتی ہے جن بھوت کانپنے لگ جاتے ہیں لیکن میں تم کو یہ کیوں بتاؤں تو میرے ساتھ چل رہی ہے یا نہیں۔ ہاں چل رہی ہوں میں نے کہا تو اس کا ہاتھ میری طرف بڑھا اور میری گردن اس کے ہاتھ میں آگئی میں تھوڑا سا تڑپی اور پھر ساتھ میری آنکھوں سامنے اندھیرا چھانے لگا میرا سر بھاری ہونے لگا اس کے بعد میں اپنے ہوش کھو بیٹھی جب ہوش میں آئی تو میرے لیے وہ جگہ بالکل انجان تھی جہاں میں لیٹی ہوئی تھی یہ ایک خوبصورت کمرہ تھا شیشوں سے بنا ہوا کمرہ اور جس بیڈ پر میں لیٹی ہوئی تھی وہ بیڈ بھی شیشے کا بنا ہوا تھا میز کرسیاں صوفے الماریاں ہر چیز شیشے کی بنی ہوئی تھی شیشے کی الماری کے اندر کی ہر چیز مجھے صاف دکھائی دے رہی تھی مجھے۔ اس میں ایک مالا پڑی ہوئی دکھائی دی اس کا ایک ایک موتی چمکتا ہوا نظر آیا میری نظریں اس مالا پر جا کر رک گئیں وہ اس قدر خوبصورت تھی کہ جی چاہا کہ اس کو چرا کر کہیں لے جاؤں میں ابھی اس مالا کے بارے میں سوچ ہی رہی تھی کہ مجھے کمرے میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا ایک ہیولہ سا تھا جو اس کمرے میں میرے سامنے ابھرا تھا میری نظریں مالا سے ہٹ گئیں اور میں اس ہیولے کو دیکھنے لگی زمین پر دراڑیں پڑنے لگیں اور ایک ہیولہ زمین سے یوں باہر نکلتا ہوا دکھائی دیا جیسے وہ انسان ہو کوئی درخت ہو جو زمین کے اندر دبا ہوا ہوتا ہے۔

میں نے اس کو پہچان لیا وہ وہی بوڑھا جو مجھے یہاں لایا تھا اس کے ہاتھ میں وہی خنجر موجود تھا اسے اپنے سامنے دیکھ کر میں ذرا بھی نہ ڈری وہ میرے سامنے آن کھڑا ہوا اس کے لبوں پر وہی شیطانی مسکراہٹ تھی جو میں نے اس سے پہلے بھی دیکھی تھی لیکن اب مجھے اس سے کوئی بھی خوف نہ تھا کیونکہ میں نے خود اپنے آپ اس کے حوالے کردیا تھا وہ بولا اچھا ہوا کہ تو خود ہی آگئی ورنہ میں تیرا پورا خاندان مار کر تمہیں اٹھا کر لے آتا اس کی بات سن کر میں نے ایک سرد آہ بھری اور کہا مجھے وہ مالا چاہیے وہ مجھے بہت پسند آئی ہے میری اس بات پر اس نے جلتی ہوئی آنکھوں سے دیکھا اور کہا اب دوبارہ اس کا نام مت لینا وہ مالا کوئی عام مالا نہیں ہے میری عمر بھر کی محنت اس میں موجود ہے جونہی تم نے اس کو ہاتھ لگایا تو اسی الماری میں قید ہوکر رہ جاؤ گی وہ تمہارے لیے تابوت بن جائے گا اور پھر یہ الماری نہیں ہے تابوت ہے جو تم کو الماری دکھائی دے رہی

ہے بوڑھے کی باتیں سن کر میں ڈری گئی وہ بولا اب تم جلدی سے مجھ سے شادی کی تیاری کرو اس کی یہ بات سن کر میرا پورا جسم لرزا۔ میں اور اس بوڑھے سے شادی یہ کیسے ہو سکتا تھا وہ اتنا گندھا کہ اس کے قریب سے گزرتے ہوئے بھی بدبو آتی تھی لیکن میں مسکرا دی اور کہا میں تیار ہوں میری اس بات وہ خوشی سے جھوم سا گیا لیکن وہ میرے دل کا حال نہ جان سکا جو چند لمحے پہلے میں نے دل میں پلاننگ تیار کر لی تھی وہ اس کے بارے میں کچھ بھی نہ جان سکا۔

میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ میں اس مالا کو گلے میں پہن کر ہمیشہ کے لیے اس میں قید ہو جاؤں گی اور یہ بوڑھا بس دیکھتا ہی رہ جائے گا وہ خوشی سے اسی زمین میں گھستا جانے لگا جہاں سے وہ باہر نکلا تھا میں اس کو جان گئی تھی کہ اس کے کالا جادو ہے جس کے ذریعے اس نے اس طلسمی محل کو تیار کر رکھا ہوا ہے ورنہ اس کی شکل دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ جیسے وہ انسان نہ ہو کوئی بھوت ہو سایہ بھوت وہ زمین میں پڑی ہوئی درازوں کے ذریعے اندر زمین میں گھستا چلا گیا اسکے زمین میں جانے سے کے بعد زمین پر پڑی دراڑیں خود بخود بند ہو گئیں میں بیڈ سے اٹھی اور اس تابوت کی طرف چل دی جس میں وہ طلسمی مالا پڑی ہوئی تھی جو اس بوڑھے کی تمام محنتوں کا نچوڑ تھی۔ میں نے ایک جھٹکے سے اس تابوت کو کھول دیا اور غور سے اسے دیکھنے لگی واقعی وہ الماری نہیں تابوت تھا اس کے اوپر وہ مالا ایک کنڈے کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی میں نے اپنے ہاتھ اس مالا کی طرف بڑھا دیا ہاتھ بڑھاتے ہوئے یوں لگا جیسے ہوا کے تیز جھونکے میرے جسم سے ٹکرا رہے ہوں لیکن میں نے اپنے ہاتھ روکے نہ میں نے مالا کو پکڑنے سے پہلے زمین پر دراڑیں پڑتیں دیکھیں۔ میں جان گئی کہ وہ بوڑھا آ رہا ہے لیکن اب اس کا آنا سب بیکار تھا میں اس کو کبھی بھی اپنی زندگی کا مالک نہیں بنا سکتی تھی تابوت میں قید ہونا پسند کر سکتی تھی لیکن اس کی بننا مجھے گوارا نہ تھا اس سے قبل کہ وہ زمین سے باہر نکلتا میں نے مالا کو کنڈے سے اتار لیا اس کو اتار کر تیزی کے ساتھ میں نے اسے اپنے گلے میں ڈال لیا۔

میرا دماغ بھاری ہونے لگا تیز ہوائیں میرے جسم میں داخل ہونے لگیں یہ ایسی ہوائیں تھیں جو میرے دماغ کو تروتازہ رکھے ہوئے تھیں میرا دماغ سوتا جا رہا تھا لیکن میں سب کچھ سن اور دیکھ سکتی تھی میری آنکھیں بند ہو گئیں لیکن اس کے باوجود بھی مجھے ہر چیز واضح دکھائی دے رہی تھی میں نے

خود کو دیکھا کہ بس تابوت میں لیٹی ہوئی ہوں اور وہ بوڑھا تابوت سے باہر کھڑا اپنی جلتی ہوئی آنکھوں سے مجھے دیکھ رہا ہے اس کے دیکھنے کا انداز خوف ناک نہ تھا بلکہ وہ ڈرا ڈرا سا تھا بری طرح کانپ رہا تھا۔ میری آنکھوں کے سامنے ہی اس کے جسم کو آگ لگ گئی اور دھڑام کی آواز کے ساتھ وہ نیچے زمین پر گر گیا اس کا جسم دھواں بننے لگا صرف جسم ہی اس کا دھواں نہ بن رہا تھا بلکہ وہاں کی ہر چیز دھواں بنتی جا رہی تھی یوں لگ رہا تھا جیسے میرے ہر طرف دھواں ہی دھواں ہو یہ کالا دھواں تھا جس نے ہر طرف اندھیرا کر دیا تھا اور یہ اندھیرا کل تک موجود رہا تھا تم نے زمین کھود کر مجھے اس دھواں سے باہر نکالا ہے میں تمہاری شکر گزار ہوں۔

کہانی سنا کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی پتہ نہیں میرے اماں ابا کہاں ہوں یہ کون سی جگہ ہے میں نے اس کو جگہ کا نام بتایا اور ساتھ ہی قریبی شہر کا نام بھی بتایا تو وہ بولی پتہ نہیں یہ شہر میرے شہر سے کتنا دور ہے اس نے اپنے شہر کا نام بتایا تو فہد نے کہا یہ نام تو میں نے سنا ہوا ہے لیکن اس شہر کو دیکھا ہوا نہیں ہے یہ شہر ہمارے شہر سے ہزاروں میل دور ہے یہ سن کر وہ کانپ گئی اور بولی اب میں اپنے شہر میں کیسے جاؤں گی میں نے کہا تم فکر مت کرو میں تم کو تمہارے شہر چھوڑنے جاؤں گا فہد کی بات سن کر اس نے ایک گہری نظر مجھ پر ڈالی اور بولی اگر تم میرا یہ کام کر دو تو میں تا زندگی تمہاری احسان مند رہوں گی میں نے کہا احسان کی بات نہیں ہے مجھے خوشی ہے کہ تم زندہ ہو ورنہ میں تو تم کو مردہ سمجھ رہا تھا وہ مسکرا دی اور بولی ہاں مردہ ہی سمجھو اس نے مجھے بالکل مردہ بنا دیا تھا میں سن سکتی تھی دیکھ سکتی تھی لیکن بول نہیں سکتی تھی اور نہ ہی اپنے جسم کو ہلا سکتی تھی میں نے دیکھ لیا تھا کہ کوئی زمین کو کھود کر مجھے اس تابوت سے باہر نکالنا چاہتا ہے میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا تھا اور پھر تم نے مجھے باہر نکال لیا لیکن میں یہ دیکھ کر پریشان ہونے لگی کہ تم مجھے بس دیکھے جا رہے ہو تابوت سے مجھے باہر کیوں نہیں نکال رہے ہو میرے گلے میں پہنی ہوئی مالا کو اتار کیوں نہیں رہے ہو میرے لیے یہ سب اذیت بنتا جا رہا تھا میں جلد از جلد اس تابوت سے باہر نکلنا چاہتی تھی یہ میں جانتی تھی کہ میں کس قدر اذیت میں تھی یہ تابوت آگ کی طرح جلتا محسوس ہوتا تھا یوں جیسے اس بوڑھے نے تابوت کے اندر آگ بھر رکھی ہو تم نے دیکھا نہیں تھا میرا جسم پسینے میں بھیگا ہوا تھا فہد نے کہا ہاں جب میں تابوت کے اوپر سے مٹی ہٹا کر دیکھا تو تم مجھے اس میں سوئی

ہوئی دکھائی دی اور تمہارے چہرے پر پسینہ رینگ رہا تھا جو تمہارے ہونٹوں کے ذریعے تمہارے منہ میں جا رہا تھا وہ مسکرا دی اور بولی ہاں یہ پسینہ ہی میری خوراک تھا جو پانی کی طرح بہہ رہا تھا چلو مجھے میرے شہر تک لے چلو اس نے فہد کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کی بات سن کر فہد بجھ سا گیا اس کے چہرے کی رنگت پھیکی پڑ گئی وہ بولا نوشی ایک بات کہوں۔ ہاں فہد کہو۔ وہ بولا میرا جی نہیں چاہ رہا ہے کہ تم یہاں سے جاؤ اس کی بات سن کر اس نے ایک سرد آہ بھری اور بولی فہد مجھے ایک دن جانا تو ہے ہی تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو میرے اپنے میرا کتنا انتظار کر رہے ہوں گے نجانے کتنے دنوں سے میں ان سے دور ہوں میں ان کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ اس کی بات سن کر فہد بولا نوشی جب زمین کی کھدائی کی تو تمہیں میں نے تابوت میں دیکھا تو اسی وقت میں تمہارا عاشق بن گیا بس یہی دل چاہنے لگا کہ تمہیں میں اپنے سامنے رکھوں اور دیکھتا رہوں۔ اس کی باتیں سن کر نوشی نے ایک سرد آہ بھری اور بولی فہد میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے بہت پیار کرتے ہو میں بول نہیں سکتی تھی اور نہ ہی ہل سکتی تھی لیکن سن تو سب کچھ سکتی تھی تم میرے تابوت کو سامنے رکھ کر جو جو کہتے تھے میں سنتی تھی اور تمہاری باتیں سن کر مجھے یوں لگتا تھا کہ جیسے تمہارا پیار صرف میرے لیے ہی ہے لیکن میں سوچتی تھی کہ اگر تم مجھے زندہ کر دو گے تو میں تم کو اپنی کہانی سناؤں گی اور بتاؤں گی کہ میرے گاؤں کا ایک لڑکا ہے جمال جو مجھے بہت اچھا لگتا ہے وہ بہت خوبصورت ہے میرے دل میں اس کی خواہش ہے۔ اس کی یہ بات سن کر فہد کا چہرہ بجھ سا گیا اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے تو وہ بھی تڑپ سی گئی اور بولی فہد تم بہت اچھے انسان ہو لیکن میں مجبور ہوں میں تمہارے ساتھ پیار نہیں کر سکتی ہوں تم کچھ بھی میرے بارے میں نہیں جانتے ہو جمال میرے لیے اپنی جان بھی دے سکتا ہے جس طرح میں اس سے پیار کرتی ہوں اسی طرح وہ بھی میرا عاشق ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری تلاش میں نجانے کہاں سے کہاں تک جا پہنچا ہوگا جانتے ہو کہ عورت زندگی میں صرف ایک بار پیار کرتی ہے اور وہ پیار میں جمال دین سے کر چکی ہوں فہد تم جمال کو دیکھو گے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ کتنا سندر ہے کتنا پیارا ہے گاؤں کی ہر لڑکی اس کی خواہش کرتی ہے اور میں قسمت والی ہوں کہ اس نے سب لڑکیوں میں سے مجھے چنا ہے اور مجھ سے پیار کرتا ہے بس تم

میرا ایک کام کر دو مجھے تم میرے گاؤں تک پہنچا دو میں تمہارا یہ احسان ہمیشہ یاد رکھوں گی اور پھر تم کو میں جمال سے ملواؤں گی تم اس کو دیکھنا اور بتانا کہ میرا انتخاب کیسا ہے بس تم میرے محسن ہو ایک محسن کے لیے میرے دل میں تمہاری سوچ ہمیشہ رہے گی۔ اس کی باتیں سن کر فہد بولا ہاں شاید تم ٹھیک کہتی ہو میں یہ بات جان ہی نہ سکا تھا کہ تم حسین ہو اور حسین لڑکی کا کوئی نہ کوئی چاہنے والا ضرور ہوتا ہے میں نے جب تم کو دیکھا تو تمہارا عاشق بن گیا لیکن جو کچھ بھی ہوا میں اپنے پیار کو اپنے دل میں چھپا لوں گا اور تم کو تمہارے گھر تک ضرور پہنچاؤں گا فہد کی بات سن کر وہ خوشی سے بولی فہد پھر کب مجھے لے کر جا رہے ہو میرا جی چاہ رہا ہے کہ کاش میرے پر ہوتے تو میں اڑ کر اپنوں کے پاس جا پہنچتی۔

فہد بولا ابھی چلے جاتے ہیں لیکن تم کو انہیں پہاڑوں میں رکنا ہوگا میں گھر جا کر اپنے کپڑے بدل لوں اور پھر جانے کے لیے پیسوں کا انتظام کر لوں وہ بولی ٹھیک ہے میں یہاں تمہارا انتظار کرتی ہوں لیکن جلدی آ جانا کیونکہ اب مجھے ان اندھیروں سے خوف آنے لگا ہے میں جانتی ہوں کہ میں نے کس اذیت میں اپنے دن گزارے ہیں فہد بولا تم فکر نہ کرو میں گیا اور آیا اتنا کہہ کر وہ گاؤں کی طرف چل دیا اور وہ حسینہ اس کو جاتا ہوا دیکھتی رہی جب تک وہ اس کو دکھائی دیتا رہا وہ اسے دیکھتی رہی لیکن جب وہ اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تب وہ اٹھ گئی اور ادھر ادھر چکر کاٹنے لگی فہد گھر تک جا پہنچا جا کر اس نے اپنے دوسرے کپڑے نکالے وہ پہنے اور پھر اس جگہ جا پہنچا جہاں اس کی ماں پیسے رکھا کرتی تھی یہ ایک برتن تھا جس میں اسکی ماں پیسے رکھا کرتی تھی اس نے آرام سے وہ برتن نیچے اتارا اس کو کھولا تو اس میں پیسوں کی ایک ڈھیری سی لگی ہوئی تھی جو ایک پوٹلی میں موجود تھی اس نے وہ پوٹلی اٹھائی اور گھر سے باہر نکل گیا کوئی بھی اس کو دیکھ نہ سکا اس کا رخ اب پھر سے پہاڑوں کی طرف چاند کی روشنی میں وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بس چلتا ہی چلا گیا۔ اسے دور سے ہی پہاڑوں میں اس کا سایہ لہراتا ہوا دکھائی دیا وہ اس تک جا پہنچا وہ اس کو دیکھ کر مسکرا دی اور بولی فہد تم کتنے اچھے ہو کہ میرے لیے تم نے اتنا کچھ کر دیا۔ فہد مسکرا دیا اور بولا میں تمہیں اپنے دل کی بات بتاؤں۔

ہاں بتاؤ۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی تو فہد نے کہا میں نے تمہیں تابوت میں پڑے ہوا دیکھا تو تمہارے لیے دعائیں

کرنے لگا کہ تم زندہ ہو جاؤ میں دوبارہ تمہیں زمین میں دفنانا نہیں چاہتا تھا اپنے سامنے رکھنا چاہتا تھا یہی بات تھی کہ میں تمہیں قبر سے نکال کر غار تک لے آیا تاکہ کوئی تمہیں دیکھ نہ لے میں ہی تمہیں دیکھتا رہوں لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ اتنا کچھ ہوجائے گا لیکن مجھے حیرت ہو رہی ہے کہ غار میں تابوت کو کیا ہوا تھا وہ کیوں ہلنے لگا تھا وہ ایسے جھول رہا تھا جیسے ابھی گر جائے گا میں نے اس کو سنبھالنا چاہا تو وہ میرے اوپر ہی گر گیا۔

فہد کی بات سن کر وہ بولی ہاں تم نے ٹھیک کہا ہے جونہی تم نے میرا تابوت زمین سے باہر نکالا تو اس کا طلسم ٹوٹنے لگا تھا اگر تم اس کو دیوار کے ساتھ کھڑا نہ بھی کرتے تب بھی وہ چکنا چور ہوجاتا لیکن مجھے تب ہوش آنا تھا جب کوئی بھی میرے گلے سے وہ طلسمی مالا اتارتا جو میں نے پہن رکھی تھی جونہی تم نے میرے گلے سے مالا کھینچی میرا طلسم میں جکڑا ہوا جسم آزاد ہوگیا میں ہوش میں آگئی اور ہوش میں آتے ہی میں نے تمہارا ہاتھ تھام لیا لیکن تم ڈر گئے اور ایک چیخ کے ساتھ بے ہوش ہو گئے میں تمہارے ہوش میں آنے کا انتظار کرنے لگی لیکن تم پر گہری بے ہوشی کا دورہ پڑا ہوا تھا تب میں غار سے باہر نکل آئی باہر کو موسم بہت ہی سہانا تھا میں نجانے کتنے دنوں سے اس تابوت میں بند تھی باہر کا موسم دیکھ کر مجھے سکون سا ملنے لگا اور پھر تم کو میں نے باہر کی طرف بھاگتے ہوئے دیکھا تم تیزی سے بھاگ رہے تھے تمہیں بھاگتا دیکھ کر میری ہنسی چھوٹ گئی تم نے میری ہنسی کو سن لیا اور رک گئے۔ وہ باتیں کرتے ہوئے چلتے جا رہے تھے شہر بہت دور تھا فہد نے برے وقت کے لیے جیب میں چاقو بھی رکھ لیا تھا کہ ایک جوان لڑکی اس کے ساتھ ہے اگر کسی نے اس کو بری نظر سے دیکھا تو اس کا گلا کاٹ دے گا وہ اپنی پوری تیاری کے ساتھ آیا تھا صبح ہونے تک وہ شہر جا پہنچے۔ وہاں ہی انہوں نے ناشتہ کیا اور اس کے بعد وہ اس بس میں سوار ہو گئے جو اس لڑکی نوشی کے شہر کی طرف جا رہی تھی کنڈیکٹر نے اس کو بتایا تھا کہ وہ شہر بہت دور ہے ایک ہی بس وہاں تک نہیں جا سکتی ہے۔

تین چار بسیں بدلنا ہوں گی انہوں نے ایسا ہی ایک بس سے اترے تو اس سے آگے جانے والی بس پر سوار ہو گئے وہ ان کو لیے اور آگے لے کر چل دیتی فہد نے اس سے راستہ بھر میں کوئی بھی بات نہ کی اس کا دل ٹوٹ گیا تھا اس کا حسن دیکھ کر جو کچھ اس نے سوچا تھا وہ سب دھرے کا دھرا رہ گیا۔ وہ خاموشی سے سفر کرتا جا رہا تھا نوشی سمجھ رہی تھی کہ اس کا دل ٹوٹ گیا ہے اس نے اس کا دل توڑ دیا ہے لیکن وہ مجبور تھی کچھ بھی نہیں کہہ رہی تھی لیکن وہ چاہتی تھی وہ اس سے باتیں کرے اس نے خود ہی باتوں کا سلسلہ شروع کر دیا بولی فہد میری ایک بہت ہی پیاری سہیلی ہے نور فاطمہ میں تمہاری اس سے بات کرواؤں گی میرے جیسی ہے وہ بھی یقیناً تم کو وہ بہت پسند آئی ہے اگر تم کو وہ اچھی لگی تو جو کچھ میں اس سے کہوں گی وہ ہی وہ کرے گی۔ یہ لفظ سن کر فہد بولا دوبارہ ایسی بات نہ کرنا میں اس کو دیکھنے نہیں جا رہا ہوں بلکہ تم کو چھوڑنے جا رہا ہوں تم کو چھوڑ کر میں واپس آجاؤں گا تم میری فکر نہ کرو فہد نے ایسی بات کر کے اس کو چپ کروا دیا اور باقی سفر ان کا بہت خاموشی میں گزرا۔ جونہی وہ دونوں نوشی کے شہر کی بس میں سوار ہو رہے تھے تب رات ہوگئی تھی اور یہ بس رات کے آخری پہر کو چلنی تھی فہد نے وہاں ہی خود بھی کھانا کھایا اور اس کو بھی کھلایا اور بس کے چلنے کا انتظار کرنے لگے ابھی بھی کافی وقت تھا بس کے چلنے میں اس نے اس سے کہا۔

تم بس کی سیٹ پہ سو جاؤ میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں وہ سیٹ پر لیٹ گئی اور وہ اس کے قریب والی سیٹ پر بیٹھ گیا اور اس کی حفاظت کرنے لگا وقت ہونے پر کئی سواریاں اس بس میں سوار ہونے لگیں وہ اٹھ گئی اور یوں آخری بس نے سفر شروع کر دیا اور چلتی ہی رہی اس بس کا سفر سب سے لمبا تھا اس نے رات کے آخری پہر سے لے کر دوپہر تک چلنا تھا تب جا کر اس کا شہر آنا تھا وہ سوچ رہی تھی کہ بوڑھا جادوگر مجھے اتنی دور تک لے گیا تھا لیکن اس نے تو یہ سفر ایسے کیا تھا جیسے ایک محلے سے دوسرے محلے تک جاتے ہیں بس وہ بے ہوش ہوئی تھی اور جب ہوش میں آئی تھی تب وہ اس محل میں موجود تھی جو اس جگہ زمین کے اندر موجود تھا جو طلسم ٹوٹنے کے بعد کھنڈر بن گیا تھا۔ اور اب فہد نے اس کو باہر نکالا تھا۔ صبح ہوئی تو بس ایک جگہ جا کر رک گئی جن لوگوں نے ناشتہ کرنا تھا وہ ناشتہ کرنے لگے اور کوئی ویسے ہی بس سے باہر نکل کر ادھر ادھر گھومنے لگا یوں آدھے گھنٹے بعد بس پھر سے چل دی پھر چلتی ہی رہی اور اس وقت رکی جب اس کا آخری سٹاپ آگیا یہی اس حسینہ کا شہر تھا لیکن وہ اپنا شہر دیکھ کر حیران ہی رہ گئی وہ سوچنے لگی کہ اس کے کچھ دنوں کی عدم موجودگی میں شہر اتنا بڑا ہوگیا ہے وہ حیران سی ہونے لگی تھی بلکہ سوچنے لگی تھی کہ کہیں وہ کسی شہر میں شہر میں تو نہیں آگئی ہے اس نے فہد سے کہا کہ وہ

پتہ کرنے کہ فلاں گاؤں یہاں سے کتنا دور ہے فہد نے ایک بوڑھے سے اس کے گاؤں کا پوچھا تو وہ بوڑھا بری طرح اچھلا اور گہری نظروں سے فہد کو دیکھنے لگا جیسے فہد نے اسے کوئی انہونی بات کر دی تھی پھر سے نام لو اس گاؤں کا اس بوڑھے نے اپنی تسلی کے لیے پوچھا تو فہد نے دوبارہ سے اس گاؤں کا نام لیا تو وہ حیران ہوئے بولا کہ بیٹا تقریباً پچاس سال پہلے یہاں کبھی وہ گاؤں ہوا کرتا تھا اب تو وہ اس شہر کے ساتھ مل ہوا ہے یوں سمجھ لو کہ وہ اس شہر کا حصہ ہے اس کا نام بدل دیا گیا ہوا ہے تم لوگوں نے کس کا ملنا ہے فہد کو اس بوڑھے نے پوچھا تو نوشی آگے بڑھی اور بولی کہ میں نے فلاں آدمی سے ملنا ہے اس آدمی کا نام سن کر وہ بولا ہاں یاد آیا ایک وقت تھا وہ کبھی اس گاؤں میں ہوتا تھا اس کی ایک بیٹی بھی تھی جس کو کوئی جادوگر اٹھا کر لے گیا تھا یہ سن کر وہ بولی ہاں ہاں وہ میں ہی ہوں۔ کیا کیا۔ یہ سن کر وہ بری طرح اچھلا اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگا اور بولا یہ کیسے ہوسکتا ہے تم تو جوان ہو جبکہ اس کی بیٹی کو گئے ہوئے پچاس سال سے اوپر ہو چکے ہیں یہ بات سن کر نوشی بھی حیرت سے اچھل پڑی اور بولی پچاس سال۔ لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ جیسے کل کی بات ہو اور پھر اس نے اپنی امی کا بھی نام بتایا اور کہا ہمارے ہمسایہ میں اس نام کا خاندان ہوا کرتا تھا اور پھر گاؤں والوں کے نام بتانے لگی۔

وہ بوڑھا اس کی باتیں سن کر حیرت میں ڈوبتا چلا گیا اور بار بار نوشی کو دیکھتا جا رہا تھا اس کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ ایسا بھی ہوسکتا ہے وہ بولا میں علم دین ہوں اس وقت تمہاری عمر کا تھا علم دین کا نام سن کر نوشی حیرت سے اچھلی اور تم علم دین ہو چچا نواب کے بیٹے ہاں ہاں میں اس کا ہی بیٹا ہوں وہ تو عرصہ ہوا مر گئے ہیں۔ کیا کیا وہ بھی مر گئے ہیں۔ ہاں نوشی اب میں تم کو بیٹی بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ تم مجھ سے چھ ماہ بڑی ہو تمہاری اماں ابا بھی مر گئے ہیں اور پھر ان تمام لوگوں کے نام لینے لگا جو مر گئے تھے جن کو نوشی اچھی طرح جانتی تھی وہ حیرت میں ڈوبتی جا رہی تھی۔ اور ساتھ ہی رونے بھی لگی تھی اس کو اپنے ماں باپ کی موت کا گہرا صدمہ ہوا تھا وہ تو ان کو ملنے یہاں آئی تھی لیکن یہاں کی داستان سن کر وہ نہ صرف حیرت زدہ رہ گئی تھی بلکہ صدمہ سے نڈھال بھی ہوگئی تھی علم دین مجھے میرے گھر لے چلو نوشی نے روتے ہوئے کہا میں اپنے گھر کے در و دیوار دیکھنا چاہتی ہوں اس کی باتیں سن کر علم دین بولا بیٹی وہ گھر تو اب تمہارا نہیں رہا ہے وہ تو شہر میں آگیا ہے اور اب وہ کچا مکان نہیں ہے بہت بڑی کوٹھی بن چکی ہے لیکن پھر بھی میں تم وہ محلہ دکھاتا ہوں جہاں تم رہتی رہی ہو اتنا کہہ کر وہ اٹھ گیا اور ان کے ساتھ چلنے لگا اس کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا کہ نوشی اصل میں نوشی ہے یا پھر نوشی کے روپ میں کوئی جن بھوت تو نہیں ہے یہ باتیں سوچتا ہوا وہ اس کو اپنے گھر لے گیا یہ ایک عام سا مکان تھا اس نے اس کا دروازہ کھٹکھٹا دیا تو اندر سے ایک نوجوان لڑکی نکلی جس کے سر کے بال کچھ سفید تھے علم دین نوشی سے بولا۔

یہ میری بیٹی ہے علم دین نے اس کا تعارف کروایا یہ بات سن کر نوشی اس کو دیکھتی رہ گئی جبکہ وہ عورت بھی اس کو دیکھتی جانے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ ابو جان کس کو ساتھ لے آئے ہیں اور میرا اس سے تعارف کیوں کروا رہے ہیں اندر آؤ میں تمہیں سب سے ملواتا ہوں اتنا کہہ کر وہ اندر چلا گیا نوشی اور فہد بھی اس کے پیچھے پیچھے اندر چلے گئے فہد کی حیرتوں کی انتہا نہ رہی تھی وہ بار بار نوشی کو دیکھ رہا تھا کہ یہ کس زمانے کی ہے۔ اس کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا یہ سب کچھ سچ ہے یا پھر کوئی کھیل ہے لیکن ان دونوں کی باتیں سن کر اس کو یقین ہوگیا تھا یہ کوئی کھیل نہیں ہے حقیقت ہے ٹھوس حقیقت۔ ہوسکتا ہے کہ جادو کا اثر اس پر کئی سالوں تک موجود ہو وہ تمام منظر دیکھ رہا تھا اندر ایک بوڑھی عورت بیٹھی ہوئی تھی جو ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی رہی تھی نوشی نے اس کو سلام کیا تو اس بوڑھی نے نوشی کی طرف گہری نظروں سے دیکھا۔

یہ میری بیوی ہے۔ علم دین نے بوڑھی عورت کا تعارف کروایا اور میرے تین بیٹے ہیں جو علیحدہ مکانوں میں ہوتے ہیں ماشاءاللہ وہ اپنے بال بچوں والے ہیں اور پھر علم دین نے اپنی بیوی کو نوشی کے بارے میں سب کچھ بتانا شروع کر دیا وہ بھی نوشی کو دیکھ کر حیران سی ہوگئی اس کے لیے بھی یہ سب باتیں محض ایک مذاق دکھائی دے رہی تھیں لیکن حقیقت کو تسلیم کرنا پڑا نوشی نے اپنی تمام کہانی سنا دی اور فہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی اس لڑکے نے اس زمین کی کھدائی کر کے مجھے باہر نکالا ہے اور میرے گلے میں جو طلسمی مالا تھی وہ ٹوٹ گئی تھی اس کے ٹوٹتے ہی میں ہوش کی دنیا میں واپس لوٹ آئی لیکن تمہاری باتیں سن کر مجھے اس قدر حیرانگی ہوئی کہ میں کیا پچاس سال سے بھی زیادہ عرصہ طلسمی تابوت میں بند رہی ہوں اور اس کے باوجود بھی زندہ ہوں ہاں نوشی یہ تمہارے لیے ہی نہیں میرے

لیے بھی حیرت کی بات ہے اور یقیناً جو بھی اب تمہاری کہانی سنے گا یا تمہیں دیکھے گا تو یقین نہیں کر پائے گا کہ تم وہی نوشی ہو جو تم سب کی ہم عمر تھی ہم سے کھیلا کرتی تھی۔ لیکن اب تو مجھے تمہارے سامنے بیٹھے ہوئے بھی عجیب سا لگ رہا ہے کیونکہ میری بیٹی تم سے عمر میں بڑی ہو گئی ہے اور سب بیٹے بھی تم سے بڑے ہیں۔ وہ باتیں کر رہے تھے کہ اس کی بیٹی چائے لے آئی سب نے مل کر چائے پی وہ بھی ان کے پاس ہی بیٹھ گئی اور ابو سے اس کی باتیں پوچھنے لگی علم دین نے نوشی کی تمام کہانی اپنی بیٹی کو سنا دی تو وہ سب سن کر چونک کر اچھل ہی پڑی اور نوشی کو دیکھنے لگی اس کو بھی یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کچھ سچ ہے یا ایسے ہی کہہ رہے ہیں۔ چائے پینے کے بعد علم دین بولا آؤ میں تم کو تمہارے ابا اماں کی قبروں میں لے کر جاؤں اماں ابا کی قبروں کا نام سن کر اس کی آنکھیں بہنے لگیں سب نے اس کو دلاسہ دیا کہ یہ کوئی آج کی بات نہیں ہے کئی سال پرانی بات ہے پتہ نہیں ان کی قبروں کے نشان بھی باقی بچے ہوں یا نہیں۔ اتنا کہہ کر علم دین اٹھ گیا اور وہ دونوں بھی اٹھ گئے اور گھر سے باہر نکل کر سامنے موجود سڑک پر چلنے لگے نوشی اس خوبصورت شہر کو دیکھ کر حیران ہوئی جا رہی تھی ایک جگہ جا کر علم دین رک گیا اور بولا۔

نوشی وہ سامنے تمہارا مکان ہے۔ کیا کیا وہ ایک خوبصورت کوٹھی کو دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئی اور پھر آس پاس کے مکانوں کو بھی دیکھنے لگی اور ایک ایک آدمی کا نام لے کر بتانے لگی کہ یہاں فلاں آدمی کا مکان ہوا تھا یہاں فلاں آدمی کا گھر ہوا کرتا تھا علم دین اس کی باتیں سن کر حیران سا رہ گیا اور بولا تم کو ایک ایک گھر کا پتہ ہے ایک ایک فرد کا پتہ ہے واقعی جو تم نے نام لیے ہیں یہ ان کے ہی مکان ہیں لیکن وہ سب مر چکے ہیں ان کی اولادیں ان گھروں میں رہ رہی ہیں جو تمہیں نہیں جانتی ہیں اتنا کہہ کر علم دین آگے کی طرف بڑھ گیا تو نوشی بولی علم دین مجھے قبرستان کا پتہ ہے اگر پچاس سال پہلے والا قبرستان ہے تو میں وہاں جا سکتی ہوں علم دین بولا ہاں نوشی وہی قبرستان ہے جہاں تمہارے اماں ابا دفن ہیں لیکن تم اس قبرستان میں پہنچ نہ پاؤ گی یہ گاؤں نہیں ہے جن کے کچے راستے پر تم چل کر جاتی تھی یہ اب شہر ہے یہاں کئی سڑکیں بن چکی ہیں لیکن پھر بھی تم آگے آگے چلتی جاؤ میں دیکھتا ہوں کہ تم قبرستان تک پہنچتی ہو کہ نہیں اتنا کہہ کر علم اس کے پیچھے ہو گیا تو وہ اس کے آگے چلنے لگی جس گلی میں وہ جاتی وہ گلی یا تو بند ہوتی یا اس کو کہیں اور لے جاتی علم دین بولا۔

نوشی تم رہنے دو اور میرے پیچھے چلتی آؤ تم قبرستان کے قریب سے واپس لوٹی ہو اتنا کہہ کر وہ اس کو اس گلی میں لے گیا جہاں سامنے ہی ایک پرانا سا قبرستان موجود تھا جو قبروں سے بھرا ہوا تھا وہ قبروں کو دیکھ کر حیران رہ گئی جب وہ یہاں ہوا کرتی تھی تو اتنی زیادہ قبریں نہ ہوا کرتی تھیں اور بہت ہی چھوٹا قبرستان ہوا کرتا تھا لیکن اب یوں لگ رہا تھا جیسے اس کا پورا گاؤں اس قبرستان میں آ گیا ہو علم دین اس کو لیے قبرستان میں بنے ہوئے مختلف راستوں سے چلتا ہوا ایک جگہ جا کر رک گیا اس جگہ اس کے ماں باپ کے ناموں کی تختیاں لگی ہوئی تھیں وہ بولا نوشی یہ تمہارے ماں باپ کی قبریں ہیں قبروں کو دیکھ کر نوشی پھوٹ پھوٹ کر رو دی وہ قبروں پر جیسے گر ہی گئی کافی دیر تک وہ روتی رہی تب فہد آگے بڑھا اس کے کندھے پر اس نے ہاتھ رکھا اور بولا نوشی اب بس کرو تیرے رونے سے انہوں نے اٹھ کر تم کو دیکھ نہیں لینا ہے اور پھر اس کو دلاسے دینے لگا تب وہ صبر کرنے لگی اور اٹھ گئی ایک نظر اس نے قبروں پر ڈالی اور ایک دکھ بھری سانس لے کر علم دین سے بولی۔ علم دین میں اپنے ماں باپ سے ملنے آئی تھی لیکن ان کو مل نہ سکی اب مجھے واپس جانا ہو گا اسی جگہ جہاں سے آئی ہوں میں تو بہت خوش تھی کہ میں دوبارہ سے زندہ ہو گئی ہوں اب اپنے ماں باپ کے پاس جاؤں گی اور ان کو بتاؤں گی کہ اماں میں واپس آ گئی ہوں لیکن یہاں تو دنیا ہی بدل گئی ہوئی ہے نہ ماں باپ رہے اور نہ گاؤں رہا سب کچھ ہی تو بدل چکا ہے میری اپنی سہیلیاں بھی تمہاری طرح بوڑھی ہو چکی ہوں گی۔ ہاں نوشی تم نے ٹھیک کہا ہے تمہاری سب سہیلیاں بھی میری طرح بوڑھی ہو چکی ہیں ان میں سے کچھ تو اسی قبرستان میں دفن پڑی ہیں۔

یہ سن کر نوشی نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولی ہاں علم دین ٹھیک کہا تم نے واقعی میری کافی سہیلیاں ان قبروں میں پڑی ہوئی ہوں گی مجھے یہاں سے خوف سا آنے لگا ہے اتنا کہہ کر اس نے فہد کی طرف دیکھا تو فہد نے اپنی نظریں جھکا لیں علم دین بولا نوشی میں تم کو روکوں گا نہیں لیکن رات ہونے والی ہے رات میرے گھر میں ٹھہر جاؤ صبح کو چلی جانا۔ ہاں ٹھیک ہے میں رات تمہارے گھر میں ہی رہ جاتی ہوں اتنا کہہ کر وہ تینوں قبرستان سے باہر نکل آئے اور انہی راستوں سے جن راستوں سے وہ چلتے ہوئے قبرستان آئے تھے انہیں

راستوں سے واپس جانے لگے راستے میں ان کو ایک بوڑھی عورت دکھائی دی علم دین اس کو دیکھ کر رک گیا اور نوشی سے بولا نوشی جانتی ہو کہ یہ کون عورت ہے۔ وہ بولی نہیں علم دین میں کچھ بھی نہیں جانتی ہوں وہ بولا یہ نور فاطمہ ہے تمہاری گہری سہیلی۔ نور فاطمہ کا نام سنتے ہی وہ بھاگ کر اس کے گلے جا لگی وہ بوڑھی اس کو پہچان نہ سکی اور اس کو گہری نظروں سے دیکھنے لگی علم دین لگتا ہے تمہارے گھر یہ مہمان آئے ہوئے ہیں جن کو میں نہیں جانتی ہوں وہ بولا ہاں مہمان ہیں میرے گھر میں لیکن اب شاید میرے نہیں تمہارے مہمان بن جائیں تم اس کو پہچانو کہ یہ کون ہے وہ بولی نہیں علم دین میں اس کو پہچان نہیں سکی ہوں لیکن ایک بات کہہ دوں کہ عرصہ دراز پہلے اس کی صورت کی ایک لڑکی ہمارے گاؤں میں ہوتی تھی جو میری سب سے پیاری سہیلی ہوا کرتی تھی یہ بالکل اسی کی جیسی ہے ایسی ہی اس پر جوانی تھی ایسی اس کی آواز تھی اور ایسا ہی اس کا حسن ہوتا کرتا تھا اس کو دیکھ کر مجھے پچاس سالہ پرانا دور یاد آ گیا ہے علم دین ہنس دیا۔ فہد نوشی کو ان دونوں سے اسے ایک طرف لے گیا اور بولا۔

نوشی میں اب چلتا ہوں مجھے بہت دیر ہو رہی ہے یہ میرے اچھی بات ہے کہ تم اپنوں تک باخیریت پہنچ گئی ہو فہد نے کہا تو نوشی اچھل ہی پڑی اور گہری نظروں سے اسے دیکھنے لگی اس کے دل کو ایک جھٹکا سا لگا یوں لگا کہ جیسے اس سے کوئی بہت ہی قیمتی چیز کھوئی جانے لگی۔ فہد۔ وہ بھیگی آنکھوں سے بولی رو کے رہو میرے پاس مجھے تمہاری ضرورت ہے مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ میں جانتی ہوں کہ تم مجھ سے ناراض ہو میری باتوں سے تمہارے دل کو ٹھیس لگی ہے لیکن اب ایسا کچھ بھی ہو گا بس تم نے کہیں بھی نہیں جانا ہے اور نہ ہی میں نے تم کو جانے دینا ہے۔ وہ چپ ہو گیا۔ اور نوشی ان دونوں کے پاس آ گئی تو علم دین بولا۔

نور فاطمہ۔ یہ وہی ہے نوشی ہے جو تمہاری گہری سہیلی تھی بلکہ ہے۔ کیا کیا۔ یہ کیا مذاق کر رہے ہو علم دین۔ میں تم سے مذاق نہیں کر رہا ہوں یہ وہی ہے اس کو جادوگر اٹھا کر لے گیا تھا اس نے اس کو اپنے جادو میں بند کر دیا تھا اس کی دنیا کو روک دیا تھا وقت کو روک دیا تھا اس کا وقت رکا رہا لیکن ہمارا اپنی مخصوص رفتار کے ساتھ چلتا رہا ہم بوڑھے ہو گئے لیکن یہ اسی طرح کی جوان رہی۔ نور فاطمہ کو اس کی بات پر یقین نہیں آ رہا تھا نوشی بولی ہاں نور فاطمہ علم دین ٹھیک کہہ رہا ہے میں تمہاری سہیلی ہی ہوں وہی سہیلی جس کے ساتھ تم ہر روز گھوما پھرا کرتی تھی جس کے ساتھ تم کھاتی پیتی تھی نور فاطمہ۔ اس کی باتیں سن کر اس کے گلے لگ کر رو دی اور پھر دونوں ہی روتی رہیں علم دین تم نے ٹھیک کہا تھا کہ یہ مہمان اب میرے ہیں یہ اب میرے گھر میں رہیں گے میں اس کو سب کچھ سب بتاؤں گی اور میری جان نوشی میرے گھر آؤ نور فاطمہ نے کہا تو نوشی بولی علم دین میں نور فاطمہ کے ساتھ جاتی ہوں تمہارا بہت شکریہ کہ تم نے مجھے پہچان لیا تھا اور پھر میرے والدین کی قبریں بھی دکھا دیں اتنا کہہ کر وہ نور فاطمہ کے ساتھ چل دی دوسری ہی گلی میں اس کا گھر تھا وہ تینوں اس گھر میں داخل ہو گئے۔

میرا خاوند مر گیا ہے جانتی ہو میری شادی کس کے ساتھ ہوئی تھی نور فاطمہ نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کو بٹھاتے ہوئے کہا نہیں نور فاطمہ مجھے کیا پتہ کس سے ہوئی تھی وہ بولی جمال دین سے ہوئی تھی۔ نوشی کو یکدم ایک جھٹکا سا لگا جمال دین کا چہرہ یاد آ گیا کیا کہا تم نے جمال دین۔ وہی جو اس گاؤں کا خوبرو جوان تھا۔ ہاں نوشی وہی جو تمہارے جانے کے بعد وہ مجھ پر عاشق ہو گیا تھا اور تو تو جانتی ہے کہ گاؤں کی سب لڑکیاں اس پر مرتی تھیں تو بھی تو اس کی تعریفیں کیا کرتی تھی تمہیں بھی وہ پسند تھا تیری بھی تو خواہش تھی کہ تمہاری شادی اس کے ساتھ ہو جائے جانتی ہو تم نے مجھے بھی کہا تھا کہ نور فاطمہ جمال دین میرے دل کو بہت اچھا لگتا ہے دل ہی دل میں اس سے پیار کرتی ہوں لیکن پھر تمہیں وہ جادوگر اٹھا کر لے گیا پورا گاؤں تم کو تلاش کرتا رہا تمہارے ابا نے نجانے کہاں کہاں تمہارے بارے میں پتہ کروایا اس نے اپنی تمام زمین بیچ کر تمہاری تلاش میں لگا دی لیکن وہ جہاں بھی جس علم والے سے پتہ کرواتا تو اس کو ایک ہی جواب ملتا کہ تمہاری بیٹی کالے جادو میں پھنسی ہوئی ہے اس پر کالے جادو کا اس قدر اثر ہے کہ ہم لوگ اس کو اس کالے جادو سے باہر نہیں لے کر آ سکتے ہیں وہ تمہارے ہی غم میں مر گیا اور تمہاری ماں بھی تمہارے غم میں مر گئی تھی وہ ہر پل تمہاری راہیں دیکھتی رہتی تھی اور سب سے یہی کہتی تھی۔ دیکھ لینا ایک میری بیٹی واپس ضرور آئے گی انہوں نے ٹھیک ہی کہا تھا تو واپس آ گئی ہے لیکن اس وقت آئی ہے جب سب کچھ بدل گیا ہے لوگ بدل گئے ہیں مکان بدل گئے ہیں گاؤں بدل گئے ہیں جہاں کھیت ہوا کرتے تھے وہاں اونچی اونچی عمارتیں بن گئی ہیں۔ اور وہ کنواں جہاں سے ہم پانی بھرا کرتی تھیں وہ کنواں بھی بند ہو گیا ہے وہاں بہت بڑی کوٹھی

بنی ہوئی ہے نور فاطمہ اس کو تمام باتیں بتاتی چلی گئی نوشی روتی رہی کہ اس کے ماں باپ نے اس کا کتنا انتظار کیا ہے اور میں واپس لوٹی بھی ہوں تو اس وقت جب وہ انتظار کرتے کرتے قبروں میں اتر گئے نور فاطمہ نے اس کو حوصلہ دیا اس کو چپ کروایا تو نوشی بولی۔

نور فاطمہ جمال دین کیسے مرا تھا مجھے بتا اس کا دھیان ابھی تک جمال دین کی طرف تھا۔ وہ بولی اس کو سانپ نے کاٹ لیا تھا جو بہت ہی زہریلہ تھا چند لمحوں کے اندر اندر ہی وہ مر گیا اس کے منہ سے نیلا رنگ کی جھاگ نکلنے لگی اس کو مرے ہوئے دس سال ہو گئے ہیں لیکن ہمیں خدا نے اولاد سے محروم رکھا تھا آج میں اکیلی رہ گئی ہوں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ باتیں کرتی رہوں میری سب جاننے والی کچھ تو مر گئی ہیں اور کچھ مر گئی ہیں بالکل تنہا رہ گئی ہوں اس کی باتیں سن کر نوشی ایک دکھ بھری سانس لے کر رہ گئی وہ سوچنے لگی کہ کتنا بے وفا تھا جمال دین اس کے غائب ہونے کے بعد اس کی سہیلی پر عاشق ہو گیا۔ نوشی چل اچھا ہوا کہ تو چلی آئی ہے اب تم سے باتیں کر کے دل کا بوجھ ہلکا کر لیا کروں گی لیکن اب میں تمہیں بیٹی کہہ کر بلایا کروں گی کیونکہ تو اب میری بیٹیوں جیسی ہو نوشی جلدی سے بولی نہیں یار میں تمہاری بیٹی نہیں بنوں گی تیری دوست ہی ہوں وہی دوست جس سے تو اپنے دل کی ہر بات کہہ دیا کرتی تھی اور میں اپنے دل کی ہر بات کہہ دیا کرتی تھی نوشی کی بات سن کر نور فاطمہ ہنس دی اور بولی چل ٹھیک ہے جیسے تو کہتی ہے ویسے ہی سہی۔ نور فاطمہ یہ فہد ہے اس کی وجہ سے میں تمہارے سامنے ہوں اس نے ہی مجھے نئی زندگی دی ہے اگر یہ زمین نہ کھودتا تو میں نجانے کتنا عرصہ اور زمین میں دبی رہتی اس کی وجہ ہی سے میں تمہارے سامنے ہوں یہ مجھ سے بہت پیار کرتا ہے اور میں بھی اس سے پیار کرنے لگی ہوں اور میں نے اب اس کے ساتھ زندگی گزارنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ یہاں پہنچ کر حالات ہی بدلے ہوئے دیکھے تو رونے اور حیرانگی کے علاوہ کچھ بھی نہیں حاصل ہوا اس کی باتیں سن کر نور فاطمہ نے ایک گہری نظر فہد پر ڈالی اور مسکرا دی اور بولی ہاں یہ بھی جمال دین جیسا ہی ہے یوں جیسے جمال واپس آ گیا ہے اس کی بات سن کر نوشی ہنس دی اور بولی ہاں اس کی طاقت کو میں دیکھ چکی ہوں اس کی زور بازو میں بہت طاقت ہے یہ وجہ نوجوان ہے۔

وہ فہد کو دیکھ کر مسکراتے ہوئے بولی لیکن فہد کے دل میں اس کی وہ تمام باتیں یاد تھیں جو اس نے اس سے کہی ہوئی تھیں کہ وہ صرف اس کا محسن ہے اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور اب جبکہ یہاں کے تمام حالات بدل چکے ہیں یہاں کی دنیا بدل چکی ہے وہ اس کی طرف آنے لگی ہے اس کو اپنانے کی بات کرنے لگی ہے اسے وہ کوئی مکار حسینہ لگی تھی۔ وہ بولا آنٹی آپ دونوں سہیلیاں ہیں مجھے خوشی ہوئی کہ آپ دونوں مل گئی ہیں میں تو یہاں ایک مہمان ہوں صبح ہوتے ہی یہاں سے چلا جاؤں گا اور پھر کبھی بھی واپس نہیں آؤں گا اس کی باتیں سن کر نوشی کے ساتھ ساتھ اس کی سہیلی بھی اچھل پڑی نوشی اس کو ایسے دیکھنے لگی جیسے اس کی آنکھیں کسی بھی وقت بہہ جائیں گی اور پھر خود کو روک نہ سکی اور رو دی فہد میں جانتی ہوں کہ تم ایسی باتیں کیوں کر رہے ہو میں نے تمہارے دل کا سخت چوٹ پہنچائی ہے تم مجھ سے اس بات کا بدلا لے رہے ہو اس نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیے میں اپنی غلطی کی معافی مانگتی ہوں دیکھو میرا اب تمہارے علاوہ کوئی اور دنیا میں نہیں ہے میں مانتی ہوں کہ تم نے وہی کہا تھا جو تم کو کہنا چاہیے تھا۔ پتہ نہیں کیوں اس کے بندھے ہوئے ہاتھ دیکھ کر اس کی بھی آنکھیں بہہ نکلیں۔ وہ بولا۔

نوشی ایسی بات نہیں ہے جو تم سوچ رہی ہو میرا پیار تمہارے لیے ہی ہے میں نے زندگی میں پہلی بار پیار ہے وہ بھی تم سے ہاں صرف تم سے لیکن۔۔ نہیں فہد اب لیکن کا لفظ نہ کہنا میرے دل میں بھی صرف تمہارے لیے ہی پیار ہے میرا یکدم تمہاری طرف مائل ہو جانا تمہاری سچی چاہت کی وجہ سے ہوا ہے ورنہ تم جانتے ہو کہ مجھے اب بھی ہر کوئی اپنانے کو تیار ہو جائے گا لیکن میں اب کسی اور کا سوچنا نہیں چاہوں گی یہ زندگی تم نے مجھے دی ہوئی ہے تم ہی اب اس زندگی کے مالک ہو اور ہمیشہ رہو گے۔ ہاں فہد بیٹا نوشی ٹھیک کہہ رہی ہے اب اس کا تمہارے علاوہ اور کون ہے اس کی عمر کی تمام لوگ بوڑھے ہو چکے ہیں ہو سکتا ہے کہ اس کے وقت کا رک جانا صرف تمہارے لیے ہی ہو کہ اس کی زندگی تمہارے لیے ہو نور فاطمہ نے کہا تو دونوں ہی حیران رہ گئے ہاں شاید واقعی ایسا ہی ہو فہد نے سوچا اور بولا آپ نے شاید ٹھیک کہا ہے ہو سکتا ہے کہ وقت صرف میرے لیے رکا ہوا ہو میں اس سے شادی کروں گا اور ہر حال میں کروں گا۔ اس کی باتیں سن کر نہ صرف نوشی خوشی سے جھوم گئی بلکہ نور فاطمہ بھی خوش ہو گئی اور بولی بیٹا میں تم دونوں کی شادی جلد کرنے کی تیاری کرتی

ہوں صبح ہوتی ہے تو میں علم دین کو بلاتی ہوں اس سے بات کرتی ہوں وہ تمہاری شادی کا کچھ کرتا ہے تم دونوں تب تک میرے گھر میں مہمان بن کر رہو گے اور میں تم دونوں کی میزبان بن کر۔

نور فاطمہ کی باتیں سن کر دونوں نے سکون کا سانس لیا اور پھر فہد جا کر اپنے کمرے میں سو گیا اس کو نہیں پتہ کہ نوشی اور نور فاطمہ کب سوئیں وہ سوئیں بھی تھیں یا نہیں وہ کچھ بھی جان نہ سکا صبح ہوئی تو وہ اٹھا نہایا دھویا اور ناشتہ کرنے لگا کہ علم دین آ گیا اور بولا نور فاطمہ بہن خیر تو ہے کیوں مجھے صبح صبح بلایا ہے علم دین تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے تم جانتے ہو کہ نوشی کا ہمارے دونوں کے علاوہ دنیا میں اور کوئی بھی نہیں ہے وقت نے سب کچھ اس سے چھین لیا ہے نوشی اور فہد دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ ان دونوں کا نکاح کروا دوں اس کی بات سن کر علم دین بولا۔ نور فاطمہ بہن میں بھی رات سے یہی سوچ رہا ہوں کہ لڑکا اچھا ہے اور نوشی بھی اکیلی ہے اگر ان دونوں کو ایک کر دیا جائے تو کتنا اچھا ہو گا تم نے میرے دل کی بات چھین لی ہے میں کل اس دونوں کا نکاح کرواتا ہوں اور ہم لوگ پرانے وقتوں کو نہیں بھولے ہیں ہمارے بڑے ہمیشہ گاؤں کی بہن بیٹیوں کو کچھ نہ کچھ بنا کر دیتے ہیں میں بھی ایسا کرنا چاہتا ہوں اتنا کہہ کر اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور نوٹوں کی ایک دتھی باہر نکالی جو اس نے نوشی کے ہاتھ میں رکھ دی اور بولا نوشی تم نور فاطمہ بہن کے ساتھ بازار جاؤ اور اپنے اور فہد کے لیے کپڑے وغیرہ لے کر آؤ اور گلے میں پہننے کے لیے کچھ زیور بھی لیتی آنا ہم تمہاری شادی بھی ایسے ہی کریں گے جیسے ہماری ہوئی تھی تم فہد کی دلہن بنو گی اور فہد دلہا اور میں اپنے دوستوں ساتھیوں کو دعوت دے دیتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا اور نوشی اور نور فاطمہ دونوں بازار چلی گئیں جبکہ فہد کمرے میں لیٹ گیا یکدم اس کی نظر اس جگہ پر پڑی جہاں نوشی سوئی ہوئی تھی وہاں سے اس کو سفید دھواں اٹھتا ہوا دکھائی دیا اس سفید دھواں کو دیکھ کر وہ بری طرح اچھلا۔

وہ اپنی چارپائی پر اٹھ کر بیٹھ گیا اور اس دھواں کو دیکھنے لگا جو کسی سفید بادل کی طرح تھا لیکن اس قدر ہلکا تھا کہ غور سے دیکھنے سے وہ دکھائی دیتا تھا اسے یوں لگا کہ جیسے نوشی اصل نوشی نہیں ہے نوشی کے روپ میں کچھ اور ہے لیکن اس نے یہ بات اپنے تک ہی رکھی کسی کو بھی نہ بتائی یہاں تک کہ نوشی کو بھی نہ بتائی نوشی گھر آئی تو فہد اس کو دیکھتا چلا گیا اس نے دیکھا کہ سفید دھواں اس کے پورے جسم سے اٹھ رہا تھا جو اس قدر ہلکا تھا کہ غور کرنے پر دکھائی دیتا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ سوچنے لگا نوشی نے اس کو پریشان دیکھ لیا تو اس کے پاس آئی اور بولی فہد کیا بات ہے میں جب سے آئی ہوں تم کو پریشان دیکھ رہی ہوں کیا بات ہے خیریت تو ہے وہ ہلکا سا مسکرا دیا اور بولا ہاں سب خیریت ہے میں بس یہ سوچ رہا ہوں کہ کاش آج میرے ماں باپ بھی میری شادی میں شامل ہوتے تو کتنا مزہ آتا اس کی بات سن کر نوشی نے ایک سرد سی آہ بھری اور بولی فہد میں بھی ایسا ہی چاہتی تھی لیکن یہاں کے حالات نے مجھے چپ کی مہر لگا دی ہے لیکن ہم نے کون سا یہاں رہنا ہے شادی کرنے کے بعد تمہارے گھر چلے جائیں گے۔ اس نے فہد کو مطمئن کر دیا لیکن وہ کیا جانے کہ اصل پریشانی والی بات کوئی اور ہے وہ مسکرا دیا اور بولا ہاں تمہاری بات بھی ٹھیک ہے ہم ایسا ہی کریں گے بس تم جلدی سے شادی کی تیاری کرو فہد نے کہا تو وہ بولی۔

میں نے جو کپڑے تمہارے لیے اور اپنے لیے خریدے ہیں وہ درزی کو دے آئی ہوں کل صبح مل جائیں گے پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے اور رات ہوئی تو وہ تینوں سو گئے لیکن فہد کو نیند نہیں آئی تھی وہ ویسے ہی کروٹیں بدلتا رہا اس کی نظر نوشی پر پڑی تو چونک سا گیا وہ سفید اس کے پورے جسم میں پھیلا ہوا تھا اور وہ اس دھویں میں مست سوئی ہوئی تھی یہ سب کیا ہو رہا ہے وہ سوچنے لگا لیکن اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا رات ایسے ہی گزر گئی نوشی اٹھ گئی فہد نے دیکھا کہ اس کی شکل کچھ کچھ بدلی ہوئی ہے چہرے کا حسن وہ نہ رہا تھا وہ بھی پھیکا پڑ گیا تھا خود نوشی نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو جھینپ سی گئی نور فاطمہ بھی پریشان ہونے لگی کہ اس کو کیا ہو گیا ہے وہ بولی نوشی کیا بات ہے لگتا ہے کہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے تم بیمار سی دکھائی دے رہی ہو وہ بولی نور فاطمہ پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے میں تو خود پریشان ہو رہی ہوں آج میری شادی ہے اور شادی کے دن تو لڑکیاں حد سے زیادہ حسین بننے کی کوشش کرتی ہیں لیکن مجھ پر جو حسن تھا وہ جاتا رہا ہے۔ نور فاطمہ بولی میں سمجھ گئی ہوں کہ تیرے اندر کوئی بیماری ہے جس کا تم کو پتہ نہیں ہے لیکن کوئی بات نہیں میں اس کا علاج کرواؤں گی ایک حکیم میرا جاننے والا ہے وہ تمہاری بیماری کا علاج کرے گا تم اس کی بھی فکر نہ کرنا۔ تم شادی کے لیے

تیار ہو جاؤ ابھی علم دین آ جائے گا اور پھر تم دونوں کا نکاح کر دیں گے نوشی یہ سن کر اپنے کمرے میں چلی گئی لیکن اپنی بگڑی ہوئی حالت کو دیکھ کر اس کو بہت دکھ ہو رہا تھا وہ سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی کہ اس کے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے وہ فہد کو کیا منہ دکھائے گی پھر خود ہی بولی ہو سکتا ہے کہ یہ جو بیماری ہے شادی کے بعد خود ہی ختم ہو جائے مجھے اتنا پریشان نہیں ہونا چاہیے۔

اتنا سوچ کر وہ مطمئن ہو گئی اور پھر تیار ہونے لگی اور پھر اس گھر میں لوگوں کا ہجوم جمع ہونے لگا علم دین کے جاننے والے آ گئے اور نور فاطمہ نے بھی اپنے ملنے والیوں کو بلا لیا تقریباً ایک گھنٹہ میں ہی وہ گھر شادی والا گھر دکھائی دینے لگا فہد نے بھی دلہا والا سوٹ پہن لیا تھا اور نوشی بھی تیار ہو گئی تھی نکاح خواں آ گیا اور ان دونوں کا نکاح پڑھوا دیا وہ دونوں ہمیشہ کے لیے ایک ہو گئے عورتیں دلہن کو دیکھنے کے لیے اس کے کمرے میں گئیں تو اس کو دیکھ کر حیران رہ گئیں اسے تو انہوں نے کچھ بھی نہ کہا ہاں البتہ نور فاطمہ کو کہنے لگی کہ نور فاطمہ تو چاہے ہماری دوست ہو لیکن تم نے اس بچے کے ساتھ زیادتی کی ہے لڑکا چھوٹی عمر ہے جبکہ دلہن بڑی عمر کی ہے ان کی باتیں سن کر وہ مسکرا دی اور بولی ہاں میں بھی جانتی ہوں کہ نوشی اس سے کچھ بڑی ہے لیکن یہ دونوں کی پسند کی شادی ہے لڑکے کو نوشی بہت ہے اس لیے ان کا نکاح کروایا ہے اتنا سن کر وہ مطمئن ہو گئیں کہ یہ پیار کا معاملہ ہے ورنہ جوڑی ان کو ذرا بھی پسند نہیں آئی تھی یہ باتیں اندر کمرے میں بیٹھی ہوئی نوشی نے بھی سن لی تھیں وہ رو دی کہ یہ بیماری بھی آج ہی مجھے لگنی تھی اگر لگنی تھی تو پہلے لگ جاتی مین شادی والے دن لگی ہے لیکن اب وہ کیا کر سکتی تھی شام پڑ گئی پھر رات ہو گئی وہ دلہن بنی ہوئی فہد کا انتظار کرنے لگی فہد بھی اس کو دیکھنے کے لیے بے قرار تھا وہ اس سے پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ دو دن سے اس کے جسم سے سفید رنگ کا دھواں اٹھتا ہوا دیکھ رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے ایسی ہی سوچیں لیے وہ نوشی کے کمرے میں داخل ہوا تو سلام کے بعد اس کے پاس ہی بیٹھ گیا اور پھر کچھ دیر بعد اس کا گھونگھٹ الٹ دیا تو ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی جو پورے گھر میں پھیلتی چلی گئی گھر میں ماسوائے نور فاطمہ کے اور کوئی بھی نہ تھا۔

[illegible] بوڑھی ہڈیوں کے ساتھ اپنی چارپائی سے اٹھی اور ان کے کمرے کی طرف چلنے لگی تو اس کو سرخ لباس میں نوشی آتی ہوئی دکھائی دی نور فاطمہ نوشی کو دیکھ کر دیکھتی ہی چلی گئی اور نوشی رو رہی تھی اس نے اپنا آپ آئینہ میں دیکھ لیا تھا وہ کوئی جوان لڑکی نہ رہی تھی بلکہ نور فاطمہ کی طرح بوڑھی عورت بنی ہوئی تھی یہ یہ تو بے نوشی ہے نور فاطمہ نے کہا۔ ہاں نور فاطمہ یہ میں ہی ہوں دیکھ میری حالت میں بھی تیری طرح بوڑھی ہو چکی ہوں میں سمجھ گئی ہوں کہ میرے ساتھ کیا ہوا ہے میرے اوپر کالے جادو کا اثر تھا جو دھیرے دھیرے ختم ہوتا گیا میں نے اپنے جسم سے سفید دھواں اٹھتا ہوا دیکھا تھا لیکن میں نے کسی کو نہ بتایا کہ میرے ساتھ کوئی مسئلہ ہے میں جمال دین کی طرح فہد کو بھی گنوانا نہیں چاہتی تھی لیکن لگتا ہے کہ سب کچھ گنوا دیا ہے نور فاطمہ میں اپنی اصل عمر کی طرف آ گئی ہوں میرے اوپر سے کالا جادو ختم ہو گیا ہے جو وقت میرے لیے کالے جادو نے روکا ہوا تھا وہ چل دیا ہے اور پچاس سال سے لے کر اب تک کی عمر میرے سامنے آ گئی ہے نور فاطمہ اس کی بات سن کر ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی اور بولی ہاں نوشی تو نے ٹھیک کہا ہے کالے جادو نے جہاں تمہیں روکا ہوا تھا اس کا اثر ختم ہوتے ہی تو اپنی اس عمر کی طرف آ گئی ہے جو ہماری ہے تمہارے سر کے سفید بال چہرے پر جھریاں ہاتھ پاؤں میں جھریاں یہ سب ہمارے عمر کے لوگوں کے لیے ہوتی ہیں۔ نوشی رو دی اور بولی۔

نور فاطمہ میں فہد کو کیا منہ دکھاؤں گی مجھے اس کا سامنا کرتے ہوئے شرمندگی ہو رہی ہے وہ کمرے میں بے ہوش پڑا ہوا ہے اس نے دیکھ لیا ہے کہ اس کی شادی کسی جواں سال حسین دوشیزہ سے نہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی ماں کی عمر کی بوڑھی عورت سے ہوئی ہے اسے کہو کہ وہ جہاں سے آیا ہے وہاں ہی واپس لوٹ جائے اپنی نئی دنیا میں ہم پرانے لوگ ہیں پچاس سال سے بھی پرانے اتنا کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی اور پوری رات وہ روتی ہی رہی رات بیت گئی تو فہد اٹھ گیا اس کو ہوش آ گیا تھا اس نے جو رات کو منظر دیکھا تھا وہ منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آ گیا اس کو یاد آیا کہ اس نے گھونگھٹ کسی لڑکی کا نہیں اٹھایا تھا ایک بوڑھی عورت کا اٹھایا تھا اور وہ بوڑھی کوئی اور نہیں نوشی ہی تھی کہیں مجھے کوئی خواب تو نہیں آیا تھا کہیں یہ سب میری نظر کا دھوکہ تو نہیں تھا مجھے جا کر نوشی کو دیکھنا چاہیے۔ اتنا سوچ کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا تو اسکو دوسرے کمرے میں دو بوڑھی عورتیں بیٹھی ہوئی دکھائی دیں ایک نور فاطمہ تھی اور دوسری نوشی تھی اس نے نوشی کو پہچان لیا تھا یہ

وہی تھی جس کا اس نے گھونگھٹ اٹھایا تھا اسے دیکھتے ہی نوشی نے اپنا سر جھکا لیا وہ اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی فہد ان کے پاس ہی بیٹھ گیا تو نور فاطمہ نے اس کو تمام کہانی سنا دی اور اس کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

بیٹا نوشی کی عمر اور حسین جوانی کالے جادو کی بدولت قائم تھی جس کے اثر ختم ہوتے ہی اس کی عمر اور جوانی جاتی رہی اور اس کا بڑھاپا وہیں ہی شروع ہونے لگا جہاں سے رکا ہوا تھا اس کو تمہارا سامنا کرتے ہوئے شرم آتی ہے اور وہ کسی بھی طرح تمہارے ساتھ رہنا نہیں چاہتی ہے طلاق چاہتی ہے فہد نے ایک سرد آہ بھری اور کہا نہیں نور فاطمہ آنٹی میں ایسا نہیں کروں گا میں اس کو کبھی بھی طلاق نہیں دوں گا عمر کے اتار چڑھاؤ میں اس کا کیا قصور اس کا کیا معلوم تھا کہ جو وقت اس کے لیے رکا ہوا تھا وہ اس کو اپنی اصل حالت میں لے آئے گا میں نے اس سے پیار کیا ہے اور اس کا ہی بن کر رہوں گا۔ فہد کی باتیں سن کر نور فاطمہ ایک سرد سی آہ بھر کر رہ گئی تو نوشی بولی نہیں فہد میں تمہارے ساتھ نہ تو رہوں گی اور نہ ہی تم مجھے اپنے ساتھ رکھو گے مجھے میری عمر کے لوگ مل گئے ہیں تم اپنی دنیا میں واپس لوٹ جاؤ اور پھر کبھی بھی واپس لوٹ کر نہ دیکھنا علم دین بھی آ گیا اسے کچھ بھی خبر نہ تھی کہ اس گھر میں کون سی کہانی نے جنم لیا ہوا ہے وہ نوشی کو بڑھاپے میں دیکھ کر حیران سا رہ گیا اس سے قبل کہ وہ کچھ پوچھتا نوشی نے خود ہی سب کچھ بتا دیا جسے سن کر وہ بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا لیکن پھر بولا ہاں شاید یہ کالے جادو کا ہی اثر تھا ورنہ ایسا کبھی نہ ہوتا اور فہد سے بولا فہد بیٹا نوشی ٹھیک کہہ رہی ہے کہ تم اس کو چھوڑ دو صرف یہ سوچ کر کہ تم نے کوئی حسین سپنا دیکھا جو آنکھ کھلنے پر بہت ہی بھیانک روپ میں سامنے آیا ہے فہد نے تینوں کی ایک جیسی باتیں سنی تو اس نے بھی کہا ٹھیک ہے جو لوگ تم چاہتے ہو ایسا ہی ہو گا اور پھر اس نے نوشی کو طلاق دے دی نوشی ایک دردبھری آہ بھر کر رہ گئی اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے اور وہ جاتے ہوئے فہد کو دیکھتی رہی اس کی بوڑھی ہڈیاں کانپ رہی تھیں۔

فہد جن راستوں پر نوشی کے ساتھ چلتا ہوا آیا تھا انہی راستوں سے واپس چلتا رہا تین چار بسیں اس نے بدلیں اور تین دن کے بعد وہ اپنے گاؤں میں آن پہنچا گاؤں والے اس کو دیکھ کر حیران رہ گئے وہ ان سب کو اجڑا ہوا دکھ رہے تھے وہ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ صدیوں کا بیمار ہو۔ کئی ماہ تک وہ نوشی کو بھلانے کی کوشش کرتا رہا لیکن وہ نوشی کو بھلا نہ سکا ہر روز وہ پہاڑوں کی طرف نکل جاتا اور اس غار میں سکون کرتا جہاں اس نے نوشی کا بے ہوش مجسمہ تابوت میں رکھا تھا وہ حسن کی پری کی طرح اس کے سامنے دیکھائی دیتی پتہ اس کو اس کو کیا ہو گیا تھا وہ خود میں اس کو دیکھنے کی بے چینی سے محسوس کرنے لگا ایک سوچ نے اس کے قدم نوشی کے شہر کی طرف کر دیئے کہ ہو سکتا ہے کہ نوشی پھر سے جوان ہو گئی ہو تین دن کا سفر کرنے کے بعد وہ نوشی کے شہر جا پہنچا اسے تمام راستے یاد تھے اسے چاچا علم دین نظر آیا وہ اس کے پاس رک گیا اور کچھ پوچھنے ہی والا تھا کہ چاچا علم دین کی آنکھیں بہہ نکلیں وہ رو دیا اور بولا بیٹا میں جانتا ہوں کہ تم نوشی کا پتہ کرنے آئے ہو کہ وہ کس حال میں ہے وہ مر گئی ہے نور فاطمہ بھی مر گئی ہے۔ کیا کیا۔ فہد کا سر چکرانے لگا اس نے بمشکل خود کو گرنے سے روکا اس کی آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے اسے یقین ہی نہیں آیا تھا کہ چاچا علم دین جھوٹ بول رہا ہے یا سچ۔

چاچا مجھے ان کی قبر پر لے چلیں وہ آبدیدہ ہو کر بولا علم دین اٹھ گیا اور اس کے ساتھ چل دیا بیٹا ایسی زندگی میں نے پہلی مرتبہ دیکھی ہے سوچ رہا ہوں کہ کالے جادو میں اتنا اثر بھی ہوتا ہے کہ جو چاہتا ہے کر لیتا ہے تمہاری جدائی نے نوشی کو مار ڈالا تھا تمہارے جانے کے بعد وہ بیمار رہنے لگی تھی اس کی بوڑھیاں ہڈیاں ڑکھڑانے لگی تھیں ہر روز تمہارا ذکر اس کی زبان پر ہوتا تھا اور پھر ایک دن وہ رات کو سوئی تو صبح کو زندہ نہ اٹھ پائی اس کے تقریباً تین دن بعد نور فاطمہ بھی مر گئی وہ بھی نوشی کی جدائی میں جی نہ سکی تھی وہ تمام باتیں بتاتا ہوا فہد کو قبرستان لے گیا سامنے ہی قبرستان میں اس کو دو تازی قبریں دکھائی دیں وہ سمجھ گیا کہ یہی دو قبریں ہیں جو اس کے اپنوں کی ہیں۔ وہ دائیں والی نوشی کی قبر ہے اور بائیں والی نور فاطمہ کی چاچا علم دین نے بتایا تو فہد نوشی کی قبر کے سرہانے بیٹھ گیا اور روتا ہی چلا گیا نجانے کتنے ہی اس نے شکوے اس نے اس سے کر دیئے۔ چاچا علم دین چپ چاپ کھڑا اسے روتا ہوا دیکھتا رہا پھر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا بیٹا موت کے ہاتھوں کوئی بھی نہیں بچ سکا ہے کسی کی آج باری ہے اور کسی کی کل۔ موت کا ذائقہ ہر کسی نے ہی چکھنا ہے بس اب ان کے دعائیں ہی کرو فہد ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا اور پھر وہ انہی قدموں واپس لوٹ آیا اس کے بعد وہ کہاں چلا گیا کوئی بھی جان نہ سکا

❀❀❀

کنگن

---محمد منیر سحری۔ کراچی---

ہر سو سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا وہ بھی گہرے دھویں میں روپوش ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئے میں حیرت و خوف سے تکتا رہا۔ دیکھو اب کیا غائب سے نمودار ہوتا ہے وہ غائبی دھواں کچھ دیر تک پھیلا رہا پھر ایک دم ہی سے غائب ہو گیا دھواں ختم ہونے کے بعد کا منظر چونکا دینے والا تھا اب وہاں بھوتوں چڑیلوں کی بجائے خوبصورت لڑکے لڑکیاں کھڑے تھے اور خودکمارنی اتنی سندر نظر آرہی تھی کہ تعریف کے لیے الفاظ ڈھونڈنا میرے لیے مشکل امر ہے اس کے حسن کی تعریف میں اتنا ہی کہوں گا اگر وہ سچ مچ کی صنف نازک ہوتی تو لوگ اس کے لیے لاکھوں قتل کر ڈالے اب انہیں اگر کوئی دیکھتا تو یہی سمجھتا کوئی شہری امیر گھرانے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں اور یہاں موج مستی کرنے آئے ہیں اب ڈھول دھمکنے کی آواز کرخت نہ رہی تھی بلکہ کسی جلترنگ ایسی آواز ڈھول سے گونج رہی تھی وہ چڑیلیں جو نیم عریاں لبادوں میں ملبوس تھیں ان کا ڈانس اور نغمے ہیجان انگیز ہو چکے تھے چاند کی چاندنی میں وہ منظر کسی اور کے لیے تو شاید رومانوی ہی معلوم کیا جاسکتا تھا۔

وہ ایک شب مہتاب تھی ہر سو چاندنی پھیلی ہوئی تھی میں یعنی یاسر اور میرا دوست اسد سبک رفتاری سے اپنے گاؤں جانے والی راہ پر گامزن تھے ہمارے اس سفر کا مقصد میری والدہ کی بیماری تھی وہ انجائنا کی مریضہ تھیں ورانہی کی دوائی لینے میں دوسرے گاؤں گیا تھا وہاں پر ہی کافی دیر ہو گئی تھی مذکورہ گاؤں ہمارے گاؤں سے دو میل دور تھا اور یہ دو میل کا راستہ بیابان تھا سارے راستے خاردار جھاڑیاں اور گرمنڈوں کی بہتات تھی یہ ویران دشت اور رات کا سفر ہم دونوں دوست خوف میں مبتلا ہونے لگے یہ بھی اچھا ہوا اسد میرے ساتھ تھا ورنہ یوں اکیلے آنا میرے لیے مشکل امر تھا اگر ہوا سے کوئی جھاڑی ہلتی تو ہم ڈر سے جاتے نجانے کیوں اتنا ڈر و خوف ہمیں محسوس ہونے لگا تھا دفعتاً ہی ایک خرخراتی سی آواز سنائی دی اس آواز کو سن کر ہم دونوں ٹھٹک کر رک گئے اس خرخراتی سی آواز والے نے ہمیں رکنے کا کہا تھا نجانے وہ کون تھا کوئی ہماری طرح کا انسان یا کوئی اور مخلوق تھی ہماری خوفزدہ سی نظریں اس آواز دینے والے کو ڈھونڈنے لگیں پھر وہ ہمیں نظر آ گیا وہ ایک ضعیف العمر شخص تھا اس کی داڑھی اور سر کے بال تک سفید تھے اس نے ہمیں اپنی طرف متوجہ دیکھا تو اشارے سے ہمیں اپنی طرف بلانے لگا میں اس کا اشارہ دیکھ کر اس کی طرف چل دیا نجانے وہ کیوں ہمیں بلا رہا تھا وہ کون تھا اور ہم سے کیا چاہتا تھا اب یہ سب پتہ اس کے قریب جا کر

یاسر۔ اس کے پاس مت جاؤ مجھے تو وہ بوڑھا کوئی جن بھوت لگ رہا ہے اسد نے خوفزدگی سے کہا۔ یار ایسا کچھ بھی نہیں ہے وہ بھی ہماری طرح کا ایک انسان ہے کیا پتہ اسے مدد درکار ہو میں نے کہا۔ پھر مجبوراً اسد بھی چلتا ہوا میرے پیچھے آنے لگا بوڑھے کے قریب پہنچ کر میں باریک بینی سے اس کا جائزہ لینے لگا نجانے کیوں مجھے اسد کی بات سچ لگنے لگی طوطے کی چونچ کی طرح مڑی ہوئی ناک استخوانی ہاتھ لال انگارہ ایسی آنکھیں الغرض وہ بوڑھا بہت ہی کریہہ صورت تھا اسے دیکھ کر کسی بھی انسان کا ڈر جانا فطری عمل تھا کچھ لمحے وہ ہمیں گہری خاموشی سے گھورتا رہا اور ہم بھی خاموش کھڑے اس کے بولنے کے منتظر رہے پھر وہ بولا تو اسکی آواز اسی کی طرح ڈراؤنی تھی بچو میں بنجارا ہوں ہماری قریب میں ہی ایک جھونپڑا بستی ہے اگر تمہیں ناگوار خاطر نہ لگے تو میرا یہ آٹا میرے گھر تک پہنچا دو بولا۔ شریف کی چکی سے یہ آٹا یہاں تک لاتے لاتے مجھے رات ہو گئی میں کمزور بندہ ہوں اب مجھ میں اتنی بھی سکت باقی نہیں کہ اس ۔۔۔ کو اٹھائے ہوئے دو قدم بھی چل سکوں تم لوگوں کو دیکھا تو اس امید کے ساتھ آواز دی شاید تم لوگ میری مدد کر دو۔

اس نے ہمیں آواز دے کر اپنی بلانے کی وجہ بتا دی میں اس کی مدد تو ۔۔۔ اگرچہ مجھے اس سے خوف بھی محسوس

ہونے لگا تھا لیکن انسانیت کے ناطے ہمارا فرض تھا کہ ہم اس کی یہ معمولی سی مدد کرتے مجھے اپنی مدد کو تیار دیکھ کر وہ خفیف سا مسکرا دیا تھا اس کی یہ خفیف سی مسکراہٹ بڑی ہی پراسراری تھی بوڑھے کے قدموں کے قریب ہی ایک بیس کلو کے آٹے کا تھیلا پڑا تھا جس پر اب تک ہماری نگاہ نہ گئی تھی بوڑھے نے بتایا تو ہم نے وہ آٹے کا تھیلا دیکھا اور میں نے وہ تھیلا اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لیا بوڑھا مجھے آٹے کو اٹھاتا دیکھ کر ایک طرف چل دیا میں بوڑھے کے پیچھے چلنے لگا میرے عقب میں اسد چلنے لگا اسد راہ چلتے بار بار اپنے خوف کا مجھ سے اظہار کرنے لگا یار یہ بوڑھا انسان نہیں لگتا بس یہ آٹا یہیں پھینکو اور بھاگنے کی کرو مجھے نجانے کیوں اس منحوس سے انجانا سا خوف محسوس ہو رہا ہے اسد بار بار میرے قریب ہو کر یہی الفاظ دہراتا تھا خوفزدہ تو میں بھی تھا ڈر تو مجھے بھی اس سے محسوس ہو رہا تھا مگر نجانے کس جذبے کے ہاتھوں میں اسے انکار نہ کر سکا تھا بوڑھے کی رفتار بہت سبک تھی وہ چلنے میں ہمیں بھی مات کر رہا تھا۔

اس کی عمر کا ایک اندازہ جو میں نے لگایا تھا وہ اسی نوے کا تھا وہ اتنی عمر ہونے کے باوجود کافی صحت مند اور پھرتیلا دکھائی دے رہا تھا اور یہ محض بیس کلو کا آٹے کا تھیلا اس کے لیے اتنا وزنی تو نہ تھا یہ امر مزید میرے شک کا رد اگہرا کرنے لگا اب کیا ہو سکتا تھا ہم لوگ اس کا آٹا اٹھا کر اس کے پیچھے چل رہے تھے اب جو بھی ہوگا دیکھا جائے گا میں نے یہ سوچ کر ڈراؤنے خیالات کو جھٹک دیا گردوں آسمان پر طباق ماہ روشن تھا ہر سو چاندنی چٹک رہی تھی اور ہم لوگ ایک پراسرار سے بوڑھے کا آٹا کا تھیلا اٹھائے اس کی تبع میں چل رہے تھے کچھ سفر کے بعد کچھ دور سے ایک جھونپڑا بستی دکھائی دینے لگی اس جھونپڑا بستی کے جھونپڑے کسی طور بھی چالیس پچاس گھر نہ ہونگے ساری بستی گہری خاموشی میں ڈوبی ہوئی تھی بستی میں ایسی سنسانی کا راج تھا جیسے یہاں کوئی انسان رہتا ہی نہ تھا جھونپڑا بستی سے کسی آواز کا سنائی دینا تو کجا کسی چراغ تک کی روشنی دکھائی نہ دے رہی تھی پہلی دفعہ میرا دل کسی انجانے خوف سے اپنی پوری شدت سے دھڑک اٹھا یہ کیسی تھی جو اتنے جلدی سو جانے کے عادی تھے حالانکہ ابھی تو محض آٹھ بجے کا عمل تھا وہ بھی گرمیوں کے آٹھ بجے تھے جب دن کا سورج بھی ساڑھے سات بجے غروب ہوتا ہے بقول اس شخص کے بنجارے تو رات کو سوتے ہیں رات تو ان کے ہاں ناچ گانے کے پروگرام چلا کرتے ہیں مگر یہاں کی صورت حال یکسر طور پر جداگانہ دکھائی دے رہی تھی یاسر۔ دیکھا تم نے اس بستی پر کیسی خاموشی کا راج ہے کیسا ہولناک سناٹا چھایا ہوا ہے۔ یار میرا دل بہت گھبرانے لگا ہے خدارا واپس چلو بس اب بستی آ گئی ہے اس منحوس بوڑھے کو آواز دے کر یہ آٹا یہیں رکھو اور واپس چلو اسد نے خوفزدہ لہجے میں میرے قریب ہو کر سرگوشی کی ڈر تو میری بھی نس نس میں سما چکا تھا۔

اب جو ہوگا دیکھا جائے گا یہاں تک آ ہی گئے تھے تو مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ بوڑھے کا آٹا یہیں رکھ دوں اسد ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو تم سوچ سوچ کر خوفزدہ ہو رہے ہو یہ تمہارے اندر کا خوف ہے کیا پتہ اسی بستی کے لوگ جلدی سو جانے کے عادی ہوں اب بستی آ گئی ہے تو اس بستی کا کوئی جھونپڑا اس بوڑھے کا بھی ہوگا بس اس کے جھونپڑے کے دروازے پر آٹا اس کے حوالے کریں گے اور اپنی راہ چل دیں گے میں نے اسد کو تسلی دی وہ پھر بھی خوفزدہ رہا اس پر میری کوئی بھی بات اثر نہ کر رہی تھی چاند کی چاندنی میں یہ خاموشی کے لبادے میں ملبوس جھونپڑا بستی بہت ہی ہیبتناک منظر پیش کرنے لگی اسوقت ہم لوگ بستی کے درمیان سے گزر رہے تھے ابھی تک بوڑھا کسی جھونپڑے کے آگے نہ رکا تھا شاید اس کا جھونپڑا نہیں آئے تھا ان پراسرار سے جھونپڑوں کے درمیان سے تو نجانے کیوں مجھے سخت خوف کے آکٹوپس نے آ جکڑا ایک دم ہی سے اسد کی کہیں ہوئی ساری باتیں ذہن میں آ کر مجھے ڈرانے لگیں اس بستی میں ایسی سنسانی کا راج تھا جیسے یہ انسانی بستی نہ ہو بلکہ کوئی مرگھٹ ہو ہم لوگ چلتے ہوئے جھونپڑا بستی سے باہر نکل آئے۔

بستی سے قدرے فاصلے پر ایک بڑا سا جھونپڑا دکھائی دے رہا تھا اور اغلب امکان تھا وہی جھونپڑا بوڑھے کا گھر تھا کیونکہ بوڑھے کا رخ اسی جھونپڑے کی طرف تھا اس جھونپڑے کے قریب پہنچ کر بوڑھے نے جھونپڑے کے دروازے کو اندر کی جانب دھکیلا تو وہ گھاس پھوس سے بنا دروازہ کھلتا چلا گیا جھونپڑا اندر سے قبر گوں، کالی سیاہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا بوڑھا جھونپڑی کے اندر چلا گیا اور ہم دونوں خوفزدہ سے ہو کر وہیں جھونپڑے کے باہر کھڑے رہے بوڑھے نے اندر جا کر ایک کیروسین لیمپ جلا دیا لیمپ کی روشنی سے تاریک جھونپڑا روشن ہو گیا بوڑھا اس کام سے فارغ ہو کر ہماری طرف متوجہ ہوا لڑکو۔ وہاں کیوں رک گئے آؤ اندر

آجاؤ اب تو روشنی بھی کر دی میں نے بوڑھے کی جھونپڑے کے اندر سے آواز گونجی ہم نے بوڑھے کا آٹا جھونپڑے سے باہر ہی رکھ چھوڑا تھا ہمارا ارادہ بس جانے کا تھا ہمیں بدستور اپنی جگہ کھڑے پا کر بوڑھا چلتا ہوا ہمارے قریب آ گیا لڑکو۔ آؤ اندر آجاؤ تم لوگوں نے میری اتنی مدد کی ہے اب میں تمہیں ایسے کیسے جانے دے سکتا ہوں اس نے گہری متانت سے کہا بابا جی آپ کا شکریہ اب ہم چلتے ہیں ہمیں پہلے ہی بہت دیر ہو چکی ہے ابھی ہم لوگوں کو یک لمبا سفر کرنا ہے میں نے جواب دیا بوڑھا بھی اپنی بات کا پکا تھا وہ ایک ہی بات کی مسلسل رٹ لگانے لگا وہ ہمیں یوں کھائے پیئے بغیر نہیں جانے دے گا اس کی ضد کے سامنے ہمیں ہارنا پڑا اور ہم جھونپڑے کے اندر داخل ہو کر ایک بچھی ہوئی چارپائی پر بیٹھ گئے اسد آنکھ کے اشارے سے مسلسل مجھے یہاں سے اٹھنے کا کہنے لگا لیکن میں اس بوڑھے کے خلوص کو دیکھ کر چپ کر کے بیٹھا رہا میں نے اسد کے اشاروں کو نظر انداز کر ڈالا ہم لوگ چارپائی پر بیٹھ گئے تو بوڑھا بولا۔

لڑکو۔ تم لوگ بیٹھو میں ابھی آیا اس نے کہا اور جھونپڑے سے باہر نکل گیا بوڑھے کے جانے کے بعد میں جھونپڑے کا اندر سے جائزہ لینے لگا جھونپڑے میں ایک طرف کھانے پینے کے ضروری سامان کے برتن رکھے ہوئے تھے دوسری طرف رکھے کچھ اوزار دیکھ کر میں الجھنے لگا بھلا ایک بنجارے کی جھونپڑی میں اتنی ساری چاقو چھریاں ٹوکے کیوں موجود تھے حالانکہ یہ اوزار ہر گھر میں استعمال کیے جاتے ہیں مگر یہاں دکھائی دیتے اوزار حد سے بہت زیادہ تعداد میں موجود تھے اسد وہ ٹوکے چھریاں چاقو دیکھ کر بہت ہی خوفزدہ سا ہو کر رہ گیا دیکھا تم نے میں نہ کہتا تھا یہ بوڑھا انسان نہیں ہے بلکہ انسانی سوانگ میں کوئی اور ہی بلا ہے اسد خوف سے گھگھیانے لگا دوست حوصلہ رکھو ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو تم سوچ رہے ہو کیا چاقو چھریاں ٹوکے تمہارے گھر میں نہیں ہیں بس حوصلہ رکھو میں نے اسے سمجھایا تھا وہ ہنوز خوفزدہ تھا اس کے دل میں گہرے ڈر نے ڈیرا ڈال لیا تھا وہ اب میری تسلی دلاسے کو سمجھ ہی نہیں پا رہا تھا دفعتاً ہی جلتی ہوئی لالٹین خود بخود بجھ گئی جھونپڑی گہری گھنگھور تاریکی میں ڈوب گئی نجانے لالٹین کیسے بجھ گئی تھی شاید ہوا سے یا پھر اس کا تیل ختم ہو گیا تھا میں نے دل میں سوچا اسد کی خوف میں ڈوبی آواز مجھے اپنے کان کے قریب سے سنائی دی یاسر یہ لالٹین کیوں بجھ گئی ہے۔ دوست۔ چلو یہاں سے مجھے یوں لگتا ہے آج خوف سے میرا دل بند ہو جائے گا چلو ناں یاسر مجھے اس جھونپڑی کی تاریکی سے وحشت محسوس ہونے لگی ہے یاسر میں اس خوف سے مر جاؤں گا اسد کا لہجہ خوفزدہ تھا میں اس کی باتیں سن کر اسے تسلی دینے لگا۔

اسد بس تھوڑا سا صبر کر لو وہ بوڑھا آ جائے تو چلتے ہیں لگتا ہے لالٹین ہوا یا تیل ختم ہو جانے کی وجہ سے بجھی ہے قطعاً خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں میں نیا یکا مکانی بات بتا کر اسے تسلی دی اسد میری بات سن کر چپ کر کے مجھ سے قریب ہو کر بیٹھ گیا بوڑھے کو گئے ہوئے کافی ٹائم ہو گیا تھا وہ نجانے کہاں چلا گیا تھا ابھی تک نہ لوٹا تھا ہمیں دیر ہو رہی تھی میری والدہ بیمار تھی ان کی دوائی اس ٹائم میری گرہ میں تھی معاً ہی جھونپڑے کے باہر سے نسوانی سرگوشیوں ایسی آوازیں گونجتی سنائی دیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے بہت ساری عورتیں اس جھونپڑے کے باہر موجود ہوں اور کسی خاص ٹاپک پر راز و نیاز ہونے لگا تھا یہ مکھیوں کی بھنبھناہٹ ایسی سرگوشیاں سن کر مرا بھی دل خوف سے دھڑکنے لگا اسد کی حالت مجھ سے زیادہ ابتر ہونے لگی نجانے یہ عورتیں کون ہیں شاید عورتیں بھی یا کوئی اور مخلوق پھر یہ سرگوشیاں تیز تیز بولنے کی آواز میں منتقل ہو گئیں ایک کہنے والی کہنے لگی ارے انجلی اپنے کالے بھوت نے تو نے کمال کر دیا دیکھو۔ کیسے تگڑے شکار گھر پر لایا ہے۔ ہاں مالا ایسے ہی تو یہ سپہ سالار نہیں بن گیا ناں۔ آخر ملکہ کمارنی نے انہی کاوشوں کی بدولت یہ مقام دیا ہے پھر ایک تیسری آواز گونجی نجانے کس ٹائم جشن شروع ہوگا اور نجانے کب ان نوجوانوں کا گوشت کھانا نصیب ہوگا بولنے والی نے چٹخارہ سا لیا تھا۔

وہ اسی طرح کی گفتگو کرنے لگیں ہم دونوں وہ خوفناک گفتگو سن کر سردی لے مریض کی طرح لرزنے لگے اب مجھے کسی قسم کا بھی شک نہ رہا تھا بلکہ پختہ یقین ہو چکا تھا اس بوڑھے سمیت یہ ساری بستی بھوتوں چڑیلوں کی بستی ہے اس نے ہمیں انسانی سوانگ رچا کر پھانس لیا تھا اور ہم لوگ اس کی چال میں پھنس کر رہ گئے تھے اس میں سارا قصور میرا ہی تھا حالانکہ اسد تو پہلی ہی نظر میں دیکھ کر مجھ سے اپنے شک کا اظہار کرنے لگا تھا یہ بوڑھا انسان نہیں بلکہ انسانی روپ میں کوئی خونی بلا ہے یہ میں ہی تھا جو مسلسل اس کی باتوں کو اگنور کرتا آیا تھا۔ یاسر اب کیا کریں۔ اسد کی آواز مجھے اپنے کان کے قریب سے سنائی دی دوست بس اٹھو ابھی تک وہ بوڑھا یا

بھوت نہیں آیا شاید ہم لوگ اس کی غیر موجودگی میں بھاگنے میں کامیاب ہو جائیں میں یہ کہہ کر چارپائی سے اٹھ کھڑا ہوا مجھے اٹھتا ہوا دیکھ کر اسد بھی اٹھ کھڑا ہوا میں نے اسد کا ہاتھ تھامہ اور جھونپڑے کے دروازے کی طرف قدم اٹھانے لگے ہم دونوں جھونپڑے کے دروازے کے قریب پہنچے تو گھاس پھوس کا دروازہ خود بخود ہی بند ہو گیا دروازہ بند ہوا تو ہماری خوف میں ڈوبی ایک طویل چیخ جھونپڑی کے اندر گونج کر رہ گئی اسد نے ہسٹریائی پن سے کئی لاتیں مکے بند دروازے پر برسا دیے دروازہ پر کچھ اثر نہ ہوا وہ گاس پھوس کا دروازہ اتنا مضبوط تھا جیسے وہ گھاس پھوس کی بجائے لوہے کا بنا ہو لگتا تھا اس ہستیوں کو ہمارے فرار کا علم ہو گیا تھا تب ہی تو وہ گھاس پھوس کا دروازہ بند ہو گیا تھا۔

وہ ہستیاں بہت ہی باخبر تھیں انہوں نے جھونپڑے کا دروازہ بند کر کے کہیں ہمیں جھونپڑے کے اندر ہی بند قیدی بنالیا تھا گہری مایوسی نے ہم پر ڈیرے ڈال دیئے تھے ہمیں ہماری زیست ختم ہوتی دکھائی دینے لگی ہم اپنی غلطی سے بھوتوں چڑیلوں کی بستی میں آ گئے تھے جن کی خوراک ہی انسانی گوشت تھا اب اس مخلوق کے ہاتھوں ہمارا کیا حشر ہو گا بس یہی سوچ سوچ کر ہمارا خون خشک ہونے لگا ہم دونوں دوبارہ سے جا کر چارپائی پہ بیٹھ گئے تھے اور آنے والے حالات کے بارے میں سوچنے لگے ایک دم ہی سے بستی کے اندر سے ڈھول پیٹنے کی آوازیں گونجنے لگیں ڈھول کی آواز گونجی ہی تھی کہ ہر طرف ایسی ہاہا کار مچی جیسے قیامت صغریٰ برپا ہونے لگی ہو ڈھول کی آواز سنتے ہی جیسے ساری بستی بیدار ہونے لگی تھی اب ہر طرف سے ڈراؤنے قہقہے اور آوازیں گونجنے لگیں ہماری جھونپڑی کے باہر موجود وہ عورتیں جو یقیناً چڑیلیں ہوں گی اب ان کے بھی قہقہے گونجنے لگے تھے گہری خاموشی کے بعد یہ ہولناک شور بہت ہی خوفناک تھا دفعتاً ہی ہمارے جھونپڑے کا دروازہ کھل گیا کھلے دروازے کو دیکھ کر ہم دونوں خوف سے اچھل کر کھڑے ہو گئے دروازے کے باہر پراسرار بوڑھا کھڑا تھا ہماری نظریں بوڑھے کی طرف اٹھیں تو وہ مسکرانے لگا اس کی یہ مسکراہٹ بہت ہی ڈراؤنی تھی اس کی اس شیطانی مسکراہٹ کو دیکھ کر ہمارا خوف مزید گہرا ہوتا جانے لگا بوڑھے نے ہمیں باہر آنے کا حکم دیا ہم دونوں اس کی بات سن کر میکانکی انداز میں چلتے ہوئے جھونپڑے سے باہر نکل آئے باہر ایک خوفناک منظر ہماری نگاہوں کے سامنے تھا اس بوڑھے سے کچھ قدموں کے فاصلے پر دس کے قریب چڑیلیں کھڑی تھیں ان کے چہرے شب دیجور کی طرح کالے سیاہ خوفناک تھے انہیں دیکھ کر ہم پر کپکپی سی طاری ہونے لگی اغلب امکان تھا یہ وہی چڑیلیں تھیں جن کی سرگوشیاں اور خوفناک باتیں ہم لوگ جھونپڑے کے اندر بیٹھ کر سن چکے تھے وہ چڑیلیں ہمیں اپنی بھوکی نظروں سے گھورنے لگیں۔

جھونپڑا بستی کے پرلی سائٹ سے آگ کے شعلے اٹھتے دکھائی دے رہے تھے ڈھول پیٹنے کی آوازیں بھی اسی طرف سے سنائی دے رہی تھیں اسی سمت سے خوفناک قہقہے بھی گونج رہے تھے لگتا تھا ساری بستی کی مخلوق ہی یہیں جمع تھی بوڑھے کی خوفناک آواز قوت سماعت سے ٹکرائی تو میرا پھر سے دھیان پراسرار بوڑھے کی طرف مبذول ہو گیا وہ کہنے لگا بچو۔ اب تک تم لوگ ساری حقیقت سمجھ گئے ہو گے اب تمہیں یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہی کہ میں کون ہوں اور یہ چڑیلیں یہاں کیوں کھڑی ہیں اب مجھے بھی اس روپ کو ختم کر کے اپنے اصلی روپ میں ظاہر ہو جانا چاہیے اس نے کہا اور خود منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگا پھر اس نے پڑھا ہوا منتر خود پر پھونک ڈالا اس نے جیسے ہی خود پر منتر پھونکا تھا اس کے اردگرد سفید رنگ کا دھواں پھیلنے لگا ہم حیرت و خوف سے وہ منظر تکتے رہے اس کے اردگرد پھیلا دھواں لمحہ بہ لمحہ گہرا ہوتا گیا کچھ لمحات تلک وہ گہرے سفید دھویں میں روپوش رہا پھر وہ دھواں ایک دم ہی غائب ہو گیا دھواں ختم ہوا تو اب جو ہستی ہماری نظروں کے سامنے تھی اسے دیکھ کر ہمارا خوف مزید دبیز ہوتا چلا گیا وہ ایک بہت ہی ڈروانا بھوت تھا اس بھوت کے سفید لمبے لمبے دانت منہ سے باہر تک جھانک رہے تھے وہ ہمیں خوفزدہ دیکھ کر قہقہے لگانے لگا۔

اسے یوں قہقہے لگاتا ہوا دیکھ کر وہاں کھڑی چڑیلیں بھی اپنی خوفناک آواز کا جادو جگانے لگیں چاند کی چاندنی میں وہ بھوت اور چڑیلیں بہت ہی خوفناک دکھائی دے رہے تھے خوف سے ہم پر لرزنے کی کیفیت طاری تھی فرد کو ہم لوگ کچھ پل کا مہمان سمجھنے لگے قہقہے لگاتا ہوا بھوت ایک دم سے ہی خاموش ہو گیا تو قہقہے لگاتی چڑیلیں بھی خاموش ہو گئیں چلو ان کو پکڑ کر میرے پیچھے پیچھے لے آؤ ملکہ انتظار کر رہی ہوں گی جشن شروع ہو چکا ہے بھوت یہ کہہ کر ایک طرف کو چل دیا اس کا رخ نظر آتے آگ کے شعلوں کی طرف تھا اس کا حکم سن کر ہمارا براحال ہونے لگا نجانے وہ ہمیں کیوں اس بھوت

چڑیلوں کے جشن میں لے کر جانا چاہتا تھا نجانے وہاں ہمارے ساتھ کیا ہونے والا تھا اب خدا تعالیٰ ہی ہماری مدد کر سکتا تھا اس دوران وہ چڑیلیں ہمارے قریب آ کر ہمیں دبوچ چکی تھیں خود کو خونی چڑیلوں کے نرغ میں گھرا پا کر ہمیں بہت ڈر لگنے لگا ایک تو ان کی شکلیں بدصورت دوسرا ان کے جسموں سے اٹھتا ہوا بدبو کا تعفن ہمارا حال مزید ابتر ہو کر رہ گیا چلو لڑکو۔ وہ گرجیں تو ہم لوگ مریل قدموں سے چلنے لگے وہ خوفناک بھوت ہم سے کچھ قدموں کے فاصلے پر جا رہا تھا ہم خوفناک چڑیلوں کی معیت میں چلتے ہوئے بستی سے باہر نکلے آئے تھے بستی کے باہر ایک دل دہلا دینے والا منظر ہماری قوت بصارت کے سامنے پھیلا ہوا تھا کچھ دور ایک آگ کا الاؤ روشن تھا۔

ایک طرف ایک بہت بڑی دیگ پتھروں سے بنائے گئے چولہے پر رکھی نظر آنے لگی وہاں بہت سارے بھوت و چڑیلیں جمع تھے کچھ بھوت ڈھول بجا رہے تھے تو کچھ بھوت اور چڑیلیں محو رقصاں تھے ایک طرف ایک تخت نما کرسی پر ایک نہایت ہی خوفناک چہرے والی چڑیل بیٹھی ہوئی تھی اغلب امکان تھا وہی ان کی ملکہ تھی جس کی بابت ہم نے خوفناک بھوت سے سنا تھا کمارنی کی خونی بھوکی نظریں ہماری طرف مرکوز تھیں وہ منظر کچھ فاصلے سے دیکھ کر ہی ہمارا براحال ہونے لگا آخر ہم چلتے ہوئے ان تک پہنچ گئے ہمیں دیکھ کر ڈھول بجانے والے مزید شدت سے ڈھول بجانے لگے ناچنے میں معروف مخلوق مزید جنونی انداز میں ناچنے لگے اور باقی کی کھڑی ہوئی مخلوق ہمیں بھوکی نظروں سے گھورنے لگی وہاں جمع ساری مخلوق اپنی لمبی لمبی زبانیں منہ سے باہر نکال کر اپنے ہونٹوں پر پھیرنے لگے وہ خوفناک منظر دیکھ کر خوف اپنا مزید تسلط ہم پر پھیلانے لگا اسد کی حالت تو مجھ سے بھی زیادہ خراب تھی اس کی آنکھوں میں خوف کے آنسو تیر رہے تھے آج زندہ بچنا مشکل امر تھا ضرور یہ مخلوق ہمیں کھا جائے گی ذہن پراگندہ سوچوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا ہاہاہا۔ ایک بھیانک قہقہہ گونجا تو میں اپنے خیالات سے باہر نکل آیا قہقہے کرسی پر بیٹھی کمارنی چڑیل لگا رہی تھی ہمیں یہاں دھوکے سے لانے والا خوفناک بھوت اس کے سامنے سر جھکائے کھڑا تھا میں اس چڑیل کا جائزہ لینے لگا۔

وہ ایک نہایت ہی بدصورت ڈراؤنے چہرے والی چڑیل تھی مگر اس نے اپنے ایک ہاتھ میں بڑا دیدہ زیب کنگن پہن رکھا تھا اتنا بدصورت ہاتھ اور اتنا سندر کنگن میں ان خوفناک حالات میں بھی سوچنے لگا کاش یہ کنگن چڑیل کے ہاتھ کی بجائے کسی بت طناز کے ہاتھ میں ہوتا تو کتنا سندر نظر آتا سچ وہ سونے کا کنگن بہت ہی خوبصورت تھا ایک مرتبہ پھر مجھے اپنے خیالات کی دنیا سے باہر آنا پڑا وہ تخت نما کرسی پر بیٹھی چڑیل اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی وہ بھوت سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی واہ۔ کالے بھوت مان گئے آج تم نے میرا من خوش کر دیا ہے اتنے موٹے تازے جوان شکار گھیر کر لائے ہو ویلڈن وہ اس طرح سے اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر ہمیں گھورنے لگی اسے اپنی طرف متوجہ پا کر ہمارے دلوں کی دھڑکن مزید تیز ہو گئی پھر وہ آہستہ آہستہ قدموں سے ہماری طرف آنے لگی ہماری نظر اسی پر مرکوز تھی وہ خوفناک ہستی ہمارے قریب آ کر کھڑی ہو گئی اس کی نظریں ہم پر مرکوز تھیں ایک مرتبہ پھر اس کا قہقہہ گونجا ویری گڈ۔ کالے بھوت آج کا شکار تم نے بہت ہی اچھا کیا ہے وہ اپنے قریب کھڑے بھوت کو ستائش بھری نظروں سے تکتے ہوئے دلی مسرت کا اظہار کرنے لگی پھر چپ ہو گئی اس نے اپنی خونی نظروں سے ہمیں گھورنا شروع کر دیا کچھ دیر تلک اس کے گھورنے کا عمل جاری رہا۔

پھر وہ آگے بڑھی اور اسد کو اس نے اپنے دونوں ہاتھوں میں ایسے اٹھالیا جیسے وہ گوشت پوست کے انسان کی بجائے اس کے لیے معمولی تنکا ہو اسد کی خوف بھری چیخیں گونجنے لگیں وہ چڑیل کے ہاتھوں میں پھڑپھڑانے لگا اس کی فریادی نظریں میری طرف اٹھی ہوئی تھیں میں نے ایک نظر اسد کو دیکھا اور گہرے دکھ سے اپنی نظریں جھکالیں میں بھلا کیسے اس کی مدد کر پاتا فقط التجا کر سکتا تھا جو میں کرنے لگا میں رو رو کر اس کمارنی سے منت کرتا رہا میں کہتا رہا وہ میرے دوست کو چھوڑ دے وہاں کون تھا جو میری فریاد پر کان دھرتا کمارنی اسد کو اٹھائے ہوئے دیگ کے پاس پہنچ گئی دیگ کے نیچے خوب آگ بھڑک رہی تھی دیگ کے اندر سے گہرا دھواں اٹھ رہا تھا میں چڑیل کا مقصد سمجھ کر شدت وکرب سے چیخنے چلانے لگا میں سمجھ چکا تھا وہ میرے دوست کو اس دیگ میں پھینکنا چاہتی تھی کیسے اس کو روکوں کیسے اپنے دوست کو بچاؤں میرا رونا چلانا سن کر وہاں جمع سبھی مخلوق اپنی کریہہ آواز میں قہقہے لگانے لگی کمارنی نے اپنے پورے زور سے اسد کو اس دیگ میں پھینک دیا تھا میں وہ منظر دیکھ کر ششدر رہ گیا دیگ کے اندر سے اسد کی دردبھری چیخیں

گونجنے لگیں میرا ذہن دل جھر جھر ہوتا چلا گیا آہ۔ میرا دوست ۔میری آنکھوں سے درد وغم کا سندھو بہہ نکلا اس سے زیادہ اور میں کر ہی کیا سکتا تھا کچھ دیر بعد اسد کی چیخیں سنائی دینا بند ہوگئیں لگتا تھا میرا دوست اس سنگدل وحشت کی دنیا سے نجات پ گیا تھا آہ۔ میرا دوست میرے لبوں سے ایک طویل درد بھری آہ نکلتی چلی گئی تھی وہ چڑیل میرے دوست کو دیگ میں پھینکنے کے بعد واپس میری طرف آنے لگی اب میری باری تھی دردناک موت کا تصور کر کے میرا خوف مزید گہرا ہوتا چلا گیا وہ بدصورت چڑیل میرے قریب آکر کھڑی ہوگئی وہ اپنی کینہ توز نظروں سے مجھے گھورنے لگی میں برگ رسیدہ کے پتے کی طاند لرزنے لگا۔

ایک دم ہی سے اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اس نے میرا ہاتھ پکڑا تو میں نے اضطراری طور پر اس کا دوسرا ہاتھ پکڑ لیا اسی ہاتھ میں اس نے کنگن پہن رکھا تھا وہ کنگن اس ٹائم میرے ہاتھ کی گرفت کے نیچے تھا اس چڑیل نے جیسے ہی میرا ہاتھ پکڑا تھا وہ چیخنے لگی نجانے وہ کیوں چیخ چلا رہی تھی میں حیران رہ گیا تھا نجانے اسے کیا ہوگیا تھا وہ بات میری عقل وخرد سے ماورا تھی وہ چیخی تو میدان میں ساری مخلوق اپنی بھیانک آواز میں ایک کورس کے ساتھ اس کے ساتھ چیخنے چلانے لگی یک لخت ہی چڑیل کے اردگرد سفید رنگ کا دھواں پھیلنے لگا دھواں پھیلا تو اس نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا اور دوسرا ہاتھ جو میں نے پکڑ رکھا تھا میرے ہاتھ سے کھینچ لیا اور غائب ہوگئی وہ غائب ہوئی تو باقی کی سبھی مخلوق بھی غائب ہوگئی پھر جلتا ہوا آگ کا آلاؤ اور وہ دیگ جس میں میرا دوست فرائی ہوگیا تھا غائب ہوگئے اس کے بعد ساری جھونپڑا بستی بھی میری نظروں سے اوجھل ہوگئی اب وہاں کچھ بھی نہ تھا حد نگاہ جھاڑیاں اور سرکنڈے دکھائی دے رہے تھے میں سخت حیرانگی کا شکار تھا کہ آخر اس چڑیل کو کیا ہوا تھا وہ مجھے چھوتے ہی کیوں چیخی چلائی تھی بہر کیف وجہ جو بھی تھی میرے حق میں تھی میری زندگی بچ گئی تھی لیکن میرا دوست بچ نہ سکا تھا وہ چڑیلوں کی دیگ میں بھون گیا تھا اس نے کچھ دیر پہلے ہی تو مجھ سے کہا تھا یاسر آج لگتا ہے میرا دل بند ہوجائے گا اور میں مرجاؤں گا واقعی اس کا خدشہ کتنا سچا نکلا تھا اس کا دل ہمیشہ کے لیے بند ہوگیا تھا وہ مر چکا تھا۔

میں اپنے دوست کو یاد کر کے درد وغم سے سنگی زمین پر ڈھے گیا میری آنکھوں سے دریا بہہ نکلے میں جیسے ہی نیچے بیٹھا تو ایک چمکتی ہوئی چیز نظر آئی نجانے وہ کیا چیز تھی کیونکہ اس ٹائم میری آنکھیں آنسوؤں سے لبریز تھیں نظروں کے سامنے دھند چھائی ہوئی تھی میں نے اپنی بہتی آنکھوں کو قمیض کے دامن سے صاف کیا اور غور سے اس چیز کو دیکھا وہ چمکنے والی چیز کنگن تھی یہ وہی کنگن تھا جو کہ کچھ دیر پہلے تلک چڑیل کے ہاتھوں میں تھا شاید مجھ سے کھینچا تانی کرتے ہوئے وہ کنگن زمین پر گرا تھا وہ بہت ہی سندر تھا میں نے وہ کنگن اپنی گرہ جیب میں ڈال لیا اگرچہ اس کنگن ۔ سے مجھے خوف بھی محسوس ہو رہا تھا کیونکہ یہ کنگن ایک چڑیل نے پہن رکھا تھا اس کی مالک ایک مافوق الفطرت ہستی تھی یہ کنگن میرے لیے خطرناک بھی ثابت ہوسکتا تھا مگر نجانے اس کنگن میں کیسی کشش تھی کہ میں نے اس کو اپنی گرہ میں ڈال لیا میرا کنگن کو جیب میں رکھنا تھا کہ اردگرد سے نادیدہ وجود اپنی مکروہ آواز میں گریہ کناں ہوگئے میں وہ غائب رونا سن کر خوفزدہ سا ہو کر رہ گیا میری متلاشی نظریں اردگرد مرکوز ہوگئی تھیں میں ان ہستیوں کو دیکھنا چاہتا تھا جو مجھے کنگن اپنی جیب میں رکھتا ہوا دیکھ کر رونے لگیں تھیں وہاں کچھ بھی نہ تھا وہ ہستیاں مجھے نظر نہ آئیں کیا پتہ وہ مجھے نقصان نہ پہنچا دیتیں اس سوچ نے مجھے لرزا کر رکھ دیا میں وہاں سے بھاگ اٹھا مجھے بھاگتا ہوا دیکھ کر غائبی رونے کی آواز مزید اونچی ہوتی چلی گئی میں مسلسل بھاگتا ہوا گاؤں کی بڑھتا رہا جب تک مجھے گاؤں کے آثار دکھائی نہ دینا شروع ہوئے تھے اب میں محفوظ تھا اب میں نارمل انداز سے چلنے لگا اب تک کی بھاگ دوڑ سے میرا بدن چور تھا پسینے سے کپڑے بھیگ چکے تھے سانس لوہار کی دھونکنی کی مانند چل رہا تھا خوف کا بھوت الگ سوار تھا میں چلتے ہوئے بار بار مڑ کر بھی دیکھ لیتا تھا۔

مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے ابھی ہی کوئی بلا میرے عقب سے نمودار ہولی اور میرا خون پی جائے گی دل کی دنیا تاراج خزاں باغ کی مثل ہو چکی تھی اپنے بھائی جیسے دوست کی عبرتناک موت الگ دکھی کرنے لگی پھر ایک نئی سوچ نے ذہن میں آکر مجھے مزید پریشان کر کے رکھ دیا اسد جو کہ اب تک گھر نہ پہنچا تھا اس کی ماں سکینہ کئی چکر ہمارے گھر کے لازمی لگا چکی ہوگی جب گھر والوں نے انہیں بتایا ہوگا کہ میں دوسرے گاؤں دوائی لینے گیا ہوں تو ماسی سکینہ یہ سوچ کر مطمئن ہوگئی ہوگی کہ اسد ضرور میرے ساتھ ہوگا ہاں ان کی سوچ اپنی جگہ صد فیصد درست تھی وہ بچارہ گیا تو میرے ساتھ ہی تھا مگر واپسی کے سفر میں وہ ایسے سفر پر نکل گیا تھا جہاں سے آج تک کوئی بھی مسافر

نہ لوٹا تھا اب میں انہیں کیا بتاؤں گا کہ اسد کو چڑیلیں اپنی دیگ میں ڈال کر بھون کر کھا گئیں تھیں میری اس بات پر کوئی بھی یقین نہ کرتا الٹا سبھی مجھ پر ہی شک کرتے اب یہی میرے لیے بہتر تھا کہ میں سرے سے ہی انکار کر ڈالتا کہ اسد میرے ساتھ نہیں تھا اور میں نے شام سے خود اسے اسد کو نہیں دیکھا میں تو دوائی لینے دوسرے گاؤں گیا تھا مجھے اسد کی بابت علم نہیں وہ کہاں گیا ہے ایک اور بھی بات میرے حق میں جاتی تھی اسد کو میرے ساتھ جاتے ہوئے کسی نے دیکھا نہ تھا یہ سوچ مجھے مطمئن کرنے کو کافی تھی لیکن میرا دل دکھ وکرب سے رونے لگا آہ۔ میں سب کچھ جانتے ہوئے بھی ایک ماں سے جھوٹ بولوں گا جب صبح تک اسد گھر نہیں جائیگا تو ماسی سکینہ صبح ضرور ہمارے گھر آئے گی کیونکہ اسد کی خالی مجھ سے دوستی ہی نہ تھی ہم دونوں مثالی دوست تھے ہم دونوں کا زیادہ وقت اکٹھے ہی گزرتا تھا میں بھی کیسا بدنصیب تھا میرے سامنے ہی میرے دوست کو بے دردی سے فنا کی گھاٹ اتار دیا گیا تھا اور میں کچھ بھی نہ کر سکا تھا اور میں کرتا بھی تو کیا کرتا کوئی انسان تو نہ تھے وہ ماورائی مخلوق تھی میں ٹھہرا عام سا بندہ بھلا کیسے بچاتا اسے درد وغم سے میرا دماغ ماؤف ہونے لگا میں انہی خیالات میں الجھا اپنے گھر کے دروازے پر پہنچ گیا دو تین دستک کے بعد دروازہ کھل گیا دروازہ کھولنے والی میری بہن انیلہ تھی اس نے مجھے دیکھا تو سلام کیا اور جواباً میں نے بھی اسے دعا دی اور گھر کے اندر آ گیا۔

بھائی بہت دیر کر دی آپ نے بہن نے محبت بھرے لہجے میں کہا انیلہ حکیم جی کے پاس رش بہت تھا بس اس لیے دیر ہوگئی سناؤ اب امی کی طبیعت کیسی ہے میں نے پوچھا بھائی امی کی طبیعت اب کافی بہتر ہے وہ سوگئیں ہیں اور ہاں وہ ماسی سکینہ آئی تھیں اسد کا پتہ کرنے کیا وہ آپ کے ساتھ گیا تھا انیلہ کا لہجہ تفکر بھرا تھا نہیں تو وہ تو میرے ساتھ نہیں گیا تھا مگر وہ کہاں جا سکتا ہے میں نے اپنے لہجے میں تشویش سموتے ہوئے کہا انیلہ کی یہ بات سن کر میرا دل اندر سے تڑپ اٹھا تھا مجھے بخوبی معلوم تھا اسد جہاں چلا گیا تھا وہاں سے اب واپسی ناممکن تھی پھر وہ کہاں گیا میری بہن کی گہرے فکر میں ڈوبی آواز مجھے خیالات کی وادی سے کھینچ لائی میں نے ایک نظر اپنی بہن کے چہرے پر ڈالی جہاں اس وقت گہری پریشانی رقم تھی میں انیلہ کی پریشانی کو سمجھ رہا تھا مجھے بخوبی معلوم تھا وہ اور اسد ایک دوسرے کو پسند کرتے تھے آہ۔ ان کی معصوم سی محبت بادِ سموم کی نظر ہو چکی تھی میں نے ٹوٹے دل سے دوبارہ اپنی بہن کی طرف دیکھا اور جیب سے دوائی کی شیشی نکال کر اسے تھما دی اتنی بھاگ دوڑ کے باوجود دوائی کی بوتل محفوظ رہی تھی میری بہن دوائی لے کر جانے لگی تو بولی بھائی کھانا یہیں صحن میں لے آؤں یا اندر کمرے میں کھاؤ گے۔

نہیں انیلہ تم بھی اب آرام کرو مجھے بھوک نہیں ہے بس اب میں بھی سونا چاہتا ہوں آج بہت تھک گیا ہوں میں نے جواباً کہا وہ میری بات سن کر جی اچھا کہہ کر دوائی رکھنے اندر کمرے میں چلی گئی میں دکھ سے اپنی چارپائی پر ڈھیر ہوگیا یہ گرمیوں کے دن تھے اس لیے سبھی گھر والے باہر صحن میں ہی سو رہے تھے کچھ دیر بعد میری بہن بھی اندر سے آکر اپنی چارپائی پر لیٹ گیا نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور کھڑی میری بے بسی کا تماشہ دیکھ رہی تھی میری نظریں آسمان پر مرکوز تھیں آج چاند اپنے پورے جوبن پے تھا میں حالیہ واقعات کو سوچ سوچ کر دکھی وخوفزدہ ہونے لگا اس طرح سوچیں سوچتے ہوئے نجانے مجھے کتنی دیر گزر گئی میری بہن انیلہ بھی سو چکی تھی باقی کے گھر والے تو نجانے کب کے محو استراحت تھے سارے گھر پر گہری خاموشی کا راج تھا سبھی سکون کی گہری نیند سو رہے تھے یہ تو میں ہی تھا بے سکون جاگتا ہوا معاً ہی پائل بجنے کی آواز سنائی دی چھن چھن چھنا چھن میں پائل کی آواز سن کر خوف سے اپنے بستر پر اٹھ کر بیٹھ گیا میں نے اپنی نظریں پائل گونجنے کے مرکز کی اور طرف مرکوز کر دی تو حیران و پریشان ہو کر رہ گیا رات کی رانی کے پودے کے پاس ایک سفید لبادے میں ملبوس حسینہ عالم مدہوشی میں محو رقصاں تھی اس کی کالی سیاہ دراز زلفیں اس کی کمر پر پھیلی ہوئی تھیں اس کے پاؤں میں پائل بندھی ہوئی تھی میں اس پری جمال کو دیکھ کر گہرے خوف وڈر میں مبتلا ہونے لگا۔

اب میں اسے بنت حوا سمجھتا تو یہ میری بیوقوفی ہوتی کوئی بھی لڑکی بھی لڑکی رات کے اس پہر کسی دوسرے کے گھر میں جا کر بھلا یوں ناچ سکتی تھی وہ ضرور لڑکی کے روپ میں کوئی اور مخلوق تھی شاید یہ لڑکی کے روپ میں پوشیدہ تھی انہی چڑیلوں میں سے کوئی ایک ہو جن سے کچھ دیر پہلے میرا واسطہ پڑا تھا بہرحال وہ جو تھی اس نے روپ بہت ہی سندر اپنایا ہوا تھا۔ میں ٹکٹکی باندھے اسے تکتا رہا وہ گردوپیش سے لاپرواہ سی ہو کر ڈانس کرتی رہی یوں ناچتے ایک دم ہی سے ایک دم ہی سے اس نے اپنا ناچ روک دیا ناچ رکا تو اس پاؤں میں

بندھے پائل کی چھن چھنا چھن بلی رک گئی ماحول پر سکوت ہوتا گیا ایک دم سے وہ اپنے پورے چہرے کے ساتھ میری طرف گھومی اس کا چہرہ بلا کا خوبصورت تھا لیکن اس کی آنکھیں اف خدا کی پناہ بلور کی مانند چمک رہی تھیں ان آنکھوں میں غصہ بھرا نظر آنے لگا میں اس کی بھیانک آنکھیں دیکھ کر اپنی پوری جان سے کانپ اٹھا وہ کچھ پل تک اپنی جگہ کھڑی مجھے گھورتی رہی پھر وہ آہستہ روی سے میری طرف آنے لگی اس کے چلنے سے ایک مرتبہ پھر پائل بج اٹھے چھن چھنا چھن اس ہستی کو اپنی طرف آتا دیکھ کر میرا خوف اپنی آخری حدوں کو چھونے لگا وہ جیسے جیسے میرے قریب آنے لگی اس کا عارضی روپ اپنے اصلی روپ میں تبدیل ہونے لگا پھر وہ اپنے اصلی روپ میں روپ ہی آگئی میں اس کا بھیانک روپ دیکھ کر خزاں رسیدہ پتے کی مانند لرزنے لگا۔

میں اسے پہچان چکا تھا وہ کمارنی چڑیل تھی جس سے میں ابھی کچھ دیر پہلے بچ کر آگیا تھا شاید اب اس کے پنجہ ستم سے بچنا مشکل تھا اس کے تیور خطرناک تھے وہ میرے بہت ہی قریب کھڑی ہو کر اپنی خونی نظروں سے گھورنے لگی میں بہت ڈر چکا تھا اب کیسے جان بچے کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا پھر نجانے کیسے ایک دم سے ہی میرے لبوں سے خود بخود درود شریف جاری ہو گیا میرے لبوں سے درود شریف کا ادا ہونا تھا کہ چڑیل مجھ سے کئی قدم دور ہٹ کر کھڑی ہو گئی وہ مزید غضبناک نظروں سے مجھے گھورنے لگی اسے یوں خود سے دور ہوتا دیکھ کر مجھے احساس ہوا کہ وہ ہستی درود شریف کی وجہ سے بدک کر پیچھے ہٹ گئی ہے کیوں ناں یہ پڑھا ہوا درود شریف اس پر پھونک دوں شاید وہ ڈر کر بھاگ جائے اس خیال کا ذہن میں آنا تھا اور میں نے اس پر عمل کر ڈالا میں نے درود شریف کمارنی کی طرف پھونک دیا درود پھونکا تو وہ بھیانک چیخ کے ساتھ اپنی جگہ سے غائب ہوتی گئی وہ غائب ہو گئی تو میں گہرے خوف میں اپنے بستر پر ڈھے گیا میرے لبوں پر شکرانے کے الفاظ تھے میں خداتعالیٰ کی ذاتکریمی کا شکر بجالانے لگا وہ پوری شب میری آنکھوں میں کٹی پوری رات میں کلمہ درود پڑھتا رہا مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے ہی میں یہ ورد پڑھنا چھوڑوں گا وہ کمارنی ظاہر ہو جائے گی یا تو وہ میرا گلہ دبا دے گی یا مجھے اٹھا کر لے جائے گی اس طرح وہ رات گزری۔

جب گاؤں کی واحد مسجد سے آذان فجر ادا کرنے کے بعد میں خداتعالیٰ سے دعا کرنے لگا خداتعالیٰ سے اپنے دوست اسد کی مغفرت کی دعا مانگی اور اپنے لیے ان بلاؤں سے پناہ مانگی نماز و دعا کے بعد ہی مسجد سے باہر نکل آیا میں آہستہ قدموں سے اپنے گھر کی طرف جانے لگا نماز کے بعد اب دل ناداں پر سکون تھا بیشک دلوں کو سکون اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی ملتا ہے جس کا آج عملی ثبوت مجھے مل گیا تھا گھر میں آیا تو گھر والے بھی اٹھ کر اپنے معمولات میں مصروف نظر آئے میری بہن کچن میں ناشتہ بنا رہی تھی والد صاحب ایک چارپائی پر بیٹھے قرآن پاک کی تلاوت میں مصروف تھے میری والدہ نماز پڑھنے کے بعد مصلے پر بیٹھی دعا مانگ رہی تھی میں چلتا ہوا اپنی ماں کے قریب جا کر بیٹھ گیا کچھ دیر بعد وہ دعا سے فارغ ہو گئی تو میں نے انہیں سلام کہا اور ان کی طبیعت کی خیریت معلوم کی جواباً انہوں نے مجھے دعا و پیار دیا اور اپنی صحت کے متعلق بتایا کہ اب ان کی طبیعت کافی حد تک بہتر تھی پھر وہ اپنی خوشی کا اظہار کرنے لگی بیٹا آج میں تم سے بہت خوش ہوں تم صبح ہی صبح اٹھے اور نماز ادا کی بیٹا اللہ تعالیٰ کی یاد میں بہت سکون ہے اب تم بھی پنجگانہ نمازی بن جاؤ دیکھنا تمہیں کیسی راحت ملتی ہے وہ مجھے نصیحت کرنے لگی تھیں اور میں نے ان کی باتوں پر عمل کرنے کا تہیہ کر لیا تھا۔

میری بہن ناشتہ تیار کر چکی تھی اس نے ہمیں آواز دی تو میں اور میری امی اٹھ کر کچن کی طرف چل دیئے ہمارے والد صاحب صبح خالی چائے پیتے ہیں ان کی چائے ان تک پہنچا دی گئی ناشتے کے بعد میری بہن صحن میں جھاڑو لگانے لگی میں نے پانی والا پائپ اٹھا اور پودوں کو پانی دینے لگا ابھی پانی دینا شروع ہی کیا تھا ہمارے گھر کے خارجی دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی میں نے چونک کر دروازے کی اور دیکھا میرا دل اپنی پوری شدت سے دھڑک اٹھا مجھے لگ رہا تھا شاید ماسی سکینہ آئی ہو گی میں خود میں ان سے بات کرنے کے لیے حوصلہ پیدا کرنے لگا اس دوران میری بہن دروازہ کھول چکی تھی میرا اندازہ درست نکلا وہ ماسی سکینہ ہی تھی ان کے چہرے پر گہری پریشانی کے سائے ناچ رہے تھے وہ چلتی ہوئی آ کر صحن میں بچھی چارپائی پر بیٹھ گئی انہیں دیکھ کر میں نے پانی کا پائپ ایک پھولوں کی کیاری میں رکھا اور چلتا ہوا ان کے قریب جا کر ایک چارپائی پر بیٹھ گیا رسمی سی علیک سلیک کے بعد میں نے پوچھا آنٹی خیریت تو ہے آپ آج پریشان لگ رہی ہیں حالانکہ میں ان کی پریشانی کی وجہ بخوبی جان رہا تھا وہ اسد کے لیے پریشان تھی جو کل رات سے غائب تھا وہ یقینی اسی کا پتہ کرنے پر میرے گھر آئی تھیں آج عجب سی ویرانی ان کے چہرے پر در آئی تھی وہ ایک ماں تھیں اور ماں کا دل اپنی اولاد خصوصاً بیٹے کے سلسلے میں بڑا ہی نازک ہوتا ہے وہ شکستہ سے لہجے میں بولیں یاسر بیٹا اسد کل شام سے گھر نہیں آیا تو رات کو میں تمہارے گھر اس کا پتہ کرنے آئی تھی یہاں آ کر معلوم ہوا کہ تم اپنی امی کی دوائی لینے کے لیے دوسرے گاؤں گئے ہو تو میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی وہ تمہارے ہی ساتھ گیا ہو گا جب رات کو بھی وہ لوٹ کر گھر نہ آیا تو میں یہ سوچ کر مطمئن ہو گئی کہ تم دونوں رات کو لیٹ آئے ہو گے اسی لیے اسد تمہارے ہی پاس رک گیا ہو گا لیکن اب یہاں آ کر ایسا لگ رہا ہے جیسے تم بھی میرے اسد کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے جب وہ تمہارے ساتھ بھی نہ گیا تھا تو وہ کدھر گیا کہاں گیا میرا اسد میرے دل کا ٹکڑا ان کا لہجہ گہرے درد و غم سے لبریز تھا میں ان کی باتیں سن کر دکھی ہو کر رہ گیا میرے دل کی دنیا مغموم ہو کر رہ گئی ایک ماں کے سامنے مجھے جھوٹ بولنا پڑ رہا تھا مگر سچ بھی کیسے بولتا وہ سچ جو بہت کڑوا تھا اس سچ سے میرے اوپر بھی الزام آ سکتا تھا ماسی سکینہ ہی کیا کوئی بھی میری اس کہانی پر یقین ہی نہ کرتا کہ اسد کو چڑیلیں اپنی دیگ میں بھون کر کھا گئیں ہیں جھوٹ اور سچ دونوں میں سے کس کا انتخاب کروں سچ بولنا میرے لیے نقصان دے تھا اور جھوٹ بولنا میرے حق میں بہتر تھا سو میں جھوٹ بولنے لگا۔

ماسی پھر یہ اسد کہاں چلا گیا مجھے تو یہ سن کر خود حیرانگی ہو رہی ہے وہ ایسا تو نہ تھا اس نے ایسی لاپرواہی تو کبھی نہ کی تھی بہرکیف آپ حوصلہ رکھیں میں اسے تلاش کرا لاؤں گا میں نے ماسی سکینہ کو بظاہر مضبوط لہجے میں حوصلہ دیا حالانکہ میں جانتا تھا اندر سے میرا لہجہ کتنا کھوکھلا تھا میں بھلا اب کیسے اسد کو ڈھونڈ کر لاتا وہ ایسی منزل کا مسافر بن چکا تھا جس منزل کے مسافر دوبارہ سے کبھی بھی اپنے وطن نہ لوٹ سکے تھے ماسی سکینہ اپنے اکلوتے بیٹے کے یوں غائب ہو جانے پر رونے لگی انہیں روتا دیکھ کر میرے آنسو امڈ آئے اور درد و غم کا نہ رکنے والا سیلاب بہہ نکلا ماحول ایکدم سے ہی سوگوار ہو کر رہ گیا تھا میں اور ماسی ایک ہی چارپائی پر بیٹھے روتے رہے ہمارے رونے کی آواز سن کر میری والدہ اور جھاڑو لگاتی میری بہن ہمارے قریب چلے آئے میری ماں کو بھی اسد کی گمشدگی کی بابت علم تھا وہ مجھے اور ماسی سکینہ کو صبر و حوصلے سے کام لینے کی تلقین کرنے لگی وہ ہمارا مسلسل رونا دیکھ کر خود بھی صبر برقرار نہ رکھ سکیں اور رو دیں وہ اسد سے محبت کرتی تھیں ان کا ارادہ اسد کو اپنا داماد بنانے کا تھا وہ بھی فکرمند تھیں آخر اسد کہاں چلا گیا یوں بتائے بغیر میری بہن بھی صورت حال سمجھ چکی تھی کہ اسد اب تک گھر نہ لوٹا تھا اس کے چہرے پر زردی کھنڈنے لگی اس کی جھیل ایسی آنکھوں میں کرب و یاس بھرے اشک در آئے اور وہ اپنا منہ چھپا کر رونے لگی میرا دل اس کی طرف سے واقف تھا وہ پگلی اسد سے محبت کرنے لگی تھی آہ ایک دم سے ہی مجھے خود سے نفرت سی محسوس ہونے لگی کوئی میرے اندر شدت سے چیخنے چلانے لگا یاسر تم ہی اسد کے قتل ہو تم ہی ان سب کے مجرم ہو اگر تم اسے ساتھ نہ لے کر جاتے تو آج اسد زندہ ہوتا تو قاتل ہو تم ہی قاتل ہو اپنے بھائی ایسے دوست کے نہیں نہیں میں اس کا قاتل نہیں ہوں میں نے اپنے ضمیر کی آواز کو جواب دیا ضمیر بھلا کب کسی کی سنتا ہے جو میری سنتا وہ اپنی ہی کہتا رہتا ہے میں پژمردگی سے چارپائی سے اٹھ کر پھولوں والی کیاری کے قریب آ گیا میں نے وہاں رکھے ہوئے پانی کے پائپ کو اٹھایا اور پھولوں کو پانی دینے لگا میں چاہتا تھا کہ خود کو مصروف کر لوں تو شاید ان باغی خیالات سے چھٹکارا مل جائے مگر مجھے اپنی سوچوں سے رہائی نہ ملی میرا ضمیر برابر مجھے لعن طعن کرتا رہا ماسی سکینہ کچھ دیر مزید بیٹھ کر چلی گئی میری امی اور میری بہن اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئیں میں انکھیوں سے اپنی بہن کو بھی دیکھ لیتا تھا وہ جھاڑو پھیرتے ہوئے بار بار اپنے دوپٹے کے پلو سے اپنی آنکھیں بھی صاف کر رہی تھی یقیناً وہ رو رہی تھی میرے دل خرمن پر برق خرمن گرنے لگی آہ میری بہن کو کیا معلوم تھا کہ اس کا پیار ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اس سے دور جا چکا ہے اور میں یہ دردناک بات اسے ہی کیا کسی کو بھی نہیں بتا سکتا تھا۔

ایک مرتبہ پھر خارجی گیٹ پر دستک کی آواز گونجی دستک سن کر میرے خیالات کا شیرازہ بکھر گیا میں نے پائپ ایک کیاری میں رکھا اور گیٹ کی طرف چل دیا میں نے دروازہ کھولا اور دروازے پر کھڑی ہستی کو دیکھا تو ڈر کر کئی قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا گیٹ کے باہر کھڑی ہستی بہت ہی ڈروانی تھی وہ ایک ضعیف العمر بڑھیا تھی اس کا چہرہ جھریوں سے بھرا ہوا تھا اس کی سفید انڈے ایسی آنکھیں لال سرخ تھیں جیسے ان آنکھوں میں آگ جل رہی ہو نجانے اس خوفناک صورت بڑھیا کو دیکھ کر مجھے کیوں خون محسوس ہونے لگا تھا وہ اپنی

حیرت اس جھیل کے پانی میں مگر مچھ تو کجا مچھلی تک نہ تھی میں ہکا بکا سا ہو کر اس مگر مچھ کو دیکھنے لگا مگر مچھ نے بڑی پھرتی سے باہر نکلتی بھینس پر حملہ کر دیا مگر مچھ نے بھینس کی ایک ٹانگ اپنے خونی جبڑوں میں دبوچ لی بھینس شدت کرب سے ڈکرانے لگی پانی سے باہر کھڑی دونوں بھینس اس مخلوق کے خوف سے ڈر کر سرپٹ بھاگنے لگیں میں سخت خوف و ہراس میں مبتلا کھڑا ہو کر وہ منظر غیر یقینی سے تکتا رہا مگر مچھ اور بھینس میں زور آزمائی ہونے لگی بھینس جھیل کے پانی سے باہر نکلنا چاہا اور مگر مچھ اسے پانی کیا ندر لے جانیکی سرتوڑ کوشش کرنے لگا آخر وہ اپنی کوشش میں کامیاب ہونے لگا وہ میری بھینس کو پانی کے اندر لے کر چلا گیا اب پانی کے نیچے سے بڑے بڑے پانی کے بلبلے اٹھنے لگے پھر کچھ دیر بعد پانی کے اٹھتے بلبلے ختم ہو گئے اور جھیل کا پانی خون ورنگ ہونے لگا اوہ۔ اس کی آبی مخلوق نے میری بھینس کو چیر پھاڑ ڈالا تھا میں اس نقصان پر گہرے صدمے سے زمین پر بیٹھ گیا میری آنکھوں سے درد بھرے آنسو نکلنے لگے مذکورہ بھینس میری بہن کی تھی فی زمانہ ایک دودھ دینے والی بھینس کی قیمت کسی طور بھی ایک لاکھ سے کم نہیں یہ نقصان بہت بڑا تھا یہ کیا ہوا میرے ساتھ پہلے میری آنکھوں کے سامنے میرا دوست چڑیلوں کے ہاتھوں مارا گیا اور میں اس کی موت کی بابت کسی کو بتا بھی نہ سکتا تھا اگر بتا تا تو کوئی بھی میری بات پر یقین ہی نہ کرتا اب بھینس کا سانحہ جو رونما ہوا تھا یہ حادثہ بھی اسی نوعیت کا تھا کوئی بھی میری بات پر یقین نہ کرتا تھا بھلا میں جھیل میں مچھلی تک نہ تھی وہاں مگر مچھ کہاں سے آئے گا سننے والے مجھے پاگل سمجھتے۔

نجانے میں کس گورکھ دھندے میں پھنس کر رہ گیا تھا دماغ ماؤف ہونے لگا ایک مرتبہ پھر سے جھیل کے پانی میں بوچھال سا آنے لگا کیا وہ پھر باہر آ رہا تھا میں نے ڈر کر سوچا بچی وہ ایک بہت ہی جسیم مگر مچھ تھا ایسا مگر مچھ آج تک میں نے کسی چڑیا گھر میں بھی نہ دیکھا تھا جو آج دیکھ رہا تھا میرا خیال وسوچ ٹھیک تھا پھر سے مگر مچھ سطح آب پر نمودار ہوا اور تیرتا ہوا جھیل کے کنارے کی طرف آنے لگا میں خوف سے سنگی زمین سے اٹھ کھڑا ہوا اور اسے تکنے لگا اب نجانے مگر مچھ کے کیا ارادے تھے وہ کیوں کنارے کی طرف آ رہا تھا۔ مگر مچھ پانی سے باہر نکل کر زمین پر اپنا منہ ڈال کر لیٹ گیا اسے یوں زمین پر منہ ڈالے دیکھ کر میں نے سوچا لگتا ہے مگر مچھ اب آرام کرنے کے موڈ میں تھا ابھی اسے یوں زمین پر لیٹے کچھ لمحات ہی بیتے تھے کہ اس کے اردگرد دھواں سا پھیلتا چلا جانے لگا وہ انہونا منظر مجھے مزید حیران کرتا چلا جانے لگا دھواں مزید گہرا ہوتا گیا مگر مچھ گہرے دھویں کے اندر روپوش ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گیا یہ دھواں غائب ہوا تو وہاں سے مگر مچھ بھی غائب تھا اب جو مگر مچھ کی جگہ ہستی کھڑی تھی اسے دیکھ کر میری خوفزدہ چیخ گونج گئی اب وہاں کمارنی چڑیل اپنی تمام تر خوفناکی کے ساتھ کھڑی تھی وہ مجھے چیختے دیکھ کر اپنی خوفناک آواز میں قہقہے لگانے لگی کچھ لمحات تلک وہ قہقہے لگاتی رہی پھر اس نے قہقہے روکے اور اپنی قہر میں ڈوبی آواز مجھ سے مخاطب ہوئی لڑکے دیکھ لی میری شکتی یہ مگر مچھ کے سوانگ میں میں تھی تمہاری بھینس میری ہی خوراک بنی ہے لڑکے تمہیں پھر سے سمجھا رہی ہوں میرا کنگن مجھے واپس دے تو میں اپنی دنیا میں لوٹ جاؤں گی پھر کبھی تمہیں دکھائی نہیں دوں گی یہ کمارنی کا وچن ہے۔

میں خاموش رہ کر اس کا کریہہ وہیبت ناک چہرہ تکتا رہا۔ وہ مجھے خاموش دیکھ کر غصے سے دھاڑی لڑکے تمہاری خامشی مجھے انکار دکھائی دے رہی ہے یاد رکھ آج تو تمہاری بھینس مری ہے کل کو ایسا نہ ہو کوئی تمہاری فیملی کا فرد مر جائے انہوں نے تو تمہاری طرح کوئی لاکٹ بھی تو نہیں پہن رکھا ناں ایک دو دن تم خوب سوچ لو میں پھر آؤں گی مجھے کنگن چاہیے ورنہ مجھ سے برا کوئی نہ ہوگا ہاہاہا پھر وہ انہی قہقہوں دھمکیوں کے بعد ایک دن سے ہی اوجھل ہو گئی میں سخت بدحواس ہو چکا تھا اس کی خوفناک باتیں میرے اندر گونج بجانے لگیں اس کی کہنا درست تھا میری فیملی کے پاس ایسی کوئی چیز نہ تھی جو کمارنی کو روک سکے میں آج کے واقعے کے بعد بہت زیادہ ڈر گیا تھا میں تیز تیز قدموں سے گاؤں جانے والی راہ پر چلنے لگا میرا ارادہ سیدھا منیار کی شاپ پر جانے کا تھا مذکورہ شاپ سے ہی مجھے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی والے لاکٹ مل سکتے تھے میں چاہا رہا تھا اپنے گھر والوں کو بھی کمارنی کے قہر سے محفوظ کر لوں تیز چلنے سے میں جلدی اپنے گاؤں کی منیاری شاپ پہ پہنچ گیا شاپ سے مجھے لاکٹ مل گئے تھے میں نے وہ لاکٹ جیب میں ڈالیا اور گھر کی راہ پر چل دیا گھر میں سبھی گھر والے باہر صحن میں بیٹھے ہوئے تھے ایسے لگتا تھا جیسے وہ میرے ہی منتظر تھے میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی بھینس کے متعلق بھی ایک جھوٹی کہانی گھڑ چکا تھا اب میں جھوٹی کہانی گھڑنے میں ماہر ہو چکا تھا یوں جھوٹ بولنے پر دکھ تو ہاتا تھا پر کیا کرتا

پکارنے پر آنکھ کھل گئی میں ہڑبڑا کر اٹھا تو خود کو پکارنے والی ہستی کو دیکھ کر حیران ہوتا جانے لگا میرے تو وہم وگمان میں بھی ایسی بات نہ تھی اس وقت مجھ سے دو ہاتھ کے فاصلے پر میری ساحل، میری محبت میری منگیتر بیٹھی تھی اس نے لال رنگ کا جوڑا پہن رکھا تھا ہاتھوں پر مہندی کے رنگ وہ کسی دلہن کی طرح سجی ہوئی تھی اسے اس روپ میں اور اس کی اسوقت کی یہاں آمد مجھے کسی گہرے شک میں مبتلا کرنے لگی ساحل اور یہاں وہ بھی گرمی کی دوپہر میں ہم دیہاتوں میں مشہور تھا کہ گرمیوں کی تپتی دوپہروں میں جن بھوت آزاد گھومتے ہیں گھر سے باہر کسی بھی نوجوان لڑکی کو دیکھ لیں تو اس پر عاشق ہو جاتے ہیں اس لیے گرمیوں کی دوپہر میں کوئی بھی لڑکی گھر سے باہر نہیں نکلتی تھی اور آج ساحل تو جنگل میں میرے پاس چلی آئی تھی وہ بھی دلہن کے روپ میں لال جوڑا ہاتھ پاؤں پر حنا کے رنگ شوخ میک اپ ایسا میک اپ اولال جوڑا آج تک میں نے کسی کنواری لڑکی کو اس حلیے میں نہ دیکھا تھا جیسا آج ساحل کو دیکھ لیا تھا میرا شک گہرا ہونے لگا کوئی میرے اندر چیخنے لگا یہ ساحل نہیں بلکہ ساحل کے روپ میں پوشیدہ کوئی اور ہی ہستی ہے بہرکیف اگر وہ ساحل تھی تو آج بہت ہی سندر نظر آ رہی تھی میں ٹکٹکی باندھے اسے اور اس کے سندر روپ کو تکتا رہا وہ مجھے مسلسل خود کو گھورتا ہوا دیکھ کر شرمانے لگی۔ اس کے شرمانے کا انداز بہت ہی حسین تھا۔

ایسے کیا دیکھ رہے ہیں یاسر اس کی شرگیں آواز گونجی۔ میں دیکھ رہا ہوں آج کا تمہارا یہ روپ یہ تم دلہن بنی کسی کی ڈولی میں بیٹھنے جا رہی ہو میں نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ شٹ اپ۔ وہ ایک دم غصے سے بولی میں کسی کی ڈولی میں کیوں بیٹھوں گی جبکہ تمہارے نام کی ڈولی پہلے ہی سے موجود ہے وہ ایک مرتبہ پھر شرمانے لگی۔ ہائے ہمارے نصیب کہاں میں مسلسل اسے تنگ کرنے لگا اس نے میری بات کا جواب نہ دیا بلکہ میری جیب کو گھورنے لگی میں نے اس کی نظروں کے تعاقب میں اپنی نگاہ ڈالی تو چونک اٹھا میری جیب سے کنگن کا کچھ حصہ باہر نکلا ہوا تھا اور ساحل کی نظریں اسی کنگن پر مرکوز ہو کر رہ گئیں۔ جان یہ کنگن اللہ کتنا سندر ہے پلیز اسے مجھے دے دو ناں۔ ساحل وہ کنگن دیکھ کر مچل گئی تھی میں نے وہ کنگن جیب سے نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا ساحل بار بار وہ کنگن مجھ سے مانگنے لگی آج ساحل کی ہر ادا مجھے چونکا دینے والی لگ رہی تھی چھوٹی عید پر جب میں نے اسے رنگ گفٹ کی تو اس نے وہ میری رنگ۔ کا گفٹ قبول نہ کیا تھا میں نے کتنی بار بڑی محبت سے اس کے لیے پرفیوم اور جیولری خریدی اور اسے گفٹ کے طور پر دی مگر اس نے ہر بار صاف انکار کر ڈالا تھا لیکن آج اس کا رویہ سمجھ سے بالاتر تھا۔

میرا اس پر شک مزید گہرا ہونے لگا وہ میری ساحل نہیں ضرور اس کے روپ میں کوئی اور ہی ہستی تھی میری ساحل ایسی تو نہ تھی میں نے اس حقیقت سے پردہ اٹھانے کا فیصلہ کر لیا اور غیر محسوس طریقے سے اس کے قریب ہونے لگا ساحل میری اس حرکت کو دیکھ نہ سکی اس کی نگاہیں میرے ہاتھ میں پکڑے کنگن پر مرکوز تھیں پھر میں نے ایک دم اس کے قریب ہو کر اس کی دودھیا کلائی تھام لی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا تو اس نے اتنی زور سے چیخ ماری کہ میں نے جلدی سے ڈر کر اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور حیرت سے اسے دیکھنے لگا کہ وہ کیوں چیخنے لگی تھی میں نے جیسے ہی اس کا ہاتھ چھوڑا تھا تو ساحل کے روپ میں پوشیدہ ہستی نمودار ہونے لگی میرے ابتک کے شک کی تصدیق ہونے لگی جب وہ ہستی اپنے اصل روپ میں ظاہر ہو گئی تو میں نے اسے پہچان لیا وہ کمارنی چڑیل تھی آخر کب تک بچو گے تم کبھی نہ کبھی تو تم میری گرفت میں ضرور آؤ گے پھر تمہیں پتہ چلے گا کہ کمارنی کس بلا کا نام ہے۔ اس نے غضبناکی سے کہا اور بیٹھے بیٹھے ہی غائب ہوتی چلی گئی میں سخت خوفزدہ ہو کر رہ گیا تھا خوف سے میرا سانس تیز چلنے لگا میں جلدی سے درخت کے نیچے سے اٹھا اور بھاگ کر جھیل کے قریب گیا میں نے زمین سے پتھر اٹھائے اور پتھر مار کر اپنی بھینسوں کو پانی سے باہر نکالنے لگا میرے اس عمل سے بھینس پانی سے باہر نکلنے لگیں۔

دو بھینسیں پانی سے باہر نکل گئیں تیسری بھوری بھینس ابھی پانی کے اندر ہی تھی وہ آہستہ قدموں سے پانی سے باہر نکلنے لگی معاً ہی پانی میں جیسے بھونچال سا آ گیا بڑی بڑی لہریں جھیل کے پانی میں اٹھنے لگیں میں حیرت سے جھیل کو تکتا رہا یہ جھیل کے پانی کو کیا ہو گیا ہے کیا جھیل کے پانی کے نیچے کوئی آتش فشاں پھٹ پڑا تھا پھر ایک بہت بڑی بلا سطح آب پر نمودار ہونے لگی میں حیرت وخوف سے تکنے لگا وہ کیا چیز تھی پھر جب وہ مکمل طور پر سطح آب پر نظر آنے لگا تو میرا خوف بہت ہی گہرا ہونے لگا وہ ایک مگر مچھ تھا لگتا تھا اسی مگر مچھ کی وجہ سے پرسکون جھیل کے پانی میں بھونچال برپا ہوا تھا میں اس آبی مخلوق کو دیکھ کر حیرت کے بحر اوقیانوس میں غوطہ زن ہو کر رہ گیا تھا

بھیانک آنکھوں سے مجھے گھورتی رہی اس کے یوں گھورنے پر میرا دل عجب سے انداز میں دھڑکنے لگا پھر میں نے اپنی تمام ہمت کو مجتمع کیا اور پوچھا ماسی آپ کون ہو اور کیا کام ہے وہ میری بات سن کر ہلکا سا مسکرائی اس کی مسکرانے سے اس کے لمبے لمبے دانت منہ سے باہر جھانکنے لگے اس کے لمبے اور تیز دانت دیکھ کر میرا خوف مزید بڑھنے لگا اس کی دانت کسی بلڈ سکر رخون آشام کے دانتوں سے مشابہ تھے پھر وہ جب بولی تو اس کی آواز بھی اس کی طرح ہیبت طاری کر دینے والی تھی لڑکے میں کون ہوں کیا ہوں یہ بات تم رہنے دو بس تم مجھے میری امانت لوٹا دو تو پھر میں کبھی بھی لوٹ کر نہ آؤں گی میں اپنی دنیا میں لوٹ جاؤں گی یہ میرا وعدہ ہے اس نے قطعی لہجے میں کہا میں اس کی ناقابل فہم باتیں سن کر الجھنے لگا نجانے وہ کس امانت کے متعلق کہہ رہی تھی وہ بڑھیا میرے لیے ایکدم اجنبی تھی پھر اس کی کوئی امانت میرے پاس کیسے ہوسکتی تھی پھر یہی سب کچھ میں نے اس بڑھیا کے گوش گزار کر دیا وہ میری بات سن کر بولی۔

لڑکے کیا کل والی رات کے واقعات بھول گیا ہے کیا اپنے دوست کی موت کو بھی فراموش کر چکا ہے اب اگر مجھے نہیں پہچانے تو سنو میں کمارنی چڑیل ہوں تم سے اپنا کنگن واپس لینے آئی ہوں جو تم میدان سے اٹھا کر لے آئے ہو اب آئی بات سمجھ میں اس نے کہا۔ وہ کمارنی چڑیل تھی مجھ پر خوف اپنا تسلط مزید پھیلانے لگا اس نے کنگن کی مانگ کی تھی وہ کنگن ابھی تک میری گرہ میں تھا اس کے کہنے پر مجھے وہ کنگن یاد آیا وگرنہ میں اس کنگن کو رات سے بھولا ہوا تھا اور اغلب امکان کہتا ہے رات کو بھی کمارنی کنگن ہی لینے آئی تھی مگر میرے درود شریف پڑھنے کی وجہ سے ڈر کر بھاگ گئی تھی اب وہ بڑھیا کے روپ میں آکر کنگن مانگ رہی تھی لگتا تھا یہ کنگن اس کے لیے بہت ہی اہم تھا اس کنگن کی غیر موجودگی اس کے لیے نقصان دے تھی میں اب یہ کنگن اسے کسی صورت بھی واپس نہیں کروں گا وہ میرے معصوم دوست کی قاتل تھی میں کمزور سا بندہ اس سے کوئی انتقام تو نہ لے سکتا تھا اگر اس کنگن کے نہ ہونے سے اسے کوئی نقصان پہنچ سکتا تھا تو میں یہ چانس کیوں گنوا دوں میں نے وہ کنگن اسے واپس نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا کمارنی مجھے مسلسل خاموش دیکھ کر گویا ہوئی لڑکے کیا سوچنے لگے میں نے تم سے کوئی الجبرا کا سوال تو نہیں پوچھا جو تم اتنا سوچنے لگے ہو بس مجھے کنگن دے دو اور میں جاؤں اس نے دوٹوک لہجے میں کہا۔

کنگن تو تمہیں نہیں ملے گا چاہے تو جو مرضی کرلو میرا لہجہ اٹل تھا یہ بات تا اب تک کے تجربے سے ثابت ہوگئی تھی کہ کمارنی مجھے جانی نقصان نہ پہنچا سکتی تھی اب اس کی کیا وجہ تھی میں اس امر سے انجان تھا وہ میرا اچٹا انکار سن کر غضبناک ہونے لگی اس کے منہ سے جھاگ ٹپکنے لگی ابوہ بولی تو اس کا لہجہ دل دہلا دینے والا تھا لڑکے تم جو اپنے گلے میں پہنے لاکٹ کیوجہ سے بچ رہے ہو کب تک آخر کبھی تو تم یہ لاکٹ اتارو گے نا ہاہاہا یہاں اس کا قہقہہ گونجا تب میں دوبارہ آؤں گی اس دن تمہاری موت میرے ہی ہاتھوں ہوگی تمہارا انجام بھی تمہارے دوست ایسا ہی ہوگا تمہارے مرنے کے بعد یہ کنگن میرا ہوگا یاد رکھنا یہ کمارنی کی چتاونی ہے انہی الفاظ کے اختتام پر وہ میری نظروں سے اوجھل ہوگئی وہ غائب ہوگئی تو میں نے جلدی سے دروازہ بند کیا اور صحن میں بچھی چارپائی پر جا کر دراز ہوگیا میں بہت زیادہ خوفزدہ تھا میرا رنگ ڈر سے زرد ہونے لگا پھر یاد آیا اس نے کہا تھا میں اب تک اپنے گلے میں پہنے لاکٹ کی وجہ سے محفوظ تھا مجھے تجسس ہوا آخر میرے لاکٹ میں ایسا کیا تھا جو میں اس سے بچ رہا تھا میں گہرے تجسس سے اپنا لاکٹ گلے سے اتار لیا اور اسے دیکھنے لگا وہ لاکٹ اللہ تعالیٰ کے اسم مبارک والا تھا سبحان اللہ۔ بے اختیار میرے لبوں سے گونجا بے شک اسم اعظم میں ایسی تاثیر ہے کہ اس کے سامنے دنیا کی بڑی سے بڑی بلائیں بھی ہیچ ہیں میں نے لاکٹ دوبارہ سے اپنے گلے میں ڈال لیا اور دل مطمئن ہوتا گیا اب انشاءاللہ تعالیٰ یہ لاکٹ کبھی بھی مجھ سے جدا نہ ہوگا میں نے یہ عہد خود سے کر لیا تھا۔

دس بجے میں نے اپنی بھینسوں کو باڑے سے باہر نکالا اور گاؤں سے باہر جھیل کی طرف چل دیا اپنی تینوں بھینسوں کو باہر چرا کر لانا میرا روز کا معمول تھا جھیل کے پاس گھاس وافر مقدار میں موجود تھی بھینس وہاں گھاس کھاتیں اور جھیل کے پانی سے اپنی پیاس بھی بجھا لیتیں مجھے تنگ نہ کرتی تھیں وہ گھاس کھا کر جھیل میں بیٹھ جاتیں اور میں مطمئن ہوکر کہیں بھی سو جاتا تھا جھیل پر پہنچ کر میں نے اپنی بھینسوں کو گھاس پر چھوڑا اور خود چلتا ہوا ایک نالی شیشم کے درخت کے نیچے اس کے تنے سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میں چونکہ رات بھر سے جاگا تھا اسلیے اب نیند آنے لگی تھی اور میں گہری نیند میں ڈوبتا چلا گیا نجانے کب تک سوتا رہتا کہ کسی کے

دماغ پھٹ رہا ہے کہ تم نے آخر یہ ظلم کیوں کیا اور وہ درد وغم سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی میری بہن رو رہی تھی میرا دل اس کی باتوں اور اس کے یوں رونے سے تڑپ اٹھا سچی ان نازک لمحات میں میرے دل کی دنیا پر ایسی غم کی آندھی چلنے لگی تھی جس کی ساجت کرنا ناممکن تھا اگر کوئی مساحت کرنے والا آلہ ہوتا تو میں اس آلے سے ضرور غم کی مساحت کرتا کہ وہ کتنا گہرا تھا میں تڑپ کر اپنے بیڈ سے اٹھا اور بہن کے قریب جا کر بیٹھ گیا اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر اسے صبر و حوصلے سے کام لینے کی تلقین کرنے لگا اس نے ایک نگاہ حقارت مجھ پر ڈالی اور میرا ہاتھ اس نے اپنے ہاتھ سے جھٹک دیا میں نے اسے گہرے دکھ سے دیکھا اس کے چہرے پر اس ٹائم میرے لیے نفرت ہی نفرت تھی پھر اس کے چہرے پر پھیلی نفرت اس کے ہونٹوں سے ادا ہونے لگی۔

آئی ہیٹ یو۔ آئی ہیٹ یو۔ تم چلے جاؤ یہاں سے تم اسد کے قاتل ہو تم نے میرے اسد کو قتل کیا ہے اس کی زہریلی باتیں سیدھی میرے دل میں ترازو ہونے لگیں میں نے غصے وغم سے دو تین تھپڑ انیلہ کو جما دیئے اور گرجا تم اپنی بکواس بند کرو کیا میں ایسا کرسکتا ہوں میں نے اسد کو قتل نہیں کیا ہے تمہیں آخر کس نے میرے خلاف بھڑکایا ہے جواب دو مجھے میں نے غصے بھرے لہجے میں کہا ایک چشم دید گواہ نے اس کا نام حنا ہے اس کی بولہ شریف گاؤں کی راہ میں ڈھوک اکیلا گھر ہے اسی نے آج صبح ہمارے گھر آکر یہ سب کچھ بتایا ہے کیا بتایا ہے میں نے جلدی سے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا میرا دھیان یکدم کمارنی کی طرف چلا گیا پھر انیلہ اس لڑکی کی بتائی ہوئی باتیں مجھے بتانے لگی وہ حنا رات کو رافع حاجت کے لیے اپنے گھر سے باہر نکلی تو اس نے دیکھا کہ دو لڑکے آپس میں دست گریبان ہیں اس نے معملا جاننے کے لیے ان کے قریب جانے کا فیصلہ کرلیا پھر وہ ان کے قریب جا کر ایک جھاڑی کے پیچھے چھپ گئی تا کہ ان کی باتوں سے معلوم ہوسکے وہ کون ہیں اور کیوں آپس میں لڑ رہے ہیں اس دوران ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کو زمین پر گرا دیا تھا اور خود اس کے اوپر ہوکر نیچے گرے ہوئے لڑکے کو مارنے لگا نیچے گرا لڑکا رو رو کر اس سے فریاد کرنے لگا یاسر پلیز مجھے چھوڑ دو مجھے مت مارو میں تمہارا دوست اسد ہوں وہ دوست جسے تم اپنا بھائی کہتے تھے وہ مسلسل یہی فریاد کرنے لگا اب میں ان دونوں کے ناموں سے واقف ہو چکی تھی مارنے والا یاسر تھا اور مار کھانے والا اسد تھا یاسر اسد کی باتیں سن کر گر جا یہی تو افسوس ہے مجھے میں نے تمہیں اپنا دوست ہی کیوں بنایا تم نے دوست ہوکر میری بہن پر بری نگاہ رکھی میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا میری بہن نے حنا کی زبانی سنی ہوئی کہانی مجھے گوش گزار کر دی تھی اس کے بعد وہ رونے لگی اور روتے ہوئے بولی۔

یاسر آخر تم نے میری محبت کا گلہ گھونٹ ہی ڈالا اب تم جو بھی کہو تم ہی میرے اسد کے قاتل ہو تم نے ہی اسے قتل کیا ہے اب لگتا ہے اسے اصل کہانی بتانا ہوگی تب ہی شاید وہ میرا یقین کر پائے گی کہ میں اسد کا قاتل نہیں ہوں بلکہ اسے مارنے والی کمارنی چڑیل تھی پھر میں اسے سارے واقعات سنا ڈالے وہ میری باتیں کر میری طرف غیر یقینی سے تکنے لگی انیلہ بس اسی لیے میں نے کسی کو سچی بات نہیں بتائی جیسا تمہیں یقین نہیں ہو پارہا ایسے ہی اور کوئی بھی میری بات پر یقین نہ کرتا یاسر میں تمہاری کہانی پر یقین نہیں کرسکتی تمہاری کہانی من گھڑت لگی ہے بھلا ایسے کیسے ہوسکتا ہے بس تم ہی قاتل ہو میرے اسد کے اس نے کہا میں اب کیسے اپنی بہن کو یقین دلاؤں کہ میں اسد کا قاتل نہیں ہوں کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا معاً ہی میری نظر ایک طرف رکھے ہوئے قرآن پاک پر پڑی قرآن شریف کو دیکھ کر میرا دل پرسکون ہونے لگا ہاں اب یہی کتاب مبین ہی میری گواہی دے سکتی تھی اور میری بہن میری باتوں پر یقین کرسکتی تھی یہ سب کچھ میں نے دل سے سوچا اور قرآن پاک کو اٹھا کر چوما اور اپنے سر پر رکھ لیا میری بہن حیرانگی سے مجھے تکنے لگی انیلہ دیکھو یہ میرے سر پر دونوں جہانوں کا سردار رکھا ہے مجھے اس قرآن پاک کی قسم میں نے تمہارے اسد کو قتل نہیں کیا ہے اور جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے وہی سچ ہے اسے کمارنی چڑیل نے ہی مارا ہے اس نے ہی اسے اپنی دیگ میں بھون ڈالا ہے پلیز انیلہ تم میرا یقین کرلو۔

میری بہن میری اتنی بڑی قسم کو مان گئی تھی وہ میرے گلے لگ کر رونے لگی وہ مسلسل سوری سوری کہنے لگی میں نے اپنی بہن کی گستاخی معاف کردی میں نے اسے خود سے علیحدہ کیا اور کہا انیلہ لگتا ہے وہ لڑکی کے روپ میں کمارنی چڑیل تھی جس نے تمہیں مجھ سے متنفر کرنا چاہا تھا۔ میں نے اپنا خدشہ بیان کیا انیلہ میری بات سن کر کسی گہری سوچ میں مستغرق ہوگئی پھر کچھ سوچ لینے کے بعد بولی بھائی تمہاری بات سچ لگتی ہے اس ٹائم تو میں نے اس لڑکی پر اتنا دھیان نہ دیا تھا بس اس کی باتوں پر دھیان تھا اور دل میں تمہارے لیے گہری نفرت

میرے سچ پر بھی تو کوئی یقین نہ کرتا گھر میں داخل ہو کر حسب معمول سب کو سلام کیا جواباً دعاؤں سے نوازہ گیا اور پھر بھوری بھینس کے متعلق استفسار ہوا کہ وہ کہاں ہے ابھی تک گھر نہ آئی تھی۔

میں نے فوراً سے سوچی ہوئی کہانی سنا دی میرا کہنا تھا کہ میں نے بھینسوں کو جھیل کنارے گھاس پر چھوڑ دیا تھا اور خود ٹالی کے درخت کے نیچے بیٹھ کر ان کی نگرانی کرنے لگا یوں نگرانی کرتے ہوئے نجانے کیوں میری آنکھ لگ گئی جب میں سو کر اٹھا تو بھوری بھینس کو زمین پر لیٹے ہوئے پایا میں اپنی بھینس کو یوں زمین پر لیٹا دیکھ کر جلدی سے درخت کے نیچے سے اٹھا اور قریب جا کر دیکھا تو بھینس مر چکی تھی اس کے منہ سے زرد جھاگ بہہ رہی تھی اسے کسی ناگ نے ڈس لیا تھا میں اپنی من گھڑت کہانی سنا کر اپنے گھر والوں کے تاثرات کا جائزہ لینے لگا آیا انہوں نے یقین بھی کیا تھا یا نہیں میرے گھر والوں نے بھینس کی موت کی خبر سن کر میری غفلت کا نتیجہ قرار دیا ابو سے مجھے سخت سننا پڑا ابھی ناراضگی سے مجھے دیکھنے لگے میری بہن اپنی بھوری بھینس کی موت کی خبر سن کر رونے لگی کیونکہ مرنے والی بھینس اسی کی تھی میں نے اپنی بہن کو تسلی دی اور اپنی جیب سے اللہ تعالیٰ کے اسم گرامی والے لاکٹ نکال کر ایک ابو کو ایک امی اور ایک بہن کو اور ایک ابو کو دیے آج یہ لاکٹ کسی خوشی میں بانٹ رہے ہو کیا بھینس مرنے کی خوشی میں ابو جان نے گہری تلخی سے کہا ابو یہ لاکٹ داتا دربار کے ہیں مجھے میرے دوست نے گفٹ کیے تھے پلیز آپ لوگ یہ بابرکت لاکٹ اپنے گلے میں ڈال لیں تو مجھے دلی خوشی ہوگی میں نے لجاجت سے کہا۔

داتا دربار کا سن کر دوسرا اللہ کا نام دیکھ کر انہوں نے مزید کسی حجت کے وہ لاکٹ اپنے اپنے گلے میں ڈال لیے میں ان کو لاکٹ پہنا دیکھ کر دلی سکون ہو گیا اب میرے گھر والے بھی محفوظ ہو چکے تھے اب کمارنی انہیں بھی کوئی نقصان نہیں پہنا سکتی تھی وہ دن رات باخریت گزر گئے کمارنی کا خوفناک دیدار نہ ہوا اگلی صبح والد صاحب نے مجھے دوسرے گاؤں پوسٹ آفس روانہ کیا وہاں سے ابو کی پینشن لانا تھی ڈاکخانے والا گاؤں ہمارے گاؤں سے تین میل لازمی دور تھا میرے جانے اور آنے میں چار گھنٹے صرف ہو گئے پینشن لے کر گھر ایا تو دن کے بارہ بج گئے تھے پینشن کی رقم ابو کے حوالے کی اور اپنے بیڈروم میں آ کر لیٹ گیا ابھی لیٹا ہی تھا کہ میری بہن میرے کمرے میں چلی آئی بہن کو میں اپنے کمرے میں آتا دیکھ کر میں اپنے بیڈ سے اٹھ بیٹھا میں نے ایک نظر اپنی بہن کا چہرہ دیکھا تو میرا دل کٹ کر رہ گیا جب سے اسد غائب ہوا تھا اس کے پری جمال چہرے پر اسی دن سے زردی پھیلی ہوئی تھی اس کی ہر ٹائم کی ہنسی مذاق ختم ہو کر رہ گیا تھا آہ اس عشق کی موشگافیوں کو کون سمجھ سکتا ہے عشق کا روگ اللہ کرے کسی کو بھی نہ لگے وہ چلتے ہوئے میرے قریب آ کر کھڑی ہوئی انیلہ کیسی ہو میں نے اس کا حال پوچھا وہ میری بات سن کر گہری تلخی سے بولی بھائی آپ کے جانے کے بعد آپ کی لاڈلی ساحل آئی تھی وہ آپ سے کافی ناراض لگ رہی تھی اس کا کہنا تھا کہ آپ پچھلے دو دنوں سے اسے نہیں ملے اور نہ ہی اسے کوئی فون کیا ہے اس سے مل ضرور لینا وہ یہ کہنے کے بعد مجھے اپنی زخمی نظروں سے گھورنے لگی مگر میرا اس کی طرف دھیان کم اور ساحل کی طرف زیادہ تھا میں بار بار اس سے اپنی ساحل کے متعلق پوچھنے لگا۔

وہ میری ساحل کی رٹ سن کر ایکدم ہی پھٹ پڑی بھائی تمہیں اپنی محبوبہ کا کتنا خیال ہے کیسے مجھ سے بار بار پوچھ رہے ہو وہ کیسی تھی وہ ناراض تو نہیں تھی وہ کیا کہہ رہی تھی تم کیسے بھائی ہو میرا تمہیں ذرا بھی خیال نہیں رہا اور تم نے میری دینا تباہ کر ڈالی تم نے میرے اسد کو مار ڈالا تمہیں تو بھائی کہتے ہوئے بھی شرم آنے لگی ہے مجھے اگر تم بھائی نہ ہوتے تو میں یہ بات کب کی سب کو بتا چکی ہوتی میں اپنی بہن کے منہ سے ایسی باتیں سن کر حیران سارہ گیا نجانے وہ کیا کہہ رہی تھی نجانے کس نے اس کے دل میں میرے لیے زہر بھر دیا تھا میں کئی لمحوں تک گم صم سا ہو کر بیٹھا رہا میرے کانوں میں سائیں سائیں کی آواز گونجنے لگیں میری پتھرائی ہوئی نظریں اپنی بہن کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں اب خاموش کیوں ہو جواب دو میری باتوں کا کیوں تم نے ایسا کیا کیوں میری محبت کا گلہ گھونٹ دیا کیوں مجھے جیتے جی زندہ درگور کر ڈالا تمہیں تو اچھی طرح سے معلوم تھا میں اسد سے بہت محبت کرتی ہوں اور امی کی بھی یہی مرضی تھی کہ میری اسد سے شادی ہو جائے۔ یاسر تم نے بہت برا کیا ہے میرے ساتھ تم نے بھائی ہو کر اپنی بہن کی دینا اجار دی اس کی باتیں سن کر میرا سر جھک گیا اس کی باتیں کسی ڈبنگ نشتر کی طرح میرے دل کو لہولہان کرنے لگیں وہ ایک مرتبہ پھر کہنے لگی۔

میں اسد کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی یہ سوچ سوچ کر میرا

مگر اب یاد آ رہا ہے کہ اس کی آنکھیں بہت ہی خوفناک تھیں ایسا لگتا تھا جیسے ان آنکھوں میں آگ جل رہی ہو دوسرا اس کے قریب بیٹھنے سے مجھے گرمائش کا احساس ہونے لگا تھا جیسے میں کسی لڑکی کی بجائے آگ کی بھٹی کے قریب بیٹھی ہوں انیلہ اتنا کہنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنے رویے کی مجھ سے معافی مانگنے لگی بہن اب اتنی زیادہ معافی مانگ کر مجھے شرمندہ مت کرو ان حالات میں جو بھی گھرا ہوتا ہے وہ یہی سوچتا ہے اور یہی کہتا ہے اور یہی سمجھتا ہے جو تم نے کیا بس اب اتنا یاد رکھو دنیا کا کوئی بھی بھائی اپنی بہن کی دنیا نہیں اجاڑ سکتا تو میں بھلا کیسے ایسے کر سکتا تھا میں نے کہا اور ہاتھ میں پکڑے قرآن پاک کو دوبارہ اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے میں نے پکڑا تھا اور پھر یکدم خوف سے میں کانپا وہاں کنگن نہ تھا کہ کن کنگن کہاں گیا۔ میرے دل سے خوف میں ڈوبی ہوئی آواز گونجی کہیں ساحل نے نہ اٹھا لیا ہو کیونکہ وہ ابھی سے ہی میری ہر ایک چیز پر اپنا استحقاق جگانے لگی تھی اگر کنگن اس کے پاس ہے تو یہ بات خطرناک تھی اسے کمارنی چڑیل سے خطرہ تھا میرے چہرے پر خوف سے ہوائیاں اڑنے لگیں میری بہن میری حالت دیکھ کر پریشانی سے بولی۔

بھائی خیر تو ہے تم کیوں پریشان ہو گئے اس نے گہرے تفکر سے پوچھا بہن یہاں میں نے ایک کنگن رکھا تھا اب نہیں ہے اغلب امکان ہے کنگن ساحل اٹھا کر لے گئی ہے اگر کنگن اسی کے پاس ہے تو اس کی زیست خطرے میں ہے میری بہن میری بات سن کر گہرے خوف میں مبتلا ہو گئی میں نے جلدی سے چارجنگ پر لگے موبائل کو اٹھایا اور اسے آن کر کے ساحل کو کال کر دی دوسری طرف ساحل نے کال ریسو کی مجھے کانوں کے قریب اس کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی وہ مری بات سنے بغیر ہی گلے شکوے کرنے لگی اس وقت ایسی باتوں کا میرے پاس کوئی ٹائم نہ تھا میں نے غصے سے کہا کیا میرا کنگن تمہارے پاس ہے وہ بولی جی جناب وہ کنگن اس وقت میری کلائی میں ہے۔ اللہ۔ اتنا خوبصورت کنگن اسے قرآن پاک کے نیچے رکھنے کی کیا ضرورت تھی بس اس کنگن کو دیکھ کر مجھ سے صبر نہ ہو سکا اور میں نے اسے اٹھا کر اپنی کلائی میں ڈال لیا تھا مگر یہ تم اتنے پریشان کیوں ہو رہے ہو اس نے الجھن بھرے لہجے میں کہا ارے نادان لڑکی تمہیں کیا پتہ وہ کنگن کیا بلا ہے تم اسی وقت کنگن کو لے کر باغ میں پہنچو میں وہیں آ کر تمہیں ساری صورت حال سے آگاہ کرتا ہوں بائے اس کے بعد میں نے ٹیلی فونک رابطہ منقطع کر دیا اور موبائل کو دوبارہ سے چارجنگ پر لگایا اور اپنے کمرے سے باہر نکل آیا میں نے بھاگ کر اپنا صحن عبور کر لیا تو خارجی دروازے سے باہر نکل کر تیز تیز قدموں سے باغ کی اور جانے لگا دیر خطرناک تھی میں اسد کے بعد اب ساحل کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا تھا مجھے باغ میں پہنچتے پہنچتے دس منٹ لگ گئے۔

ساحل باغ میں مجھ سے پہلے موجود تھی باغ کا فاصلہ اس کے گھر سے کم تھا وہ مجھے دیکھ کر محبت سے اپنا دودھیائی رنگت والا ہاتھ ہلانے لگی اسی ہاتھ میں اس نے کنگن پہن رکھا تھا ساحل کو خیریت سے دیکھ کر میں آہستہ روی سے اس کی طرف جانے لگا ساحل نے اپنے کنگن والا ہاتھ اوپر اٹھایا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں وہ کنگن دیکھ کر میں نے سوچا تھا کاش یہ سندر کنگن کمارنی کے بدصورت ہاتھ کی بجائے کسی گل چہرے کے ہاتھ میں ہوتا تو وہ ہاتھ کتنا سندر نظر آتا ہاں میں نے ٹھیک سوچا تھا آج وہ کنگن میری ساحل کے ہاتھ میں بہت ہی سندر لگ رہا تھا میری ساحل جس محبت سے اس کنگن کو اپنے ہاتھ کی کلائی میں گھما رہی تھی اس کی کنگن سے یہ محبت دیکھ کر مجھے وصی شاہ کی وہ نظم شدت سے یاد آنے لگی کاش میں تیرے ہاتھ کا کنگن ہوتا لگتا تھا وصی شاہ صاحب نے بھی کسی ایسے ہی حسن و جمال کے پیکر کو دیکھا ہوگا جس کے ہاتھ میں میری ساحل کی طرح کنگن ہوگا اور وہ حسینہ بڑی محبت سے اس کنگن کو اپنے ہاتھ میں گھماتی ہوگی تبھی وصی شاہ نے اپنے جذبات کا اظہار اس نظم کی صورت میں کیا تھا ان کی دلی خواہش یہی ہوگی کاش وہ بھی کنگن بن جائے تاکہ ان کی محبوبہ انہی اسی طرح سے پیار کرتی اور یہی اس وقت میری خواہش تھی میں والہانہ نظروں سے اسے تکتا ہوا اس کے قریب جانے لگا۔

ابھی میں ساحل سے چند قدم دور ہی تھا کہ اس کے قریب ایکدم سفید دھواں نمودار ہوا میں اس دھوئیں کو دیکھ کر سخت خوف و ہراس میں مبتلا ہو کر رہ گیا میں سمجھ چکا تھا وہ دھواں کمارنی کی آمد کا اعلان تھا ساحل وہ انہونا منظر دیکھ کر خوف سے چیخا تھی وہ دھواں جلد ہی کمارنی کے روپ میں ڈھلتا چلا گیا وہ مجھے یوں اپنی جگہ ہکا بکا کھڑا دیکھ کر طنزیہ قہقہے لگانے لگی اس کے قہقہے خوفناک تازیانے بن کر میرے دل پر لگنے لگے ساحل اسی دیکھ کر چیخ اٹھی اور وہ ڈر کر بھاگنے لگی اسے بھاگتا ہوا دیکھ کر کمارنی نے ایک لمبا جمپ لیا اور میری ساحل کو دبوچ لیا مجھ پر اس ٹائم نجانے کیسی کیفیت سی طاری ہونے لگی

پتھروں کے بنائے گے چولہے پر رکھی جا چکی تھی بچھی ہوئی دریاؤں پر بڑے بڑے تھال رکھتے دکھائی دے رہے تھے ایک تخت نما کرسی بھی لا کر رکھ دی گئی تھی ان بھوتوں چڑیلوں نے جشن کے سبھی انتظامات مکمل کر لیے تھے مگر ابھی تک کمارنی کالا بھوت اور میری ساحل دکھائی نہ دیے تھے نجانے وہ کہاں تھے نجانے۔ وہ کب آئیں گے رات اپنا سفر جاری رکھے ہوئے تھے بھوتوں چڑیلوں کا شور غوغا جاری تھا جو آنکھ بھی اس منظر کو دیکھتی وہ خوف سے مرجاتی یہ میرا ہی حوصلہ تھا جو یہ ہولناک منظر پچھلے کئی گھنٹوں سے تک رہا تھا پھر بستی کی طرف سے تین سائے آئے دکھائی دیے میرا دل عجب انداز سے دھڑک اٹھا میں نے انہیں پہچان لیا تھا وہ کمارنی کالا بھوت اور میری جان غزل ساحل تھے ساحل کی حالت زار دیکھ کر میرا دل درد محسوس کرنے لگا۔

کمارنی نے ساحل کی ریشمی زلفیں ہاتھ میں پکڑ رکھیں تھیں وہ میری ساحل کو بولوں سے پکڑ کر گھسیٹ کر لا رہی تھی ساحل کی درد بھری سسکاریاں گونج رہی تھیں میں اپنی ساحل کو اس حالت میں دیکھ کر رونے لگا میں بھی کتنا مجبور ولاچار تھا یوں ساحل کے اتنے قریب ہونے کے باوجود اس کی کوئی مدد نہ کر سکتا تھا ہمارے درمیان وہ حصار درد کا سندھو بن گئی تھی اور وہ حصار میرے لیے عبور کرنا ناممکن تھا کمارنی آگ کے الاؤ کے قریب پہنچی تو اس نے ایکدم ہی ساحل کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لیا ساحل خوف سے رونے لگی حصار سے اس طرف ہی رو رو کر اس سے فریاد کرنے لگا لیکن اس نے میری کسی فریاد پر کان نہ دھرا اور نہ ہی ساحل کا رونا سنا کمارنی ساحل کو اٹھائے دیگ کے قریب پہنچی اور اس نے ساحل کو گرم دیگ کے اندر پھینک دیا ساحل کی درد بھری چیخیں کچھ دیر تک دیگ کے اندر سے گونجتی رہی پھر سکوت چھا گیا میری ساحل مرچکی تھی میں درد وکرب سے روتا چلا گیا کمارنی کی آواز گونجی تو میرا دھیان دوبارہ سے ان کی طرف گیا وہ کہہ رہی تھی اے میرے قبیلے کے بھوتوں چڑیلوں انسانی روپ میں آباد ابھی کچھ ہی دیر میں شاہ جنات بھی تشریف لانے والے ہیں اور آپ سبھی کو بخوبی علم ہے ہمارے دیوتا خود بھی سندر ہیں اور اپنے غلاموں کو بھی سندر ہی دیکھنا چاہتے ہیں کمارنی چڑیل نے اتنا ہی کہا تھا کہ وہاں ہر سو سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا وہ سبھی گہرے دھویں میں روپوش ہو کر میری نظروں سے اوجھل ہو گئے میں حیرت وخوف سے تکتا رہا۔

دیکھو اب کیا غائب سے نمودار ہوتا ہے وہ غائبی دھواں کچھ دیر تک پھیلا رہا پھر ایک دم ہی سے غائب ہو گیا دھواں ختم ہونے کے بعد کا منظر چونکا دینے والا تھا اب وہاں بھوتوں چڑیلوں کی بجائے خوبصورت لڑکے لڑکیوں کھڑے تھے اور خود کمارنی اتنی سندر نظر آرہی تھی کہ تعریف کے لیے الفاظ ڈھونڈنا میرے لیے مشکل امر ہے اس کے حسن کی تعریف میں اتنا ہی کہوں گا اگر وہ سچ مچ کی صنف نازک ہوتی تو لوگ اس کے لیے لاکھوں قتل کر ڈالے اب انہیں اگر کوئی دیکھتا تو یہی سمجھتا کوئی شہری امیر گھرانے کے نوجوان لڑکے لڑکیاں ہیں اور یہاں موج مستی کرنے آنے آئے ہیں اب ڈھول گونجنے کی آواز کرخت نہ رہی تھی بلکہ کسی جلترنگ ایسی آواز ڈھول سے گونج رہی تھی وہ چڑیلیں جو نیم عریاں لبادوں میں ملبوس تھیں ان کا ڈانس اور نغمے ہیجان انگیز ہو چکے تھے چاند کی چاندنی میں وہ منظر کسی اور کے لیے تو شاید رومانوی ہو سکتا تھا مگر میرے لیے نہیں میں ان کی اصلیت سے واقف تھا معا کمارنی کی آواز گونجی۔

باادب باملاحظہ ہوشیار شاہ جنات تشریف لا رہے ہیں کمارنی کے یہ الفاظ گونجنا تھے اور وہاں ایسی خاموشی چھا گئی جیسے وہاں اب کوئی بھی نہ رہا ہو ڈھول بجانے والے ڈھول رکھ چکے تھے ناچ میں مصروف ہستیاں اپنا ناچ روک چکی تھیں اس ٹائم وہ سبھی مودب ہو کر کھڑے تھے میں بغور ان کی حرکات وسکنات تکتا رہا اور میں نے سوچا آنے والی ہستی لگتا ہے ان کی پیش روتھی تبھی تو وہ اتنے زیادہ مودب ہو گئے تھے پھر وہاں ایک دم سے ہی نوجوان غائب سے نمودار ہوا اس نوجوان کو اپنے سامنے دیکھ کر وہاں جمع ساری مخلوق بشمول کمارنی رکوع کے انداز میں جھک گئے وہ غائب سے نمودار ہونے والا نوجوان بہت ہی وجیہہ وشکیل مرد تھا اس کے سر پر سونے کا تاج تھا ہاتھوں میں قیمتی کنگن تھے وہ نوجوان وہاں رکھی تخت نما کرسی پر جلوہ افروز ہو چکا تھا میدان میں انسانی سوانگ رچانے والی ساری مخلوق ہنوز رکوع کے انداز میں جھکی ہوئی تھی وہ نوجوان کروفر سے کرسی پر بیٹھا ان کا جائزہ لیتا رہا کچھ دیر وہ انہیں رکوع کے انداز میں جھکا دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں کھڑا ہونے کا حکم صادر کر دیا۔

کمارنی کھڑی ہو کر چلتی ہوئی جا کر اس نوجوان کے سامنے سنگی زمین پر بیٹھ گئی وہ کرسی پر بیٹھا نوجوان کچھ دیر تک کمارنی کے سندر روپ کو دیکھتا رہا اور مسکرا کر بولا کمارنی آج تم

میں اپنی جگہ پر منجمند سا ہو کر کھڑا رہا میرے لبوں سے آواز تک نہ نکل رہی تھی ساحل اس کی گرفت میں مچلنے لگی وہ چیخ چیخ کر مجھے آواز دینے لگی مگر میں بے بس تھا میرے اعضا آوٹ آف کنٹرول تھے معا ہی کمارنی دھاڑی دیکھو لڑکیا آج کمارنی جیت گئی میں نے کنگن بھی حاصل کر لیا اور بونس میں تمہاری محبوبہ بھی اب اس سندری کا بھی وہی حشر ہوگا جو اس سے پہلے تمہارے دوست کا ہوا تھا اگر اپنی چہیتی کا آخری انجام دیکھنا ہو تو اسی جگہ آجانا جہاں تمہارے دوست کو ہم لوگوں نے دیگ میں بھونا تھا ہاہاہا۔۔ میں جیت گئی اور تم ہار گئے اے حقیر انسان ۔وہ انہی طنزیہ بوتوں کے بعد میری ساحل سمیت غائب ہو گئی اس کے غائب ہونے کے بعد مجھ پر چھائی انجانی سی کیفیت خود بخود ختم ہو گئی۔

میرا شریر حرکت کرنے لگا آہ ۔میری مقدم ساحل میں نے دکھ سے سوچا اور شدت غم سے نڈھال ہو گیا اس کمینی چڑیل نے میرا سب کچھ تباہ وبرباد کر دیا تھا میں زمین پر بیٹھا ماتم کناں تھا نجانے کتنی دیر یوں روتے ہوئے بیت گئی تھی رونے کے بعد کچھ دل ہلکا ہوا تو میں اٹھ کر کھڑا ہوا میں سبک رفتاری سے چلتا ہوا باغ سے باہر نکل آیا میرا رخ بھوت بستی کی طرف تھا میں چاہتا تھا اپنی ساحل کو کسی بھی قیمت پر کسی بھی طرح بچا لوں میں کمارنی سے رو رو کر فریاد کروں گا کہ وہ میری ساحل کی جان بخش دے میرے دل کی دنیا تاراج خزاں باغ کی مثل ہو کر رہ گئی میں تیز قدموں سے منزل مقصود کی اور گامزن تھا میری آنکھوں میں کرب کا سندھو موجزن تھا میں آخر بھوت بستی کے میدان میں پہنچ گیا یہ وہی مقام تھا جہاں اس دن میرے دوست کو کمارنی نے اپنی دیگ میں بھون ڈالا تھا ابھی وہ جگہ سنسان تھی آج وہ بھوت بستی اپنی جگہ نظر آرہی تھی دن ڈوب رہا تھا اور شام کا قبر گوں اندھیرا آہستہ آہستہ ہر چیز پر چھانے لگا میں چلتا ہوا جیسے ہی اس میدان میں داخل ہوا تو مجھے اتنی زور سے برقی جھٹکا لگا جیسے میں نے کسی ننگی تار پر پاؤں رکھ دیا ہو میں اس برقی جھٹکے سے اچھل کر کئی قدم دور جا گرا میری آنکھوں کے آگے نیلے پیلے تارے جھلملانے لگے تکلیف سے میری آنکھیں برسنے لگیں اس کے ساتھ حیرت بھی ہونے لگی کہ مجھے میدان میں داخل ہونے پر برقی جھٹکا کیوں لگا تھا کچھ سمجھ میں نہ آرہا تھا کچھ دیر سنگی زمین پر بیٹھا رہا اور پھر اٹھ کر کھڑا ہوا اور دوبارہ سے میدان کی طرف جانے لگا دوبارہ سے میدان میں اپنا پاؤں رکھا تو وہی حال ہوا مجھے برقی جھٹکا لگا

اور میں پھر اس جھٹکے سے کئی قدم دور جا گرا ایک بار اسی صورت حال سے واسطہ پڑا تو مجھے شدت سے ایک بات کا خیال من میں گونجا۔

ہونا ہو کمارنی چڑیل نے اس ساری بستی کے اردگرد کوئی حفاظتی حصار کھینچ رکھا تھا اور اسی حصار کی وجہ سے مجھے دوبار برقی جھٹکا لگا تھا اب کیا کروں۔اب بھلا میں ان حالات میں کیسے ساحل کی مدد کر سکتا تھا کیسے اس تک پہنچ سکتا تھا اور کیسے اسے بچا سکتا تھا ڈر اور خوف سے میری آنکھوں سے آنسو بہنے لگے میں وہیں سنگی زمین پر بیٹھا رہا اور میری بے قرار نگاہیں بستی کی طرف مرکوز تھیں وقت دبے پاؤں سرکتا رہا نیم شب ہو گی آسمان پر چاند چمک رہا تھا اور زمین پر اپنی دودھیا روشنی پھیلانے لگا ابھی تک بستی کیطرف سناٹا تھا کوئی ہل چل وہاں کے باسیوں کی طرف سے نظر نہ آئی نجانے کب ان کا جشن شروع ہونا تھا آج تو کافی دیر ہو چکی تھی ابھی یہی سوچ ہی رہا تھا کہ بستی کی طرف سے ڈھول پیٹنے کی آوازیں گونجنے لگیں ڈھول کی آوازوں کے ساتھ ہی بستی میں ہل چل سی مچ گئی میری خوفزدہ سی نظریں اسی بستی کی طرف مرکوز تھیں پھر وہ ڈھول بجانے والے بھوت مجھے نظر آنے لگے وہ چار تھے ان کے گلوں میں بڑے بڑے ڈھول تھے جنہیں وہ بجاتے ہوئے آ کر مجھ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو کر بجانے لگے وہ ڈھول بہت ہی خوفناک چہروں والے تھے اس کے بعد پانچ چڑیلیں بستی کی طرف آتی ہوئی دکھائی دیں ان کے ہاتھوں میں کچھ سامان بھی تھا جب نزدیک آگئیں تو میں نے دیکھا وہ دریاں تھیں ان چڑیلوں نے وہ دریاں سنگی زمین پر بچھا دیں اس کے بعد وہ اٹھ کر ڈھول بجاتے بھوتوں کے قریب جا کر کھڑی ہو گئی وہ جیسے ہی کھڑی ہوتیں ان کے اردگرد سفید رنگ کا دھواں پھیل گیا میں حیرت وخوف سے تکتا رہا اور دھویں کے بعد جو منظر سامنے تھا وہ مزید حیران کن تھا۔

اب پانچ نیم عریاں دوشیزائیں کھڑی تھیں وہ پہلے جتنی خوفناک شکل تھیں اب اتنی ہی زیادہ سندر نظر آنے لگیں وہ لڑکیاں کے روپ میں چڑیلیں ڈانس کرنے لگتیں ان کا یہ ڈانس ہیجان انگیز تھا اس کے بعد بستی سے ٹولیوں کی شکل میں بھوت وچڑیلیں آتے رہے ہر آنے والے کے ہاتھ میں کوئی نہ کوئی ساز وسامان بھی ہوتا اب وہاں چڑیلوں بھوتوں کا ہجوم غفیر جمع ہو چکا تھا اور اغلب امکان تھا بستی کی ساری مخلوق یہاں جمع ہو چکی تھیں آگ کا ایک الاؤ روشن تھا ایک بڑی دیگ

بڑی سندر نظر آرہی ہو وہ کمارنی کے اس روپ کی تعریف کرنے لگا شاہ جنات کی زبانی اپنی تعریف سن کر کمارنی کے لبوں پر کھلا تبسم دلاویز ہوتا گیا وہ کسی صنف نازک کی طرح شرمانے لگی ایک تو یہ لڑکیاں شرماتی بہت ہیں چاہے وہ کسی بھی مخلوق سے تعلق رکھتی ہوں میں نے سوچا وہ نوجوان ایک مرتبہ پھر بولا کمارنی اس کا فرمان سن کر ایک جھٹکے سے اٹھی اس نے دریون پر رکھے ایک بڑے تھال کو اٹھایا اور دیگ کی طرف چل دی دیگ کے قریب پہنچ کر اس نے اپنا ایک ہاتھ گرم دیگ کے اندر ڈال دیا جب اس نے اپنا ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں میری ساحل کا بھنا ہوا سر تھا وہ درد بھرا منظر دیکھ کر میرا دل گہرے صدمے کے سمندر میں ڈوب گیا اللہ میری ساحل کا یہ انجام ہونا لکھا تھا۔

کمارنی نے وہ سر لا کر اس نوجوان کے سامنے رکھ دیا وہ نوجوان اپنے سامنے رکھے سر کو دیکھ کر کسی بھوکے بھیڑئے کی طرح اس کا سر کا گوشت نوچ نوچ کر کھانے لگا نوجوان نے کھانا شروع کیا تو کمارنی نے وہاں سبھی جمع مخلوق کو بھی اپنے حصے کا گوشت لے کر کھانے کا حکم صادر کر دیا وہ مخلوق اپنی ملکہ کا حکم سن کر دیگ پر ٹوٹ پڑی وہ مخلوق تھالوں میں میری ساحل کا گوشت بھر بھر کر لا رہے تھے پھر وہ سبھی مخلوق بچھی ہوئی دریاؤں پر بیٹھ گئے اور گوشت کھانے لگے وہ منظر مجھے مزید دکھی وخوفزدہ کرنے لگا جلد ہی وہ مخلوق کھانے پینے سے فارغ ہوگئی تھی تخت نما کرسی پر بیٹھا ہوا نوجوان بھی اپنے بھوجن کی بھوج دعوت اڑا چکا تھا وہ نسوانی سر کھانے کے بعد پرسن خوشی دکھائی دے رہا تھا پھر اس کی خوشی کا اظہار اس کے لبوں سے ادا ہونے لگا کمارنی میری خادمہ آج ہم تم سے بہت ہی خوش ہیں نوجوان کنواری لڑکیوں کے قبضے ہوئے سر بہت ہی پسند ہیں تم ہمیشہ ہماری خواہش کا خاص خیال رکھتی ہو لاؤ آج اسی خوشی میں تمہارے کنگن میں مقید شکتیاں تمہیں دان کر دیتیں کمارنی شاہ جنات کی باتیں سن کر کھل اٹھی اس نے اپنے ہاتھ سے کنگن اتار کر اس کے حوالے کر دیا۔ نوجوان نے کمارنی کا کنگن ہاتھ میں پکڑا اور کچھ علم پڑھنے لگا کمارنی اس دوران ادب سے نظریں جھکا کر کھڑی رہی اس نوجوان نے کچھ علم کنگن پر پھونک ڈالا اس نے جیسے ہی پھونک ماری تھی کنگن سے لال رنگ کی شعاعیں نکلنے لگیں وہ شاعیں کھڑی ہوئی کمارنی کے شریر میں جذب ہوتی جانے لگیں کچھ دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا پھر کنگن سے وہ شاعیں نکلنا بند ہوگئیں مجھے ایسے لگا جیسے کنگن کی ساری شکتیاں کمارنی میں منتقل ہو چکی ہوں یہ میں نے سوچا تھا میری سوچ ٹھیک تھی میری سوچ کی تصدیق اس نوجوان کی باتوں سے ہونے لگی۔

وہ کہنے لگا کمارنی اب تو تم خوش ہوناں آج ہم نے اس کنگن کی ساری شکتیاں تمہیں دان کر دی ہیں اب اس کنگن میں کچھ بھی نہیں رہا اب یہ ایک عام سونے کا کنگن بن کر رہ گیا ہے ہاں اگر تم چاہو تو اب اس کنگن اسی لڑکی کی آتما بندی کر سکتی ہو جس کا ابھی ہم نے بھونا ہوا سر نوش کیا ہے اس کی آتما ابھی تک یہیں موجود ہے یہ لو تمہارا کنگن رکھ لو یہ کہہ کر اس نوجوان نے کنگن کمارنی کے حوالے کر دیا پھر وہ نوجوان کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور بولا کمارنی اب جتنی جلدی ہو سکے تم اور تمہارا قبیلہ اس جگہ کو چھوڑ دو تم اپنے قبیلے کو لیکر کوہ ہندوکش کے پہاڑی سلسلوں کی طرف کوچ کر جاؤ میرا علم مجھے بتانے لگا ہے کہ تمہاری یہ بستی کسی اللہ والے کی نظر میں آچکی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ لینے کے دینے پڑ جائیں اس نوجوان نے کمارنی کو نصیحت کی اور کھڑے ہی کھڑے اپنی جگہ سے غائب ہوگیا۔ شاہ جنات کے چلے جانے کے بعد کمارنی نے اس کنگن کو ہاتھ میں پکڑا اور خود منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑانے لگی اس کے ہلتے ہونٹوں کو دیکھ کر مجھے لگا وہ کوئی منتر جپ رہی تھی پھر اس نے وہ علم پڑھ کر ایک طرف کو پھونک دیا جہاں اس نے پھونک ماری تھی وہاں سے دھواں اٹھنے لگا پھر وہ دھواں ایک وجود میں ڈھلنے لگا اس دھوئیں سے پھر ایک نسوانی وجود بنتا چلا گیا وہ وجود میری ساحل کا تھا وہ وجود یقیناً میری ساحل کی آتما تھی کمارنی نے ایک نظر ساحل کی آتما کی طرف دیکھا اور دوبارہ سے کچھ پڑھ کر اس کی طرف پھونک ماری اس کی پھونک سے دوبارہ ساحل دھواں بننے لگی پھر وہ دھواں بن کر کمارنی کے ہاتھ میں پکڑے کنگن میں منتقل ہونے لگی اس کام کے بعد کمارنی فتح کے قہقہے لگانے لگی وہ قہقہے بہت ہی ہیبت طاری کر دینے والے تھے۔

پھر کمارنی قہقہے لگاتی ہوئی میری طرف آنے لگی اسے یوں اپنی طرف آتا دیکھ کر میرا خوف مزید پھیلنے لگا دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی کمارنی چلتی ہوئی میرے قریب آکر کھڑی ہوگئی وہ حقارت بھری نظروں سے مجھے گھورنے لگی اور اس نے وہ کنگن میرے سامنے سنگی زمین پر پھینک دیا لو یہ کنگن اب رکھو اپنے پاس تمہیں بڑا شوق تھا ناں اسے اپنے پاس رکھنے کا آج یہ کنگن تمہارا ہوا مگر امانت کے طور پر میں اسے لینے اب اسی روز

آؤں گی جب یہ تمہارے گلے کا لاکٹ تم سے الگ ہوگا بس اسی دن تمہارا حشر بھی تمہاری محبوبہ اور دوست ایسا ہی ہوگا تمہارا گوشت بھی ہم بھون کر کھا جائیں گے اور تمہاری آتما کو اسی کنگن میں بند کر کے یہ کنگن اپنے ساتھ لے جاؤنگی اس نے دعونت بھرے لہجے میں کہا اس دوران میں خاموشی سے اس کی طنزیہ گفتگو سنتا رہا وہ مجھے یوں خاموش دیکھ کر مزید بولی اب دیکھ لی ملکہ کمارنی سے دشمنی کی سزا اگر تم پہلے ہی مجھے کنگن واپس کر دیتے تو آج کم از کم تمہاری محبوبہ تو زندہ سلامت ہوتی لیکن تم نے ضد کی اور یہ دن دیکھا ہم تمہاری محبوبہ کا گوشت کھا گئے اور تم دیکھتے رہے اور کچھ بھی نہ کر سکے اور اب تمہاری محبوبہ کی آتما کو بھی ہم نے اس کنگن میں بند کر دالا ہے اس نے مجھے دیکھتے ہوئے کہا اور پھر بولی کیا یاد کرو گے کمارنی دشمن ہوتے ہوئے بھی کتنی مہربان ہستی تھی اگر اپنی محبوبہ کی روح سے ملاقات کرنا چاہو تو اس کنگن کو اپنے خون سے نہلا دینا تو اس کی آتما کچھ دیر کے لیے اس کنگن سے آزاد ہو کر تمہارے سامنے آجایا کرے گی چلو اب ساحل نہ سہی اس کی آتما ہی سہی ہاہاہا۔ میں لوٹ کے ضرور آؤں گی لڑکے میرا انتظار کرنا میں لوٹوں گی یہ میرا وچن ہے۔

پھر کمارنی ایک دم سے غائب ہوگئی وہ غائب ہوئی تو وہاں سے سب کچھ غائب ہوتا گیا اب نہ تو وہاں وہ انسانی سوگنگ بھری مخلوق تھی نہ آگ کا الاؤ تھا اور نہ ہی وہ دیگ اور وہ بھوت بستی بھی نظروں کے اوجھل ہوگئی تھی اب سارا میدان خالی تھا بس حد نگاہ پھیلے ہوئے خاردار جھاڑیوں اور سرکنڈوں کے سلسلے تھے میں نے تڑپ کر وہ کنگن زمین سے اٹھا لیا اور سنگی زمین سے اٹھ کھڑا ہوا اب میں نے یہاں بیٹھ کر کیا کرنا تھا میں کنگن کو ہاتھ میں پکڑ کر اپنے گاؤں کیطرف چل دیا اب اس کنگن کو میں نے تا زیست سنبھال کر رکھنا تھا اس کنگن میں میری ساحل کی آتما قید تھی نوشتہ تقدیر نے ساحل کا یہ انجام لکھا تھا میں تڑپ کر رونے لگا میرے رونے کی آواز گونجی تو مجھے سسکاریوں کی آوازیں سنائی دینے لگی مجھے ایسے لگا جیسے کوئی سسکاریاں بھر کر رونے لگا ہو میں خوف سے اردگرد تکنے لگا مگر مجھے کوئی بھی نظر نہ آیا دوبارہ سے سسکاریاں گونجیں تو میں نے سسکاریوں کے مرنہ کو پا لیا وہ سسکاریاں میرے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کنگن سے گونج رہی تھیں کنگن میں قید میری ساحل کی آتما سسکاریاں بھر رہی تھیں بدنصیب ساحل کے بارے میں سوچ کر دکھ و کرب سے مجھ پر دوش گریہ طاری ہوتا چلا گیا۔

بات آخر زیر نظر کہانی ذہنی اختراع ہے اور میں نے بلال دل جلے کے لیے خاص طور پر تحریر کی ہے انہیں میری کہانی حیرت کدہ پر حیرت، ہوئی تھی اب شاید ان کی حیرت دور ہو جائے جو دوست مجھ سے رابطہ کرنا چاہیں کر سکتے ہیں میں انتظار کروں گا۔

❀❀❀

غزل

فاصلہ اتنا بڑھانے کی ضرورت کیا تھی
تجھے مجھ سے روٹھ جانے کی ضرورت کیا تھی
اب جو مجھ سے روٹھ کر اداس رہتے ہو
اپنا ہاتھ میرے ہاتھ سے چھڑانے کی ضرورت کیا تھی
دنیا کب کسی کے غم کو اپنا غم کہتی ہے
تجھے اپنا غم کسی دنیا کو بتانے کی ضرورت کیا تھی .
میں آج تک اس بات کو سمجھ نہیں پایا
جب ساتھ تمہارے میں تھا تو تم کو زمانے کی ضرورت کیا تھی

محمد وقاص احمد حیدری۔ سہگل آباد

❀❀❀

غزل

اب جو بکھرے تو بکھرنے کی شکایت کیسی
خشک پتوں کی ہواؤں سے رفاقت کیسی
میں نے اس دور کے انسان سے محبت کی ہے
جرم سنگین کیا ہے تو رعایت کیسی
رخ کسی اور طرف روح سخن میری طرف
اے میرے دوست محبت میں سیاست کیسی
اک پتہ بھی اگر شاخ سے ہوتا جدا
کیا کہیں دل پہ گزرتی ہے قیامت کیسی
بن کے آجاتے ہیں تیری یادوں کے پجاری
یہ محسن کے رفیقوں کی رقابت کیسی

آنسہ کنول۔ سہگل آباد

❀❀❀

دیوار کیا گری میرے کچے مکان کی
لوگوں نے میرے صحن میں رستے بنا لیے

جنون

عثمان غنی۔ شیخ آباد۔ پشاور

وہ سب لوگ طلسمی محل کی سیڑھیاں اترتے چلے گئے۔ وہاں دوسرے خزانے کا حال ہی کچھ عجیب تھا پورا ہال سونے کی ہیروں لعل جواہرات سے بھرا پڑا تھا سر نصیر کو اپنی کامیابی پر یقین آیا سب کی آنکھیں چندھیا سی گئیں اور پھر سب ہی خزانے کی طرف بڑھیں اس کی آنکھوں میں خوشیاں تھیں چہرے پر سرخیاں تھیں سب خوشی سے چیخنے لگے چھلانگیں مارنے لگے پورے ہال میں سونے کے جواہرات اردگرد پھیل چکی تھیں اور سب ہی وہ طلسمی تاج ڈھونڈنے لگے ایک جگہ ان کو تاجوں کا انبار لگا ہوا تھا ہزاروں تاج ایک دم نظر آئے اور پھر وہ طلسمی تاج نظر آیا اس سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں سب کی آنکھوں میں حسرت بھری چمک ابھری نتاشا نے پہلے تاج کو اٹھایا اور سب کی طرف دیکھا سب کی مسکراہٹ ابھری نتاشا نے ہنستے ہوئے تاج پہن لیا روشنیاں اردگرد بکھر گئیں روشنیوں کا انبار دہکنے لگا نتاشا کے بال اڑنے لگے پورا ہال نتاشا کی روشنی سے مہک گیا نتاشا اس وقت ان سب کو اگلے لمحے میں اتنی حسین دکھائی دی کہ سب اسے رشک بھر نظروں سے دیکھنے لگے پھر وہ مسکراتی ہوئی اردگرد دیکھنے لگی اس کا چار سو انگ انگ میں رواں تھا غیبی ہوائیں اردگرد بکھر رہی تھیں اس کا سراپا حسن کسی پرستان کی پری سے کم نہیں تھا حتی کہ سر نصیر بھی اسے رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔ یہ چند منٹ یونہی گزر گئے نتاشا جب ہنستی تو ماحول میں جلترنگ بج اٹھتا وہ جب چلتی تو سب مدہوش ہو جاتے۔ اچانک ایک بھیانک چیخ سنائی دی سب کچھ پل بھر میں بدل گیا وہ لاش کی چیخ تھی طلسم ٹوٹ گیا وہ ممی سے دھواں اٹھنے لگا نتاشا کے سر سے جادو بھرا تاج غائب ہو گیا ہر طرف سکوت پھیل گیا نتاشا حسین تھی مگر تاج جب پہنا تھا اس کا حسن اس قدر نکھر گیا تھا کہ سب اس کو دیکھ کر مدہوش ہو گئے تھے اس کی جنون میں کچھ بھی گزرنے کو تیار تھے خوشبو نے کیمرے سے اس کی چند تصاویر لی تھیں نتاشا نتاشا پھٹی پھٹی آنکھوں سے سب کو دیکھنے لگی کیونکہ نہ تاج تھا اور نہ وہ اب پہلے کی طرح حسین ہوائیں نہ اس کے جسم کے خوشبوؤں کے جھونکیں سب کچھ پل بھر میں ختم ہو چکا تھا اردگرد خزانے کا ڈھیر پڑا تھا سر نصیر اور کہا نتاشا ان بدروحوں کا طلسم ختم ہو چکا تھا کیونکہ اوپر وہاں پر اس مردے کی بھیانک چیخ نکلی اور اس کا جسم جل گیا ہے بس ہمیں یہاں اس کے بکھرے ہوئے مال کو سمیٹنا ہے اور اس بھیانک جگہ سے رفو چکر ہونا ہے جی سر وہ سب جتنی جتنی سونے کی اینٹیں وغیرہ سمیٹ سکتے تھے سمیٹ کر اس بندیال سے باہر آ گئے وہاں پر دشت کا منظر بالکل بدل چکا تھا وہ سب کچھ ختم ہو چکا تھا دشت

سر اسلام وعلیکم۔ تمام لڑکوں اور لڑکیوں نے بیک آواز میں کہا وعلیکم اسلام۔ سر نے نہایت شفقت بھرے لہجے میں کہا سر آج تو آپ نہیں آرہے تھے کیونکہ کل آپ نے کہا تھا کہ کل یونیورسٹی سے چھٹی کرونگا۔ ارے نالائقوں کل میں نے یونہی کہہ دیا تھا کیونکہ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ تم لوگ میرے لیے کتنے اداس ہوتے ہو مگر لگتا ہے تم لوگ تو خوش ہوتے ہو۔ نو سر۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں ہم بھلا کیوں اداس نہیں ہوں گے ہم تو ابھی بارش کرنے والے تھے آپ کی چھٹی کی دکھ میں۔ اچھا بچو میں آفس جا رہا ہوں باقی ملاقات کلاس میں ہوگی۔ جی سر تم لوگ کلاس اٹینڈ کرنے چلے جاؤ۔ جی سر کہہ کر تمام گروپ سٹوڈنٹ کلاس کی طرف چلے گئے اس گروپ میں ماریہ خوشبو شبنم اقصیٰ کنول اور صبا شامل تھیں باقی دو تین لڑکیاں بھی تھیں لو ادھر ادھر کھسکنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاتی تھیں جبکہ لڑکوں میں جنید عمان سلمان شاہد بلال عادل زیب اور دیگر شامل تھے سر نصیر ان سے گروپ سٹوڈنٹ کا من پسند ٹیچر تھا باقی اساتزہ بھی انہیں پسند تھیں لیکن سر نصیر وہ واحد ٹیچر تھا جو انہیں بے حد پسند تھا بس سر نصیر کی ایک عادت تھی بلکہ تمام سٹوڈنٹ سر نصیر کی اس عادت کو سر نصیر کا جنون کہتے تھے کیونکہ فارغ اوقات میں وہ لائبریری جاتے اور وہاں پر ایک بند شیشے کی شوکسی کو گھنٹوں دیکھتے حالانکہ یہ سر نصیر کا اپنا شوکیس تھا لیکن اس نے کبھی بھی اس کو نہیں کھولا تھا اس شیشے کے شوکیس میں بند ایک کتاب تھی اس کو اس شوکیس میں قید

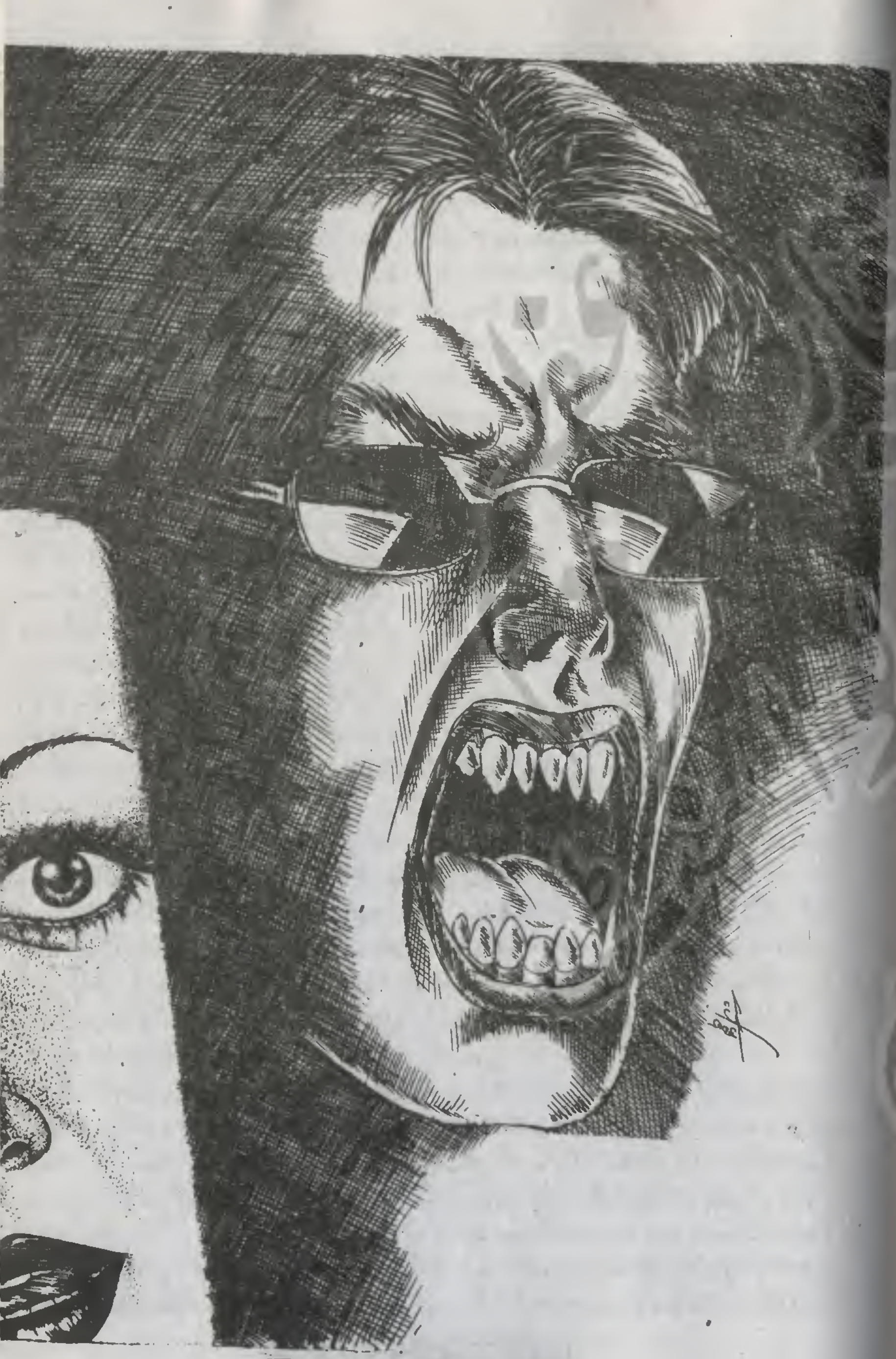

کردیا گیا تھا۔
یہ سر نصیر کی عادت تھی یا جنون کہ وہ اپنے ہاتھوں سے خود اس شوکیس کی صفائی کرتے اور چوکیدار اور دیگر سٹوڈنٹ کو اس شوکیس کے قریب بھی بھٹکنے تک نہیں دیتے تھے کبھی کبھی سر نصیر اس بند شیشے والے شوکیس کو دیکھ کر کھو سے جاتے اور دو تین بار جھنجھوڑنے پر حقیقت کی دنیا میں واپس آجاتے کئی بار سٹوڈنٹ نے اس کو اس شوکیس کے قریب گم ہوتے دیکھا تھا اور جھنجھوڑنے پر حقیقت کی دنیا میں لوٹ آئے تھے خیر اس بار پھر وہ بھی کچھ سنبھل گئے تھے اور شوکیس کو زیادہ زیادہ قریب تک نہیں جاتے تھے اور طلبا کو بھی اس سے دور رکھا گیا تھا بلکہ دھمکی دی تھی کہ اگر کوئی سٹوڈنٹ اس شوکیس کے قریب گیا اور اگر میں نے لائبریری میں اس ماسٹر پیس کوئی بھی سٹوڈنٹ اس کے قریب دیکھا تو میں اس سے کبھی بھی نہیں بولوں گا اور اس شوکیس سے یہ کتاب میں ہمیشہ کے لیے کسی او رجگہ محفوظ مقام پر منتقل کردونگا سٹوڈنٹ بھی بڑے تحمل اور ادب سے سر نصیر کی بات مانتے تھے آج کل اس گروپ میں سر نصیر کی یہ ماسٹر پیس زیر نظر موضوع تھا لڑکے سر کی غیر موجودگی میں جب لڑکیوں کے ساتھ اکھٹے ہوتے تو باتوں باتوں میں سر کی وہی کتاب ہی موضوع بحث بن جاتی اور اپنی اپنی قیاس نظریہ رکھتا تھا اس کتاب کے بارے میں لیکن کوئی بھی ہمت نہ کرسکتا تھا کہ اس کتاب کے بارے میں جاننے کی کوشش کرے۔

چلو بتاؤ ماریہ کہ اس کتاب کے بارے میں تم کیا کہتی ہو ۔ہاں زیب میں کیا کہہ سکتی ہوں مجھے یہ کتاب خونی لگتی ہے سب نے ایک قہقہہ لگایا عمان چیخ کر بولا لڑکیاں ڈرپوک ہوتی ہیں چلو بھئی شبنم تم بتاؤ یہ کیا ہے۔ شبنم مسکرائی یہ کتاب مجھے انگریزی کی کوئی رومانوی ناول لگتی ہے کیونکہ انگریزی الفاظ میں اس پر لیکن سر نے اس کتاب کے ٹائٹل کو چھپانے کے لیے اس کپڑا لپیٹ رکھا ہے تاکہ کوئی اس کتاب کے ٹائٹل کو بھی نہ پڑھ لیں ۔ہاں یہی بات ہے شاہد نے بھی تائید کی اب اقصیٰ بول اٹھی میرے خیال میں یہ ہمارے لیے ایک ٹاپ سیکرٹ ہے سلمان بولا اور میرے خیال میں یہ ہمارے لیے ایک سرپرائز ہے ہاں یار جو بھی ہے وقت آنے پر پتہ چل جائے گا ہاں یہ تو ہے۔

بائی داوے میرے خیال میں تم سب لوگ پاگل ہو کیونکہ سر کے اس گندے موضوع پر ہم اپنا وقت ضائع کر رہے سہیل نے کہا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو شبنم چہک کر بولی کچھ ہی دیر بعد تم سب کچھ ادھر چلے جاؤ گے اور کچھ ادھر ہاں کیونکہ کچھ دیر میں چھٹی ہو جائے گی یہ تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن بات یہ ہے کہ مجھے کچھ دیر لائبریری میں رکنا پڑ سکتا ہے خوشبو ایک دم بول پڑی اوہ تم کہنا کیا چاہتی ہو جی۔ شاہد بھی بول پڑا ہاں میں شبنم سے کہنا چاہتی ہوں کہ اگر یونیورسٹی آف ہو تو پلیز کچھ دیر میرے ساتھ لائبریری میں گزاروں، کیونکہ اکیلا بندہ اتنے بڑے کالج میں کیسے رہ پائے گا۔۔ ہاں سوچ تو تمہاری بالکل درست ہے عادل بھی قہقہے لگا کر ہنس پڑا نہیں اگر تم چاہو تو میں تمہارے ساتھ رک سکتا ہوں کیونکہ خوشبو مس شبنم صاحبہ تمہارے ساتھ رکنے والی نہیں ہے عادل نے شبنم کی طرف دیکھ کر کہا شبنم بول ہی پڑی واقعی یار خوشبو آج میرا رکنے کا کوئی پروگرام نہیں کیونکہ گھر میں تایا اور تائی جان آئی ہوئی ہیں اب جنید بھی بول اٹھا لو خوشبو میں تمہارے ساتھ رک جاؤں اگر تم چاہو تو دیکھو وی آر فرینڈز ۔خوشبو ہنس دی مجھے آدھا گھنٹہ لائبریری میں رہنا ہوگا اور جنید میرے خیال میں تم بور ہو جاؤ گے عمان چیخ کر بولا خوشبو کیا تمہارا لائبریری کارڈ ہے یہی تو پرابلم ہے کہ میرا لائبریری کارڈ کہیں گم ہوگیا ہے اور اس وجہ سے مجھے آدھا گھنٹہ آج یہاں رکنا پڑے گا کیونکہ یہ شرط ہے کہ اگر کوئی سٹوڈنٹ اپنا لائبریری کارڈ گم کردے تو اسے لائبریری میں جانے کی اجازت تو ہے چاہے گھنٹوں بیٹھ کر پڑھ بھی سکتا ہے لیکن کوئی بک گھر لے کر نہیں جا سکتا ہے لیکن آج تم رک کیوں رہی ہو کہیں تمہاری نظر تو اس ماسٹر پیس پر تو نہیں ہے یہ اقصیٰ اور صباء ایک ساتھ بول پڑی۔

ارے تم لوگ کیوں بک رہی ہو چلو میں نہیں رکتی اور ہاں مجھے تمہاری اور تم لوگوں کی کوئی مدد نہیں چاہیے وہ اٹھتے ہوئے بولی ارے ارے تم تو ناراض ہوگئی وہ سب اٹھ کر اس کے آگے دیوار بن گئے ہم تمہاری مدد ضرور کریں گے خوشبو ہنس پڑی۔

دیکھو تم لوگ ایسے کہہ رہے کہ میں کسی مشن پر جا رہی ہو ں اب سب بضد تھے کہ وہ خوشبو کے پاس رکیں گے لائبریری میں لیکن خوشبو نے کہا میں ایک کا ساتھ چاہتی ہوں لیکن تم سب انتہائی شور کر رہے ہو اور مجھے شور پسند نہیں ہے تم سب اپنا اپنا نام ایک چٹ پر لکھو اور سارے ناموں کی لسٹ مجھے دے دو پھر کسی اور جوانجان ہو وہی چٹ اٹھائے گا اور یوں جس کا نام کی چٹ نکل آئی وہی میرے ساتھ یونیورسٹی کی لائبریری

میں ٹھہرے گا اور یوں جس کا نام نہ نکلے گا وہ نہیں ٹھہرے گا ہاں ہاں چلو نکالو چٹیں اور لکھوا پنے نام سب نے اپنے اپنے نام لکھنے شروع کردیے اور انہیں چار کونوں بالکل مربع کی طرح بند کردیا تمام کے تمام چھوٹی چھوٹی پرچیاں انہوں نے شبنم کو دے دیں اور پھر شبنم سے تمام چٹیں خوشبو نے لے لیں وہ دیکھو نتاشا آرہی ہے صندل ایک دم بول پڑی ارے وہ ہمارے گروپ کی نہیں ہے شاہد ایک دم بول پڑا تو کیا ہوا ہم نے کونسا اسے انعام دینا ہے بس خوشبو کی گود سے ایک چٹ اٹھانا ہے ارے نتاشا ذرا ادھر تو آؤ ماریہ چیخی ۔چلتی ہوئی نتاشا جو گیٹ کی طرف جا رہی تھی رک گئی ہاں ان سے کی طرف متوجہ ہوئی اور ان سب کے قریب آگئی ۔اوہائے گائیز ۔ہیلو ہاؤ آر یو۔آؤ کم ۔آن نتاشا۔نتاشا ان سب کے قریب آ کر بولی کیا پتا تم اتنی ہچکچا کیوں رہی ہو بلکہ تم تو خاصی بولڈ ہو ہاں کیا مسئلہ ہے پلیز نتاشا بول پڑی ۔دیکھو نتاشا تم خوشبو کی گود سے ایک پرچی اٹھاؤ۔

او۔میں اب سمجھی ۔تو تم لوگوں نے کمیٹی ڈالی ہوئی ہے ہاں بس یہی سمجھو ۔اور کمیٹی میرے ہاتھوں سے نکلے گی او یار تم لوگوں نے مجھے آواز دے کر کافی اچھا کیا کیونکہ مجھے یہ سب بہت اچھا لگتا ہے او ہو نتاشا تم بولتی ہی چلی گئی بس ہمارے دلوں پر بنی ہے کہ کس کا نام نکلے گا زیب بولا او ہو اتنی جلدی نتاشا بھی ایک دم بول اٹھی خوشبو کی جھولی سے نتاشا نے ایک پرچی اٹھائی اور سب کی طرف ایک نظر ڈالی وہ کچھ فاصلے پر کھڑی ہوئی اور سب کے چہروں کو دیکھنے لگی او ہو بھئی تم سب تو ایسے حیرت سے دیکھ رہے ہو کہ میں مشن ۱۲۰ فتح کر آئی ہوں او ہو نتاشا سسپنس مت پھیلاؤ بلکہ کس کا نام نکلا ہے جلدی سے بتاؤ خوشبو بولی ارے اتنی بھی کیا جلدی ہے بتاتی ہوں بتاتی ہوں ذرا صبر تو کرلو نتاشا نے پرچی کھولتے ہوئے کہا ارے یہ نام تو۔۔۔؟ نتاشا ایک دم چپ ہوگئی ارے نتاشا کی بچی بتاؤ ہمارے اعصاب کا امتحان کب تک لوگی ارے یار کیا بتاؤں نام ہی اتنا پیارا نکلا ہے شخصیت تو دھماں کی ہوگئی ارے نتاشا ارے یار یہ کیا بکواس کر رہی ہو جلدی بتاؤ ناں عمان ایک دم چلایا۔

ویسے عمان چلاؤ مت مجھے پتہ ہے تمہارا نام نہیں ہے خوشبو نے اسے کھڑے تیوروں سے گھورا ہاں شکر ہے کہ میرا نام نہ ہی ہو تو بہتر ہوگا عمان بھی کم نہ تھا ارے ارے تم لڑنے تڑنے پر تیار ہوگئے نتاشا چیخی تو شرارت مت کرو اور جلدی سے کہہ بھی دو ہاں کہ بھی دو دو بارہ شاہد منمنایا ارے میں پہلے ذرا تم لوگوں کے چہرے کے تاثرات دیکھنا چاہتی ہوں اس لیے میں بتاتی ہوں کہ نام لڑکوں میں بھی ہوسکتا ہے اور لڑکیوں میں بھی ہاں نتاشا چلو تین آپشن تو دو۔اچھا میں آپشن دیتی ہوں ۔ا۔خوشبو ۔۲۔عمان ۔۳۔شاہد ۔سب ایک دم چیخیں خوشبو کا آپشن میں تم مات کھا گئی ہو کیونکہ خوشبو کا نام کسی بھی پرچی پر نہیں ہے۔ اور اس کی وجہ سے اب عمان یا شاہد میں کوئی ہوسکتا ہے نتاشا بھی ایک دم فکر مند ہوگئی میں نے دو آپشن ہی غلط دیئے تھے بلکہ اصلی آپشن تو میں اب دے رہی ہوں او ہو نتاشا تم تو بڑی چالاک نکلی ہاں وہ تو میں ہوں میں اصل آپشن اب دے رہی ہوں ۔ا۔عمان ۔۲۔صبا۔۳۔ بلال ۔اصل آپشن تو میں نے اب دے دئے ہیں نتاشا منہ پر ہاتھ پھیرتی ہوئی بولی ارے یار یہ نتاشا بھی کمال کرتی ہے یہ تو کیا وقت ضائع کر رہی ہے سلمان بولا ایک دم کنول چیخی سلمان تیرا نام نہیں ہے اس لیے تو زیادہ بڑبڑا رہا ہے ارے تم لوگ کیوں لڑ رہے ہو لو میں نام بتاتی ہوں ویسے میرے ذہن میں ایک بات ہے ویسے کمیٹی سے کتنے کی ارے بیس روپے کی سلمان پھر سے بھڑک کر بولا اے جلتی موئی تو نہ بھڑک نتاشا بتا کر بول ہے کنول آہستہ بولی بس نام ہے نتاشا ضبط کرگئی میں بتا رہی ہوں نام ہے بلال نہیں ہے بلکہ عمان ۔اور تالیاں بجاؤ اور سب نے تالیاں بجائی عمان تھوڑا سے سہم گیا نتاشا پھر سے موضوع گفتگو جوڑنے لگی۔

اے عمان اب اتنی بڑی کمیٹی نکلی ہے اب کیا کھلاؤ گے ۔آجا مجھے کھالے کم عقل لڑکی کہاں کی کمیٹی نکلی ہے اس نے صاف صاف نتاشا کو سب کو کچھ بتا دیا یہ سن کر نتاشا ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہوگئی بس اتنی سی بات اور اتنا بڑا اقدام وہ قہقہے لگاتی ہوئی ان سب کو دیکھے جا رہی تھی اور وہ سب اس کو میٹھی میٹھی نظروں سے دیکھے جا رہے تھے کیا تم پاگل ہوگئی ہو شاہد نے طنزاً کہا ارے پاگل ہوں میرے دشمن اتنی چھوٹی سی بات کے لیے تم نے اپنا وقت برباد کیا خاصا بور گروپ ہے آپ لوگوں کا ویسے اگر تم چاہو تو اس بور گروپ میں انٹری دے سکتی ہو عادل نے کہا مجھے اپنا وقت بچانا ہے نتاشا روبدو بولی ہم تم جیسی کے لیے ہمارے گروپ میں کوئی جگہ نہیں ہے کنول بھڑک اٹھی تو کون سا مجھے شوق چڑھا ہوا ہے تمہارے بور گروپ میں شامل ہونے کے لیے میں کون سا مری جا رہی ہوں اور تمہارے پاؤں میں پڑی ہوں کہ مجھے شامل کرلو وہ چیختی ہوئی پاؤں پٹختی

ہوئی یونیورسٹی کے مین گیٹ کی طرف چلی گئی پیچھے سے سب نے اس کے پیچھے بوؤبوؤ کی آوازیں لگائی جبکہ خوشبو نے عمان کا گریبان پر پکڑ لیا اور کہا۔

چلو میرے ساتھ لائبریری۔ اور وہ دونوں اٹھ کر لائبریری چلے گئے وہاں پر ہو کا عالم تھا کوئی ذی روح لائبریری میں نہیں تھا باقی سب ہنستے ہوئے مین گیٹ سے نکل گئے خوشبو کتاب کی تلاش میں شیلف وغیرہ دیکھنے لگی اور عمان برا سا منہ بنا کر وہی بیٹھ گیا وہ دونوں ایک دوسرے سے بے نیاز تھے کہ اچانک عمان کی نظر اس ماسٹر پیس پر پڑی وہ اس کے قریب تر ہوتا گیا اور اس کے قریب پہنچ کر وہی ساکت ہو کر رہ گیا اور تقریباً گز بھر کے فاصلے پر اسے دیکھنے لگا تقریباً بیس منٹ گزر گئے خوشبو کتاب ڈھونڈھ چکی تھی وہاں پر صرف لائبریری مینجر موجود تھا باقی کوئی بھی نہ تھا خوشبو اسکے قریب آئی اور کہا کتاب مل چکی ہے اب مجھے کتاب پڑھنا ہے تم اس ماسٹر پیس کر دیکھتے رہو اور تقریباً آدھے گھنٹہ تک رہو جبکہ ماسٹر پیس کے قریب لکھا بھی تھا کہ یہاں بیٹھنا منع ہے خوشبو وہاں بیٹھ گئی اور عمان کھڑا ہو کر اس بند شیشوں والی کتاب کو دیکھنے لگا۔ اچانک دروازہ کھلا اور کوئی اندر داخل ہوا خوشبو چھپ جاؤ کوئی اندر آرہا ہے اس بڑی لائبریری میں آواز صاف سنائی دیتی تھی وہ دونوں پچھلی شیلف کے پیچھے چھپ گئے اور وہاں سے دو تین کتابیں ہٹائی انہیں وہاں سے وہ کتاب صاف نظر آرہی تھی آنے والا سر نصیر تھا وہ اس کتاب کے پاس آکر رک گیا خوشبو آہستہ سے بولی تمہارے خیال میں کون ہوگا ۔عمان نے کہا یہ تو سر نصیر ہیں ۔خوشبو دوبارہ بولی ہاں یہ تو سر نصیر ہیں ۔پھر سر نصیر بالکل اس کتاب کے سامنے ساکت کھڑا ہو گیا تم محفوظ نہیں ہو تم محفوظ نہیں ہو میں تمہیں یہاں سے لینے آیا ہوں۔ وہ دونوں بک شیلفوں کے پیچھے سے سر نصیر کی یہ عجیب سا انداز دیکھ رہے تھے ہاں اس نے جیب سے ایک چابی نکالی اور شیشے کا بکس کھول دیا اس نے جیسے ہی کتاب اٹھائی ایک کالی بلی اس کے پاؤں میں گزر گئی اور سر نصیر کی ڈر کے مارے ایک چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا گیا کتاب اس کے اوپر سے وہ لپٹی ہوئی چیز گر گئی۔

سر نصیر نے بکس بند کر دیا اور چوکیدار کو برا بھلا کہتا ہوا اس کی کلاس لینے کے لیے چلا گیا کیونکہ کالی بلی بقول سٹوڈنٹ کے سر نصیر کی کالی میں پاؤں سے گزرنا خطرے کی علامت ہوتی ہے وہ تیز تیز چلتا ہوا کتاب کے ساتھ لائبریری سے باہر نکلا وہ دونوں شیلفوں کی اوٹ سے جلدی جلدی باہر نکلے اور اس گرے ہوئے کپڑے کی طرف متوجہ ہو گئے دونوں کپڑے پر جھک گئے جیسے ہی عمان نے کپڑے کو اٹھایا اس سے ایک گول کاغذ میں لپٹی ہوئی اور شے آگری ۔واٹ از دس ۔خوشبو ایک دم بول پڑی ہاں عمان بھی بڑبڑایا دونوں نے وہ گول کاغذ کھولا تو اس سے ایک بھورے رنگ کا نقشہ برآمد ہوا یہ تو کوئی میپ ہے خوشبو گویا ہوئی ارے یہ تو پوری جان کاری ہے یہ کس چیز کا میپ ہے۔ یہ دیکھو انگلش زبان میں ہر چیز کی بڑی واضح الفاظ میں نشان دہی کی ہے یہ تو کسی خزانے کا نقشہ ہے کیا خوشبو کی آنکھیں باہر کو نکل آئیں عمان ہاں یہ تو سچ ہے دیکھو یہ گز بھر نقشہ ہے اور اس میں واضح ہر چیز کا ذکر ہے لیکن پی۔ اے پی ۔۲۲۵ کی کیا مطلب ہے خوشبو بول پڑی وہ دونوں یہی باتیں کر رہے تھے کہ پیچھے سے قدموں کی تیز تیز آواز سنائی دینے لگی وہ آواز خاصی تیز تھی اور دور بھی تھی وہ دونوں جلدی اٹھ گئے اور الماریوں کے بھرے ہوئے کتابوں کے شیلفوں کے پیچھے چلے گئے وہاں چھپ کر بیٹھ گئے آنے والا سر نصیر ہی تھا ارے کہاں گیا وہ میپ سارے رستے میں ڈھونڈ لیا لیکن کہاں گم ہو گیا وہ اپنے آپ سے تیز تیز بڑبڑا رہا تھا اگر وہ میپ نہ ملا تو وہ کتاب کسی کام کی بھی نہیں ہے وہ اسے اس کتاب بکس کے اردگرد تلاش کرنے لگا لیکن اسے نہ ملنا تھا اور نہ ملا۔ وہ دونوں اسے دیکھتے رہے لیکن انہوں نے اپنی سانسیں تک روک رکھی تھیں سر نصیر بڑبڑاتا ہوا جیسے آیا تھا اسی طرح تیز تیز قدموں سے پلٹ کر واپس چلا گیا۔

چلو خوشبو ہم کو بھی چلنا چاہیے کیونکہ آل ریڈی ہم ایک گھنٹہ لیٹ ہیں ۔ وہ دونوں تیز تیز قدموں کے ساتھ چلتے ہوئے لائبریری سے باہر نکل آئے اور دونوں سیدھے عمان اسے اپنے گھر لے گیا وہاں دونوں نے میز پر میپ کھولا اور حیرت سے اردگرد کے راستے میپ میں دیکھنے لگے ہاں عمان اب میں سمجھ گئی یہاں پر لکھا ہے کہ پی ۔۱۲۵ کا ڈیٹیل مزید بک میں ہیں یعنی اب میں سمجھ گئی یہ پیج نمبر دئے ہوئے ہیں پی ۔اے لے کر پی ۔۴۰۵ لکھا ہے کہ بنانے والے نے اس میپ کے ساتھ وہ کتاب بھی لکھی ہے تبھی تو سر نصیر نے اسے اتنا محفوظ رکھا تھا اور شاید یہ کتاب نایاب ہے اور کسی خزانے کے بارے میں لکھا ہے سر نصیر اس میپ کو پاگلوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا۔

ہاں عمان بھی اب بہت کچھ سمجھ چکا تھا میپ تو ہمارے

ہاتھ لگ گیا ۔ بس اگر مزید معلومات چاہیے تو وہ کتاب حاصل کرنا ہو گی سر نصیر جنون میں اس لیے کتاب کے آس پاس ہوتا تھا کہ انہیں وہ خزانہ چاہئے تھا اور وہ اب عمل کرنے والا تھا عمان اور خوشبو کڑی سے کڑے ملانے لگے ہاں تبھی تو اس نے کتاب شیشے کے بند بکس سے باہر نکالی خیر ہو اس منحوس کالی بلی کی کے اسکی وجہ سے سر ڈراڈر گئے تھے اور یہ میپ ان کے ہاتھوں سے گرا تو ہمارے ہاتھوں لگا اگر مکمل معلومات چاہیے تو ہمیں سر نصیر کو رام کرنا ہوگا ان سے کتاب لینی ہوگی اور انہیں پھر مجبور کرنا ہوگا ہم ضرور جائیں گے باقی گروپ کو اس ٹاپ سیکرٹ سے باخبر کرنے ہیں ۔نہیں عمان بولا سب کو میں اپنے گھر انوائیٹ کروں گا پھر ان سب کو سر کی اس بات کے بارے میں بتائیں گے اور ہم سب مل کر انہیں مجبور کریں گے ہاں یہ ہوئی ناں بات اب میں گھر جا رہی ہوں ۔اتنا کہہ کر خوشبو اپنے گھر کی طرف چل دی۔

پتہ نہیں کہاں چلا گیا وہ نقشہ وہ ہی تو میرا کل اثاثہ تھا وہی نہ رہا تو میں دوبارہ اسے کیسے حاصل کرونگا وہ میپ اسے زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا نہیں کہیں وہ خطرناک سائے یہاں تک تو نہیں پہنچ گئے وہ پرچھائیاں کہیں میرے پیچھے یونیورسٹی تو نہیں آگئیں وہ جلدی جلدی اٹھا اور الماری کھول کر دیکھا کتاب صحیح سلامت تھی وہ پسینے سے شرابور ہو گیا نہیں وہ یہاں نہیں آسکتی وہ کالی بلی سے پہلے میرے ساتھ وہ میپ کپڑے میں تھا پر اس کالی بلی کی شکل میں کالی پرچھائیاں کہیں واپس تو نہیں آگئیں یہ سوچ کر سر نصیر کو جھرجھری سی آگئی نہیں وہ میپ کہاں جا سکتا ہے سر نصیر نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا عمان اور خوشبو نے اپنے کلوز فرینڈز کو فون کر کے کہا کہ ایک خاص سیکرٹ بتانا ہے کل یونیورسٹی سے سیدھے یہاں آنا اور ہاں لنچ بھی ادھر کرنا ہے سب نے وعدہ کر لیا آنے کا دوپہر ساڑھے بارہ بجے سب ہی عمان کے گھر پر جمع تھے خوشبو اور عمان ایکساتھ بیٹھے ہوئے تھے باقی سب حیران حیران تھے ہاں دوستو ہم تمہیں جو بتانا چاہتے ہیں وہ تم لوگ سن کر حیران و پریشان رہ جاؤ گے بلکہ دنگ رہ جاؤ گے ایسی بھی کیا بات ہے شاہد صبا سے بولا جبکہ کنول بولی میرے خیال میں دونون منگنی کرنے والے ہیں ارے چپ کر اس کے قریب بیٹھا سلمان بولا دونوں نے سن لیا تو لڑنے مرنے پر تیار ہو جائیں گے کھانا کھانے کے بعد سب وہاں ڈرائنگ روم میں آگئے اور وہ دونوں ان کے سامنے صوفوں پر بیٹھ گئے وہ سب خوش گپیوں میں مصروف تھے۔

دوستو آج ہم نے آپ سب کو ایک خاص بات کے لیے مدعو کیا ہے اور وہ خاص بات بھی بالکل عجیب سی ہے سب ایکدوسرے کو دیکھنے لگے وہ خاص بات کل ہی معلوم ہوئی ہے مگر چونکہ آپ ہمارے گروپ میں ہیں اور آپ لوگ کیا ہمارا ساتھ دیں گے ہاں ہاں کیوں نہیں ہم دوست ہیں ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں اور ہم تو ویسے بھی سب بیک زبان ہو کر بولے ان سے کو وہ بات بتا ہی دی ارے سب کے ہونٹ کھلے کے کھلے رہ گئے اس میپ کے بارے میں سن کر ۔۔ہم آپ کا ساتھ دینے کو تیار ہیں اقصیٰ صبا کنول شبنم ماریہ سہیل شاہد بلال عادل اور جنید یہ سب ساتھی بیک زبان ہو کر بولے آپ دونوں پہلے ہمیں وہ نقشہ دکھائیں جو آپ کو سر نصیر کے بک سے ملا تھا خوشبو نے وہ میپ نکالا تو سلمان اور زیب جو چپ چپ سے تھے ان دونوں کے منہ بھی کھلے کے کھلے رہ گئے سب نے یاہو کا نعرہ لگایا اور میپ کو دیکھنے لگے سب ہی ایک دائرے کی شکل میں بیٹھ گئے تھے خوشبو اور عمان تمام معاملات پہلے ہی سے ڈسکس کر چکے تھے تبھی تو انہیں میپ کے بارے میں ان سے کو آسانی سے سمجھایا جا رہا تھا اور وہ سب جنونی ہو گئے تھے ہاں ہاں ہم سب ضرور جائیں گے اور اس خزانے کو حاصل کریں گے لیکن سر نصیر کو ساتھ لے کر جائینگے ۔کیا یہ سلمان کو کیا ہو گیا ہے شاہد بول پڑا دیکھو زیب اور میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اب اس سیکرٹ سے پردہ فاش ہو چکا ہے اس لیے بہتر یہی ہے کہ ہم ان سے وہ بک مانگ لیں اور شاید وہ رضامند بھی ہو جائیں یہ خبر چودہ افراد کو پتہ چل گئی ہے سپرنگ سیزن ہیں اسلیے آب وہوا وہاں اچھی ہے اگر ہم اس موسم میں وہاں جائیں گے تو بے جا نہ ہوگا۔

ہاں عمان تم ٹھیک کہہ رہے ہو شبنم خوشبو بول پڑی اور وہ سب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے وہ سب اگلے روز سر نصیر کے گھر میں داخل ہوئے سر نصیر دو دن سے یونیورسٹی نہیں گیا تھا سر ہم صرف آپ سے ملنے آئے ہیں مجھے کسی سے نہیں ملنا ہے سر نصیر نے ان سب کو دیکھ کر کہا وہ دو دنوں سے سویا نہیں ہے سر آپ کی آنکھیں لال سرخ کیوں ہیں لیکن سر ہم آپ کو ایک بات بتانا چاہتے ہیں اور اس وجہ سے ہم آپ سے ملنا چاہ رہے ہیں جبکہ سر ہم ایک خزانے کے بارے میں جان چکے ہیں جن کا راز وہ آپ کی کتاب میں دفن تھا اور آپ کے سینے میں سر نصیر پھٹی پھٹی نظروں سے ان سب کو دیکھنے لگا پھر انہوں نے اسے

اندر آنے دیا اور وہ سب سٹوڈنٹ اندر گھر میں سر نصیر سے وہ کتاب مانگنے لگے سر آپ ہماری راہنمائی کریں گے آپ ہمارے ساتھ جائیں گے اور آپ ہی سے ہم سب کو توقعات ہیں سر ہم آپ کے ساتھ جائیں گے ان سب نے الف سے ے تک تک ساری کہانی سر نصیر کو سنا دی سر یہ سب سن کر بولا تمہیں کوئی ضرورت نہیں وہاں جانے کی وہ میپ مجھے دے دو وہ جگہ ٹھیک نہیں ہے وہان پر کالی خطرناک پرچھائیاں رہیں ہیں جو انسانوں کو اپنے جال میں پھنسا کر ان کا قتل کر دیتی ہیں وہاان پہاڑوں کے بیچ میں خطرناک وحشت ہے اور وہ خونی پیاسے دشت انسانوں کو بالکل سالم نگل لیتے ہیں سر آپ کھل کر بتایئے کہ یہ کتاب آپکو کہاں سے ملی اور پھر وہاں گئے ہیں کہ نہیں صبا اور کنول کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ان کی بات سن کر سر نصیر نے ایک سرد آہ بھری۔

میں تقریباً پچیس سال پہلے جوانی کی دہلیز پار کر چکا تھا اور میں قریباً بیس کا تھا میں مصر گیا تھا وہاں پر دریائے نیل کی اور دوسرے ایسے شہروں میں میں وزٹ کے لیے چلا گیا تھا جہاں پر فرعونوں کی عظیم داستانیں رقم تھیں میں ایسے ایسے عجائب گھر گیا اور وہاں یونانی کہانیوں کے بیش ایک شہر قراتوس میں گیا وہاں ایک ڈیسرٹ ریگستان تھا وہاں پر ہم جیپ کے ذریعے گئے تھے ریگستان میں مجھے ایک صندوق میں بند یہ کتاب ملی تھی یہ خزانہ کسی فرعون یعنی مصر کا بادشاہ کا تھا اور اسے مصر کے کسی جادوگر نے حاصل کر لیا تھا مصری جادوگر اسے ہمارے ملک لے آیا تھا اور وہ پھر مرنے سے پہلے اسے اس پہاڑوں اور وحشت ناک دشت کے بیچ اس نے وہ خزانہ کہیں چھپا دیا کیونکہ مصری فرعون بھی اچھے خاصے جادوگروں کو جانتا تھا اور پھر ان کے درمیان لڑائی ہوگئی وہ اس نے ایک جادوگر کی مدد سے خزانے کا سراغ لگا لیا اور پھر جس جادوگر نے خزانہ چرایا تھا اس نے اپنی زندگی کا چراغ گل کر کے خزانے کو محفوظ کارالیا انہی بیابانوں کے بیچ میں خود کو روپوش کر لیا وہ خزانہ پھر کسی کے ہاتھ نہ لگ سکا۔

وہ کہانی بھی کئی صدیوں پرانی کہانی ہے وہ خزانے کو ان جادوگر بھی حاصل کرنے میں ناکام رہے جو جنونی تھے اور انہیں آج تک پتہ نہ چل سکا کہ وہ جواہرات والا اور موتیوں کی مالاؤں والا خزانہ آخر کہاں ہے یہ پہلی کہانی اس کتاب میں درج ہے جبکہ اس کتاب کو لکھنے والا ایک انگریز پادری تھا جو زیادہ علوم حاصل کرنے کی بدولت ہمارے ملک میں خزانے کی تلاش میں آیا تھا اور اس پادری نے یہ سب لکھا بھی تھا بلکہ اس نے ایک نقشہ بھی تیار کیا تھا جو آپ سب نے مجھ سے ہتھیا لیا ہے بلکہ یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ تم سب لوگ جو نقشہ کی بدولت خزانے تک پہنچنا چاہتے ہو یہ سب تمہاری بھول ہے کیونکہ پندرہ سال پہلے میں بھی ایک ٹیم گروپ کے ساتھ خزانے کی تلاش میں اپنی دہشت ناک جگہوں پر گیا تھا اور آج تک میرے آٹھ ساتھی ان دہشت ناک دشت نے نگل لیے وہاں ہر چیز پر طلسم ہے وہاں کسی نے ایسا عمل کیا ہے وہ مر کر بھی اس خزانہ پر قابض ہیں نو سر اٹس ٹونٹی ون سنچری۔سر اب ہم پیچھے نہیں ہٹیں گے ہم وہاں پر مزدوروں کی فوج لگا دیں گے ہم ضرور جائیں گے یہ ہم خود جائیں گے اگر آپ جانا چاہیں سر تو ویلکم ورنہ ہم نہیں ہٹیں گے ہم جو فیصلہ کر چکے ہیں ویسے بھی امتحانات ہمارے ہو چکے ہیں اور سپرنگ سیزن میں ہم فری ہیں تو پھر کیوں ہم اس خوبصورت وزٹ پیلس پر کیوں نہ جائے شاید ایک ہی سانس میں بولا دیکھو تم لوگ جذباتی مت بنو وہ جیپ اور وہ بک میں صرف ان جادوگروں کی بھیانک لڑائیوں اور ان کی ناقابل برداشت کہانیاں ہیں کیونکہ دوسری کہانی میں پادری نے لکھا ہے وہ انگریز پادری بھی تقریباً سو سال پہلے گزر چکا ہے۔

اس کی یہ بھیانک حقائق اس کتاب میں رقم ہیں دوسری کہانی کچھ اس طرح سے ہے کہ جب جادوگر نے مصری بادشاہ اپنی ہونے والی ملکہ کو وہ تاج بطور تحفہ اپنا چاہتا تھا اس تاج کی ایک خوبی یہ تھی کہ اس میں اگر کوئی وہ تاج پہن لیتا تھا تو اس کو دنیا کی سب سے حسین عورت کا خطاب دیا جاتا اس تاج سے روشنیاں پھوٹتی اور ملکہ کو بہت انتظار تھا کہ شادی والے دن وہ تاج پہنے گی فرعون جو اہرام مصر کا بادشاہ تھا اس کی کئی بیویاں تھیں لیکن ایک نئی ملکہ اس کی زندگی میں آنے والی تھی سو وہ روشنیاں جو اس تاج سے نکلتی تھیں وہ صرف اور صرف تاج اسی کو دینے ہی والا تھا لیکن عین موقع پر جادوگر نے وہاں سے خزانہ مکمل طور پر چرا لیا اور کسی ایسے ملک گیا جہاں پر بادشاہ کے کارندے اس تک نہ پہنچ سکے یہ جادوگر کی بھول تھی اور تاریخ میں سب سے پہلے مصر کی سرزمین پر ہی جادوگروں نے جنم لیا اور پھر بادشاہ کے جلالی غصے کے مطابق جادوگر اسے ڈھونڈنے کے لیے ہر جگہ بحر و زمین پر مکھیوں کی طرح پھیل گئے اور ایک بہت علم والا جادوگر اس خطرناک بیابان تک پہنچا مگر پھر جادوگر نے اسے عیاری سے ختم کر دیا اور پھر آج تک

جنون

خزانے کو کوئی بھی حاصل نہ کر سکا سب یہ سن کر دھنگ رہ گئے سر تو آپ کا کہنے کا مطلب ہے کہ وہاں پر اب بھی طلسم کا راج ہے ہاں سر نے اثبات میں سر ہلایا میں خود پچیس سال قبل اپنے آٹھ ساتھیوں کو کھو چکا ہوا اور سر آپ کیسے بچ گئے قدرت اور قسمت نے مجھے بچا لیا اور یہی وجہ ہے کہ میں اس کتاب کو دیکھ کر گھنٹوں تک سوچتا تھا اور اس کو قاتل اپنی سوچوں اسے سمجھتا تھا سر ہمیں اب بھی حیرت ہے کہ کیا آپ وہاں تک پہنچ گئے تھے تو کیا خزانے کے کتنے فاصلے پر تھے دیکھو جو تم ایک ایک کر کے سوال پوچھ رہے ہو میں سمجھ چکا ہوں کہ تم لوگ وہاں ضرور جاؤ گے لیکن اس کتاب کی تیسری کہانی انتہائی ناقابل فراموش ہے کیونکہ اس میں ایک عورت بھی اس تاج کے پیچھے پڑی تھی تمام سٹوڈنٹ سر نصیر کے آگے خاموش ہو گئے اور سر نصیر نے کہانی کا آغاز کر دیا۔

اہرام مصر کی سب سے حسین لڑکی کو پتہ چلا کہ فرعون کا خزانہ چرا لیا گیا ہے اہرام مصر کی یہ لڑکی ایک جادوگرنی تھی. اور وہ اب تاج حاصل کرنا چاہتی تھی مگر اس کو پہلے معلوم کرنا تھا کہ خزانہ کس جادوگر نے چرا لیا ہے اور پھر وہ اپنے عمل سے اور جادو سے اس لڑکی نے ہر جگہ معلوم کرنا چاہا لیکن اسے پتہ نہ چل سکا کیونکہ جادوگر ملک چھوڑ کر جا چکا تھا اور یہی وجہ تھی کہ وہ لڑکی اب دیوانی ہو چکی تھی وہ ہر حالت میں جادوگر سے وہ تاج لینا چاہتی تھی اور تب کے لیے اس کو انتظار نہ کرنا تھا جادوگر کو بھی اپنے عمل کی وجہ سے پتہ چل گیا اہرام مصر کی سب سے قابل جادوگرنی ساحرہ اس کے خلاف ہو گئی ہے اور مصر کے فرعونوں کی تمام غلامان جادوگر اسے ڈھونڈ رہے ہیں جادوگرنی جب جادوگر پر حاوی ہونے لگی تو اس نے اپنی زندگی کا دیا بجھا دیا اور ساتھ ایسا عمل کیا کہ اس کے قریب اگر کوئی جاتا تو وہاں کا طلسم شدہ ماحول اس کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا اور ہر چیز ہر جگہ اس پہاڑوں کے بیچ میں اس خوبصورت جگہ پر طلسم کیا ہے اور یہ بات وہ جادوگرنی نہ سمجھ سکی اور وہ جب جادوگر کے بہت قریب پہنچ گئی تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی لیکن وہاں کا طلسم زدہ ماحول نے جادوگرنی کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اس ماحول نے اسے سالم نگل لیا یہ کہہ کر سر نصیر چپ ہو گئے۔تو شاہد جو زیادہ باتونی تھا بولا۔

سر ہو سکتا ہے یہ بھیانک کہانیاں صرف ڈرانے کے لیے لکھی گئی ہوں تا کہ کوئی ڈر کے مارے ساری رات نیند کے مزے نہ لے ارے چپ کرو بیوقوف شبنم بول پڑی سر وہاں کا ماحول کیسا تھا آپ تو گئے تھے ہاں شبنم میں گیا تھا وہاں کا ماحول پراسرار ہے وہاں پر صرف موت ہے وہاں راستے بہت دلکش ہیں دونوں طرف سڑک دائیں بائیں لمبے لمبے درخت ہیں پہاڑوں کے بیچوں بیچ وادی ہے اور پھر وہاں جھیل بھی ہے درخت بالکل لمبے ہیں حسین ماحول ہوتا ہے اور جب خزانے کی جگہ کو جو قریب قریب ہوتا جاتا ہے تب ماحول کا طلسم عجیب ہوتا ہے ایک عجیب قسم کے پہاڑ سے شروع ہو جاتے ہیں اور پھر وہاں زرد موسم کی طرح بیمار شدہ درخت ان کی سرخ رنگ کی شاخیں کالے پانی کا جھیل اور سب سے بڑھ کر وہ بھیانک جگہ زرد پہاڑ اور وہ ہیبت ناک کاٹنے والا دشت یہی سب کچھ ہوتا ہے پھر اس جگہ پر جنون سا سوار ہو جاتا ہے اس لیے ہر چیز گویا شیطانی طاقت کے لبادے میں انسان کی بے بس موت پر قہقہے لگاتی ہے ہر چیز وہاں خون کی پیاسی ہے گویا وہاں جانا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس لیے میں تم لوگوں کو نہیں روکوں گا اور ہاں میں تم لوگوں کو اپنی کتاب نہیں دے سکتا باقی تمہاری مرضی وہ جگہ نقشے کے مطابق یہاں سے کتنی دور ہے ماریہ ایکدم اٹھ کر بولی وہ جگہ یہاں سے تقریباً دو ڈھائی دن کے سفر کے بعد آسانی سے مل جائے گی سر نصیر کی بات ان لوگوں نے سنی سر اگر ہم ہیلی کاپٹر کی مدد سے وہاں جائیں تو۔۔

دیکھو بچو .اس کام میں کوئی بھی ہماری مدد نہیں کرے گا اس لیے فضول بحث میں مت پڑو کہ ہم ہیلی کاپٹر سے جائیں گے اگر تم لوگ اتنے اسرار کر رہے ہو تو مجھے ایک دو دن دے دو کے مجھے دوبارہ وہاں جانا چاہیے کہ نہیں۔اقصیٰ ایک دم بول ہی پڑی سر آپ ہماری خاطر ضرور جائیں اور دیکھیں کہ وہ کیسی جگہ ہے بدل گئی ہے کہ نہیں۔نہیں میرے بچو اب تم لوگ جاؤ کل صبح آ جانا ویسے بھی جنوری شروع ہو گیا ہے اور ہاں ہم وہاں پک اپ پر جائیں گے لیکن جانے سے پہلے تم سب کے گھر میں جو جو ہتھیار وغیرہ ہے وہ ضرور ساتھ لیتے آنا ،جی سر کہہ کر ہم سب باہر نکل آئے ہم سب چودہ افراد کا گروپ ٹیم تھا جن میں قابل ذکر اقصیٰ صبا شبنم خوشبو مارہ جنید سہیل عادل عمان زیب، سلمان شاہد اور نتاشا بھی ٹرپ پر راضی ہو گئی تھی جبکہ سر نصیر بھی ۔۔ہم نے نتاشا سے خزانے والی بات چھپا دی تھی ہم سب سے پہلے پیر قلندر مرتبہ بخش کی درگاہ پر حاضری دینے گئے اور وہاں پر خصوصی دعا کی پھل اور سبزیاں اور دوسری اجناس خوراک کی بوریاں ہم نے پک اپ کی چھت پر باندھی

جنون

ایک عالم پیر کامل سے ۱۵ بابرکت اللہ کے نام کے لاکٹ تیار کروائے تاکہ ہم سب وہ پہن کر جائیں اس عامل نے ان لاکٹوں پر نورانی عمل کیا تھا اور قرآنی مل کی آیات مبارکہ پڑھیں تھیں تب مجھے پتہ نہیں تھا کہ ایک لاکٹ اس نے اضافی تیار کیا اور ۱۵ افراد ہم تھے جبکہ ایک ڈرائیور بیچارے کے لیے تیار کیا تھا مگر نتاشا کو تم لوگوں نے لاکر غلطی کی کیونکہ پھر میں نے ڈرائیور کا لاکٹ نتاشا کو پہنا دیا اور یوں ہم بے خبر ساری رات نیند کے مزے لوٹتے رہے اور بیچارے ڈرائیور کی موت بہت بری ہوئی۔

نتاشا تو ہمارے گروپ کی تھی نہیں تو پھر وہ کہاں سے آئی وہ عامل میرا جاننے والا تھا اور تو کہہ رہی ہے کہ میں اللہ پاک کا نام لکھ کر کسی ایسے دھاگے میں باندھ کر گلے میں پہن لوں گی وہ جادوگرنی ایک چال ہمارے ساتھ چل گئی ہے اور اب ہماری زندگی ختم ہونے کے قریب جا رہی ہے کیونکہ ہم سب کے پاس ایک لاکٹ کم ہے اس طرح کالے علم والے لاکٹ بھی ہوتے ہیں مگر نورانی علم کے لاکٹ نتاشا کی وجہ سے گم ہوا ہے اس لیے اگر وہ شاطر چالباز جادوگرنی کی بدروح خدانخواستہ خوشبو کے جسم میں داخل ہوگئی تو سب موت کی وادی میں آہستہ آہستہ اترتے چلے جائیں گے کیونکہ جسم پا کر پھر وہ خود ہمارے گلے سے لاکٹ اتروا سکتی ہے اور یہی کھیل وہ شروع کر رہی ہے سر کا یہ بھیانک انکشاف سن کر سب ہی دنگ رہ گئے یہ کیا تو ایک لاکٹ کی وجہ سے ہم سب کی زندگیاں خطرے میں ہیں عادل افسوس سے بولا۔

یہ رات تو گزرنے کا نام نہیں لے رہی ہے خوشبو بول پڑی اس نے احتیاطاً پھر بھی کاغذ پر اپنے قلم سے اللہ کا نام اور ساتھ ہی آیت الکرسی لکھ کر اپنے گلے میں اس کاغذ کا تعویذ بنا کر دھاگے کی مدد سے باندھ ڈالا باہر سر نصیر عادل زیب اور بلال کھڑے تھے کنول بھی نتاشا کی طرح سہم چکی تھی ماریہ رو رہی تھی اور اپنے اس فیصلے پر سب پشیمان تھے سر شاید ہم واپس چلے جانے میں کامیاب ہو جائیں کنول رو رو کر کہہ رہی تھی دیکھو کنول اب تو کچھ نہیں ہو سکتا بس اب اچھے وقت کا انتظار کرنا ہے اور سب سے اہم بات یہی ہے کہ وہ سب پرچھائیاں بہت منصوبہ بندی سے ہم پر وار کرنا چاہتی ہیں تبھی تو لیکن سر ہمارے پاس گاڑی ہے ہم جا سکتے ہیں دیکھو کنول ضد مت کرو کیونکہ پچیس سال قبل میرے ساتھی بھی اسطرح جانا چاہتے تھے لیکن ان کالی روحوں نے ان کی گاڑی الٹ دی تھی اور وہ دونوں ایک بنجر دشت کا لقمہ بن گئے تھے اور گاڑی بھی ان کی نہ بچی تھی اگر خود اپنی موت آسان بنانا چاہتی ہو تو پھر چلو ابھی لے چلتے ہیں۔

کنول خوشبو کے ساتھ لپٹ گئی نہیں سر میرا یہ کہنے کا مطلب نہیں تھا۔ میں آپ کو ہرٹ کروں میں ہرٹ نہیں ہوا مگر تم ڈر رہی ہو اس لیے میں تمہیں۔۔۔ سر کہتے کہتے رک گئے۔ نتاشا کونے میں سب سے سہم کر بیٹھی ہوئی تھی ماریہ نے نتاشا کے کندھے پر ہاتھ رکھا وہ مزید سہم گئی ماریہ کی آواز بدلی سی لگی تھی سب ہی خوفزدہ ہو گئے تھے خوشبو ایک دم پرجوش ہو کر بولی سر یہاں اندر آ جائیں میرے ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے سب خوشبو کے اردگرد جمع ہو گئے خوشبو نے وہ نقشہ نکالا سر ہم میپ کے مطابق اس جگہ پھنسے ہوئے ہیں سب نے خوشبو کو دیکھا اور وہاں پر سامنے ہماری گاڑی ہے اگر ان بدروحوں نے گاڑی کو نقصان پہنچایا تو پھر شاید کے ہم بھاگ سکیں یہ ہمارے پاس بھاگنے کا آخری سہارا ہے اس سے پہلے کہ وہ جادوگروں کی بدروحیں اور وہ کالی پرچھائیاں اس پک اپ کو نقصان پہنچائیں ایک لڑکا جا کر اس پک اپ کو یہاں لے آئے اور پھر ہم سب آہستہ آہستہ پک اپ کو دھکے کے ذریعے آگے میپ کے سیدھے راستے پر لے جائیں گے یعنی یہ راستہ میپ کے مطابق بالکل سیدھا کسی دوسرے شہر کو جاتا ہے یہاں پر کوئی خزانہ نہیں ہے لکھنے والے کو دھوکہ ہوا ہے اور جن جادوگروں کی بدروحیں یہاں بھٹکتی ہیں وہ کسی کی غلام ہیں شبنم نے اپنا خیال رائے پیش کیا ارے شبنم چپ ہو جا ہماری جانوں سے قیمتی خزانہ تو نہیں ہے خوشبو بول پڑی میں راستے کے بارے میں بتا رہی تھی۔

سر نے کہا تم دونوں چپ ہو جاؤ کیونکہ نقشے کے مطابق کہانی میں اسی مقام پر دشت میں خزانہ ہے سر نے دونوں کی بات کاٹ دی سر اس پہاڑوں کے بیچ خزانہ نہیں ہے کیونکہ اس وسیع پتھریلے میدان میں یہ ہمارے لڑکے کھدائی کا کام نہیں کر سکتے ہیں اور ہم نہ ہی خزانے کو ڈھونڈ سکتے ہیں اس لیے اپنی جانیں ضائع کرنے سے بہتر ہے کہ ہم چلے جائیں خوشبو تیز طرار لہجے میں بولی خوشبو یہ تمہاری غلط فہمی ہے کہ وہ پرچھائیاں ہمیں جانے دیں گی۔ لیکن سر ہم تو بزدلوں کی طرح بیٹھ نہیں سکتے ہیں اگر وہ جانے نہیں دیتے ہیں تو نہ جانے دیں ہمارے اپنے ہمارے اپنے شہر میں اپنے موجود ہیں وہ ہمیں اس طرح تو مرنے نہیں دیں گے ناں اور ہم بس یہی تو نہیں چاہتے کہ ہم یونہی بے مقصد مر جائیں خوشبو کے ساتھ اس بار نمی بھی بول پڑی ہاں خوشبو اور اقصیٰ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے ناہید نے گفتگو میں ساتھ دیا۔ لڑکو اگر ہم یہاں سے جا نہیں سکتے تو کم از کم اپنی سی کوشش ضرور کر سکتے ہیں زیب نے سب سے کہا ہم خزانے کو ڈھونڈنے آئے ہیں اور ڈھونڈیں گے آر یا پھر پار اگر وہ بدروحیں چال چل سکتی ہیں تو ہم کیوں نہیں سلمان پرجوش ہو کر بولا بلال اٹھ کھڑا ہوا یار وہ نظر نہیں آئی ہم ان کا مقابلہ کیسے کریں گے اپنے ذہن سے ہم ان کالی پرچھائیوں کا مقابلہ کریں گے بلکہ انہیں ہرائیں گے بھی آخر جب تک اس جگہ پر طلسم ہوگا کوئی نہ کوئی حل ضرور ہوگا اگر ہم یہاں سے جا نہیں سکتے تو ہمارے سیل فون بھی کسی کام کے نہیں اس لیے اگر خزانہ مل گیا تو ہماری واہ واہ اگر نہ ملا تو کوئی بات نہیں سب ہی ایک عزم کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے۔ رات ایسے ہی بیت گئی۔

صبح صبح خوشبو نے نقشہ پھیلا دیا تھا سر نصیر سب سے خفا تھے باقی سب خزانے کی جگہ یہاں وہاں نقشے میں ڈھونڈھ رہے تھے مل گئی وہ جگہ۔ یہ نام اگر الٹا کیا جائے تو اس جگہ کا سامنے کا نام مل جاتا ہے خوشبو چیخ کر بولی یس مل گئی جگہ۔۔ ہم تلاش اس جگہ سے شروع کریں گے کیونکہ اس نقشے میں کچھ نام الٹے لکھے گئے ہیں اگر یہ کڑی سلجھ جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ ہم خزانے کے بالکل قریب قریب پہنچ چکے ہیں وہ سامنے جھیل ہے جھیل کے کنارے دشت کے پاس خزانے کے مطابق نقشے میں اس گھنے جھنڈ میں خزانہ ہے خوشبو پھر چیخ کر بولی شبنم نے کہا چلو میرے بہادرو کھدالیاں بیلچے اور جبلیں اٹھا لو اور میرے پیچھے پیچھے آؤ سلمان زیب نتاشا سہیل شاہد عمان عادل بلال اقصیٰ ماریہ کنول جنید خوشبو سب شبنم کے پیچھے چل پڑے سر نصیر ان کو وہاں جانے سے روک رہا تھا وہاں پر گہرا طلسم ہے وہ پادری اور جادوگرنی بھی اپنا دفاع نہیں کر سکے تھے انہیں روکتے رہے لیکن سب نے ایک فیصلہ کر لیا تھا کیونکہ سب دب کر بیٹھنا نہیں چاہتے تھے تبھی تو اتنے بڑے قدم اٹھانے پر مجبور ہو گئے تھے کھانے پینے کی اشیا تو ان کے پاس دنوں کے حساب سے تھیں موسم بھی نہ اتنا سرد تھا اور نہ اتنا گرم کہ کوئی گرمی سے بے ہوش ہو جاتا وہ سب جھیل کے کنارے پہنچ چکے تھے خوشبو سب کو ہر چیز سے آگاہ کر رہی تھی اچانک نتاشا کی چیخ سنائی دی۔

کیا ہے نتاشا وہ درختوں کے جھنڈ میں میں نے ایک ہیولہ دیکھا ہے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمہارے گلے میں بابرکت لاکٹ موجود ہے یہ سائے ہمیں ڈرانے کی کوشش کرتے رہیں گے کہ ہم خزانہ تلاش نہ کریں خوشبو نے پھر سے آگے چلنے کی نوید سنائی ماریہ نے کیمرہ نکالا کیوں نہ میں اس یادگار سفر کو ریکارڈ کر لوں اقصیٰ بھی سیل نکال چکی تھی جس میں سگنل نہیں تھے لیکن چارجز تھا پھر اس نے پھر واپس موبائل رکھ دیا وہ سب آگے آگے چلنے لگے تھے۔ خوشبو نے کہا کہ یہاں پر کھدائی شروع کر دو کیونکہ یہاں پر مدفن خزانہ ہے یار خوشبو یہ جگہ زمین کافی پتھریلی ہے یہ کام ہمارے بس کا نہیں ہے کیوں بس ہمت ہار گئے تم لوگ۔۔ لاؤ جبل مجھے دو اسنے زبردستی عمان کے ہاتھ سے جبل لی اور اللہ کا نام لے کر ایک زوردار وار کیا زمین کے اندر ایک ڈراڑ پڑ چکی تھی اے لو یہ کام تو ہم لڑکیاں بھی کر سکتی ہیں شبنم تاؤ کھا کر بول پڑی ہاں ہم کر لیں گی عمان اور باقی ساتھی وہاں پر کھدائی کرنے لگے تقریباً مختلف جگہوں سے کھدائی کا کام شروع کر دیا گیا تھا ارے نتاشا کی چیخ سنائی دی سب لوگ پھر سے نتاشا کی طرف متوجہ ہوئے ارے یہ کیا ہے یہ تو ایک انگوٹھی ہے نتاشا کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی اور سورج کی مدہم روشنی میں انگوٹھی کا ہیرا چمک رہا تھا۔ نتاشا یہ کہاں سے ملی۔ یہ ادھر زمین پر پڑی ہوئی تھی چلو اچھا ہوا کہ یہ انگوٹھی مل گئی کیونکہ ہمیں امید تو ہوئی کہ یہاں پر خزانہ موجود ہے خوشبو نے کہا اور ان سب کے سروں پر کھڑی سب کو ہدایت دینے لگی تھی۔

اے سلمان تو سستی دکھا رہا ہے اے شاہد ذرا جلدی جلدی کدال مار اور باقی لڑکیاں تماشا دیکھنے لگیں۔ اچانک ماریہ کے پاس ہوا کا ایک تیز جھونکا آیا اور اس سے ٹکرایا ماریہ بیٹھی بیٹھی ادھر ادھر دیکھنے لگی وہ انگوٹھی نتاشا نے پہن لی وہ وہاں ان سب کی مووی بنانے لگی اقصیٰ صبا باتوں میں مصروف تھیں جبکہ باقی سب تیز بلچیاں اور کدالیں ہیروں کی طرز سے بنی ہوئی ہتھیار لیے زمین پر مار رہے تھے شبنم سب سے الگ تھلگ کھڑی تھی اور خوشبو سب سے پرجوش تھی اچانک ایک دم گھمبیر بادل امڈ آئے آسمان میں گرگڑاہٹ کی آوازیں آنا شروع ہو گئی ایک دم کالے بادل آسمان پر چھا گئے وہ لوگ آدھے گھنٹے سے زمین میں کافی کھدائی کر چکے تھے مس خوشبو اب ہمیں یہاں سے جانا چاہیے شاید موسم مزید کام کرنے کی اجازت نہ دے ارے بیوقوفوں اگر بارش ہو جائے تو ہمارے حق میں بہتر ہوگا پانی زمین کو نرم اور گیلا بنا دے گی کھدائی کی

جگہ پانی کا گھڑا بن جائے گا اس میں پانی تو زمین جذب کرے گا اور اس طرح ہم شاید آسانی سے کھدائی کر سکیں اگر لڑکیاں جانا چاہتی ہیں تو چلی جائیں خوشبو نے سب کو ہدایت کی خراب موسم کو دیکھ کر شبنم اور اقصیٰ صبا وہاں سے چلی گئی جبکہ نتاشا اور کنول موسم انجوائے کرنے ہیں۔ لڑکو تم کچھ دیر آرام کرلو۔ خوشبو عمان اور شاہد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی جبکہ باقی تم میں سے اگر کوئی تھک جائے تو مجھے بتاؤ وہ آرام کرلیں گے اور ان کی یہ دونوں کام کرلیں گے وہ دونوں جلدی سے وہاں پر لیٹ گئے اور آسمان کی بجلیاں پھر سے زور پکڑ گئیں اور ساتھ ساتھ یخ ٹھنڈی ہوائیں بھی چلنا شروع ہوگئی تھیں۔ درختوں کا جھنڈ ایک دوسرے میں جھکنے لگا اور ہواؤں کی دوش پر خود کو چھوڑ دیا اچانک بوندا باری شروع ہوگئی وہ لوگ کام تیز کرنے لگے وہ سب مختلف سمتوں میں تھوڑی بہت کھدائی کر چکے تھے ایک تو ناسمجھ تھے اور دوسرے اپر کلاس کا فیملی لیگ گراؤنڈ کبھی اس طرح کے کام سے واسطہ بھی ان لڑکوں کا نہیں پڑا تھا اس لیے بوندا باری کو دیکھ کر سب کا من للچایا اور کام کاج چھوڑ کر سب وہاں پر لیٹ گئے خوشبو بھی خاصے بہتر موڈ میں ہوگئی نتاشا اور کنول گانا گانے لگی اور عمان کی بھی تھکن دور ہوگئی اس لیے اس بارش میں خوشبو کے حکم کے مطابق لڑکوں نے پھر سے کھدائی کا کام شروع کر دیا اور پھر کام میں ہی جتے رہے۔

اچانک اس بارش میں جھیل کنارے ایک ہیولہ نمودار ہوا وہ تن تنہا کھڑا تھا اور کنول کی نظر اس ہیولے پر پڑی وہ بے ساختہ اس کی جانب چلنے لگی وہ ہیولہ ایک دھبہ سا دکھائی دے رہا تھا وہ کچھ غائب ہو جانے لگا پھر ظاہر ہونے لگا نتاشا نے کنول کو دیکھا جو انہیں چھوڑ کر جھیل کی طرف جا رہی تھی خوشبو یہ کنول کیوں جھیل کی طرف جا رہی ہے شاید بارش نے اسے جنون کے آگے بے بس کر دیا تھا کہ وہ جھیل کو قریب سے جا کر دیکھے نتاشا نے کیمرہ آن کیا اور ان سب کی ویڈیو پھر سے بنانے لگی۔ کنول آہستہ آہستہ جھیل کے قریب تر ہوتی گئی وہ ہیولہ بھی رفتہ رفتہ نظر آنے لگا وہ اس کی آنکھوں پر اپنا سحر قائم کر چکا تھا وہاں جھیل کے کنارے ایک سراپہ حسن لڑکا بیٹھا تھا کنول اتنے حسین حسن کے شاہکار کو دیکھ کر دنگ رہ گئی وہ وہاں اداس تھا اس کے چہرے پر سے لگ رہا تھا۔ کہ وہ حد سے زیادہ پریشان ہے۔

تم کون ہو۔ کنول نہ رہ سکی تو پوچھ لیا۔ میں ایک راستہ بھولا ہوا راستوں سے بے خبر لڑکا ہوں۔ کنول نے ایک گہری سانس لی اور اس لڑکے نے دوبارہ کہا۔ آؤ میرے ساتھ وہاں میرے ساتھی بھی موجود ہیں۔ کہاں ہیں آپ کے ساتھی... جھیل کے اس طرف۔ لڑکے نے بتایا۔ لیکن تم اس طرف کیسے آئے کنول نے پوچھا۔ میں اس کشتی سے آیا ہوں کنول نے جھیل کے کنارے ایک کشتی دیکھی مگر یہ تو ابھی نہیں تھی کنول حیران ہو کر بولی۔ ہاں پہلے نہیں تھے اس طرف تھی اور تم نے دھیان بھی نہ دیا ورنہ یہی تو تھی۔ اچھا تم بارش میں اکیلے کیسے آئے ہو نہیں ہم راستہ بھٹک گئے ہیں اور وہاں یہ میں اپنے ساتھیوں کو چھوڑ کر یہاں آیا ہوں جب میں کشتی میں بیٹھا تو تیز ہواؤں کی دوش پر کشتی کا رخ خود بخود یہاں مڑ گیا اور میں اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گیا ادویسے آپ کا نام کیا ہے۔ کنول نے پوچھا۔ جی میرا نام رمیض آؤ اس سنہرے موسم میں تم کشتی میں سفر کرنا نہیں چاہو گی وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا کنول پر جیسے اس کا جادو چل گیا ہو کیوں نہیں وہ پہلے اس کشتی میں بیٹھ گئی پھر رمیض سوار ہو گیا اور کشتی لہروں کے ذریعے جھیل میں ڈورنے لگی۔

اچانک کنول کی نظر دوڑتی ہوئی خوشبو پر پڑی کنول کہاں جا رہی ہو وہ اس کے قریب جھیل کنارے تک آ چکی تھی رمیض اس کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہوا تھا کنول نے خوشبو کو ہاتھ ہلایا اور اگلے لمحے اس کی نظر رمیض کے پاؤں پر پڑی اس کے دونوں الٹے تھے کنول کے منہ سے ایک دلدوز چیخ نکلی اور کشتی ایک دم تیز ہوتی چلی گئی شاہد بھی جھیل کنارے خوشبو کے پاس دوڑتا ہوا آیا کشتی کنارے سے پندرہ بیس گز کے فاصلے پر ہو گئی تھی کنول نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ اور جھیل میں چھلانگ لگا دی اسے تیرنا نہیں آتا تھا خوشبو چیخ پڑی شاہد اس کو بچاؤ اور پھر شاہد تیرتا ہوا کنول تک پہنچا اور اس کو بچالایا وہ اور کشتی دونوں ایک دم غائب ہو گئے وہ بری طرح کھانس رہی تھی جبکہ شاہد اور خوشبو پریشان کھڑے تھے سر نصیر بھی وہاں آچکا تھا اور سب رفتہ رفتہ اس واقعے سے باخبر ہو گئے سر وہ مجھ پر اپنا جادو چلا چکا تھا وہ تو خوشبو کی وجہ سے میں کچھ ہوش میں آئی ورنہ وہ تو کنول بے حد ڈری ہوئی تھی شبنم کبھی کچھ الجھ گئی اور باقی لڑکیاں اس ڈروانے موسم میں بھیگتی ہوئی انہیں سہارا اور دلاسے دے رہی تھیں۔ کچھ دیر بعد خوشبو بول پڑی۔ دوستو۔ سر نصیر نے ہم کو خود سے بیگانہ کر دیا ہے اب میں تم سب کو ہدایات دوں گی کیونکہ سر نصیر نے کنول کو کچھ بھی نہیں کہا

تھا اور ایک چپ سادھ لی تھی اب خوشبو اور نتاشا وہاں کنول کے پاس آئی ارے کنول کتنی آسانی سے تو اس پرچھائی کے جال میں پھنستی چلی گئی ہم کو ابھی بہت امتحانوں سے گزرنا ہے اب تم ہمارے ساتھ رہنا ورنہ وہ اگر تجھے لے جاتا تو تیرا قیمہ بناتا خوشبو اور اس کے تمام ساتھی پھر سے پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے وہاں اب بارش کی وجہ سے زمین بہت سخت ہو چکی تھی۔

ارے مس خوشبو تمہاری تجویز تو بالکل غلط ثابت ہوئی کیونکہ یہ زمین جو ہم نے ایک ایک فٹ کی کھدائی کی تھی اور چوڑائی میں اتنی کی تھی ایسا لگ رہا ہے یہاں کا طلسم بہت گہرہ ہے کیونکہ ہم جتنی زور سے زمین پر کدالیں مارتے ہیں ہمارے ہاتھ کانپ جاتے ہیں مگر زمین کی کھدائی مزید ہوتی نہیں اور ہم نے جتنی بھی کھدائی کی ہے سب میں بارش کا پانی جمع ہو چکا ہے اور کسی نالے کا منظر پیش کر رہا ہے ہم مزید کھدائی نہیں کر سکتے ہیں اچھا چلو خیموں کی طرف خوشبو نے سب کو ہدایت کی عمان اور شاہد کو درختوں کی جھنڈ میں وہ وہاں سائے سائے کی آوازیں سنائی دینے لگیں خوشبو کا چہرہ بگڑ گیا کسی بھی ماورائی آوازوں پر توجہ مت دو ابھی تم کنول کا حال دیکھ کر آ رہے ہو چلو سامان رکھو اور خیموں کی طرف چلو بڑی بھوک لگی ہے سب نے ستائشی نظروں سے خوشبو کی طرف دیکھا اس نے نقشے کو رول کر کے لفافے میں رکھ دیا اور سب خیموں کی طرف چلنے لگے۔ ارے صباڈ حرام چل ذرا چائے تو پلا اور اقصیٰ تو بھی جا اور اقصیٰ تو بھی صبا کی مدد کر ہمارے پاس خوراک کی کمی نہیں ہے سر نصیر نے نتاشا کو قریب بلایا اور کہا نتاشا تجھے انگوٹھی ملی ہے ہاں سر یہ دیکھ لو اوئے لڑکو تم سناؤ کام کیسا جا رہا ہے سر بلال سر نصیر کے قریب ہوا سر وہاں پہلے تو کدالیں جب ہم مارتے تو کافی اچھا وار پڑتا زمین پر مگر اب ہم جتنی بھی زور سے محنت کرتے ہیں سر وہ زمین اب بہت سخت ہو چکی تھی سر کیا ہم اس چرائے ہوئے خزانے کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکیں گے خیر دیکھو وہ صبا اور اقصیٰ چائے بنا بھی رہی ہے یا پھر وہاں باتیں کر رہی ہیں عادل تو جا اور چائے لے کر آ جی سر نتاشا سر آپ مجھے بھی کچھ بتانے والے تھے جی نتاشا سر یہ انگوٹھی میں حیران سی چمک تھی یہ انگوٹھی کھدائی کے دوران مجھے وہاں سے ملی تھی نتاشا تم نے مجھے یہ انگوٹھی پہلے دکھائی تھی لیکن کتاب کی کہانی نمبر ۸ کے مطابق کہیں یہ انگوٹھی تو وہی نہیں ہے جس میں ایک چمک والی موتیہ ہوتی ہے اور اسے لعل کہا جاتا ہے سب سر کی باتوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔

اگر یہ وہ والی انگوٹھی ہوئی تو شاید پھر کھدائی کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ ہمیں یہ انگوٹھی ہی خزانے کے قریب پہنچا سکتی ہے چج نتاشا کی ایک خوبصورت آواز سنائی دی عمان جنید بلال اور دیگی ساتھی بڑے غور سے سر نصیر کی باتیں سن رہے تھے سر نصیر کی ناراضگی خود بخود ختم ہو گئی تھی اگر کسی کے پاس لوہے کی کوئی چیز ہے تو پلیز لائیں ہم اس انگوٹی کا ٹیسٹ لینا چاہتے ہیں خوشبو سر کے قریب کھڑی تھی سر میرے پاس یہ کڑے ہیں خوشبو نے اپنے ہاتھ سے یہ پیتل کے بنے ہوئے کڑے نکالے اور سر کو دیے سر نے کہا اب دیکھو اس انگوٹھی کا کمال اللہ کرے کہ ایسے ہی ہو کیونکہ اگر یہ کہانی کے مطابق وہی کہانی ہوئی تو پھر اس کڑے کو اس انگوٹھی کے نگینے سے ٹکرا کر دیکھتے ہیں اگلے لمحے سر نصیر نے خوشبو کے کڑے کو انگوٹھی کے اس لعل سے ٹکرایا اور چمک سی پیدا ہوئی پھر دیکھتے ہی دیکھتے کڑے کو انگوٹھی کے بہت قریب کچھ دیر پکڑ رکھا تو کڑے اسی شکل سے سونے کا بن گیا اور سب نے یاہو کا نعرہ لگایا اور اسی لمحے صبا اور اقصیٰ کمرے چائے لے کر اندر داخل ہوئی ہم کامیابی کی آخری زینے پر کھڑے ہیں ہم بچ گئے ہیں سر بھی خوشی سے چیخنے لگا سر کاش ہمارے پاس ڈیگ ہوتا ہم اس بھیانک دشت میں موج مستی کا پروگرام کرتے ہوئے دیکھا تمہارا کڑا سونے کا بن گیا ہے سر تو اب خزانے کا حاصل کرنا نہ کرنا برابر ہے بلال بول پڑا ارے بیوقوف لڑکے یہی کہانی تو خزانہ کے مطابق ہمیں خزانے تک پہنچا سکتی ہے یہ خزانے کی چابی ہے بس ہمیں اب وہ سل ڈھونڈنی ہے جس کے مطابق پادری نے لکھا ہے کہ اس خزانے کو ڈھونڈنے کے لیے وہ لعل والی انگوٹھی ہونا بے حد ضروری ہے اس لیے کہ وہی انگوٹھی ہی سل کو ہٹا سکتی ہے۔

میرے بچو تم لوگوں نے اب ناممکن کو ممکن کر دیا ہے بس باہر ماحول طلسمی ہے میں تو اس لیے مایوس ہو چکا تھا کہ شاید ہمیں انگوٹھی کبھی بھی نہ ملے اس لیے خزانے کا پھر تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے نتاشا اگر خزانہ مل جائے تو ہم تمہیں اور سب کو بھرپور حصہ دار ہوں گے سب خزانے کی خوشی کا سن کر خوشی سے جھوم اٹھے اور سر نصیر نے انگوٹھی پہن لی جبکہ نتاشا بھی وقت کے ہاتھوں اب مجبور تھی کیونکہ وہ یہاں آ چکی تھی اور ابھی تک پندرہ افراد میں کوئی بھی ان جادوگروں کی بدروحوں کا شکار نہ بنا تھا ابھی وہ یہی باتیں کر رہے تھے کہ باہر ایک دم سے موسم بدل گیا

بادل غائب ہو گیا اور چمک دار صاف ستھرا ہو گیا یہ کیا صاف کچھ ہی دیر میں مدہم سورج بھی دکھائی دیا یہ جگہ پراثر کافی زیادہ ہے جنید حیران ہو کر بولا سر مدہم روشنی کی چمک ہے مطلع بالکل صاف شفاف ہے خوشبو خیمے سے باہر نکل کر بولی سر پھر بھی بارش کہ قطرے برس رہے ہیں ارے ماریہ چیخی وہ دیکھو دھنک بھی بن گئی ے ہاں سب اس طرف متوجہ ہو گئے یہ اب قدرتی موسم ہیں سر نصیر سب سے ذرا فاصلے پر کھڑا ہو کر بولا سر یہ تو بالکل دل کا موسم ہے دور دور تک اس دشت میں آج بھی بہت خوبصورتی ہے۔

سر آج ہم کتنے خوش ہیں تو باہر کا موسم بھی کتنا خوشگوار محسوس ہوتا ہے صبا بھی آ کر گفتگو میں شرکت کرنے لگی ہاں تمام باہر نکل آئے یار جنید شاید چلو ہم کھدائی والی جگہ پر چلتے ہیں عادل نے کہا یار صبر تو کرلو اس بار ہم سر نصیر کی قیادت میں جائیں گے کیونکہ انہوں نے یہاں پر خاصہ تجربہ حاصل کیا ہے بس اب ہمیں اس سیل کو ڈھونڈنا ہوگا باقی سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا ہاں یار اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو کیونکہ شاید اللہ ہمیں .ن بھیانک بدروحوں سے بھی بچائیں شاہد آہستہ ہنستا ہوا کہہ گیا ہاں تم ٹھیک کہتے ہو شاید یہ ٹھیک ہے سب آج بڑے خوشگوار موڈ میں ہیں خوشبو ایک دم بول پڑی یار نتاشا تم کیوں گم صم کھڑی ہو شاید میں سوچ رہی ہوں جبکہ ہم خزانے تک پہنچ جائیں گے اور جب وہ تاج میں پہنوں گی تو کیا میں سب سے حسین واقعی لگوں گی یا یونہی ۔۔وہ اداس لہجے میں بولی ۔ہاں شاید یہ ماریہ بھی اس لیے اداس ہے کہ وہ تاج پہن کر سب کے دلوں پر چھا جائے گی خوشبو طنزیہ لہجے میں بولی سر وہ انگوٹھی ۔خزانہ ملنے کے بعد مجھے واپس دو گے نتاشا نے یکدم سر کی طرف دیکھا اور سوال کر دیا اور سر نصیر اس کی بات سن کر سٹپٹا سے گئے ہاں ہاں کیوں نہیں نتاشا مسکرا دی اقصیٰ اور صبا دونوں ان سے کچھ فاصلے پر کھڑی باتیں کر رہی تھی جبکہ باقی تمام لڑکیاں لڑکے گول دائرے میں بیٹھے ہوئے تھے اور خود بخود ایک دوسرے سے اپنی فیلنگ ڈسکس کر رہے تھے اب اچانک موسم بالکل بدل گیا سر کے حکم پر سب تیار ہو گئے وہ سل ڈھونڈنے اور انگوٹھی سر کے پاس تھی لڑکیاں وہاں سے چل پڑی سر سب سے آگے آگے تھے اور باقی لڑکے ان کے پیچھے اور لڑکیاں سب سے پیچھے تھیں وہ سب اس کھدائی والی جگہ پر پہنچ چکے تھے۔

یہاں پر تم لوگوں نے یہ کھدائی کی ہے سر نے آنکھیں رگڑیں۔ ہاں سر یہ ہم سب نے مل کر کیا ہے سر لیکن ہم جب مزید زمین کھودنا چاہتے ہیں تو ایسا لگتا ہے کہ یہ زمین مزید بالکل بھی کھودی نہیں جا سکے گی سر پھر ان بدروحوں نے بھی ہمیں اتنا نہیں ڈرایا ہے سر شاہد کی بات پر حیران رہ گیا سر ہمارے خیال میں رفتہ رفتہ ان بدروحوں کا طلسم ٹوٹ گیا ہوگا اور وہ ہم سے دور دور رہنا چاہیں گے چاہے جو بھی ہو ہم سے دور ہو گئے ہیں شبنم اندازاً بولی خوشبو نے اسے کہا شبنم یہی اندازہ میں بھی لگا رہی تھی اس لیے سر نے خوشبو کی بات بیچ میں کاٹ دی چاہے جو بھی ہو ہمیں ان بدروحوں سے ہوشیار رہنا پڑے گا کیونکہ میرے خیال میں وہ چالباز ہیں اور اتنی آسانی سے سدھرنے والی نہیں تھی ہاں سر ہم ضرور خیال رکھیں گے تمام لڑکے بیک زبان ہو کر گویا ہوئے سر نے وہ انگوٹھی سامنے زمین کی کھدائی والی جگہ پر ڈالی تو انگوٹھی سے شعاعیں نکلنے لگی لیکن وہ جگہ ہلی نہیں اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی سل نہیں ہے سر نے سب کے چہروں کی طرف دیکھ کر کہا وہ کچھ دوسری طرف آ گئے سر ہر جگہ وہ انگوٹھی سامنے کرتے سر یہ کیا پتھریلی زمین سے چنگاڑیاں سی ابھری اور وہاں پر گڑگڑاہٹ کی بھاری آوازیں سنائی دیں ی چنگاڑی کچھ دیر تک ساری و جاری رہی پھر بھاری آواز کے ساتھ وہ زمین دو حصوں میں بٹ گئی اور اس کے پیچھے ایک پتھر نظر آیا سر یہی وہ سل ہے عادل اور بلال ایک ساتھ بول پڑا یہ جگہ کھدائی والی جگہ سے اتنی دور نہیں تھی بس چند گز کے فاصلے پر تھی خوشبو کی آنکھوں میں چمک پیدا ہو گئی سر نے اگلے لمحے میں انگوٹھی کا لعل سل کی طرف کیا اس سے چند شعاعیں سی نکلیں اور سل ایک طرف کو سرک گیا ایکدم نیچے ٹیڑھی میڑھی سیڑھیاں نظر آئیں اندر سے ایک تیز جھونکا سب کے چہروں پر گزر گیا سب نے ایک ایک نظر ایک دوسرے کی طرف دیکھا سر نصیر بول پڑا جاؤ اور خیمے سے ٹارچیں تم لوگ لے کر آؤ بلال عادل جنید اور دیگر بھاگے بھاگے گئے اور دس منٹ کے وقفے کے بعد پندرہ ٹارچوں کے ساتھ حاضر ہو گئے خوشبو نے ان کے ہاتھوں سے ٹارچ لیں سب نیا اس طرح ایک ایک ٹارچ لیں اور نیچے سیڑھیوں میں اترتے چلے گئے سب سب پہلے خوشبو تھی اور پھر سر نصیر یہ سیڑھیاں نیچے اتر رہے تھے نتاشا بھی ان کے ساتھ ساتھ تھی کافی دیر اترنے کے بعد وہ سب ایک ہال نما کمرے میں موجود تھے سر کافی تھکن ہو گئی ہے اتنی ساری سیڑھیاں تھیں کہ ختم ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھیں یہ جگہ

بالکل اندھیر نگری کی طرح ہے ماریہ بھی بولی ہاں عادل نے کہا سر یہاں پر تو کوئی خزانہ نہیں ہے ۔یہ کیا ہے سامنے جھومتے ہوئے صندوق کی طرف دیکھا سب نے ہی یاہو کا نعرہ لگایا اور خوشی سے جھومتے ہوئے صندوق کی طرف بھاگے سب سے اول میں شاہد تھا اس کے پیچھے ماریہ تھی اور پھر باقی سب ۔۔مل گیا ۔عادل بلال کے گلے لگ کر خوشی سے بولا خوشبو نے کہا میں ڈھکن کھولتی ہوں تم لوگ ذرا فاصلے پر ہو جاؤ سب کے دل آج دھڑکنا بھول گئے تھے خوشبو نے ڈھکن کو ایک لات ماری ڈھکن ایک چٹک کی آواز کے ساتھ کھل گیا اور خوشبو نے جلدی سے صندوق کے اندر روشنی ڈالی اور نگاہیں صندوق کے اندر ڈال دیں۔

آہ۔۔ایک بھیانک کراہٹ سے بھرپور چیخ خوشبو کے منہ سے نکلی سب خوشبو کو دیکھ کر حیران و پریشان رہ گئے کیا ہے صندوق میں لا۔۔لا۔۔لا جادوگر کی ممی ۔۔۔ہے کہ لاش ہے کچھ تو ہے یہاں وہ جیسے صدمے سے گنگ ہو کر بولی کیا یہ کیا کہہ رہی ہو سر نصیر صندوق کے قریب آ گیا اور اس میں دیکھا واقعی اس میں جادوگر کی ممی تھی سب ہی حیران رہ گئے سر اب کیا کرنا ہوگا مجھے خود بھی کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے تم سب لوگ ہال کمرے میں ٹارچوں کی مدد سے تلاشی لو شاید خزانہ مل جائے ہمیں سر نے امید باندھتے ہوئے کہا سب پھیل گئے ہر جگہ کی تلاشی لی تھی سر ہم غلط جگہ آ گئے ہیں خزانہ کہیں بھی نہیں ملا سب تھکے ہارے واپس خالی ہاتھ آ گئے پر اس جادوگر کی لاش کو کیا کرنا ہے سر میرے خیال میں ہم اس جادوگر کی لاش کا معائنہ کرتے ہیں ماریہ بولی اقصیٰ اور صبا ڈری ہوئی تھیں جبکہ خوشبو بھی لرز رہی تھی نتاشا سلمان کے قریب قریب رہتی کیونکہ اس کے مطابق قابل مرد کا ساتھ برے لمحات میں تاثر اچھا چھوڑتا ہے وہ سلمان کے قریب قریب ہو جاتی سر۔ یہاں پر کوئی خزانہ نہیں ہے عمان تیز لہجے میں بولا سر نصیر سر پکڑ کر بیٹھ گیا تو خزانہ یہاں ہی ہونا چاہیے تھا کیونکہ کتاب میں میں نے پڑھا تھا کہ تہہ خانے کے ہال نما کمرے کی طرز پر ہی میں خزانہ ہے بلال نے سر کی طرف دیکھا یار جنید شاید خزانہ کوئی اور لے گیا ہو اور ہمارے لیے یہ جادوگر کی ممی کو چھوڑ گیا ہو سب وہاں پر بیٹھ گئے۔

یہ شاہد نے پتے کی بات کی ہے صبا بول پڑی ماریہ لاش کے قریب چلی گئی اس نے صندوق کا ڈھکن اوپر اٹھایا کنول خوف سے لرز رہی تھی خوشبو کی بولتی بند ہو گئی تھی ماریہ بولی سر خزانہ تو ویسے ہی نہیں ہے پر اگر ہم اس ممی کو یونیورسٹی کی لیبارٹری میں لے جائیں تو ہمارا خاصا تجربہ ہو سکتا ہے سر اس کے گلے میں یہ مالا بھی ہے سر ایک دم چیخا اس مالا کو ہاتھ بھی مت لگانا ماریہ کیا پتہ اس میں طلسم ہو اور ہم سب ان چالباز بدروحوں کے آگے بے بس ہو جائیں شاہد چونک کر بولا تو مس ماریہ ہم اس ممی کو اس تاریک ہال سے نکالیں گے کیسے ۔۔یہ صندوق تو بہت ہی پرانا ہے اور نہتائی بھاری بھی ہے ارے صندوق کا ہلاؤ مت بلکہ عمان تم دونوں لاش کو اٹھاؤ گے اور باہر لاؤ گے یہ سائینسی انسٹیوٹ کے لیے خاصہ ایکسپریس کا حامل ہوگا میرے خیال میں بیکاز اٹس ممی ۔ماریہ خوشی سے بولی سر بھی کچھ سوچ میں پڑ گیا زیب آگے آیا اور لاش کا معائنہ کرنے لگا واؤ ۔۔یہ صدیوں پرانی لاش بھی ہمارے لیے کام آ سکتی ہے اور شاید میوزیم والے اسے بیش بہا قیمت کے عوض ہم سے لینے پر مجبور ہو جائیں سر زیب کی بات سن کر خاصا حیران ہوا مجھے کچھ سوچنے دو لڑکو۔ کیونکہ میرے خیال میں خزانہ یہی موجود ہونا چاہیے تھا مگر خزانہ لے گیا کون ۔سر اس بات پر واقعی الجھ کر بولا ہاں یہی تو میں سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں کیا ہم پھر سے بھوتوں اور پرچھائیوں کے جال میں پھنس تو نہیں گئے ہیں خوشبو اور شبنم کچھ سوچ کر بولیں جی نہیں نتاشا چیخی ہم آخری سیڑھی تک پہنچی ہیں کیسے ہم سے وہ بدروحیں ایسا کر سکتی ہیں ہم سب کے گلے میں نورانی عمل کے لاکٹس موجود ہیں اس بار وہ بھوت ہمارے آگے بے بس ہو گئے ہیں کوئی اور سل نہیں ہے کیا۔

نتاشا نے سوال کا انداز اپنایا اور سر کی طرف دیکھا کیونکہ کہانی کے مطابق یہ بات صحیح ہے کہ جب جادوگر نے اپنی زندگی کا چراغ گل کیا تو خزانہ اسی کے پاس موجود تھا اور پادری کی لکھی ہوئی کہانی کے مطابق جادوگر کی لاش ہمیں بطور مل چکی ہے اگر کچھ نہیں ملا ہے تو وہ خزانہ ہے جسے پھر سے کوئی چرانے میں میرے خیال میں شاید کامیاب ہو گیا ہو۔نہیں شاہد ادھر سر کی باتوں میں دم ہے شاید ہمیں اب یہاں سے نکلنا چاہیے کیونکہ خزانہ اب کوئی خزانہ نہیں ہے خوشبو چیخ کر بولی اگر ہمارے پاس نورانی طاقت ہے تو تم لوگ میری بات مانو اور یہاں سے چلنے کی تیاری کرو ہم کیوں مزید بھٹکیں شبنم نے خوشبو کا ساتھ دیا تم ٹھیک کہہ رہی ہو ماریہ اکڑ گئی ہم اس ممی کو بھی یہاں سے لے جائیں گے اور ہمارا نام بھی ہوگا ایک ایڈوینچر سٹوری سنائیں گے اخباروں میں ہم ورلڈ کر سامنے ان

ہو جائیں گے ماریہ کی بات میں دم تھا مگر کوئی بھی اس کا ساتھ نہ دے رہا تھا۔

ہاہاہا۔۔ہم ایسا نہیں کر سکتے ہیں ماریہ چلو یہاں سے اس سے پہلے کہ ہم کوئی اور مصیبت کو اپنے گلے میں لگالیں خوشبو ماریہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔نہیں جانا مجھے میں اس ممی کو لے کر ہی جاؤں گی ورنہ خزانہ تو ملا نہیں اور اس بیش قیمت تحفے کو میں یہی نہیں چھوڑ سکتی ماریہ کا چہرہ بگڑ گیا تھا عمان اور سلمان تم میری مدد کرو وہ دونوں سر نصیر کی طرف دیکھنے لگے کنول بھی ماریہ کی طرف داری کرنے لگی دیکھیں سر ہمیں یہ ممی لے جانا ہی پڑے گی ورنہ میں ساری زندگی تم لوگوں کی ۔۔وہ چپ ہوگئی مگر کیوں ماریہ اگر ہم نے اس ممی کو چھیڑا تو شاید ہم پر کوئی اور آفت نازل نہ ہو جائے تو سر یہ مردہ ہے اور اس کی لاش بالکل سوکھ چکی ہے دیکھو اس کی گردن میں سونے کی مالا بھی ہے یہ ممی ہے اور اسے ہمیں دنیا کے سامنے رکھا کہ ہم اپنا نام مقام دونوں بنا سکتے ہیں ہمارے یونیورسٹی کا نام شاید میرے خیال میں انٹرنیشنل لیول پر ہو جائے گا ہماری یونیورسٹی کا نام کما لے گی اور ہم سب کو عزت مل جائے گی میں اس سنہرے موقع سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہوں چلو اگر تم لوگ کہتے ہو کہ انکے چھیڑنے سے یہ لاش جو مردہ ہے ہم پر آفت لے آئے گی وہ لاش کی طرف بڑھی اس پر ایک جنون سوار ہو چکا تھا اگلے لمحے اسنے لاش کی گردن سے وہ سونے کی مالا یوں جھٹ سے نکال دی اور لاش کو صندوق میں بٹھایا اور پھر اسے بالکل لٹایا ڈرپوکو۔ہوا کچھ۔کچھ بھی نہیں ہوا تم لوگ لالچ میں خزانے کو ڈھونڈنے آئے تھے مگر خزانہ جب نہ ملا تو یہ سنہری موقع تو مل گیا اور اب اسے حقیر سمجھ کر یوں جھٹلا رہے ہو ۔۔ماریہ نے سبکو دیکھا اور سب نے ایکدوسرے کو۔یہ ایک لاش ہے مردہ لاش آفتیں وہ باہر بدروحیں رچا رہی ہیں کیونکہ لاشیں کبھی بھی زندہ نہیں ہو سکتی ہیں تم سب میری مدد کرو گے جس طرح میں تمہارے ساتھ آ گئی ورنہ میں نہیں جاؤں گی ماریہ اتنی تیز کہہ رہی تھی کہ وہ غصے سے ہانپنے لگی ٹھیک ہے خوشبو بولی ہم اس مردے کو ضرور ساتھ لے جائیں گے کم ان لڑکو اور اس صندوق سمیت لاش کو واپس اس میں لٹاؤ اور کھینچ کر اسے یہاں تک لاؤ کیونکہ یہ مس صاحب لاش کو صندوق میں بھی بٹھا چکی تھی اور پھر لٹا بھی چکی ہے خوشبو بول پڑی تمام لڑکے صندوق کے اردگرد پھیل گئے سر نصیر اور نتاشا کے ساتھ صبا کنول اقصیٰ کھڑی ہم لوگ جا رہے ہیں تم لوگ پھر رفتہ رفتہ آ جانا وہ سب مل کر سیڑھیاں چڑھنے لگے اور لڑکوں نے بڑے زور سے اس صندوق کو وہاں سے گھسیٹا اندھیرے میں انہیں کچھ بھی نظر نہ آیا اور اس بھاری لوہے کے صندوق کو دھکیلتے چلے گئے تمام لڑکوں نے ٹارچیں صندوق کے اوپر رکھی تھی شبنم اور خوشبو کے چہروں کے زاویے بگڑ چکے تھے جبکہ ماریہ پر جوش تھی آہستہ آہستہ صندوق گھسیٹ گھسیٹ کر خوشبو کے پاس لایا گیا اب اس ممی کو تم لوگ لے جاؤ کے میں اس گندے لاش کو ہاتھ تک نہ لگاؤں گی شبنم نے بھی منہ پھیر لیا اب ہوگئی ہوگی ماریہ کے دل کو تسلی عمان اور سلمان تم دونوں اور ماریہ وہاں رہ گئے خوشبو شبنم اور باقی لڑکے اوپر چڑھنے لگے سیڑھیوں میں باقی سب انہیں کھڑے نظر آئے خوشبو کہہ اٹھی۔

!سر کیوں کھڑے ہیں آپ باہر جانے کا راستہ بند ہے ۔۔کیا مطلب اوپر پہاڑوں کی چوٹیوں سے بڑے بڑے پتھر گر رہے ہیں شاید خزانے کا تعلق ادھر کہیں ہیں تو کیا ہم واپس نہیں جا سکتے اگر ہم باہر نکل گئے تو وہ بدروح بڑے خطرناک ہو چکی ہوں گی پو،اوشت بھر چکا ہے پتھروں سے اگر ہم باہر نکل گئے تو شاید سل ۔ہے باہر نکل کر ہم بھی ان پتھروں کے نیچے کچل جائیں گے اس بار اس چال باز بدروحوں نے بہت خوفناک جال تیار کیا ہے سر کیا کتاب میں پادری نے ان بدروحوں کو ختم کرنے کا کوئی طریقہ لکھا ہوگا ہاں خوشبو پادری نے سب سے آخری کہانی میں لکھا تھا کہ جب خزانہ انسانوں کو مل جائے تو یہ سب بدروح اور یہ پرچھائیاں خود بخود ختم ہو جائے گی ان کا طلسم ٹوٹ جائے گا اور بس یہاں کا ہر چیز صحیح سلامت ہو جائے گی یہ دشت سرسبز باغ پھر سے بن سکے گا خوشبو حیران رہ گئی سر کی یہ بات سن کر سر تو خزانہ ملنے پر ان خبیثوں سے جان چھوٹ جائے گی ایسے نہیں چھوٹے گی جان ہاں خوشبو ہاں لیکن ہم تو پہنچ گئے تھے لیکن خزانہ کہیں بھی نہیں ملا اور میرے خیال میں یہ پرچھائیاں جو اتنا غصہ دکھا رہی ہیں شاید یہ سب ماریہ کی غلطی ہو طوفان میں شدت آ رہی تھی وہ دیکھو سل کی جانب پھر آ رہا ہے شبنم چیخی اور سب نے سل جانب دیکھا انگوٹھی سے شعاعیں نکلی اور وہ لوگ اندر رہ گئے اور سل بند ہوگیا ہم کم از کم یہاں تو محفوظ ہیں ناں سر نے سب کی جانب دیکھ جو سیڑھیوں میں ٹارچ روشن کئے کھڑے تھے عمان اور سلمان بھی آ گئے دونوں کے ہاتھوں میں ممی تھی عمان نے اسے سر سے پکڑ رکھا تھا جبکہ سلمان نے اس ممی کو پاؤں سے پکڑ رکھا تھا سر نے دونوں کی طرف غصے سے دیکھا۔

اس لاش کو یہاں رکھو اور دعائیں شروع کر دو کیونکہ باہر پتھروں کی بارش ہو رہی ہے سر نصیر غصے میں بولا یہ ماریہ کہاں ہے سر نے سب کی طرف نظر ڈالی سر ہو نیچے تہہ خانے میں ہے اس کی وجہ سے یہ طوفان آیا ہے سل بند تھا گھپ اندھیرا تھا اور اب نیچے کیا کر رہی ہے سر وہ ماریہ کہہ رہی تھی کہ انہیں وہاں روشنی نظر آ گئی اس لیے یہ کہہ کر وہ رکی اور دو ٹارچ لیے اور ہم ممی کے کر اوپر سل ہٹاؤ تو سر نے سل ہٹائی تو وہ بدروحیں اب زیادہ بھیانک آواز میں بین کر رہی تھیں اور رو رہی تھیں اور ہوائیں تیز ہوگئیں جادوگروں کی چالباز بدروحیں اور ان کی غلام پرچھائیاں درختوں کو اکھاڑ رہی تھیں جس تیزی سے سل کھلا اس تیزی سے بند ہوگیا سر اب بچنے کی کوئی امید نہیں ہے خوشبو بول پڑی نتاشا ڈر کے مارے اردگرد ٹارچ ہلانے لگی اور ٹارچ کی روشنی اردگرد پھیل گئی اور نتاشا ایسا کرنے سے اپنا ٹائم گزار رہی تھی ماریہ دوڑتی ہوئی چیختی ہوئی آئی سر وہ ۔۔سر وہ۔۔۔نیچے کسی نے بھی ماریہ کی بات پر توجہ نہ دی وہ کیوں چیخ رہی تھی وہ کیوں تیز آئی سر میری بات سنو خوشبو نے اسکی بات کاٹ دی نیچے کیا دوسرا مردہ دیکھ لیا سب طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ہنسنے لگے ماریہ نے سر کی طرف دیکھا سر میرے پاس خوش خبری ہے سنو گے تو دنگ رہ جاؤ گے اس لیے تو میں کہہ رہی ہوں کہ نیچے ہال میں خزانہ ہے اور مجھے خزانہ مل گیا ہے ۔سب بے یقینی سے اسے دیکھنے لگے۔

جھوٹ مت بولو ہم سے شبنم چیخی ۔سر قسم سے نیچے آؤ میرے ساتھ نیچے خزانہ ہے شبنم بول پڑی نیچے سے تو ابھی ہم کچھ دیر پہلے آئے ہیں اور کوئی خزانہ نہ تھا سر وہ ہاہاہا۔۔ماریہ تیز تیز بولی سر وہ صندوق جب ان لڑکوں نے ہٹایا تھا تو یہ سب اوپر آ گئے اس صندوق کے نیچے مجھے ایک گڑھا سا نظر آیا اور اس کے نیچے سیڑھیاں اترتی دکھائی دیں میں عمان اور سلمان کو بتانا چاہتی تھی مگر یہ لوگ اوپر آ چکے تھے ۔کیا تم سچ کہہ رہی ہو ماریہ!

سر نصیر نے بے یقینی سے ماریہ کو دیکھا جی سر میں سو فیصد سچ کہہ رہی ہوں سب نیچے اترتے چلے گئے واقعی صندوق جہاں سے ہٹایا گیا تھا وہاں پر مزید سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں اور وہ لوگ سیڑھیاں اترتے چلے گئے اور اب انہیں واقعی معلوم ہوا کہ ماریہ سچ کہہ رہی تھی وہاں دوسرے خزانے کا حال ہی کچھ عجیب تھا پورا ہال سونے کی ہیروں لعل جواہرات سے بھرا پڑا تھا سر نصیر کو اپنی کامیابی پر یقین آیا سب کی آنکھیں چندھیا سی گئیں اور پھر سب ہی خزانے کی طرف بڑھیں اس کی آنکھوں میں خوشیاں تھیں چہرے پر سرخیاں تھیں سب خوشی سے چیخنے لگے چھلانگیں مارنے لگے پورے ہال میں سونے کے جواہرات اردگرد پھیل چکی تھیں سر مجھے وہ تاج چاہیے نتاشا بول پڑی نتاشا کے سوال پر سب حیران ہوگئے سر وہ تاج ڈھونڈنے لگے خوشبو اور شبنم ان میں تاج دیکھنے لگی مگر تاج تو کیا وہاں پر تاجوں کا انبار لگا ہوا تھا ہزاروں تاج ایک دم نظر آئے اور پھر ایک تاج نظر آیا اس سے روشنیاں پھوٹ رہی تھیں سب کی آنکھوں میں حسرت بھری چمک ابھری نتاشا نے پہلے تاج کو اٹھایا اور سب کی طرف دیکھا سب کی مسکراہٹ ابھری جس کا مطلب تھا نتاشا تم تاج پہن لو جبکہ ماریہ کے دل میں اشک تھا کہ کاش سب سے پہلے وہ تاج پہن لے نتاشا نے ہنستے ہوئے تاج پہن لیا روشنیاں اردگرد بکھر گئیں روشنیوں کا انبار دہکنے لگا نتاشا کے بال اڑنے لگے پورا ہال نتاشا کی روشنی سے مہک گیا نتاشا اس وقت ان سب کو اگلے لمحے میں اتنی حسین دکھائی دی کہ سب اسے رشک بھر نظروں سے دیکھنے لگے پھر وہ مسکراتی ہوئی اردگرد دیکھنے لگی اس کا چار سو انگ انگ میں رواں تھا غیبی ہوائیں اردگرد بکھر رہی تھیں اس کا سراپا حسن کسی پرستان کی پری سے کم نہیں تھا حتی کہ سر نصیر بھی اسے رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے تھے۔یہ چند منٹ یونہی گزر گئے نتاشا جب ہنستی تو ماحول میں جلترنگ بج اٹھتا وہ جب چلتی تو سب مدہوش ہو جاتے۔

اچانک ایک بھیانک چیخ سنائی دی سب کچھ پل بھر میں بدل گیا وہ اس کی چیخ تھی طلسم ٹوٹ گیا وہ ممی سے دھواں اٹھنے لگا نتاشا کے سر سے جادو بھرا تاج غائب ہوگیا ہر طرف سکوت پھیل گیا سب ہی ایک دم سنبھل گئے نتاشا حسین تھی مگر تاج جب پہنا تھا اس کا حسن اس قدر نکھر گیا تھا کہ سب اس کو دیکھ کر مدہوش ہو گئے تھے اس کی جنون میں کچھ بھی گزرنے کو تیار تھے خوشبو نے کیمرے سے اس کی چند تصاویر لی تھیں نتاشا نتاشا پھٹی پھٹی آنکھوں نے سب کو دیکھنے لگی کیونکہ نہ تاج تھا اور نہ وہ اب پہلے کی طرح حسین ہوائیں نہ اس کے جسم کے خوشبوؤں کے جھونکیں سب کچھ پل بھر میں ختم ہو چکا تھا اردگرد خزانے کا ڈھیر پڑا تھا سر نصیر اور کہا نتاشا ان بدروحوں کا طلسم ختم ہو چکا تھا کیونکہ اوپر وہاں پر اس مردے کی بھیانک چیخ نکلی اور اس کا جسم جل گیا ہے بس ہمیں یہاں اس کے بکھرے ہوئے مال کو سمیٹنا ہے اور اس بھیانک جگہ سے رفو چکر ہونا ہے

سائے سی آواز کانوں میں آرہی تھی نتاشا پھر سے گھبراتی ہوئی باہر نکلی سر یہ سب کیا تھا تم اندر جاؤ نتاشا ورنہ جادوگر تجھے لے جائے گا عادل نے چپکے سے نتاشا کو بتایا وہ ڈرتی ہوئی خیمے میں چلی گئی سر ہمیں اب کیا کرنا ہوگا عمان رک کر بولا عمان خاموش ہو جاؤ کوئی ہمارے لیے اردگرد گھیرہ تنگ کررہا ہے اور ہم اس کے اس بھیانک جال میں پھنسے جارہے ہیں سر ہم کوشش کرتے ہیں بھاگ جانے میں شاید کامیاب ہوجائے عادل آہستہ سے بولا نہیں اب دیر ہوچکی ہے کیونکہ جادوگر کی روح کی آواز آئی تھی اور اس کے ساتھ وہ مصری جادوگرنی بھی تھی اور ہاں اب بھاگنے کی کوشش کریں گے تو پک اپ کو راستے ہی میں شاید ہم پر الٹ دیں سر نصیر کی پشین گوئی قابل درست تھی۔

سر تو ہم اپنی موت کا انتظار کریں بلال باہر نکلا سر اندر وہ نتاشا کو کچھ ہوگیا ہے اور اس کے اعصاب کنٹرول میں نہیں ہیں او کے سر نصیر تیزی سے اندر داخل ہوگیا او مائی گاڈ اس کی حالت قابل نازک ہے اقصیٰ نے رو رو کر اپنا برا حال کرلیا تھا شبنم اور خوشبو سوجھی ہوئی آنکھوں سے نتاشا کو دیکھ رہی تھیں اور ماریہ اور کنول کونے میں کھڑی افسردہ تھیں شاہد کی آنکھیں انتہائی سرخ ہوچکی تھیں باقی سب بھی بدتر حالت میں تھے سر اس کو ایک دم سے کچھ ہوگیا سر نے ان سب کو دیکھا جن کا تعلق اپر کلاس فیملیوں میں تھا لڑکیوں کی فیشن ایبل لباس اور ان کے اسٹائل سے واقف ہوچکا تھا کہ اب یہ لوگ نتاشا کی کچھ بھی مدد نہیں کرسکتے کیونکہ سر نے ان سب پر جو انکشاف کیا یہ کسی دھماکے سے کم نہیں تھا ہر لڑکی بالکل صحیح ہے ان کے گلے سے لاکٹ کہاں گیا سر نے سب پر ایک نظر ڈالی سب ہی خاموش تھے وہ اللہ کا پاک بابرکت نام والا لاکٹ کہاں گیا نتاشا تمہارے گلے سے نتاشا کے منہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں مڑے ہوئے تھے سر ہمیں پتہ نہیں سر نے کہا ان کے اندر جادوگرنی کی بدروح جارہی ہے اس نے ہی اس کا گلے کا لاکٹ توڑ دیا ہوگا اب تم سب لڑکیاں ادھر آؤ اور اس کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید کی سورہ یاسین اور دیگر آیات پڑھو۔

لیکن سب کے چہرے نفی میں ہل گئے سر ہمیں یاد سے قرآن کی آیات نہیں آتیں سب ایک دوسرے کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھنے لگے اچھا خوشبو تم اپنے گلے کا لاکٹ اتار کر مجھے دو خوشبو نے ایسا ہی کیا اور اگلے لمحے میں سر نے نتاشا کے گلے میں وہ لاکٹ ڈال دیا لاکٹ کے پہنتے ہی نتاشا کے ہاتھ پاؤں سیدھے ہوگئے مگر اس کے منہ سے بھیانک چیخیں گونجنے لگیں وہ اٹھ کر رونے لگی اور پھر ایکدم ساکت ہوگئی ایک تیز ہوا کا جھونکا سب کے چہروں پر ہوتا ہوا گزر گیا۔ نتاشا دھڑام سے گر گئی اور سب نتاشا کے اردگرد جمع ہوگئے نتاشا نتاشا اور خدا کا لاکھ لاکھ شکر۔ ہے کہ تم بچ گئی نتاشا اٹھ گئی سر یہ سب لوگ کیا کہہ رہے ہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آرہا ہے اور تم لوگ کیوں مجھ پر جھک گئے ہیں ایسا لگ رہا ہے کہ تم سب لوگ پاگل ہوگئے ہو ہٹو یہاں سے ہٹو تاکہ میں اٹھ سکوں نتاشا تم نے وہ لاکٹ کہاں گم کردیا جو میں نے تمہیں درگاہ پیر قلندر مرتبہ بخش کی درگاہ سے تمہیں پہنایا تھا سو وہ لاکٹ تو میں نے پرس میں رکھا تھا اور بیوقوف لڑکی تمہاری اتنی سی غلطی سے ہم سب کی جان جانے والی تھی وہ جادوگرنی کی پلید بدروح تمہارے جسم میں گھس رہی تھی وہ تو شکر ہے کہ بروقت میرے ذہن نے کام کر دکھایا پھر سب کہانی نتاشا کو سنا دی گئی اور نتاشا اس بار گونگی رہ گئی اچھا نتاشا تمہارا پرس کہاں ہے وہ اپنا لاکٹ خوشبو کو دوں وہ دوسرے خیمے میں ہے اچھا بلال تم نتاشا کا پرس لاؤ اور اس کا لاکٹ نکال کر خوشبو کو دو او کے سر۔ اتنا کہہ کر وہ دوسرے خیمے میں گیا اسے کچھ بھی نہ ملا پھر تیسرے اور باقی خیمے بھی دیکھ لیے لیکن نتاشا کا پرس کہیں بھی نہیں ملا تھا بلال خالی ہاتھ واپس آیا سر وہاں پر اس کا پرس نہیں ہے واٹ نتاشا اور سر بیک وقت چیخے میں نے خود خیمے نمبر ۲ میں رکھا تھا نتاشا بول پڑی اس کے تاثرات حیران کن تھے۔

اچھا پھر سے دیکھو زیب تم بھی اس کے ساتھ جاؤ دونوں پھر سے کچھ دیر بعد واپس آئے سر وہاں پر کوئی پرس نہیں ہے او کے یعنی مجھے کچھ سوچنے دو لگتا ہے جادوگرنی نے اپنا وار کردیا ہے اس نے وہ پرس چوری کرلیا ہے شاید تم دونوں نے ٹھیک سے دیکھا سر نے دونوں کو پھر سے کہا جی سر ایک ایک چپہ چھان مارا ہے مگر نہیں ملا تو میں صحیح سمت میں سوچ رہا ہوں ناں سر نے دونوں کی طرف دیکھا اور دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا باقی سب گم صم ہوگئے دیکھو سر خوشبو بول پڑی میں۔ میرے پاس ڈائری ہے اور پین بھی ہے اس پر آپ اللہ کا نام لکھو اور کسی دھاگے میں باندھو میں وہ گلے میں پہن لوں گی ارے بیوقوف لڑکی جب روانگی سے قبل میں نے تم سب کو تیار رہنے کو کہا تھا اور کہا کہ ایکدن بعد ہم اس جگہ پر روانگی کریں گے تو میں سیدھا پیر قلندر کی درگاہ پر گیا اور وہاں سے

پر ہمیشہ مراد پوری ہوئے کی آس لیے ہوئے لوگوں کا تانتا رہتا تھا سر نصیر نے وہاں سے ایک شاپ سے اللہ کے نام کی بابرکت لاکٹ بھی خریدے اور ہم سب کو ایک ایک کرکے پہنا دیے اور ایک لاکٹ خود بھی پہن لیا اور ہم سب ہتھیاروں سے لیس پک اپ میں سوار ہوگئے نتاشا ہماری گروپ میں ایکدن ہی میں شامل ہوگئی تھی کیونکہ اس کے اپنے گروپ سے جھگڑا ہوگیا تھا او ہو یا ہو سب ہی ڈانس کرنے لگے سلمان اور نتاشا باتیں کررہے تھے اقصیٰ شاہد شبنم اور جنید ایک ساتھ بیٹھ گئے خوشبو اور عمان ساتھ ساتھ تھے ماریہ سہیل کے ساتھ بیٹھ گئی عادل اور زیب ساتھ ساتھ تھے اور گپیں ہانک رہے تھے اور شاہد کنول کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

پک اپ کا ڈرائیور بھی خاصا ہوشیار آدمی تھا وہ ہمارے دی ہوئی معلومات پر چل رہا تھا اور ہم سب اس سفر میں ڈانس موج مستی سب کررہے تھے لیکن سر نصیر کی بدولت اس کے منع کرنے کے باوجود بھی ہم سب موت کے منہ میں جارہے تھے اور وہ بہت اداس تھا۔ لیکن ہماری خاطر وہ چلنے پر راضی ہوگیا تھا میپ ہمارے پاس تھا اور کتاب وعدے کے مطابق سر نصیر نے کسی کو بھی نہیں دکھائی تھی سر نصیر نے بتایا تھا کہ وہ کتاب کے بغیر صرف نقشے کی مدد سے ہی خزانے تک پہنچ سکتے ہیں لیکن اصل واقعہ خزانے کو ڈھونڈنے کا ہے سر ہم خزانے کے لالچ میں نہیں جارہے ہیں بلکہ سیر سپاٹے کے لیے جارہے ہیں اس دن عادل بولا تھا سب کے چہروں پر کتنی رونق تھی اور سب کتنے خوش تھے ہم راستے کے پرلطف نظاروں سے لطف اندوز ہوتے گئے تھے دن ڈھلنے لگا اور ہم آدھے راستے کا سفر طے کرگئے آگے کچے راستے میں ہم نے ایک ہوٹل دیکھا جہاں پر ہم نے رات بسر کرنے کا ارادہ کرلیا تھا اور ہم وہاں رک گئے تھے وقت بہت ہی سست روی سے بیت رہا تھا صبح سویرے سب لوگ اٹھ گئے اور ناشتہ چائے کرنے لگے اس کے بعد سب ہی پک اپ میں جاکر سوار ہوگئے آج دوسرا دن تھا سفر کے دروان سب اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے اور سب نے موج مستی شروع کردی سیٹیاں بجائی جانے لگیں اور ڈانس شروع ہوگیا ڈرائیور فاسٹ میوزک مست گانا لگوایا اور اردگرد سے بے خبر سر نصیر بھی ہمیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا جس طرح سورج نکلا تھا اس طرح غروب بھی ہونے لگا وہ وادی کے اونچے اونچے پہاڑ قریب آنے لگے خوبصورت اونچے لمبے تنے ور درخت حسین مناظر پیش کررہے تھے اور پھر سر نصیر ہم سے یوں بولے۔

سٹوڈنٹ، ہم میپ کے مطابق بہت ہی صحیح سمت کی طرف جارہے ہیں ہم یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کہا سر ہم بہت خوش ہیں کہ آپ ہمارے ساتھ آئے ہیں شاہد ایک دم کھڑا ہوکر بول پڑا یہ ہر طرف رات کی تاریکی کیوں پھیل جاتی ہے ماریہ چلا اٹھی اوہو بیوقوف لڑکی کیونکہ دن کی روشنی غائب ہوجاتی ہے اس لیے رات کی تاریکی حملہ آور ہونے میں کامیاب ہوجاتی ہے جیسے اب ہورہی ہے ہم رات کو بھی سفر کرتے رہے اور صبح ہونے تک ہم اس جگہ فاصلے کے کچھ دوری پر تھے صبح چائے ناشتہ وہاں ہی پک اپ میں کیا اور پھر سے سفر کو جاری کردیا دوپہر کے گیارہ بجے ہوں گے کہ ایک کھلے میدان میں ہم نے اپنی پک اپ کو روک دیا سر نصیر گویا ہوا سب سٹوڈنٹ سے ہم پہنچ گئے نقشے کے مطابق یہاں کھلا میدان ہے اور سامنے جھیل اردگرد دشت ہے اور پہاڑوں کی اونچی اور بلند و بالا چوٹیاں ہیں ہم اس جگہ پک اپ سے ایک ایک کرکے نیچے اترتے گئے اور پھر وہاں پہاڑوں کے کنارے میدان میں ہم نے چار خیمے لگا دیے اور ان خیموں میں اپنا سامان سیٹ کردیا یہاں پر بالکل ویرانہ تھا جھیل کا پانی نیلا تھا اور پہاڑوں کا منظر بہت ہی دلکش تھا سر نصیر کی وہ تمام پیش گوئی کیا غلط نکلی تھی کیا اس صدیوں پرانی کتاب کی وہ کہانیاں جھوٹی تھیں شاہد نے کنول سے کہا ارے شاہد یہاں پر تو کوئی بھی نہیں ہے مجھے ڈر لگ رہا ہے کنول نے اچانک بہکی بہکی سی باتیں شروع کردیں۔

نہیں کنول یہاں پر بہت کچھ ہے سر نصیر ان کے قریب آکر بولا لیکن نظروں سے اوجھل ہے سر یہ جگہ انتہائی امیزنگ اور چارمنگ پیلس ہے صبا گاتی ہوئی آکر بولی ہاں وہ تو ہے سر نصیر بھی مسکرا اٹھا وہ سامنے جنگل ہے لیکن بہت دور ہے وہاں پر کوئی چرند پرند نہیں ہوتا ہے کیونکہ یہ طلسم وہاں تک پھیلا ہوا ہے اور میرے خیال میں چند گھنٹوں میں تم لوگوں پر سب کچھ آشکارہ ہوجائے گا میپ عمان اور خوشبو کے پاس تھا سر جہاں پر خزانہ بند ہے یہ جگہ میپ میں کونسی ہے یہ پہاڑوں کے کھلا میدان میپ میں کہاں ہے خوشبو۔ سر نصیر کے قریب آکر بولی سر لگتا ہے یہ جھیل نقشے میں نہیں ہے سر نے ان دونوں کے ہاتھوں میں نقشہ دیکھا تو ان کے پاس آیا اور کہا یہ رہی جھیل اور یہ کھلا میدان لیکن سر خزانہ بھی یہی ہے اس جھیل کی اوٹ سائیڈ پر درختوں اور کانٹوں کے گھنے درختوں میں وہاں

پہاڑوں کی اونچائی بھی شروع ہو جاتی ہے اور گھپ اندھیرا ابھی
اچھا تم سب لوگ پہلے خیمے سیٹ کرو پھر ہم پہاڑوں کے قریب جائیں گے جبکہ لڑکوں تم جو ہتھیار بندوقیں پستولیں وغیرہ ساتھ لائے ہو باڈی کی طرح لڑکیوں کی کی حفاظت کرو گے اور ہاں تم لوگ اور کیا کیا لائے ہو اپنے ساتھ سر ہم بیلچے جبلیں اور ہتھوڑے کیلیں کنڈالیں اور دوسری کھودنے والی ضروری اشیا لائے ہیں۔ ویری گڈ اچھا اب تم سب الرٹ ہو جاؤ کسی بھی وقت یہاں کا ماحول بدل سکتا ہے بادل آسکتے ہیں جھیل کا پانی کالا ہو سکتا ہے اور وہ پرچھائیاں تم لوگوں کو ڈرا سکتی ہیں سر جیسے ہی کہہ کر خاموش ہوئے نتاشا ایک دم بول پڑی سر ہم تو وزٹ پیلس پر آئے ہیں یہاں یہ مذاق تو نہ کریں نتاشا یہاں پر جنات اور بھٹکتی روحیں رہتی ہیں شاہد نتاشا کے کان میں چپکے سے بولا نتاشا کی دونوں آنکھیں باہر کو ابلی، آئی کل یو شاہد یو آر ویری نائی نتاشا وہ شاہد سے دور ہو کر بولی تم سمجھتے ہو تم مجھے ڈرا دو گے نہیں شاہد تم مجھے اب نہیں ڈرا سکتے شاہد اس سے کچھ فاصلے پر بول پڑا۔

ہاں نتاشا تم خود جوان کی ساتھی ٹھہری تم کو کوئی بھوت تک نہیں ڈرا سکتا تو پھر ہم کیا چیز ہیں چھوڑو یہ باتیں پک اپ کی چھت سے سامان اتارو اور خیموں میں لے آؤ، تمام لڑکے اب مکمل طور پر وہاں کام کر رہے تھے اور سہ پہر تک وہ لوگ اس جگہ کو رہنے کے قابل بنا چکے تھے جبکہ وہ سب پانچ خیمے بنا چکے تھے اور خیمے آپس میں شیئر کر چکے تھے دو خیمے لڑکیوں کے لیے بنائے گئے تھے اور باقی خیمے تین بچے تھے وہ آپس میں لڑکوں نے شیئر کر لیے۔ وہ لوگ وہاں پر آگ کے آلاؤ کے لیے جگہ بنا چکے تھے کیونکہ اب یہ کام لڑکیوں کے لیے تھا سب شام کے اندھیروں میں آگ کے الاؤ کے اردگرد گول دائرے میں بیٹھ کر گپیں ہانکنے لگے تھے ماریہ بولی سر یہ جگہ اب ان خبیث روحوں سے پاک ہو چکی ہے اقصیٰ اور کنول نے بھی ماریہ کی تائید کی دونوں لڑکے بھی حیران ہوئے زیب اور سلمان سر یہ دونوں میرے خیال میں ٹھیک کہہ رہی ہیں بلکہ ابھی تک ہمیں وہ پرچھائیاں نظر نہیں آئی ہیں جن کا ذکر آپ نے کیا تھا ہاں سر شاہد اور جنید بھی بول پڑا کل صبح اس کی تلاش میں جھیل جانا ہو گا۔

دیکھو بچو ابھی تک کوئی قابل قبول واقعہ ہمارے ساتھ اس ویرانے میں پیش نہیں آیا اس لیے رات کو تین لڑکے پہرہ دیں گے اور ساری رات خیموں کے باہر رہیں گے سر نے ان سب کی طرف دیکھ کر کہا اچھا سر ٹھیک ہے شاہد سلمان اور جنید رائفلوں کے ساتھ خیموں کے باہر پہرہ دے رہے تھے جبکہ باقی سب سو گئے تھے اور یہ لوگ ادھر ادھر ٹہل بھی رہے تھے اور جب تھک جاتے تو ایک دوسرے کے قریب آجا کر یہاں ایک خوبصورت موسم کے بارے میں باتیں کرتے ایک دم کالے بادل امڈ آئے سب کچھ اندھیر نگری میں بدل گیا آسمان میں گرج چمک شروع ہو گئی سبز و ہرا آسمان بالکل کالی چادر بن گیا آسمانی بجلی بلک گرج کے ساتھ ہوائیں بھی چلنے لگی یہ کیا ہو رہا ہے درختوں کے پتے ہوا میں شور مچانے لگے تینوں ایک ساتھ الرٹ کھڑے ہو گئے دیکھو وہ ایک دم آسمانی بجلی چمکی اور دور ان کے سامنے ایک چلتا ہوا سایہ دکھائی دیا اور گھپ اندھیرا چھا گیا وہ کیا تھا شاہد جنید کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا سر کی پیش گوئیاں ٹھیک ثابت ہو رہی ہیں دیکھو ماحول ایک دم بدل رہا ہے اور ہم سب کو ہی کچھ سمجھ نہیں آرہی ہے کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے جنید حیران و پریشان دکھائی دیا یار شاید یہ آفت قدرتی ہو سلمان بھی بول پڑا ہوائیں بہت تیز ہو گئی تھیں اور اونچے اونچے درخت مخالف سمت میں جھکنے لگے ہواؤں نے گویا قیامت برپا کی ہو وہ وہاں دیکھو روشنی کا ایک گولا ان کو دور سے دکھائی دیا سلمان اور جنید روشنی کی طرف دیکھنے لگے وہاں پر تو کوئی روشنی ہے کچھ انجان سی جگہ ہے وہ دھوکہ ہے وہاں مت جاؤ پیچھے سے سر نصیر خیمے سے باہر نکل آئے تھے وہ جادوگر کی چال ہے اس کی پرچھائیاں حرکت میں آگئی ہیں یہ دشت پھر سے زرد موسم کی طرح خون کا پیاسا ہو چکا ہے ریت کے ٹیلے ہیں وہاں پر وہ انسانوں کو سالم نگل لیتے ہیں اور۔۔

بس سر آپ۔ ہاں مجھے نیند نہیں آرہی تھی سر ماحول ایک بدل سا گیا ہے اور پھر ہمیں کسی سائے نے ڈرا دیا ہے جانتا ہوں میں پچیس سال قبل بھی میں یہاں آچکا ہوں اور اس وجہ سے مجھے وہ باتیں کبھی بھی بھول نہیں سکتی ہیں یہاں قدم قدم پر موت ہے اور ہم لوگ موت کے منہ میں خود چل کر آئے ہیں بس اگر دنگی ہم سے بھول ہوئی ہے تو بھگتتے رہو میں نے تم سب کو منع کیا تھا مگر تم لوگ بھی جنونی ہو چکے تھے خزانے کے لالچ میں ایک آسمانی بجلی کڑکی اور ہر چیز روشن ہو گئی درخت ساٹھ کے زاویے بنا رہے تھے اور بلکہ کچھ درختوں کی آوازیں ہوا کے دوش پر سائیں سائیں کر رہے تھے ایک سایہ لہراتا ہوا اردگرد درختوں کے بیچ و بیچ کہیں غائب ہو گیا تھا اور وہ تینوں

دھنگ رہ گئے سر وہ سایہ کس چیز کا تھا انہوں نے اب ٹارچ روشن کی باقی دونوں رائفلیں تانے کھڑے رہے وہ سایہ تھا یا پھر پرچھائی تھی پر وہ خطرے کا الارم بجا رہی تھی آؤ دیکھیں سر آگے آگے تھا وہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگے جبکہ سلمان ہمت نہ کر سکا وہ وہی کھڑا رہا ہم جھیل کے کنارے جا رہے ہیں دیکھو جھیل شاہد نے ٹارچ روشن کی اور جھیل کے پانی پر ڈالی کھڑا ہوا پانی بالکل کالا ہو چکا تھا اور سرخ رنگ کے دھبے اس میں نظر آرہے تھے دونوں کو جھرجھری سی آئی سر تو وہ تو سب درست تھا جنید بولا۔

ہاں وہ سب کہانیاں درست تھیں وہ خزانہ صدیوں پرانا ہے شاہد بول پڑا سر کوئی تو توڑ ہو گا یونہی تو۔۔ شاہد حیران مت ہو تیسری کہانی کی جادوگرنی اپنی جان گنوا بیٹھی تھی تو پھر ہم کیا چیز ہیں جنید ڈر کے مارے کانپتا ہوا چلا گیا سر وہ دیکھو وہ روشنی تمہارے آنے پر پہاڑوں میں غائب ہو گئی تھی اب پھر سے نمودار ہو گئی ہے ہاں جنید وہاں پر گہرا طلسم ہے اور وہاں پر جادوگرنی کی جان چلی گئی تھی اس لیے وہاں پہاڑوں کے بیچ انسانوں کو دھوکہ دینے کے لیے جادوگرنی کالی بدروح ایسا گھناؤنا عمل کرتی ہے لیکن پادری نے کتاب میں لکھا ہے اس میں وہ کہانی بھی عجیب ہے کیونکہ جہاں پر وہ جادوگرنی کی بدروح رہتی ہے وہ جگہ روشنی سے بھری ہوتی ہے اور بھولے بھٹکے انسان جب وہاں جاتے ہیں تو پھر وہ عجیب بدروح بھی ان کو بہت بھیانک موت مارتی ہے وہ سب رک گئے سر تو ہم خزانے کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے ہیں خزانے کو کوئی بھی حاصل نہیں کر سکتا ہے کیونکہ اس خزانے میں قیمتی ہیروں والا تاج ہے جسے کوئی عورت پہن لے تو پھر اس عورت میں طاقتور شکتیاں رفتہ رفتہ نمودار ہونا شروع ہو جاتی ہیں بلکہ پہلے وہ سب سے حسین و جمیل لڑکی ہر کسی کو لگتی ہے اور ہر کوئی اس پر دل ہارنے کو تیار رہتا ہے۔۔ مگر سر اس طلسم شدہ جگہ کا کوئی توڑ تو اس جادوگر نے چھوڑ دیا ہو گا جنید حیران ہوتے ہوئے بولا دیکھو تم لوگ ضد کر کے یہاں تک آئے ہو لیکن واپسی اب شاید اپنی مرضی سے نہ ہو سکے کیونکہ وہ بھوکے سائے اب تم سب کو پھنسانے کے لیے کوششیں شروع کر چکی ہیں اور پہلا عمل یہ بھیانک ہوائیں درختوں کا شور درختوں کے جھنڈ میں پرچھائیوں کا ادھر ادھر گم ہو جانا وہ سب مل کر کوئی شاطر چال تیار کر رہی ہیں ایسا لگتا ہے کہ یہ بھیانک بدصورت کالے سائے اپنا غصہ اور قہر ان درختوں پر نکال رہے ہیں اور تم لوگوں کو خطرے سے باخبر رکھنے کا اشارہ دے رہے ہوں مگر سر ہم بھی مقابلہ کریں گے۔

شاہد نے ایک دم کہا ہم یہاں سے واپس خیمے کے پاس جانا چاہتے ہیں کیونکہ سلمان ادھر اکیلا ہے اور ہم جھیل کے اس کنارے شاہد کے کان کھڑے ہو گئے تھے کیونکہ سر یا تو اسے ڈرا رہا تھا یا پھر سچائی بیان کر رہا تھا وہ دونوں واپس خیمے تک آگئے اور سر نصیر ان دونوں کے پیچھے پیچھے چلا آیا۔ سلمان وہاں پر بالکل ساکت کھڑا تھا ان دونوں کے جھنجھوڑنے پر ہوش کی دنیا میں لوٹ آیا وہ سایہ میرے بہت قریب آچکا تھا شکر ہے تم دونوں آگئے ورنہ میں ڈر کی وجہ سے مر جاتا وہ موٹی آنکھیں تھیں اس کی سلمان چیخ چیخ کر کہنے لگا جنید نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھا آہستہ بولو باقی ساتھی بھی اٹھ جائیں گے ہاں یار اب بتا کیا دیکھا تو نے۔ سر آپ کی پیشین گوئیاں اور اس کتاب کی کہانیاں درست تھیں جیسے ہم نے جھوٹ سمجھا تھا سلمان سر کے قریب گیا سر میں نے یہاں ایک درخت کو دیکھا جس کی شاخیں لمبی ہوتی چلی گئیں اور اس نے اس سائے کو جکڑ لیا سائے کی بھیانک خونی آنکھیں بالکل سرخ تھیں سر یہ سب میرے قریب ہوا اور پھر ایک بھیانک انداز سے چلتا ہوا ایک سایہ یہاں پر رک گیا سر ہم اس بھیانک جگہ سے کل صبح ہی بھاگ جائیں گے جنید کے ذہن میں ابھی چند لمحوں کی باتیں یاد آنے لگیں جو ابھی کچھ دیر پہلے جھیل کنارے سر نے انہیں بتائی تھیں سر پلیز ہم آپ سے معافی مانگتے ہیں سر کل صبح ہوتے ہی آپ ہمیں یہاں سے واپس لے جائیے سر نے ان کو دیکھا جنید سر کے سامنے تھا میں خود تم لوگوں کے ساتھ پھنس چکا ہوں سر نے جنید پر آنکھیں نکالیں۔

شاہد بولا سر آپ پچھلی دفعہ یہاں سے بالکل صحیح سلامت نکل گئے تھے اس لیے آپ ہمارے لیے بھی آخری آسرا ہیں پچھلی دفعہ شاید قدرت کی مرضی تھی اور اس بار مجھے بھی نہیں پتہ کہ کون بنے گا ان بدروحوں کا شکار شاید میں خود ہی بن جاؤں ان کا پہلا شکار یا پھر تم میں سے کوئی بھی۔ ہاں ہاں اب ڈرنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ تم لوگ اگر زندگی چاہتے ہو مقابلہ کرنا ہو گا ان بدروحوں کا اپنے ان سوئے ہوئے ساتھیوں کو تیار کرنا ہو گا نہیں تو تم سب ان پرچھائیوں کا شکار بن جاؤ گے اور۔۔ یہ کھیل ان بدروحوں کا جنون پھر کسی نئی تلاش میں ہو گا کسی کو شکار بنانے۔۔ یا پھر خود شکار بن جاؤ گے یا پھر انہیں شکار کرو گے یہ خونی کھیل ہے اس میں مزہ تو شروع

ہونے کے بعد آئے گا میں نے کتنی دفعہ منع کیا تھا تم لوگوں کو لیکن تم لوگ بالکل بھی نہیں مان رہے تھے اب بھگتو اپنے اس بھیانک فیصلے کی سزا سر یہ کہہ کر خیمے میں داخل ہو گئے اور وہ تینوں کھلے منہ رہ گئے۔

رات ان تینوں پر بہت بھاری گزری انہوں نے صبح صبح تمام واقعات ان سب ساتھیوں کی سنائے جو سوئے رہے تھے سب سے برا حال نتاشا کا تھا تم سب مذاق کر رہے ہو نیکاز یو آر ویری فنیز۔۔سے اٹ از اٹ از رونگ یو آر جوکنگ۔نو نتاشا دی سے ٹرو ٹو یو لیکن ایسے ایک رات میں کیسے کیسے میں مان ہی نہیں سکتی تم لوگ مجھے الو بنانے کی کوشش کر رہے ہو باقی سب خاموش تھے لیکن نتاشا آسمان سر پر اٹھایا تھا خوشبو نتاشا کے قریب آئی یہ سچ ہے نتاشا اور پھر سب نے تائید کی ہمارے دوست اور سر نصیر کبھی غلط نہیں کہہ سکتے نتاشا بولی۔اگر یہ سب سچ ہے تو پھر ہم اس منحوس جگہ پر کر کیا رہے ہیں ہاں اور یہاں سے چلے جانا چاہیے ہاں ہاں سب نے نتاشا کی تائید کی بس ہم یہ ناشتہ کر لیں لیکن وہ ڈرائیور کہاں ہے سر نے انہیں یاد دلایا ارے وہ تو رات گزارنے کے لیے پک اپ میں رہ گئے تھے کہہ رہے تھے کہ پک اپ کی صفائی کرنی ہے چلو اسے بلاؤ سر نصیر نے شبنم کو ڈانٹ کر کہا اور شبنم برا سامنہ بناتی ہوئی پک اپ کی طرف چلی گئی تھوڑی دیر کے بعد اس کی ایک دلخراش چیخ نکلی باقی سب ایکدم کھڑے ہو گئے شاہد اور دوسرے لڑکے تیزی سے پک اپ کی طرف بھاگے وہاں پر ایک نا قابل برداشت منظر آنکھیں بند کرنا پڑی ان سب کو ڈرائیور کی الٹی ہوئی لاش ایک درخت کے ساتھ جھولتی ہوئی دکھائی دی اس کا زخرہ کٹا ہوا تھا اس کے خون نے نیچے زمین کو تنگ کیا تھا نیچے اس جگہ کے قریب ڈرائیور کی پک اپ تھی اور قریب شبنم صدمے سے گنگ تھی سب نے پہلے شبنم کو سنبھالا پھر بڑی مشکلوں سے ڈرائیور کی لاش کو اس درخت سے آزاد کیا سب پر ایک سکتہ طاری ہو چکا تھا۔

نتاشا یہ خونی منظر دیکھ کر چکرا سی گئی اور پھر سب نتاشا پر جھکنے لگے کیونکہ یہ نازک مزاج لڑکی ہی ان لوگوں کے درد سر بنی ہوئی تھی۔دیکھا ان بدروحوں نے اپنا کام شروع کر دیا تھا جنید چیخ کر بولا سر نے جنید کی طرف منہ کر کے کہا ان بھیانک بدروحوں نے اپنا کام شروع کر دیا ہے اور ہم لوگ کچھ بھی نہیں کر سکتے کیونکہ موت کے اس کنویں میں تم لوگ اپنی مرضی سے آئے ہو اور اب خدا کے سوا کوئی بھی ہماری مدد نہیں کر سکتا ہے سب نے مل کر ڈرائیور کی لاش کو وہاں ہی دفنا دیا کیونکہ بھیانک موت دینے کے بعد اس کے جسم کو بری طرح زخموں سے متاثر کر رہا تھا اگر وہ اور اسطرح کچھ دیر پڑا رہتا تو شاید اس کے جسم سے بدبو نکلنا شروع ہو جاتی کیونکہ زندگی میں ان سب کا پہلی بار اس طرح کا مافوق الفطرت مخلوقات سے واسطہ پڑا تھا۔خیر یہ دن ان سب کے سوگ کرتے ہوئے اور سوچتے ہوئے گزر گیا اور ان کے پاس اب رکنے کا کوئی بھی چارہ نہ تھا سب کی آنکھیں نم تھیں کوئی بھی دوسرے سے بات نہیں کر رہا تھا اس جگہ پر سنگل بھی کام نہیں کر رہے تھے یہ ویرانے میں تم لوگ کیوں آ گئے اور مجھے اپنے ساتھ کیوں لائے تم لوگ اگر تمہیں پتہ تھا تو پھر میرا کیا قصور تھا شام کے اندھیروں سے نتاشا گھبرا کر کہہ رہی تھی وہ سب جیسے گونگے ہو گئے تھے اور ان کی کسی بھی بات کا جواب نہیں دے رہے تھے نتاشا خود ہی میں بڑبڑاتی رہی۔

ایک دم نیلا آسمان غائب ہو گیا بادل دوڑتے ہوئے آئے اور آسمانوں میں بجلی کی چمک کے ساتھ ساتھ بھیانک آواز کی گرج بھی ہونے لگی ماحول پل بھر بدلتا چلا گیا وہ لوگ اس دشت میں تنہا کھڑے تھے سر کی ہدایت پر عادل عمان اور زیب باہر رک گئے اور باقی سب کو سر نے اندر خیموں میں بھجوایا زیب کیا اب کبھی بھی واپس نہیں جا سکیں گے نتاشا خیمے سے آ کر باہر بولی یہ سب دیکھ کر فی الحال تو نہیں۔تم اندر چلی جاؤ وہ بھیانک سائے پھر آ رہے ہیں یہاں کا طلسم اپنا اثر دکھانے لگا ہے اور اور اس سے پہلے کہ بھیانک سائے یہاں آ جائیں تم اندر جاؤ وہ اندر چلی گئی باقی سب ساتھی بالکل گم صم بیٹھے تھے ان کے لیے دعائیں کرنے لگے اب اللہ ہی ہمیں بچا سکتا ہے ورنہ کوئی طاقت ہمیں ان چالباز جادوگروں کی بدروحوں سے نہیں بچا سکتی ہے ایک آواز ان کے کانوں میں سنائی دی ہاہاہا۔۔۔ایک گونج دار آواز مرد عورت کے قہقہے اور ان کے بے بسی پر ہنسی ہاہاہا تم بھی پھنس گئے یہاں خزانہ ڈھونڈنے آئے تھے ہاہاہا۔۔گونج اتنی تیز ہوتی چلی گئی کہ ان سب کو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونسنی پڑی تم سب پھنس گئے ہو آسمانی بجلیاں شور کرنے لگی گونج دھیمی ہوئی مگر قہقہے برابر جاری رہے ہوائیں تیز ہوتی چلی گئیں درختوں کی شاخیں ایکدوسرے میں گتھم گتھا ہو گئی۔سر نصیر نے ہمت کی کون ہو تم اس نے دوبارہ چیخ کر کہا کون ہو تم مگر جواب کسی نے نہیں دیا بلکہ شور تھا ہر طرف ہواؤں کا شور بجلیوں کی کڑک اور سائے

جی سر وہ سب جتنی جتنی سونے کی اینٹیں وغیرہ سمیٹ سکتے تھے سمیٹ کر اس بندیال سے باہر آ گئے وہاں پر دشت کا منظر بالکل بدل چکا تھا وہ طلسم ختم ہو چکا تھا دشت پتھروں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں خیموں کی جگہ کچھ بھی نہ تھا جبکہ دور کھڑی پک اپ پر بھی چند پتھر لگ چکے تھے سب نے پک اپ سے بیگ نکالے اور سونے سے اپنے اپنے بیگوں کو بھرنے لگے سب ہی اپنے اپنے خزانے بانٹ چکے تھے پک اپ کا کوئی بھی شیشہ نہیں بچا تھا سب ہی ٹوٹ چکے تھے اس کے باوجود وہ خوشی خوشی پک اپ میں سوار ہوتے جا رہے تھے اور ایک دوسرے کو مسکراتی نظروں سے دیکھتے جا رہے تھے جو جو جتنا جتنا جس نے خزانہ سمیٹنا تھا سمیٹ لیا تھا سر۔۔یکدم نتاشا کی آواز سنائی دی۔

سر میری وہ انگوٹھی آپ واپس کر دیں سب نے ایک دوسرے کو دیکھا اور سر نے اسے دیکھا پک اپ روانہ ہو چکی تھی اور سر نے نتاشا کو کوئی جواب نہیں دیا اور سب سر کی طرف دیکھنے لگے نتاشا وہاں اکیلی رہ گئی سر کی نظریں اس پک اپ کیطرف تھی جو اس دشت سے نکل رہی تھی ان سب نے تمام خزانے کو سمیٹا تھا اور اپنے تمام کپڑے جو لائے تھے وہ پھینک دیے تھے پک اپ شاہد چلا رہا تھا سر کیا آپ انگوٹھی خود رکھنا چاہتے ہیں نتاشا کی آواز پھر سنائی دی پک اپ تیزی سے چلنے لگی۔نتاشا مجھے پتہ ہے کہ وہ انگوٹھی تم کیوں مانگ رہی ہو میں جانتا ہوں اور پھر وہ انگوٹھی دیکھو میری انگلی میں ہی ہے سر لیکن یہ لعل والی انگوٹھی میری تھی میں نے اسے ڈھونڈا تھا اسے مجھے دیں۔سر ہنسا یہ انگوٹھی تم لو سر نے یہ انگوٹھی نکالی اور نتاشا کو دے دی جو نتاشا نے اپنی انگلی میں پہن لی۔نتاشا یہ انگوٹھی اب کسی کام کی نہیں رہی کیونکہ اس کا طلسم ختم ہو چکا ہے اس انگوٹھی نے اپنا اثر کھو دیا ہے ہاں سر چاہے اس میں اثر ہو نہ ہو بس یہ میری انگوٹھی تھی سب ہنسنے لگے اور پھر پک اپ میں یکدم ایک ہنگامہ شروع ہو گیا فاسٹ میوزک چلنے لگا لڑکے ڈانس کرنے لگے یوں ان کا سفر کٹتا چلا گیا اور وہ سب ہی اس پر جوش ہنگامے میں اپنے گھروں کو جا پہنچے دن بھر کی تھکن اور فریش ہونے کے بعد نتاشا کمرے سے باہر نکلی اور گیلے بالوں کو ٹاول میں لپیٹا اس کی انگلی میں وہی لعل والی انگوٹھی چمک رہی تھی اس نے ایک لوہے کی ایک کیل کے ساتھ انگوٹھی سے رگڑا ایک شعاع سی نکلی اور اگلے ہی پل میں کیل سونے کا بن چکا تھا اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

اس کا ذہن بھٹک گیا سر نے تو کہا تھا کہ اس انگوٹھی کا اثر نہیں رہا ہے خیر اب میں اپنی جان سے بڑھ کر اس انگوٹھی کی حفاظت کروں گی اتنا سب کچھ ہم کو مل چکا ہے کتنی دولت سر کو مل چکی ہے لیکن سر کی حریص نظریں پھر بھی اس انگوٹھی پر تھیں اور مجھے دینے پر اس کی نظریں کس قدر سرخ ہو گئی تھیں اور قطعاً انکار کیسے کیا ان سب نے تو سارا خزانہ لے لیا وہ جگہ خالی ہو گئی لیکن شکر ہے سر کا یہ جھوٹ بھی میرے لیے کافی سودمند ہو گا کیونکہ اس انگوٹھی کی وجہ سے میرے ساتھی ہی میری زندگی کے دشمن ہو جاتے وہ انہی سوچوں میں کھو گئی میرے پاس اتنی دولت ہے کہ میری سات پشتیں بھی کھائیں تو ختم نہ ہو گا اچانک ڈور بیل بجی یہ کیا وہ چونکی اور دروازے کے پاس آئی وہاں پر اس نے ڈور کے ذریعے باہر جھانکا گھر میں وہ اکیلی ہی تھی باہر سب ہی کھڑے تھے وہ تیزی سے اندر کمرے میں چلی گئی اور انگوٹھی کو سیف میں محفوظ کر لیا اور پھر واپس آ کر گیٹ کھول دیا سب باری باری اندر داخل ہونے لگے سب کے چہرے پر مسرت تھے سب سے سب نے خوب انجوائے کیا اور پھر سب ہی وہاں سے واپس چلے گئے نتاشا نے وہ انگوٹھی کو کہیں چھپانے کا منصوبہ بنا لیا جہاں یہ سب کی نظروں سے محفوظ رہے۔وہ اس کو سب سے پوشیدہ کرنے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگی پھر کچھ سوچ کر وہ اٹھی اور گھر کے لان میں آ کر لان کی کھدائی کرنے لگی اس نے انگوٹھی کو ایک ڈبے میں بند کر لیا اور پھر اس کھودی ہوئی جگہ میں رکھ کر اوپر مٹی ڈال دی۔

اس کام سے فارغ ہو کر اس نے ایک گہرا سکون لیا اور اس جگہ کو دیکھا جہاں اس نے وہ طلسمی انگوٹھی کو دبایا تھا پھر اس نے وہاں پر نشان لگا دیا اور ایک بورڈ رکھ دیا اور ساتھ وہاں پر سب سے بڑا گملا رکھ دیا اس نے ایک عہد کیا کہ کبھی بھی اس انگوٹھی کا استعمال نہیں کرے گی اور ابھی جا کر سب کو سمجھا دے گی جہاں ہمیں اتنی دولت ملی وہاں مزید حرص و لالچ کی کوئی ضرورت نہیں ہونی چاہیے اور اگلے دن اس نے سر کو بھی سمجھایا اس نے ہنستے ہوئے ایک قہقہہ لگایا شکر ہے نتاشا تو نے وہ انگوٹھی ضائع کر دی اور مجھ سے عہد کر لیا کہ تم اس کا استعمال نہیں کرو گی بہت شکریہ کہ تم نے میرا جنون ختم کر دیا ہے ورنہ میں تین راتوں سے سویا نہ تھا اور پھر یہ راز راز ہی رہا۔کوئی بھی اس طلسمی انگوٹھی کے راز کو نہ جان سکا کہ وہ طلسمی انگوٹھی کہاں گئی ہے۔۔۔۔۔؟

پتھروں کا دیس

تحریر: ایس امتیاز احمد۔ کراچی

دو مہینے باہر رہا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کم از کم پچاس سال بعد میری واپسی ہوئی ہو کوئی ایک چیز بھی تو جانی پہچانی نہیں لگ رہی تھی اور وہ علاقہ تو یکسر تبدیل ہو گیا تھا جس میں دو ماہ پیشتر میری رہائش تھی انتہائی کوشش کے باوجود میں اپنا گھر تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر جب مجبوراً ایک شخص کو کوٹھی کا نمبر بتا کر میں نے اس کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا وہ کونے پر جناب۔ سرخ رنگ کی۔ آپ غالباً شاہد صاحب کے دوستوں میں سے ہیں شاہد میرے سب سے چھوٹے بچے کا نام تھا اور اس کی عمر بمشکل نو یا دس سال تھی چنانچہ ظاہر ہے کہ میں نے اس شخص کو احمق تصور کیا ہو گا جو مجھے شاہد کا دوست سمجھ رہا تھا۔ آپ کا خیال غلط ہے۔ میں مسکرایا۔ میں اس کا دوست نہیں باپ ہوں۔ جی۔ اس شخص کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل کر رہ گئیں آپ شاہد صاحب کے والد ہیں لیکن میرا مطلب ہے شاہد صاحب آپ کو مردہ سمجھ بیٹھے ہیں۔ آپ کہاں تھے ساٹھ برس سے۔ اب میرے چونکنے کی باری تھی۔ ساٹھ برس سے۔ آپ کا دماغ تو درست ہے میں صرف دو ماہ تک گھر سے غیر حاضر رہا ہوں۔ اوہ۔ تب۔۔۔ گستاخی معاف جناب مگر آپ کا دماغ یقیناً خراب ہے اس شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس طرح جلدی سے آگے بڑھ گیا جیسے مجھے سچ مچ پاگل تصور کر رہا ہو۔ ایک سنسنی خیز کہانی۔

زندگی، واقعات و حادثات سے عبارت ہے انسان کی پیدائش بذات خود ایک بہت بڑا حادثہ ہے اس طرح موت دوسرے بڑے حادثے کا نام ہے اور ان دو بہت بڑے حادثات کے درمیان زندگی کے آغاز سے اس کے انجام تک واقعات و حادثات کا ایک طویل سلسلہ ہے ان میں بہت سارے اس قدر معمولی اور غیر اہم ہوتے ہیں کہ انسان انہیں بہت جلد بھول جاتا ہے جبکہ بعض کی نوعیت اس قدر شدید اور غیر معمولی ہوتی ہے کہ انسان اگر چاہے بھی تو انہیں زندگی کی آخری سانسوں تک فراموش نہیں کر سکتا ایسا ہی ایک حادثہ میرے ساتھ پیش آیا جب میں ایک غیر ملکی جہاز راں کمپنی کے جہاز میں افریقہ کا سفر کر رہا تھا۔ منزل میرے بالکل قریب آچکی تھی اور جہاز کے کپتان کے بیان کے مطابق میرا سفر ختم ہونے میں محض اٹھائیس گھنٹوں کا وقفہ رہ گیا تھا کہ ہولناک طوفان نے ہمیں آلیا اور مسکراتے ہوئے ۔۔۔ پرامید چہروں پر مایوسی خوف اور گھبراہٹ کے سائے لہرانے لگے طوفان بے حد شدید تھا۔ مسافروں اور عملے کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے موت رقص کر رہی تھی۔ کوہ پیکر موجیں مسلسل جہاز کے عرشے سے ٹکرا رہی تھیں۔

عورتوں اور بچوں کی چیخ و پکار سے قیامت کا سماں طاری تھا اور ہر طرف ابتری اور سراسیمگی پھیلی ہوئی تھی۔ ایسے میں کپتان کی طرف سے لاؤڈ اسپیکر پر یہ اعلان سنائی دیا کہ جہاز کی تباہی اب تقریباً یقینی ہونے لگی ہے اور یہ کہ مسافر لائف بوٹس میں اترنے کے لئے بالکل تیار ہو جائیں اس کیساتھ ہی لوگوں سے پرسکون رہنے کی اپیل کی گئی تھی اور ان سے درخواست کی گئی تھی کہ سب سے پہلے عورتوں بچوں۔ بوڑھے اور کمزور افراد کو موقع دیا جائے جہاز کے ہر مسافر نے اس اپیل کو سنا لیکن اس پر عمل کرنے کے لئے کوئی تیار نہیں تھا۔ انسان کی فطری خود غرضی خطرے کو محسوس کرتے ہی جاگ اٹھی تھی۔ اخلاق اور انسانیت کے خول چہروں پر سے اتر چکے تھے اور مسافروں میں سے ہر ایک بالکل ننگا ہو کر ایک دوسرے کے سامنے آ گیا تھا۔ جیسے ہی لائف بوٹس سمندر میں اتاری گئیں لوگوں نے پاگلوں کی طرح ان پر یلغار کر دی عملے کے لوگ برابر چیخ رہے تھے اور لاؤڈ اسپیکر میں برابر پرسکون رہنے کی درخواست کی جا رہی تھی مگر کسے ہوش تھا کہ ان الفاظ پر دھیان دیتا۔

لوگ اپنی جانیں بچانے کے چکر میں اندھے ہو رہے تھے انہیں نہ معصوم بچے نظر آ رہے تھے نہ عورتیں ٹھوکروں میں آئیں اور درجنوں کمزور اور بوڑھے لوگ اس طرح نیچے گرے کہ انہیں دوبارہ اٹھنا نصیب نہ ہو سکا موت کا بھیانک اور دہشت ناک رقص شروع ہو چکا تھا اور زندگی اپنا چہرہ

چھپائے ہوئے پھر رہی تھی۔ موت کا رقص جاری تھا لائف بوٹس اپنی گنجائش سے زیادہ لوگوں کو نہیں سنبھال پا رہی تھیں ان کے الٹنے کا سلسلہ جاری تھا اور انسانی جسم طوفانی لہروں پر حقیر تنکوں کی طرح ڈول رہے تھے وہ کشتی بھی الٹ چکی تھی جسکا سہارا میں نے اپنی جان بچانے کے لئے لیا تھا اور موت کی گرفت گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ مجھے اپنی شہ رگ پر مضبوط تر ہوتی محسوس ہو رہی تھی میرے ہاتھ پیروں کی ساری قوت اب تقریباً ختم ہو چکی تھی اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا پھیلتا جا رہا تھا۔ مگر اس سے پہلے تاریکیاں میرے ذہن پر پوری طرح مسلط ہو جاتیں اور میرا وجود ہمیشہ کے لئے موت کی آغوش میں گم ہو جاتا۔

اچانک میری نظروں نے لکڑی کے اس بڑے تختے کو دیکھ لیا جو طوفانی لہروں کے دوش پر سوار میری ہی سمت چلا آ رہا تھا اسے دیکھتے ہی میں نے اپنے دل میں امید کی ایک نئی جوت کو روشن ہوتے محسوس کیا۔ اپنے ڈوبتے ہوئے ذہن کو سنبھالنے کی میں نے ایک بھرپور کوشش کی اور خود کو بہتے ہوئے تختے سے قریب تر کرنے کی کوشش کرنے لگا زندگی کے دن ابھی باقی تھے اور مقدر میں ان ناقابل یقین واقعات سے دوچار ہونا لکھا تھا جو میں آپ کو سنانے جا رہا ہوں چنانچہ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد ہی میں تختے پر اپنی گرفت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا پھر چند لمحے بعد ہی میں اس پر سوار ہو چکا تھا۔ دل ہی دل میں خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے میں نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا مجھ سے تھوڑے ہی فاصلے پر بے شمار انسانی جسم کوہ پیکر طوفانی موجوں کے رحم و کرم پر زندگی اور موت کی کشمکش میں مبتلا تھے میں تختے پر بے سدھ سا پڑا۔۔۔۔ انہیں بار بار ابھرتے اور ڈوبتے دیکھ رہا تھا میں انہیں ہر قیمت پر بچا لینا چاہتا تھا لیکن یہ بات میرے اختیار میں نہیں تھی میں کسی طرح ان میں سے کسی کی مدد کرنے کے قابل نہیں تھا میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور کانوں میں انگلیوں کو ٹھونس لیں نہ مجھ سے ان بدنصیب افراد کی بے بسی دیکھی جاتی تھی اور نہ میں ان کی چیخ و پکار سن سکتا تھا لمحات گزرتے رہے اور میں تختے پر لیٹا ہوا دل ہی دل میں خدا سے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگتا رہا۔

سمندر کی موجیں ابھی تک بپھری ہوئی تھیں کبھی وہ مجھے اپنے دوش پر حیرت انگیز اور ہولناک بلندی تک لے جاتیں اور کبھی ایسا لگتا جیسے تختے سمیت سمندر کی انتہائی گہرائی میں دفن کر دینا چاہتی ہوں۔ ایک ایک لمحہ موت اور زندگی کے درمیان گزر رہا تھا اور موت برابر زندگی پر غالب آتی نظر آ رہی تھی مگر ہوا یہ کہ زندگی کے مقابلے میں اسے شکست سے دوچار ہونا پڑا میں بچ گیا اور اپنے اس طرح بچ جانے پر مجھے آج بھی حیرت ہے۔

رفتہ رفتہ سمندر پر سکون ہوتا گیا تھا اور تیز طوفانی ہوا پر سکون لہروں پر معمول کے مطابق بہنے لگی تھی بدقسمت جہاز اور اس کے مسافر دور دور تک نظر نہیں آ رہے تھے فضا میں اب اندھیرا تیرنے لگا تھا اور دور نیلے آسمان پر ستاروں کے اکا دکا چراغ روشن ہو چلے تھے میں نے کمر کے گرد بندھا ہوا واٹر پروف تھیلا کھولا اور اس میں سے سگریٹوں کا ٹین اور لائیٹر نکال لیا تھیلے میں کچھ چیزیں پیٹ بھرنے کے لئے ابھی موجود تھیں مگر اس وقت ذہن ان کی طرف راغب ہونے کو کسی طرح تیار نہیں تھا۔ موت کے خلاف بھرپور اور غیر معمولی جدوجہد نے مجھے بری طرح تھکا کر رکھ دیا تھا میں نے تختے پر دراز ہو کر آنکھیں بند کر لیں اور سگریٹ کا دھواں ہونٹوں سے منتشر کرتا ہوا اس روح فرسا حادثے کے متعلق سوچنے لگا جس نے چند گھنٹے پیشتر ہی سینکڑوں جیتے جاگتے انسانوں کو موت کی آغوش میں دھکیل دیا تھا گھبراہٹ خوف اور بدحواسی کی وجہ سے میری آنکھوں کے سامنے کئی کشتیاں الٹ گئی تھیں اور بپھری ہوئی طوفانی موجوں نے انہیں فوراً بدنصیب مسافروں کی دسترس سے بہت دور پہنچا دیا تھا پھر میں نے منزل کے بارے میں سوچا۔

چند گھنٹے پہلے تک میری منزل افریقہ تھی لیکن اب کون کہہ سکتا تھا کہ میں اپنی منزل کو پا سکوں گا سوچتے سوچتے میرے ذہن پر غنودگی طاری ہونے لگی۔ آنکھیں کھول کر میں نے تاروں بھرے آسمان کو دیکھا اور دوبارہ آنکھیں بند کر لیں اس کے چند لمحے بعد ہی میں دنیا و مافیہا سے بالکل غافل ہو چکا تھا جس وقت میری آنکھ کھلی آسمان پر ستاروں کے چراغ بے نور ہو چلے تھے دور مشرقی افق پر سویرا طلوع ہو رہا تھا اور فضاء میں ملگجا سا جالا تیرنے لگا ٹھنڈی ہوا کے جھونکے خوشگوار اور فرحت بخش تھے اور ایک دوسرے کے تعاقب میں دوڑتی ہوئی لہریں زندگی کو مسلسل جدوجہد کو حوصلہ دے رہی تھیں میں اٹھ کر بیٹھ گیا منہ پر سرد اور کھارے پانی کے چھینٹے ڈالے اور اپنے گرد و پیش کا جائزہ لینے لگا میرے چاروں طرف سمندر کا نیلگوں پانی تھا البتہ دور بہت دور دھند لکے میں

درختوں کے سائے نظر آ رہے تھے۔ میرا دل خوشی سے اچھلنے لگا قسمت برابر مجھ پر مہربان تھی۔ میرے تختے کا رخ اس طرف تھا جدھر درختوں کے سائے نظر آ رہے تھے میں نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں وقت دیکھا طوفان شام سے کچھ پہلے آیا تھا اور اس وقت صبح کے ساڑھے چار بجنے والے تھے گویا میں قریب قریب چودہ گھنٹوں تک بے یار و مددگار کھلے سمندر میں بہتا رہا تھا۔

رفتہ رفتہ اجالا پھیلنے لگا اور میں نے اطمینان کی گہری سانس لی ساحل اس جگہ سے بہت زیادہ نہیں تھا۔۔۔ خشکی پر کھڑے ہوئے اور اس سے آگے سیاہ اونچے اونچے پہاڑوں کو طویل سلسلہ صاف نظر آ رہا۔ میں نے ایک مرتبہ پھر دل ہی دل میں اپنے خدا کا شکر ادا کیا اور اس تھیلے کو کھولنے لگا جس میں کھانے پینے کی کچھ چیزیں موجود تھیں۔۔ پیٹ کی آگ کچھ کم ہوئی تو میں نے ایک اور سگریٹ سلگایا اور دوبارہ ساحل کی طرف متوجہ ہو گیا تختہ برابر اسی سمت میں بہہ رہا تھا۔۔ اور مجھے یقین تھا کہ خشکی پر پہنچنے کے لئے کچھ زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑے گا۔ لیکن اچانک ہوا کا رخ بدل گیا اور میری ساحل پر پہنچنے کی ساری تمناؤں پر اوس پڑنے لگی تختے کے بہنے کی اب سمت بدل گئی تھی اور گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ وہ مجھے کنارے سے دور لئے جا رہا تھا میری پریشانیاں دوبارہ لوٹ آئیں اور میں حسرت زدہ نگاہوں سے دور ہوتے ہوئے کنارے کی طرف دیکھنے لگا۔۔ پھر میں نے سوچا کہ اس طرح بے بسی سے دور ہوتے ہوئے ساحل کو دیکھتے رہنے کی بجائے مجھے ہمت اور حوصلے کے ساتھ کچھ کرنا چاہیے کنارہ اس وقت سوا ڈیڑھ میل کے فاصلے پر تھا اور سمندر میں محض تیر کر اتنا فاصلہ طے کر لینا مجھ جیسے اناڑی کے لئے اگر ناممکن نہیں تو بے حد مشکل اور خطرناک ضرور تھا۔۔۔ کسی چھوٹی موٹی نہر میں یار دوستوں کے ساتھ تھوڑی دور تک تیر لینا اور بات ہے اور کھلے سمندر میں سوا ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کر لینا ایک دوسری بات ڈوب جانے کا پچاس فیصد سے کچھ زیادہ ہی امکان تھا۔

اب یہ بھی نہیں ہو سکتا تھا کہ محض ایک امکانی خطرے کے پیش نظر اپنے آپ کو دوبارہ سرکش اور بپھری ہوئی موجوں کے حوالے کر دیتا پھر اس بات کا امکان بھی تو تھا کہ اگر اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کی تو شاید میری آنکھیں آئندہ کبھی کنارے کو نہ دیکھ سکیں۔ چند لمحے تذبذب میں گزر گئے اور پھر میں نے ایک مشکل اور سخت فیصلہ کر لیا زندگی کی خاطر جدوجہد کا فیصلہ انجام خواہ کچھ بھی ہوتا لیکن میں بزدلوں کی طرح مرنے کے بجائے بہادروں کی طرح مسلسل اور انتھک جدوجہد کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا جلدی جلدی میں نے اپنے ساری چیزوں کو سمیٹ کر دوبارہ تھیلے میں بند کیا اس کی ڈوریاں اپنی کمر سے باندھیں اور پھر اگلے ہی لمحے میں خدا کا نام لے کر کھلے سمندر میں چھلانگ لگا چکا تھا۔ کسی نے بالکل درست کہا ہے کہ انسان اگر اپنی تمام تر قوت ارادی کو بروئے کار لا کر زندہ رہنے کا پختہ فیصلہ کر لے تو موت اس پر کبھی آسانی کے ساتھ اپنا تسلط قائم نہیں کر سکتی چنانچہ یہی میرے ساتھ ہوا زندگی نے ایک بار پھر موت پر فتح حاصل کر لی اور میں ایک مرتبہ پھر بچ گیا۔

اب میری پشت پر کھلا سمندر تھا اور سامنے گھنے درخت کچھ دیر تک اپنی سانسیں درست کرنے کے بعد میں جنگل میں آگے بڑھا یہ بات اب طے ہو چکی تھی۔ کہ ان درختوں میں مجھے غیر معینہ مدت تک زندگی گزارنا تھی چنانچہ میں گھوم پھر کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ جگہ میرے لئے کس حد محفوظ یا غیر محفوظ ثابت ہو سکتی تھی اس کے علاوہ میں پھل دار درختوں کو بھی تلاش کرنا چاہتا تھا کیونکہ میرے تھیلے میں بہت زیادہ خوراک نہیں تھی اور میں زیادہ عرصے تک اس پر انحصار نہیں کر سکتا تھا جنگل بہت زیادہ طویل اور گھنا نہیں تھا اس کے علاوہ خطرناک درندوں کی موجودگی کے آثار بھی نہیں تھے۔ میں نے اطمینان کی گہری سانس لیا لیکن خوراک کا مسئلہ ابھی حل طلب تھا اور میں اس قدر کم ہمت ہرگز نہیں تھا کہ اس اہم ترین مسئلے کو حل کرنے سے پہلے ہی تھک کر کسی درخت کے نیچے بیٹھ جاتا شدید تھکن کی پرواہ کئے بغیر میرے قدم برابر آگے کی طرف اٹھتے رہے میرا رخ پہاڑی سلسلے کی طرف تھا اس لئے بھی کہ پہاڑوں کے دامن میں پھل درخت ملنے کا امکان تھا اور اس لئے بھی کہ وہاں کچھ دیر تازہ دم ہونے کے بعد میں اوپر پہاڑوں پر جانا چاہتا تھا میرے ذہن میں اس وقت صرف دو ہی باتیں تھیں ایک پیٹ کی آگ بجھانے کا مسئلہ تھا اور دوسرا یہ خیال کہ پہاڑوں کے دوسری طرف شاید کوئی آبادی موجود ہو۔ جلدی ثابت ہو گیا کہ کم از کم میرا پہلا خیال سو فیصدی درست تھا پہاڑوں کے دامن میں ناریل کے درخت بہ افراط تھے اور ساتھ لائی ہوئی خوراک ختم کے بعد بھی اپنی بھوک اور پیاس بڑی آسانی سے مٹا سکتا تھا

اس وقت سورج نصف النہار پر چمک رہا تھا میں نے ناریل توڑ کر اس کی گرمی سے بھوک اور پانی سے پیاس سے بجھائی اور ایک درخت کے نیچے لیٹ کر سگریٹ کا دھواں ہونٹوں سے منتشر کرنے لگا تاہم میری پریشانی اپنی جگہ پر ابھی تک برقرار تھا۔ اگرچہ جنگل میں خطرناک درندوں کی موجودگی کے آثار نہیں اور لاکھ میں اس جگہ بھوک و پیاس کی تکلیف سے دوچار نہیں ہوسکتا تھا لیکن ظاہر ہے کہ میرا تعلق پتھر کے زمانے کے کسی قبیلے سے نہیں تھا اور زندگی درختوں پر چڑھ کر یا غاروں میں رہ کر نہیں گزاری جاسکتی تھی۔

میں ہر قیمت پر جلد از جلد مہذب اور متمدن دنیا کی رنگینیوں میں گم ہوجانا چاہتا تھا لیکن کاش کہ یہ میرے بس کی بات ہوتی بہرحال میں نے ایک فیصلہ کرلیا اور وہ یہ کہ ہر روز صبح ساحل پر جاکر کسی گزرنے والے جہاز کا انتظار کیا کروں گا خواہ ساری زندگی انتظار ہی میں کیوں نہ ختم ہوجائے واٹر پروف گھڑی دوپہر کے ٹھیک دو بجا رہی تھی جب میں کوہ پیمائی کے ارادے سے اٹھا پھر کچھ دیر بعد ہی میرے قدم اس طرف اٹھ رہے تھے جدھر سے پہاڑ پر چڑھنا نسبتاً آسان نظر آرہا تھا اب میں اس غیر ضروری تفصیل میں تو نہیں الجھوں گا کہ بلندی پر پہنچنا میرے لئے کس طرح ممکن ہوا اپنی اس کوشش کے دوران میرے جسم پر کس طرح زخم آئے اور ان سے کس قدر خون بہا پستی کی طرف دیکھتے ہوئے کس طرح کھوپڑی چکرائی کتنی مرتبہ گرتے گرتے بچا یہ ساری تفصیل چونکہ کافی طویل اور کسی حد تک غیر ضروری سی لگتی ہے چنانچہ میرا خیال ہے کہ اس سے گریزی ہی کرنا چاہیے پہاڑ پر پہنچ کر میں نے دوسری طرف کا جائزہ لیا سلسلہ کوہ کافی طویل تھا اس کے دامن میں دور تک سبزہ زار پھیلا ہوا تھا اس کے بعد گھنے اور تناور درخت تھے جن کا سلسلہ بہت دور تک چلا گیا تھا اس کے علاوہ ایک چشمہ تھا اس کے پانی میں ہوا کے ہلکے ہلکے جھونکوں سے مسلسل لہریں پیدا ہورہی تھیں اور خوب صورت پرندے اس سے پانی پی رہے تھے نہ جانے کیوں میرے جی میں بھی چشمے میں نہانے اور اس کا پانی پینے کی خواہش پیدا ہوئی اور نہ جانے کیوں میں اس خواہش کو دبانے میں کامیاب نہ ہوسکا ہوسکتا ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ میں بہت زیادہ تھکا ہوا تھا اور میری زبان ٹھنڈے اور میٹھے پانی کے مزے کے لئے ترس رہی تھی

میں نے غور سے نیچے اترنے کے امکانات کا جائزہ لیا میں اس وقت پہاڑ کی سب سے بلند چوٹی پر کھڑا تھا ڈھلوان اس جگہ سے کافی دور تھی۔ تاہم اس سے اترنا کچھ زیادہ مشکل نہیں معلوم ہوتا تھا اس ڈھلوان کے برعکس وہ ڈھلوان بہت زیادہ دشوار گزار تھی جسے چڑھ کر میں نے پہاڑ کی بلندی کو سر کیا تھا کوئی نصف گھنٹے بعد ہی میں ڈھلوان کے سرے پر موجود تھا اس جگہ سے زمین کا فاصلہ تین ہزار فٹ کے قریب تھا میں احتیاط کے ساتھ ڈھلوان اترنے لگا چشمے کے قریب پہنچ کر میں ہری ہری گھاس پر لیٹ گیا اور آنکھیں بند کرلیں ہوا کے جھونکوں میں اب تھوڑی سی شدت پیدا ہوگئی تھی آسمان پر کالے اور بھورے بادل چھائے ہوئے تھے اور موسم بے حد خوشگوار تھا کچھ دیر بعد جب سانسیں درست ہوگئیں۔

میں نے اٹھ کر چشمے کا میٹھا اور ٹھنڈا پانی خوب سیر ہوکر پیا اور کپڑے اتار کر نہانے کے ارادے سے پانی میں اتر گیا غسل سے تھکے ہارے جسم کو اس قدر آرام اور لذت محسوس ہوئی کہ میں بیان نہیں کرسکتا جی چاہتا تھا کہ گھنٹوں چشمے میں نہاتا ہی رہوں اور شاید ایسا ہی ہوتا اگر آسمان سے گرنے والی بوندیں۔ مجھے چونکانے کا باعث نہ بنی ہوتیں میں نے آسمان کی طرف نگاہیں اٹھائیں۔ بادل گرتا جارہا تھا اور موسم کے تیور کچھ اچھے نظر نہیں آتے تھے لہٰذا اس سے پہلے کہ ہلکی بوندا باندی تیز اور موسلا دھار بارش میں تبدیل ہوتی میں نے چشمے سے نکل کر کپڑے پہنے اور پناہ کی تلاش میں چاروں طرف نگاہیں دوڑانے لگا گھنے درختوں کے نیچے پناہ مل سکتی تھی لیکن وہ بہت دور تھے۔ پھر۔ میں نے دوبارہ اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا اور پھر میرے قدم پہاڑ کے دامن میں نظر آنے والی ایک کھوہ کی طرف اٹھنے لگے مجھے یقین تھا کہ وہاں پہنچنے کے بعد محفوظ ہو جاؤں گا زیادہ اندھیرا نہیں تھا چند لمحے بعد ہی میری آنکھیں تاریکی میں اچھی طرح سے دیکھنے کے قابل ہوگئیں میں نے غور سے اس کھوہ کا جائزہ لیا اور تب پہلی بار یہ حقیقت مجھ پر ظاہر ہوئی جسے میں اب تک محض ایک کھوہ سمجھ رہا تھا صحیح معنوں میں وہ ایک بڑا غار تھا میں نے اپنے تھیلے سے ٹارچ نکالی اور اس کی روشنی میں غار کا جائزہ لینے لگا لیکن اگر میں اس کے اختتام کا پتہ چلانا چاہتا تھا تو مجھے ناکامی ہوئی کئی منٹ تک مسلسل غار کا جائزہ لینے کے باوجود میں اس کا اختتام نہ دیکھ [illegible] خدا جانے کتنا لمبا غار تھا وہ نہ جانے کیوں میرے قدم آگے کی طرف اٹھنے لگے۔

روشن ٹارچ میرے ہاتھ میں موجود تھی اور میں آہستہ آہستہ اور محتاط انداز میں آگے قدم بڑھا رہا تھا تھوڑی دور جانے کے بعد ہی غار بے حد چوڑا ہوگیا میرا خیال ہے اس کی چوڑائی سو گز کے لگ بھگ ضرور ہوگی تاہم اس کی طوالت کا خاتمہ ہوتا اب بھی نظر نہیں آرہا تھا گویا میرے قدم کسی غار کے بجائے کسی سرنگ میں اٹھ رہے تھے میں آگے بڑھتا رہا اور پھر اچانک میری ٹارچ روشنی ایک گاڑی پر پڑی وہ کوئی بگھی تھی سیاہ پتھر سے تراشی ہوئی جس میں پتھروں کے پورے چار گھوڑے جتے ہوئے تھے اور انکا رنگ بھی سیاہ تھا گھوڑے کافی اونچے اور طاقتور تھے۔ میں نے دیکھا ان کی گردنیں پتھروں کی بڑی بڑی ناندوں میں جھکی ہوئی تھیں جیسے دانا کھانے میں مصروف ہوں اس کے علاوہ کوچوان کی نشست پر پتھر کا ایک لحیم شحیم بت بھی موجود تھا ٹھیک کسی کوچوان کی طرح بیٹھا ہوا وہ گھوڑوں کو دانا کھاتے دیکھ رہا تھا اس کے ہونٹوں پر بڑی آسودہ اور پرسکون مسکراہٹ تھی اپنی جگہ پر حیرت زدہ سا کھڑا میں آنکھیں پھاڑے ان چیزوں کو دیکھ رہا تھا سرسری انداز میں دیکھنے سے وہ گاڑی اس میں جتے ہوئے چاروں گھوڑے اور کوچوان کو نشست پر موجود پتھر کا مجسمہ۔۔۔ سب کچھ بالکل اصلی اور گوشت پوست کا معلوم ہوتا تھا ان سب کو تراشنے والا یقیناً کوئی ماہر فن تھا اور بڑی محنت سے اس نے ان مجسموں کو تیار کیا تھا لیکن۔۔۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ وہ اس طویل و عریض غار میں کس طرح پہنچے۔ میں نے بڑے غور سے پہاڑوں کے گرد و نواح کا جائزہ لیا تھا اور دور دور تک مجھے کسی آبادی کے آثار نظر نہ آتے تھے چنانچہ یہ سوچ ہی مضحکہ خیز تھی کہ قریبی آبادی کے ماہر فن اور تنہائی پسند سنگرش نے اس غار میں بیٹھ کر ان مجسموں کو تراشا ہوگا یوں بھی وہ پہاڑ کے پتھروں سے ترشے ہوئے معلوم نہیں ہوتے تھے۔

چند لمحوں تک میں اپنی جگہ پر کھڑا سوچتا رہا پھر چند قدم چل کر ان کے بالکل قریب پہنچ گیا جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا بے حد خوب صورت اور شاندار مجسمے تھے مگر میرا ذہن برابر یہی سوچے جا رہا تھا اس تاریک غار میں ان کی رسائی کس طرح ممکن ہوئی یہ تو سو فیصدی ناممکن تھا کہ کسی اور جگہ انہیں تراشنے کے بعد اس غار میں پہنچا دیا گیا نہ صرف یہ کہ حد نظر تک کسی آبادی کا وجود نہیں اور مجسمے بہت زیادہ بھاری بھر کم تھے بلکہ غار ابتداء میں بہت تنگ تھا اور اس قدر وزنی اور لمبے چوڑے مجسمے کسی طرح اس کے دہانے میں داخل نہیں کئے جاسکتے تھے۔۔۔ پھر۔ بڑی دیر تک سوال کا جواب سوچتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ میری ٹانگیں کھڑے کھڑے تھک گئیں اور میں پتھر کی اس بگھی کی ایک نشست پر بیٹھ گیا۔ کافی دیر ہوگئی میں سوچتا رہا۔ یہاں تک میرے ذہن پر غنودگی طاری ہونے لگی بے خبر ہونے سے پہلے ایک دفعہ میں نے سوچا کہ غار سے باہر نکل کر بارش کا حال دیکھنا چاہیے لیکن پھر فوراً ہی یہ سوچ کر خیال بدل دیا کہ اگر بارش کا سلسلہ رک گیا تو بھی اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

رات بالکل سر پر آپہنچی تھی اور میرے پاس اب اتنا وقت نہیں رہ گیا تھا کہ اندھیرے میں کوئی دوسری پناہ گاہ تلاش کرتا پھرتا یوں بھی اس غار سے اچھی اور کون سی پناہ گاہ ہوسکتی تھی؟ چند لمحے بعد ہی نیند کی آغوش میں پہنچ گیا کچھ کھائے پیئے بغیر اچانک میری آنکھ کھل گئی میرے چاروں طرف گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور نجانے کیوں میرا دل بڑے زور زور سے دھڑک رہا تھا دفعتاً مجھے ایسا لگا جیسے میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں مگر نہیں یقین کیجئے کہ وہ کوئی خواب نہیں تھا میری آنکھیں کھلی ہوئی تھیں میں بیدار تھا اور جسم کو لگنے والے ہلکے ہلکے جھٹکے حالت بیداری میں ہی محسوس ہو رہے تھے اس کے علاوہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں بھی خواب میں نہیں سنائی دے رہی تھیں لیکن۔۔۔ لیکن یہ کس طرح ممکن تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد تھا کہ میری آنکھ پتھر کی بگھی میں لگی تھی بگھی کے چاروں گھوڑے بھی پتھر ہی کے تھے اور اگلی نشست پر بیٹھا ہوا لحیم شحیم کوچوان بھی۔ پھر۔۔۔ پھر پتھر کی اس بگھی سے میں اس سچ مچ کی بگھی میں کس طرح منتقل ہوا اور وہ بھی اس غار میں جس کا دہانہ اس قدر تنگ تھا کہ اس میں سے کسی مریل گھوڑے کا داخلہ بھی ممکن نہیں تھا ایسی صورت میں مگر وہ غالباً مجھے گہری نیند کی حالت میں اس غار میں سے باہر نکل کر اس نئی بگھی میں پہنچایا گیا تھا لیکن میں سو ہی گیا تھا بے ہوش تو نہیں ہوا تھا کسی نے اطمینان کے ساتھ اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیا۔

نہیں۔۔۔ یہ کسی طرح نہیں ہوسکتا تھا اور پھر میرے خدا یہ میرے چاروں طرف اس قدر گہرا اندھیرا [illegible] ایسی تاریکی تو صرف کسی قبر میں ہی ممکن ہے یا پھر کسی اندھی سرنگ میں۔ میں نے اپنا [illegible] گے بڑھا کر [illegible] اور اس کے ساتھ ہی خوف [illegible] ایک سرد لہر میرے سارے جسم

میں دوڑ گئی۔ اوپر آسمان کے بجائے گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور نہ آسمان نظر آتا تھا اور نہ کوئی ستارہ وہ گاڑی جس پر میں اس وقت سوار تھا ضرور کسی زیرزمین راستے پر دوڑ رہی تھی میں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر گاڑی بان کو دیکھنا چاہا لیکن گہرے اندھیرے کو دیوار میرے اور اس کے درمیان اس طرح حائل تھی کہ میں اس کی ایک جھلک بھی نہیں دیکھ سکتا تھا اچانک مجھے اپنی ٹارچ کا خیال آیا وہ بدستور میرے پاس موجود تھی میں نے اسے اپنے کپکپاتے ہوئے ہاتھ کی گرفت میں لیا اور روشن کر دیا روشنی گاڑی بان کی پشت پر پڑی اس نے گھوم کر میری طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی مجھے ایسا لگا جیسے حیرت اور خوف کی شدت سے میرے دل کی دھڑکنیں ساکت ہو جائیں گی۔

میرے خدا وہ گاڑی بان جسے سونے سے پیشتر میں نے پتھر کی اس بگھی کی نشست پر ایک سنگی مجسمے کی حیثیت سے دیکھا تھا اور اس کی قہر آلود نگاہیں اس وقت میرے چہرے پر مرکوز تھیں دہکتی ہوئی انگاروں جیسی سرخ آنکھیں مجھے ایسا لگا جیسے میرا ذہن تیزی سے تاریکی میں ڈوبتا جا رہا ہو اور پھر میں بے ہوش ہو گیا بس اتنا یاد ہے کہ بے ہوشی سے قبل میرے کانوں میں گھوڑوں کی ہنہناہٹ کی آوازیں آئی تھیں اور ٹارچ میرے ہاتھ سے چھوٹ کر شاید میری گود میں گر گئی تھی۔ کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی نجانے کب کی بند ہو چکی تھی چنانچہ میرے لیے اپنی بیہوشی کے وقفے کا تعین کرنا نہ صرف مشکل بلکہ کسی حد تک ناممکن تھا خدا جانے کتنی دیر تک میرے ذہن پر تاریکی مسلط رہی تھی ایک گھنٹہ دو چار گھنٹے ۔۔ یا اس سے بھی زیادہ میرے چاروں طرف اس وقت بھی گہرا اندھیرا پھیلا ہوا تھا اور بگھی میں جتے ہوئے گھوڑے بدستور سرپٹ دوڑ رہے تھے اور یہ بذات خود ایک حیرت انگیز بات تھی آپ خود سوچئے جب محض چند فٹ دور کی چیز بھی بمشکل نظر آ رہی ہو تو کیا ایسی تیز رفتاری حیرت انگیز اور تعجب کا باعث نہیں بنے گی گاڑی بان اب بھی پہلے کی طرح اپنی نشست پر موجود تھا اس کی پشت میری طرف تھی اور ایک ہاتھ میں چابک پکڑے وہ اسے تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد دوڑتے ہوئے گھوڑوں پر برسا رہا تھا میں نے تھوک نگل کر دل ہی دل میں اپنے خدا کو مدد کے لیے آوازیں دیں اور سر اٹھا کر اوپر کی طرف دیکھا۔

بگھی اب سرنگ سے باہر نکل آئی تھی اور مجھے اپنے سر پر بادلوں سے گھرا ہوا آسمان صاف طور پر نظر آ رہا تھا کہیں اکا دکا ستارے بھی موجود تھے بگھی کسی انجانی اور نامعلوم منزل کی طرف فراٹے بھرتی رہی خوف کے مارے میرا حلق بری طرح خشک ہو رہا تھا اور زبان تالو سے جا لگی تھی خدا جانے یہ کس قسم کا اسرار تھا پتھر کی بگھی اور اس کے گھوڑوں کے ساتھ ہی کوچوان بھی پتھر کے مجسمے سے گوشت و پوست کے جیتے جاگتے قالب میں تبدیل ہو چکا تھا اور اب قسمت مجھے اس کے رحم و کرم پر چھوڑ کر نجانے کون سا شیطانی کھیل میرے ساتھ کھیلنا چاہتی تھی مجھے نہ اپنی منزل کے بارے میں کچھ معلوم تھا اور اپنے انجام کی خبر تھی ہاں یہ ضرور کہ انجام اچھا نہیں نظر آ رہا تھا کئی بار میرے جی میں آئی کہ کوچوان سے کچھ معلوم کروں لیکن خوف کی شدت سے ایک مرتبہ بھی میری زبان سے کوئی لفظ ادا نہیں ہو سکا یہ تصور ہی میرے رونگٹے کھڑے کر دینے کے لیے کافی تھی کہ غار میں کھڑی ہوئی گاڑی اس میں جتے ہوئے گھوڑے اور اس کا کوچوان سب کے سب پتھر کے مجسمے تھے جنہوں نے کسی نامعلوم اور پراسرار طریقے سے زندگی حاصل کر لی تھی اچانک چاند پر چھائے ہوئے بادل ہٹ گئے اور فضا میں چاندنی اتر آئی میں نے دیکھا میرے چاروں طرف دور دور تک اونچے نیچے ٹیلوں اور خودرو جھاڑیوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور سامنے بہت فاصلے پر کسی قلعے کی فصیل نظر آ رہی تھی نجانے کیوں اس کو دیکھ کر مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے وہی جگہ میری منزل ثابت ہوگی اور یہ کہ اس ویران مقام پر نجانے کتنے اسرار اور عجائبات میرا انتظار کر رہے ہوں گے۔۔

اس سے پہلے کہ سورج کی پہلی کرن قلعے کی فصیل پر اترتی بگھی اس کے دروازے کے بالکل قریب پہنچ چکی تھی اس میں جتے ہوئے گھوڑے اب کافی آہستگی کے ساتھ دوڑ رہے تھے جیسے بہت زیادہ تھک گئے ہوں اور پھر بگھی رک گئی دروازے کے بالکل سامنے پہنچ کر میں نے کوچوان کی طرف دیکھا وہ میری جانب پشت کیے اب بھی اپنی نشست پر پہلے ہی کی طرح بیٹھا تھا تاہم نہ اس نے گھوڑوں پر چابک برسائے اور نہ انہیں آگے بڑھانے کے لیے کوئی اور کوشش کی اچانک میرے ذہن میں ایک خیال بجلی کی طرح کوند گیا گاڑی بان کی پشت بدستور میری طرف تھی اور اس کا بے حس و حرکت ہونا اس بات کا ثبوت تھا کہ اس کے ذہن پر کوئی خاص سوچ مسلط تھی ایسے میں اگر میں خاموشی کے ساتھ اور

کسی طرح کی آواز پیدا کیے بغیر بگھی سے اتر جاتا تو شاید اس کے فرشتوں کو بھی اس کی خبر نہ ہو پاتی جلد ہی میں نے اپنے آپ کو اس کام کے لیے آمادہ کر لیا اور اس طرح میرے دیکھ لیے جانے کا امکان ضرور تھا تاہم کامیابی بھی ناممکن نہیں تھی نیچے اتر کر میں کسی بھی ٹیلے یا قد آدم جھاڑی کی آڑ میں چھپ سکتا تھا اور پھر اگر قسمت ساتھ دیتی تو شاید اس دسترس سے نکل ہی جاتا۔

ایک دفعہ میں نے اپنے گرد و پیش کا جائزہ لیا دن کا اجالا اب میرے چاروں طرف پھیل چکا تھا اور دھوپ آہستہ آہستہ قلعے کی فصیل سے نیچے اتر رہی تھی گاڑی بان ابھی تک اپنی جگہ پر بالکل بے حس و حرکت بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے ٹارچ اٹھائی اور کسی طرح کی آہٹ پیدا کیے بغیر بگھی سے نیچے اتر گیا مٹی کا ایک بہت بڑا ٹیلہ میرے قریب ہی موجود تھا یہ گویا ایک قریب ترین پناہ گاہ تھی میں خوف سے لرزتا ہوا مگر احتیاط کے ساتھ قدم اٹھاتا جلد ہی اس کی آڑ میں پہنچ گیا اور تب پہلی بار میں نے بگھی پر نظریں ڈالیں وہ ابھی تک اپنی جگہ پر موجود تھی اور چاروں گھوڑے اور گاڑی بان ابھی تک بے حس و حرکت نظر آ رہے تھے دفعتاً میرا منہ حیرت کی زیادتی سے کھل کر رہ گیا کوچوان کا ایک ہاتھ جس میں چابک تھی تھوڑا سا اٹھا ہوا تھا جیسے وہ گھوڑوں کے چابک رسید کرنے کا ارادہ رکھتا ہو اس کے علاوہ آگے جتے ہوئے دونوں گھوڑوں کی اگلی ٹانگیں بھی زمین سے اٹھی ہوئی تھیں گویا وہ آگے بڑھنا چاہتے تھے لیکن اس کے باوجود ان میں کسی طرح کی حرکت نہیں تھی کوچوان کا ہاتھ بھی اپنی جگہ پر ٹھہر گیا تھا ایسا لگ رہا تھا جیسے ان میں سے کسی ایک میں بھی زندگی کے آثار موجود نہ تھے چند لمحوں تک میں پلکیں جھپکائے بغیر انہیں گھورتا رہا پھر آنکھیں ملیں اور دوبارہ ان کی طرف متوجہ ہو گیا وہ اب بھی پتھر کے مجسموں کی طرح نظر آ رہے تھے شدید حیرت اور خوف سے میرا برا حال تھا۔

میں نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو سنبھالا اور تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر بگھی کے قریب پہنچ گیا وہاں سے بھاگنے کا ارادہ اب میں نے ترک کر دیا تھا اور اب میں ان پانچوں کو دن کی روشنی میں بالکل قریب سے دیکھنا چاہتا تھا کوچوان کو میرے قریب آنے کی ذرا بھی خبر نہ ہو سکی اس کا بھیانک چہرہ کسی بت کے چہرے کی طرف نظر آ رہا تھا جسم اکڑ گیا تھا اور آنکھیں پتھرا کر رہ گئی تھیں یہی حال چاروں گھوڑوں کا تھا وہ سب پتھر کے مجسموں میں تبدیل ہو چکے تھے زندگی کی خفیف ترین حرارت بھی ان میں سے کسی میں موجود نہیں تھی میں نے باری باری ان میں سے ہر ایک چھو کر دیکھا بلاشبہ وہ پتھر سے تراشے ہوئے مجسمے تھے ایسا لگتا تھا جیسے زندگی ان کے قریب سے ہو کر بھی نہیں گزری ہے۔

میرا سر بڑی تیزی سے گھوم رہا تھا نجانے یہ سب کیا تھا کس قسم کے اسرار تھے جن سے میں دوچار تھا اور قسمت نجانے میرے ساتھ کون سا بھیانک اور پراسرار کھیل کھیل رہی تھی بڑی دیر تک میں اپنی جگہ پر بیٹھا پھٹی پھٹی اور خوفزدہ آنکھوں سے بگھی میں جتے ہوئے گھوڑوں اور کوچوان کا دیکھتا رہا پھر جب دھوپ ناقابل برداشت ہو گئی تو اٹھ کر دوبارہ ٹیلے کے نیچے پہنچ گیا اس طرف ابھی چھاؤں تھی میں نے کمر کے گرد لپٹا ہوا تھیلا کھولا اور اس میں سے کچھ چیزیں نکال کر پیٹ کی آگ سرد کرنے لگا۔ چند گھنٹوں کے بعد سورج آسمان کے ٹھیک وسط میں پہنچ گیا سائے سمٹ کر نہ ہونے کے برابر رہ گئے اور زمین آگ کی طرح جلنے لگی یہ ایک اور پریشان کن بات تھی میرے چاروں طرف حد نظر تک ریت اور مٹی کے ٹیلے پھیلے ہوئے تھے یا خودرو جھاڑیاں تھیں مگر چھاؤں کا کسی طرف پتہ نہ تھا ہوا تقریباً ٹھہری ہوئی تھی اور فضا پر حبس کی کیفیت طاری تھی ایسے میں تپتے ہوئے مقام پر ٹھہرے رہنا گویا اپنی موت کو آواز دینے کے مترادف تھا چند لمحے بعد میری نگاہیں قلعے کی فصیل پر مرکوز ہو گئیں۔ فصیل کافی بلند تھی اور مجھے یقین تھا کہ اس کے دوسری طرف ضرور تھوڑی بہت چھاؤں میسر آ سکے گی یہ بھی ہو سکتا تھا کہ اندر کوئی عمارت یا اس کے کھنڈر موجود ہوتے تھے اور میں اس جھلستی ہوئی دوپہر کو ان میں گزار دیتا۔

پتہ نہیں کیوں مجھ پر اس قلعے کا گہرا خوف طاری تھا اور عام حالات میں شاید میں اس ویران اور ہولناک مقام پر قدم رکھنے کا تصور بھی نہ کر پاتا لیکن اس وقت گرمی اور حبس کی وجہ سے مجھے اپنا پورا وجود بری طرح جھلستا ہوا محسوس ہو رہا تھا چنانچہ جلد ہی میں قلعے میں داخل ہو گیا اور یہی وہ وقت تھا جب میری آنکھوں نے بڑی بڑی عمارتوں کے بے شمار کھنڈر اپنے سامنے دیکھے۔ وہ عمارتیں مجھے پختہ یقین تھا کہ کسی زمانے میں وہ عمارتیں بے حد خوب صورت اور عظیم الشان رہی ہوں گی ہو سکتا ہے وہاں محلات کا ایک عظیم الشان سلسلہ رہا ہو مگر شاید صدیوں پہلے نجانے کیوں کسی جگہ ٹھہر کر دم لینے کے

بجائے میں نے ان کھنڈرات میں گھومنا شروع کر دیا قلعہ اوراس کے کھنڈر بالکل اجاڑ تھے چاروں طرف ویرانی اور نحوست رقص کر رہی تھی اور میں واحد ذی روح تھا جوان کھنڈروں میں کسی آوارہ روح کی طرح بھٹکتا پھر رہا تھا برآمدے میں جگہ جگہ پتھر کے مجسمے موجود تھے کوئی کھڑا ہوا تھا کوئی جھکا ہوا اور کسی کے اٹھتے ہوئے قدم ظاہر کرتے تھے جیسے چلتے چلتے اچانک تھم کر رہ گیا ہوانہیں دیکھ کر نہ جانے کیوں مجھے بگھی میں جتے ہوئے گھوڑوں کی اٹھی ہوئی ٹانگیں اور گاڑی بان کا وہ ہاتھ یاد آ گیا جس میں اس نے چابک تھام رکھا تھا سانسیں مجھے اپنے سینے میں رکتی ہوئی محسوس ہونے لگی دل سینے سے ہٹ کر جیسے حلق میں دھڑکنے لگا اور زبان پہلے سے زیادہ خشک ہوگئی ہوسکتا تھا ان مجسموں کو دیکھ کر میں اس محل سے بھاگ جاتا لیکن کسی نہ کسی طرح میں نے اپنے آپ کو سنبھالا اور دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ آگے بڑھنے لگا۔

کوئی غیر مرئی اور نظر نہ آنے والی انجانی طاقت برابر مجھے آگے بڑھنے پر مجبور کر رہی تھی اب میں ایک بہت بڑے اور خوب صورت کمرے میں موجود تھا کمرے کی آرائش اور سجاوٹ دیکھنے کے قابل تھی بالکل ایسی جیسی کسی شہزادی کی خواب گاہ ہوتی ہے میں نے اس جگہ انتہائی خوب صورت اور بیش قیمت اشیا دیکھیں مگر وہ سب کی سب پتھر کی بنی ہوئی تھیں یاالٰہی۔ میں نے تھوک نگلتے ہوئے سوچا کیا میں پتھر کے زمانے کے کسی قلعے میں آ گیا ہوں لیکن نہیں پتھر کے زمانے میں انسان اس قدر ترقی یافتہ نہیں تھا جبکہ ان محلوں میں رہنے والے بلاشبہ بے حد ترقی یافتہ لوگ تھے مگر۔۔۔مگر۔۔۔شاید انہیں پتھروں سے عشق تھا جب ہی تو ہر چیز پتھر کی بنی ہوئی تھی سنگھار میز سے لے کر اس فرنیچر تک جس پر غالباً پتھر کا کوئی مجسمہ دراز تھا میں چند قدم آگے بڑھ کر اس کے بالکل قریب پہنچ گیا میں نے ذرا جھک کر غور سے اس کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی میری آنکھیں جیسے جھپکنا ہی بھول گئیں پتھر سے بنی ہوئی وہ شہزادی کچھ اتنی خوب صورت اور سحر انگیز تھی حسن کی دیوی زہرہ کی طرح دل فریب اور حسین اس کا جسم تناسب اور سڈول تھا اور نیم وا آنکھیں دو ایسی جھیلوں کی طرح تھیں کہ جن میں ڈوب جانے کو جی چاہتا تھا اس کے ہونٹ گلاب کی سرخ پنکھڑیوں کی طرح نازک اور مرطوب تھے اوران پر خفیف سی ساحرانہ مسکراہٹ رقص کر رہی تھیں پہلی نظر میں کوئی بھی اس پیکر حسن و شباب کو پتھر کی مورتی تصور نہیں کر سکتا تھا بالکہ ایسا ہی لگ رہا تھا جیسے پتھر کے بجائے گوشت پوست کی تخلیق ہو اور کسی بھی لمحے اس کے ہونٹوں سے ترنم پھوٹ کر فضا کو نغمہ بار بنا دیگا۔

مجھے ایسا لگا جیسے میرے سارے وجود پر ایک بے خودی سی طاری ہونے لگی ہو۔ میں اس کے سامنے بالکل مسحور ہو کر رہ گیا تھا بڑی دیر تک میں اسے ٹکٹکی باندھے گھورتا رہا اور پھر میرا کپکپاتا ہوا ہاتھ آگے بڑھا اور میری انگلیاں والہانہ انداز میں اس کے چہرے اور جسم پر پھلنے لگیں خبر نہیں کتنی دیر تک میں اس کے مرمریں جسم کو ٹٹولتا رہا اس وقت میرے ذہن میں بس ایک ہی بات تھی اور وہ یہ کہ کاش وہ پتھر کے ایک بے جان مجسمے کے بجائے جسم میں خون اور حرارت رکھنے والی ایک زندہ عورت ہوتی، اور میں زندگی کے چند لمحات اس کی قربت میں گزار سکتا میں جس وقت کمرے سے باہر نکلا اس وقت بھی دل ودماغ میں یہی خواہش مچل رہی تھی۔ اس کمرے سے باہر نکل کر میں نے دوسرے کمروں کا جائزہ لینا شروع کر دیا ہر کمرے میں پتھر کا کوئی نہ کوئی مجسمہ موجود تھا اور ایک اسی محل پر کیا منحصر دوسری عمارتیں بھی ان مجسموں سے خالی نہیں تھیں ایسا لگ رہا تھا جیسے میں پتھروں کے کسی دیس میں پہنچ گیا ہوں وہاں عمارتوں کے کھنڈر تھے یا پھر پتھر کے بت بیٹھے ہوئے کھڑے ہوئے چلتے ہوئے اٹھتے ہوئے گویا کسی پر اسرار صور کی آواز نے انہیں زندگی سے موت کی سرحد میں دھکیل دیا تھا اس طرح کہ وہ پتھر کے مجسموں میں تبدیل ہو گئے تھے اور جو جس حالت میں تھا اس میں رہ گیا تھا پتھر کے وہ مجسمے مردوں کے بھی تھے عورتوں کے بھی خوب صورت اور معصوم کنیزوں کے بھی تھے اور ظالم اور شیطان صورت جلادوں اور غلاموں کے بھی مجسمے ہی مجسمے بت ہی بت تھے۔ شام ہوگئی اور سورج کا سرخ آتشیں گولہ دور۔۔۔بہت دور مغربی افق میں جھکنے لگا میں زیادہ تھک چکا تھا تھکن کا ور نقاہت سے میرے قدم بری طرح لڑکھڑا رہے تھے میں نے ایک عمارت کے ملبے پر کھڑے ہو کر غروب ہوتے ہوئے سورج کی طرف دیکھا اور آنے والی رات کے متعلق سوچنے لگا کچھ دیر بعد ہی زمین پر اندھیرے کی حکمرانی ہونے والی تھی اور میں یہ سوچ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ رات کہاں اور کس طرح گزاری جائے۔

میرے چاروں طرف کھنڈرات پھیلے ہوئے تھے ان

میں سے بعض یقیناً ایسے تھے جہاں میں صبح ہونے کا انتظار کر سکتا تھا لیکن نہ جانے کیوں میں قلعے میں کسی جگہ پناہ لینا نہیں چاہتا تھا دوسری صورت قلعے کے باہر کسی ٹیلے پر بیٹھ کر رات گزارنے کی تھی مگر مجھے یہ بات بھی پسند نہیں تھی کون جانے اس ویرانے میں کس قدر خطرات منڈلا رہے تھے اور میں ان میں سے کسی ایک کا شکار ہو جاتا۔ خاص طور پر ایسی صورت میں جبکہ وہ شیطانی بگھی اور اس کا پراسرار کوچوان بھی قلعے کے باہر ہی موجود تھا کئی منٹ گزر گئے اور پھر میں نے فیصلہ کر لیا کہ رات کو قلعے کے اندر ہی رہوں گا خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی نکلے یہ فیصلہ کرنے کے بعد میں نے تھیلے میں سے سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ سلگایا اور اس محل کی طرف روانہ ہو گیا جس میں پتھر سے بنی ہوئی وہ حسن و شباب کی مورت موجود تھی کاش اس وقت اس کا تراشنے والا وہاں موجود ہوتا اور میں بے اختیار اس عظیم فنکار کے ہاتھوں کو چوم لیتا۔

جس وقت میں محل کے قریب پہنچا سورج غروب ہو چکا تھا اور زمین پر آہستہ آہستہ رات کی سیاہی پھیلتی جا رہی تھی محل کی غلام گردش میں خاص طور پر اندھیرا ہو گیا تھا میں نے تھیلے سے ٹارچ نکالی اور اسے روشن کر دیا اب میں آسانی کے ساتھ آگے بڑھ سکتا تھا چنانچہ جلد ہی میرے قدم دوبارہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں وہ مرمریں مورت پتھر کی مسہری پر دراز تھی باہر اگرچہ تاریکی ابھی پوری طرح نہیں پھیلی تھی لیکن اندر کمرے میں اندھیرا تھا ٹارچ کی روشنی میں میں ایک دفعہ پھر اس مجسمے پر جھک گیا اور میرے ہاتھ ایک مرتبہ پھر اس کے ہونٹوں کالوں اور جسم کو ٹٹولنے لگے ایک عجیب سی محویت مجھ پر دوبارہ طاری ہو چکی تھی یکایک میں چونک پڑا ایسا لگا تھا جیسے پتھر کی اس سخت مورت میں خفیف سی نرمی پیدا ہو گئی ہو خوف کی ایک سرد لہر میرے سارے جسم میں دوڑ گئی اور دل بڑے زور زور سے ڈھرنے لگا جی چاہا کہ ایک لمحے کی بھی تاخیر کیے بغیر اس کمرے سے بھاگتا ہوا نکل جاؤں لیکن ایک عجیب سی قوت تھی جس نے مجھے اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے دیا میرے قدم جیسے کمرے کے فرش میں گڑ کر رہ گئے تھے اور میں پسینہ میں شرابور اس۔ اس مجسمے کو پلکیں جھکائے بغیر گھورے جا رہا تھا بظاہر اس میں کسی طرح کی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی مگر پتھر میں محسوس ہونے والی نرماہٹ کیا وہ میرے وہم کا نتیجہ تھی یقیناً یہی بات ہوگی خوف اور گھبراہٹ نے مجھے وہمی بنا دیا تھا ورنہ کہیں پتھر بھی اس طرح نرم ہو سکتا ہے میں نے ایک بار پھر اس کے بے جان چہرے پر روشنی ڈالی اور جھک کر غور سے دیکھنے لگا۔

پھر مجھے ایسا ہی لگا تھا جیسے میرے دل کی دھڑکنیں کسی بھی لمحے رک جائی گی خوف کی شدت سے میرا حلق خشک ہو رہا تھا اور سارے جسم پر ہلکی سی کپکپاہٹ طاری تھی پھر میں بے ہوش ہو گیا بے ہوش ہونے سے پہلے کی بس اتنی بات یاد ہے کہ مجسمے کو دوبارہ چھونے کے بعد میں نے اسے پہلے سے زیادہ گداز محسوس کیا تھا اور اس احساس کے ساتھ ہی میرے ذہن پر تاریکیوں نے یلغار کر دی تھی ہوش میں آنے کے بعد مجھے جو احساس سب سے پہلے ہوا وہ کمرے میں کسی کی موجودگی کا تھا کوئی میرے سرہانے بیٹھا میرے بالوں میں اپنی انگلیاں پھیر رہا تھا مگر کون؟۔۔اس قلعے میں میرے علاوہ کوئی اور متنفس موجود نہیں تھا پھر آخر کس کی انگلیاں میرے بالوں میں حرکت کر رہی تھیں خوف اور بوکھلاہٹ کی شدت سے میں فوراً ہی اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر میری حیرت اور گھبراہٹ کی کوئی حد نہ رہی جب میں نے پتھر کی خوب صورت شہزادی کو اپنے قریب موجود پایا جی ہاں وہ سو فیصدی وہی تھی چاند کی کچھ روشنی روشندان کے ذریعے کمرے میں پہنچ رہی تھی اور تاریکی کے باوجود میں اسے بخوبی دیکھ سکتا تھا پتھر کی شہزادی جسے میں نے اپنی آنکھوں سے بے جان دیکھا تھا اس وقت میرے قریب گوشت و پوست کے جسم میں موجود تھی اور اس کی انگلیاں میرے سر کے بالوں میں حرکت کر رہی تھیں پھر ہو سکتا تھا کہ میرا ذہن حیرت اور خوف کے اس شدید جھٹکے سے دوبارہ اتھاہ تاریکیوں میں ڈوب جاتا کہ اچانک میں نے اس کی آواز سنی ڈرو مت۔ خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔

میں نے کچھ کہنا چاہا لیکن الفاظ میرے حلق میں اٹک کر رہ گئے دہشت کی وجہ سے اس وقت میرا برا حال تھا دل کی دھڑکنیں سینے کے بجائے کنپٹیوں میں محسوس ہو رہی تھیں اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا کیسی طبیعت ہے تمہاری۔؟ میرا خیال ہے، تم بہت زیادہ دہشت زدہ اور پریشان ہو۔۔ ہاں۔ میں نے تھوک نگلتے ہوئے بمشکل کہا لیکن تم کون ہو کہیں میری آنکھیں کوئی خواب تو نہیں دیکھ رہیں۔ نہیں وہ آہستہ سے ہنس پڑی۔ میں سچ مچ تمہارے قریب موجود ہوں۔ مگر یہ کس طرح ہو سکتا ہے میں نے مسہری پر نظریں ڈال کر کہا

جواب خالی تھی میر مطلب ہے کہ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ ۔بھول جاؤ کہ تمہاری آنکھوں نے کیا دیکھا تھا ذہن کو خواہ مخواہ پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ۔۔۔اٹھو میرا خیال ہے کہ تمہیں کچھ دیر کھلی ہوا میں ٹہلنا چاہے ۔لیکن ۔۔وہ ۔آخر یہ سب کچھ کیا ہے میرے خدا ۔۔میں پاگل ہو جاؤنگا ۔دماغ پر بلاوجہ بوجھ مت ڈالو میں کہہ چکی ہوں کہ تمہیں ڈرنے یا گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے آؤ میں کچھ دیر کھلی ہوا میں ٹہلنا چاہتی ہوں یہ تمہارے فائدہ مند ہوگا میں نے نہ چاہنے کے باوجود کھڑا ہو گیا اس وقت میری حالت مسمریزم کے کسی معمول سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی اسکے بعد جو کچھ بھی پیش آیا اس پر دنیا کا کوئی بھی ذی عقل کبھی بھی یقین نہیں کرے گا میں جانتا ہوں کہ اب جو کچھ بھی آپ کو سناؤں گا اسے آپ محض جھوٹ کا ایک پلندہ سمجھیں گے یا پھر خواب کی باتیں سچ پوچھئے تو بعض اوقات میں خود بھی یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں ان کھنڈروں میں جو کچھ بھی میں نے دیکھا کہیں وہ ایک خواب تو نہیں تھا مگر نہیں وہ خواب نہیں تھا قلعے کے سارے کھنڈر خوب صورت اور مضبوط عمارتوں میں تبدیل ہو چکے تھے پتھر کے مجسموں نے جیتے جاگتے انسانوں کا روپ دھار لیا تھا اور وہ جگہ اب کسی طرح نہیں پہچانی جا رہی تھی۔

اس وقت میں ایک خوب صورت اور پررونق شہر میں موجود تھا میرے چاروں طرف بہترین عمارتیں جنہیں فن تعمیر کا بہترین نمونہ قرار دیا جا سکتا تھا کشادہ اور صاف ستھری بارونق سڑکیں تھیں اور چلتے پھرتے اور ہنستے کھیلتے لوگ تھے زندگی بڑی آسودہ اور مصروف نظر آ رہی تھی جس طرف سے بھی ہم گزرتے عجیب وضع قطع کے لوگ ہمارے چاروں طرف جمع ہو جاتے اور شہزادی کے محافظوں کو انہیں راستے سے ہٹانا مشکل ہو جاتا اس وقت ہم چار گھوڑوں کی ایک شاندار بگھی میں قلعے کی سیر کر رہے تھے اور ہمارے پیچھے محافظوں اور خادماؤں کی ایک پوری فوج تھی شہزادی جس نے اپنا نام انطیرہ بتایا تھا بہت زیادہ خوش تھی وہ بار بار مجھ سے مخاطب ہو رہی تھی لیکن میرے ہونٹوں پر جیسے قفل پڑا ہوا تھا آج تک مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ وہ ہوشربا اور ناقابل یقین منظر دیکھنے کے باوجود میں کس طرح اپنے ہوش وحواس میں رہا۔کیا بات ہے ۔شہزادی نے مجھے خاموش دیکھ کر کہا تم کچھ بولتے کیوں نہیں ۔کیا بولو شاید میرا دماغ خراب ہو جائے گا میں نے بمشکل بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا خواہ مخواہ اپنے آپ کو پریشان مت کرو میں تمہارے قریب موجود ہوں میری طرف دیکھو میرا حسن وشباب تمہیں دنیا کی ہر پریشانی اور الجھن سے نجات دلا سکتا ہے لیکن میں شاید کوئی خواب دیکھ رہا ہوں یا پھر آج دن بھر خواب دیکھتا رہا پھر وہی میں کہتی ہوں بھول جاؤ کہ خواب کیا ہے اور حقیقت کیا ہے میری طرف دیکھو میرے حسن اور میری جوانی کا جواب دنیا آج تک نہیں پیدا کر سکی تمہیں اپنی پر فخر کرنا چاہیے شہزادی انطیرہ کے ہونٹوں سے نکلنے والا ایک ایک لفظ حقیقت پر مبنی تھا۔اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس قدر خوب صورت اور بھرپور عورت میں نے اپنی زندگی میں اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی مگر اس کے باوجود میرا ذہن اس میں دلچسپی لینے کو تیار نہیں تھا وجہ آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔

اس نے میرے گلے میں اپنی دودھیا اور سڈول بانہیں حمائل کر دیں۔اجنبی میری آنکھوں میں جھانک کر دیکھو میں تمہیں پریشان نہیں دیکھ سکتی میرا دل تمہارے لئے کس بری طرح دھڑک رہا ہے اس نے عجیب سے لہجے میں کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے جوان اور سلگتے ہوئے سینے پر رکھ لیا۔مجھے ایسا لگا جیسے میرے جسم میں ایک عجیب سی سنسنی دوڑ گئی ہو میرا دل دھڑکنے لگا اور میں نے پہلی بار اس کے چہرے پر معنی خیز نظریں ڈالیں انطیرہ میرے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی ۔ہاں میرے محبوب ۔کیا ہم واپس چلیں ۔اس کی آنکھوں میں ایک تیز چمک جاگ اٹھی ۔چلو۔جو تم چاہتے ہو وہی ہوگا ۔کچھ دیر بعد گاڑی شاہی محل کی طرف جا رہی تھی خواب گاہ میں پہنچتے ہی اس نے مجھے اپنے مرمریں جسم سے لپٹانے کی کوشش کی میں یکدم پیچھے ہٹ گیا۔اجنبی میرے محبوب ۔وہ سرگوشیانہ لہجے میں بولی اس کی بڑی بڑی اور خوبصورت آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے مجھ پر ایک عجیب سی بےخودی طاری ہونے لگی پھر ہو سکتا تھا کہ جذبات کا سیلاب مجھے اپنے ساتھ بہا کر ہی لے جاتا لیکن اچانک میری آنکھوں کے سامنے وہ منظر گھوم گیا۔

جب اندھیرا نہیں ہوا تھا اور اس کے جسم پر مچلتے ہوئے میرے ہاتھ اچانک رک گئے اور اب میرے دل میں پھر ایک عجیب سا خوف سر اٹھا رہا تھا۔اجنبی ۔انطیرہ کا لہجہ سلگتا ہوا تھا مجھ پر ظلم مت کرو میرے محبوب میں صدیوں سے تمہاری آغوش کے لیے تڑپ رہی تھی۔۔ مجھے تم سے خوف محسوس ہوتا

ہے ۔میں نے آہستہ سے کہا ۔خوف ۔۔مجھ سے ۔ہاں میں نے اپنی آنکھوں سے تمہیں پتھر کے مجسمے کی شکل میں دیکھا تھا۔اوہ ۔تم پھر فضول باتیں کرنے لگے ان لمحات کی قدر کرو میرے محبوب ۔نہیں پہلے مجھے بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار ہے رات ہونے تک اس قلعے میں کھنڈر یا پتھر کے مجسمے لیکن اب اب یہ جگہ ایک خوبصورت شہر میں تبدیل ہو چکی ہے دن میں یہاں چاروں طرف موت کا سناٹا پھیلا ہوا تھا مگر اس وقت ۔تمہیں ان لمحات کا احساس نہیں جو ضائع ہو رہے ہیں ۔میں اپنے سوالوں کے جواب چاہتا ہوں خدا جانے یہ کس قسم کا چکر ہے میں بارش سے پناہ لینے کے لیے اس غار نما سرنگ میں داخل ہوا تھا اسی غار میں وہ پتھر کی بگھی کھڑی تھی مجھے نہیں معلوم کہ اس کے گھوڑوں اور کوچوان میں زندگی کی حرارت کس طرح پیدا ہوئی بہرحال جس وقت میں بیدار ہوا گھوڑے تاریک اور انجانے راستوں پر دوڑ رہے تھے اور گاڑی بان گھوڑوں پر چابک برسا رہا تھا علی الصبح جب مشرقی افق گلنار ہو چلا تھا میں اس قلعے کے سامنے پہنچ گیا اور بگھی اپنے گھوڑوں اور کوچوان سمیت پتھر میں تبدیل ہو گئی اس قلعے میں بھی پتھروں کے سوا کچھ نہ تھا عمارتوں کے کھنڈر تھے یا پھر سنگی مجسمے اور تمہارا جسم بھی پتھر کا ہی تھا اس وقت میرے دل میں بےاختیار یہ خواہش پیدا ہوئی تھی۔

کاش تم ایک جاندار اور گرم خون رکھنے والی عورت ہوتیں اور میں اپنی زندگی کے چند لمحات تمہاری قربت میں گزار سکتا جیسے ہی میں سانس لینے کو ذرا رکا وہ فوراً بول اٹھی تمہاری حقیقت کا روپ دھار چکی ہے تمہیں خوش ہونا چاہئے ۔نہیں کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تمہاری زندگی میری خواہش کا نتیجہ نہیں ہے ۔بہرحال اس وقت میں تمہارے سامنے موجود ہوں زندہ اور مجسم ۔۔میرا جسم ایک مکمل اور بھرپور عورت کا جسم ہے میں تمہیں یقین دلاتی ہوں کہ میری قربت میں تمہیں کسی طرح کی کمی کا احساس نہیں ہوگا۔مگر ۔۔میں نے کچھ کہنا چاہا اس کے حسین اور جوان جسم کے لمس نے مجھ پر ایک مدہوشی سی طاری کر دی تھی اور میں بمشکل اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھا اس نے جلدی سے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا اس حسین لمحات کو اس طرح ضائع مت کرو میرے محبوب ۔رات گزرتی جا رہی ہے اور صبح کا یہاں موت کے پیغام لے کر آتا ہے ۔گویا دن نکلنے کے بعد یہاں پھر ہو کا عالم طاری ہوگا۔عمارتوں کے کھنڈر اور پتھروں کے مجسمے یہ شہر صرف رات کو بجتا ہے دن بھر یہاں موت کی حکمرانی رہتی ہے ۔ہاں تمہارا خیال درست ہے ۔مگر میں جاننا چاہتا ہوں کہ ایسا کیوں ہوتا ہے یہ جگہ کونسی ہے اور یہاں کس قسم کا چکر چل رہا ہے ۔زندگی اور موت کا چکر کہاں نہیں چلتا۔

رہا تمہارا پہلا سوال تو میں تمہیں بتاؤں کہ تم اس چشمے سے ہزاروں میل کے فاصلے پر ہو جس میں تم نے غسل کیا شاید تمہیں یقین نہ آئے تم سالوں سفر کرتے رہے اور ہمیشہ جامد رہے گا لمحات وہاں ساکت رہتے ہیں تم سمجھ رہے ہو نا اس راہ میں شب وروز کا چکر نہیں چلتا چنانچہ کس طرح بھی وقت کا احساس نہیں کر سکتے صدیوں پہلے کے لمحات وہاں آج بھی ٹھہرے ہوئے ہیں اور جب شب وروز کا طویل چکر اپنے اختتام کو پہنچے گا اس جگہ یہی لمحات ہوں گے ۔۔ناممکن ایسا کسی طرح نہیں ہو سکتا یا تم یہ کہنا چاہتی ہو کہ وہ راستہ اس دینا کے بجائے کسی اور دنیا سے ہو کر گزرتا ہے ۔۔نہیں تم کسی اور دنیا سے ہو کر یہاں نہیں پہنچے ہو ۔تب پھر یہ ناممکن ہے اس دنیا میں وقت پر کسی بھی جگہ جمود طاری نہیں ۔۔ہے اس راہ پر ہے جس سے تم گزر چکے ہو مگر مجھے معلوم ہے کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی انسانی عقل ابھی کائنات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکی ہے مجھے بتاؤ تم ابھی کتنے اسرار کی توجیہہ کرنے کے قابل ہو سکے ہو ۔اس بحث کو ختم کرو یہاں لمحات ساکت نہیں ہیں رات گزر رہی ہے اس سے پہلے کہ صبح کا اجالا اس سرزمین پر موت کا پیغام لے کر اترے لمحات کو رنگین اور پرکیف بنا لو یہ فاصلہ ختم کرو میرے محبوب انطیرہ نے کہا اور اس طرح میرے قریب آ گئی جیسے اپنے آپ کو میرے وجود میں جذب کر دینا چاہتی ہو۔۔ٹھہر جاؤ انطیرہ ۔میں نے آہستگی کے ساتھ اپنے سے الگ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا ۔میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم حسن وجوانی کا بہترین امتزاج ہو دنیا میں شاید کوئی اور عورت اس قدر مکمل نہ ہو لیکن میں جاننا چاہتا ہوں کہ تم کون ہو یہاں دن میں کھنڈروں پر ہر وقت موت کا سا ہولناک سناٹا کیوں جاری رہتا ہے اور سورج غروب ہونے کے بعد۔

نہیں وہ بات کاٹ کر بولی میں تمہاری کسی بات کا جواب نہیں دوں گی تم نہیں جانتے میرا سارا وجود ایک نظر نہ آنے والی آگ کے شعلوں میں پھنکا جا رہا ہے اور اگر تم اس طرح بےحسی کا مظاہرہ کرتے رہے تو میں ان ہولناک شعلوں میں جل کر خاک ہو جاؤں گی نہیں میرے محبوب اس

قدر سنگدل مت بنو کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنی قوت برداشت کھو بیٹھوں اور اپنے کسی فیصلے پر بعد میں مجھے خود پچھتانا پڑے ۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔

میرا مطلب ۔۔ یہاں تمہاری زندگی کا تمام تر انحصار محض میرے اشارے پر ہے میں تمہیں بتاؤں کہ یہ قلعہ صدیوں سے اسی طرح آباد ہے مگر تم سے پہلے یہاں کبھی کوئی نہیں آیا اس جگہ کے لوگ یہاں کسی غیر کی موجودگی کو پسند بھی نہیں کرتے تم بھی انہیں پسند نہیں ہو بلکہ انہیں تم سے نفرت ہے کیونکہ تم میں اور ان میں زمین اور آسمان کا فرق ہے اس کے باوجود انہوں نے تمہیں کوئی معمولی سا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش نہیں کی جانتے ہو کیوں ۔ محض اس لیے کہ تم میرے محبوب ہو ۔۔ اور تم ان کی شہزادی ہو وہ تمہاری مرضی کے خلاف کچھ نہیں کر سکتے ۔ یقیناً اسی لیے میں نے کہا تھا کہ اس سرزمین پر تمہاری زندگی اور موت میری مرضی کی محتاج ہے انطیرہ نے کہا اور ایک دفعہ پھر میرے وجود میں سما جانے کو کوشش کرنے لگی اس کا جسم بری طرح جل رہا تھا اس کی سنڈول مرمریں بانہیں بار بار مجھے سمیٹنے کی کوشش کر رہی تھیں مجھ پر ایک مرتبہ پھر مدہوشی طاری ہونے لگی ۔ میں اب سب کچھ بھول چکا تھا نہ وہ آسیبی بگھی مجھے یاد رہی تھی نہ دن بھر نظر آنے والے پتھر کے مجسمے اور نہ وہ کھنڈر جن کا اب دور دور تک پتہ نہیں تھا ہر طرح کا خوف اور ہر طرح کی پریشانی میرے ذہن سے نکل چکی تھی اور مجھے انطیرہ کے سوا کچھ بھی یاد نہیں رہا تھا۔

بعض اوقات انسان جذبات کے سیلاب میں کسی حقیر تنکے کی طرح بہہ جاتا ہے اور میری حیثیت بھی اس وقت ایک حقیر تنکے سے مختلف نہیں تھی تین دن اور تین راتیں گزر گئیں اس میں ذرا سا بھی شبہ نہیں کہ انطیرہ ہر اعتبار سے ایک مکمل اور بھرپور عورت تھی وہاں صرف میں ہوتا تھا یا قلعے کے کھنڈر ۔ یا پھر وہ پتھروں کے مجسمے جو خدا جانے رات ہوتے ہی نجانے کس طرح انسانی قالب میں ڈھل جایا کرتے تھے صبح سے شام تک میں ان ہی کے درمیان پھرتا رہتا تھا میری حیرت اور پریشانی بدستور اپنی جگہ قائم تھی اور انطیرہ کی آغوش میں رات گزارنے کے بعد دن نکلتے ہی میں پتھروں کے اس دیس سے فرار ہونے کے امکانات کا جائزہ لینے میں مصروف ہو جاتا تھا اب یہ اور بات تھی کہ رات ہوتے ہی ذہن میں انطیرہ کے سوا کچھ اور باقی نہ رہتا تھا ویسے اس کی کم از کم

ایک بات بالکل درست تھی اور وہ یہ کہ پتھروں کے پراسرار دیس کے پراسرار لوگ مجھ سے نفرت کرتے تھے خاص طور پر انطیرہ کے محافظ دستے کا کمانڈر نوطارہ بلاشبہ میرے خون کا پیاسا تھا اور اس کی وجہ تھی مجھے یقین ہے کہ وہ انطیرہ کا عاشق تھا چنانچہ اگر میرا وجود اس کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہا تھا تو ظاہر ہے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں تھی ۔ یہ چوتھی رات کا ذکر ہے میں ذرا دیر کے لیے انطیرہ سے مل کر جونہی باہر سیر کے لیے نکلا تو نوطارہ نے مجھے روک لیا اس وقت اس کی تیور کچھ زیادہ ہی بگڑے ہوئے تھے تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھ کر بولا بات سنو ۔ اجنبی میں تم سے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

کیا بات ہے ۔ میں نے اپنی گھبراہٹ اور خوف پر قابو پاتے ہوئے پوچھا ۔ صرف ایک بات ۔ اور وہ یہ کہ اب میں تمہیں مزید برداشت نہیں کر سکتا ۔ میں تمہیں قتل کر دوں گا خواہ اس کے عوض میرا حشر کچھ ہی کیوں نہ ہو میں سب کچھ برداشت کر سکتا ہوں تاہم شہزادی کی خلوت میں نہیں دیکھ سکتا ۔ پھر ہو سکتا تھا کہ اس رات وہ سچ مچ ہی میرا قصہ پاک کر دیتا کہ میں نے جلدی سے کہا ٹھہر جاؤ میرے دوست اس قدر جوش میں آنے کی ضرورت نہیں میں تمہارے جذبات کو سمجھ سکتا ہوں لیکن تم جانتے ہو کہ میں بے قصور ہوں ۔ میں خود یہاں نہیں آیا اور میری حیثیت یہاں ایک قیدی کی سی ہے جو اگر چاہے بھی تو فرار حاصل نہیں کر سکتا ۔ بکواس مت کرو جب سے تم یہاں آئے ہو شہزادی نے مجھے یکسر نظر انداز کر دیا ہے تمہاری آمد سے قبل اس کی خلوتیں صرف مجھ سے تھیں لیکن اب وہاں تمہارے علاوہ کسی اور کا گزر ہی ممکن نہیں ۔ یہ سچ ہے کہ انطیرہ مجھ پر مہربان ہے مگر یقین کرو میرے دوست کہ مجھے اس کی مہربانی کی ذرا بھی ضرورت نہیں تمہارے حق میں اس سے دستبردار ہو کر مجھے خوشی ہوگی لیکن میں نہیں جانتا کہ میں اس زمین سے کس طرح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو سکتا ہوں ۔

نوطارہ نے فوراً ہی کچھ نہیں کہا چند لمحوں تک مجھے ٹٹولتی ہوئی نظروں سے گھورتا رہا پھر بولا کیا تم سچ کہہ رہے ہو ہاں تمہیں اس میں ذرا بھی شبہ نہیں ہونا چاہیے ۔ تب پھر تم اپنا منحوس وجود لے کر فوراً یہاں سے رخصت ہو جاؤ اگر تم اس بات کا وعدہ کرو تم میں اس وقت تمہیں چھوڑ سکتا ہوں لیکن یاد رکھو کہ اگر بعد میں تم نے یہ ساری باتیں شہزادی کو بتا دیں

اور اس سے اسی طرح محبت بھری باتیں کرتے رہے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں میرے ہاتھوں سے قتل ہونے سے روک نہیں سکے گی۔

میں یہ جگہ چھوڑنے کو تیار ہوں مجھے بتاؤ کہ میں یہاں سے کس طرح جا سکتا ہوں ۔ جس طرح آئے تھے نوطارہ میری آنکھوں میں بغور دیکھتا ہوا بولا وہ بگھی یہاں سے ہر مہینے کی مکمل اندھیری رات کو روانہ ہوتی ہے ۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ اور بولتا یا میں اس کوئی اور سوال کرتا میں نے انطیرہ کی آواز سنی تم یہاں کیا کر رہے ہو میرے محبوب ۔ کچھ نہیں ۔ میں نے مختصر سا جواب دیا اور پھر چپ چاپ اس کی طرف بڑھ گیا اس کے کچھ دیر بعد ہی وہ ایک بار پھر وہ مجھے لیے ادھر ادھر گھومتی رہی اور ساتھ محبت بھری باتیں کرتی رہی ۔ آنے والی رات مکمل طور پر اندھیری تھی مجھے معلوم تھا کہ رات کو چاند نہیں نکلے گا چنانچہ شام سے کچھ دیر پہلے ہی میں قلعے سے نکل کر اس جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے اس جگہ لانے والی شیطانی بگھی کھڑی تھی پتھر کے گھوڑے اور کوچوان ابھی تک اسی حالت میں تھا جس میں میں نے اسے چھوڑا تھا جب تاریک گہری ہونے لگی تو میں دھڑکتے دل کے ساتھ اس نشست پر بیٹھ گیا جس پر بیٹھ کر وہاں آیا تھا آج رات پھر میرے خوف کی کوئی انتہا نہیں تھی اس کے ساتھ ہی ذہن پر ایک المیہ تاثر بھی طاری تھا انطیرہ جیسی عورت سے ہمیشہ کے لیے بچھڑنے کا خیال مسرت انگیز نہیں ہو سکتا تھا ایسی عورتوں کے لیے تو لوگ اپنی جانوں پر کھیل جایا کرتے ہیں ۔

شاید میں بھی ایسا کرتے ہوئے نہ ہچکچاتا بشرطیکہ وہ مجھے پتھروں کے اس دیس کے بجائے کسی اور جگہ ملی ہوتی میں اس کی خاطر اپنی جان تو دے سکتا تھا لیکن اس پراسرار شیطانی بستی میں ایک دن گزارنا بھی میرے لیے ممکن نہیں تھا میں پتہ نہیں کب سوچتا رہتا اگر چابک کی آواز نے دفعتہً چونکا نہ دیا ہوتا گاڑی بان نے یقیناً گھوڑوں کی خبر لی تھی میں نے ان کی ہنہناہٹ سنی اور اس کے ساتھ ہی وہ ہوا سے باتیں کرنے لگے گاڑی بان کی تمام تر توجہ گھوڑوں پر ہی مرکوز تھی میری موجودگی سے یا تو وہ سرے سے واقف ہی نہ تھا اور یا پھر اس نے جان بوجھ کر اسے کوئی اہمیت نہیں دی مجھے بے اختیار وہ رات یاد آ گئی جب وہ شیطانی گاڑی مجھے اس شیطانی سرزمین پر لائی تھی بگھی حیرت انگیز رفتاری کے ساتھ فراٹے بھر رہی تھی کوچوان بار بار گھوڑوں پر چابک برسا رہا تھا اور ان

کے قدموں کی ہر حرکت مجھے انطیرہ اور اس کے پراسرار قلعے سے دور لیے جا رہی تھی میں مطمئن سا اپنی جگہ بالکل بے حس و حرکت بیٹھا تھا مبادا کوچوان میری طرف متوجہ ہو جائے ۔ پتہ نہیں کس وقت مجھ پر نیند کا غلبہ حاصل کر لیا خدا جانے کتنی دیر سوتا رہا تھا بہرحال جب آنکھ کھلی تو بگھی بدستور ہوا سے باتیں کر رہی تھی کوچوان گھوڑوں پر پہلے ہی کی طرح چابک برسا رہا تھا اور چاروں گھوڑے حیرت انگیز رفتاری کے ساتھ گہری تاریکی میں دوڑ رہے تھے گاڑی سے اتر کر میں نے آخری مرتبہ پتھر کے گھوڑوں اور کوچوان پر تحیر اور خوفزدہ نظر ڈالی اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا غار کے دہانے سے باہر نکل آیا اس وقت سورج آہستہ آہستہ مشرقی افق سے بلند ہو رہا تھا اور پہاڑ کے دامن میں حد نظر تک دھوپ پھیلی ہوئی تھی اندھیرے کا کہیں بھی نام و نشان نہ تھا۔

اب میں یہ بتا کر آپ کا وقت برباد نہیں کروں گا کہ واپسی میں میں نے کس طرح پہاڑ کو سر کیا اور دوبارہ ساحل تک پہنچنے کے لیے کس قدر صعوبتیں برداشت کیں مختصر طور پر صرف اتنا عرض کروں گا کہ ساحل پر پہنچنے کے دو دن بعد ہی میں ایک قریب سے گزرتے ہوئے جہاز کے عملے کو اپنی طرف متوجہ کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور بالآخر مجھے جہاز پر سفر کرنے کی اجازت مل گئی تھی اس کے کوئی ایک مہینے بعد میں اپنے شہر میں موجود تھا مگر ایک دفعہ پھر میری حیرت کی کوئی حد نہیں رہی جب شہر کا نقشہ ہی بدلا ہوا نظر آیا میں تقریباً دو مہینے باہر رہا تھا لیکن ایسا لگ رہا تھا جیسے کم از کم پچاس سال بعد میری واپسی ہوئی ہو کوئی ایک چیز بھی تو جانی پہچانی نہیں لگ رہی تھی اور وہ علاقہ تو یکسر تبدیل ہو گیا تھا جس میں دو ماہ پیشتر میری رہائش تھی انتہائی کوشش کے باوجود میں اپنا گھر تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور پھر جب مجبوراً ایک شخص کو کوٹھی کا نمبر بتا کر میں نے اس کا پتہ پوچھا تو اس نے کہا۔

وہ کونے پر جناب ۔ سرخ رنگ کی ۔ آپ غالباً شاہد صاحب کے دوستوں میں سے ہیں شاہد میرے سب سے چھوٹے بچے کا نام تھا اور اس کی عمر بمشکل نو یا دس سال تھی چنانچہ ظاہر ہے کہ میں نے اس شخص کو احمق تصور کیا ہوگا جو مجھے شاہد کا دوست سمجھ رہا تھا ۔ آپ کا خیال غلط ہے ۔ میں مسکرایا ۔ میں اس کا دوست نہیں باپ ہوں ۔ جی ۔ اس شخص کی آنکھیں حیرت کی زیادتی سے پھیل کر رہ گئیں آپ شاہد

صاحب کے والد ہیں لیکن میرا مطلب ہے شاہد صاحب آپ کو مردہ سمجھ بیٹھے ہیں۔آپ کہاں تھے ساٹھ برس سے۔اب میرے چونکنے کی باری تھی۔ساٹھ برس سے۔آپ کا دماغ تو درست ہے میں صرف دو ماہ تک گھر سے غیر حاضر رہا ہوں۔اوہ۔تب۔۔۔گستاخی معاف جناب مگر آپ کا دماغ یقیناً خراب ہے اس شخص نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس طرح جلدی سے آگے بڑھ گیا جیسے مجھے سچ مچ پاگل تصور کر رہا ہو۔

ان دنوں میں دماغی امراض کے ایک ہسپتال میں زیر علاج ہوں مجھے یہاں پہنچانے والا شاہد ہے میرا اپنا بیٹا جسے افریقہ کے سفر کے وقت میں نے نو دس برس کا چھوڑا تھا اب وہ عمر کے اس حصے میں ہے کہ خود اس کے پوتے ہیں خود اس کی عمر کسی طرح ستر برس سے کم نہیں ہے دوسروں کی طرح وہ بھی مجھے پاگل ہی سمجھتا ہے ویسے شروع میں تو اس نے اپنا باپ ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور سچ پوچھئے تو میں خود بھی اسے اپنا بیٹا سمجھنے کو کبھی تیار نہ ہوتا مگر انظیرہ کے الفاظ مجھے یاد تھے اس نے کہا تھا۔

تم برسوں سفر کرتے رہے ہو جس راستے سے تم آئے ہو وہاں وقت پر ہمیشہ سے جمود طاری ہے لحات وہاں ساکت رہے ہیں اور پھر آخر میں اس نے کہا تھا مجھے معلوم ہے کہ یہ بات تمہاری سمجھ میں نہیں آئے گی انسانی عقل ابھی کائنات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکی ہے مجھے بتاؤ تم ابھی کتنے اسرار کی توجیہہ کرنے کے قابل ہو سکے ہو۔اس وقت کی اس کی باتیں مجھے انتہائی احمقانہ اور ناقابل یقین معلوم ہوئی تھیں لیکن آج مجھے یقین ہے کہ اس نے ایک لفظ بالکل صحیح کہا تھا ورنہ مجھے بتائیے کہ میرے خاندان کے سارے لوگ کس طرح مر کھپ گئے اور میرا دس سالہ بیٹا پورے ستر سال کا کس طرح ہو گیا جب کہ میں صرف تقریباً دو ماہ گھر سے باہر رہا تھا مجھے معلوم ہے کہ آپ کے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں ہوگا ،ورایک آپ پر منحصر ہے۔شاید کوئی بھی نہ بتا سکے کہ ایسا کس طرح ممکن ہوا ایک مقام پر وقت کارواں دواں رہنا اور دوسری جگہ بالکل ٹھہر جانا کسی کی بھی سمجھ میں نہیں آئے گا پتھروں کے دیس کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں بتا سکتا پتھر کے مجسموں کا انسانی قالب میں ڈھل جانا بھی کسی کی سمجھ میں آنے والی بات نہیں اور کوئی پراسرار بگھی اس کے گھوڑوں اور کوچوان کے متعلق بھی کچھ نہیں بتا سکے گا ان سب باتوں کے علاوہ اس سوال کا بھی کسی کے پاس کوئی جواب نہیں ہو سکتا کہ وہ شیطانی گاڑی اس غار میں کیوں آیا کرتی تھی۔انظیرہ نے سچ ہی تو کہا تھا انسانی عقل ابھی کائنات کے ہزاروں اسرار نہیں سمجھ سکی ہے۔۔

❀❀❀

وہم وخیال

اسے اپنے حال کی فکر نہ تھی ...... وہ جو میرا واقف حال تھا......
وہ جو اس کی صبح عروج تھی ...... وہ میرا وقت زوال تھا...... میرا
درد کیسے جانتا میری بات کیسے مانتا...... وہ خود فنا کے سفر میں تھا
اسے روکنا بھی محال تھا...... وہ ملا تو صدیوں کے بعد بھی ......
میرے لب پہ کوئی گلہ نہ تھا...... اس کو میری چپ نے رُلا دیا
...... جسے گفتگو میں کمال تھا...... آج میرے ساتھ لگ کر بہت
رویا...... مجھے اتنا صرف وہ کہہ سکا ...... جسے جانتا تھا میں اپنی
زندگی وہ میرا وہم وخیال تھا

☆فوزیہ ناز آف مری

غزل

پردیس جانے والے ایک عرض تو میری یاد رکھنا
التجا کرتا ہوں تجھ جوڑ کر میرے پیار کو دل میں رکھنا
اپنی باتوں میں کسی اور کے حوالے رکھنا
مجھ سے بچھڑنے ہو ذرا خود کو سنبھالے رکھنا
لوگ پوچھیں گے کہ کیوں پریشان ہو
نگاہ سے کچھ بھی کہو ہونٹوں پر تالے رکھنا
مگر اپنے دل کی بات عباس گجر کسی سے نہ کہنا
بات بڑھ جائے گی دل ہی دلی میں چھپا کے رکھنا
دنیا کچھ بھی کے خاموش چلتے رہنا
اپنی کوشش جستجو یں منزل رکھنا
اپنے خیالوں کو شمع کی طرح روشن رکھنا
عظیم اپنا آسمان کی طرح بلند رکھنا
نہ سلام یاد رکھنا نہ پیغام یاد رکھنا
میری اتنی سی التجا ہے کہ میرا نام صرف یاد رکھنا

☆ ظہیر عباس گجر۔چکسواری

❀❀❀

اب جس کے جی میں وہی روشنی پائے
ہم نے تو دل جلا کے سر عام رکھ دیا ہے

ریاض احمد۔باغبانپورہ لاہور

زندہ آنکھیں

۔۔۔۔۔۔عبداللہ۔تربیلہ ڈیم۔۔۔۔۔۔

میں سمندر کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا سمندر اور بھی گہرا ہو رہا تھا اب پانی میرے سر سے کافی فٹ اونچائی پر تھا میں پانی کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا اور میں کافی سکون محسوس کر رہا تھا میرے جسم کو کافی راحت مل رہی تھی جب میں عین وسط میں پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا سامنے ایک چوکور دائرہ تھا دائرے کے چار خانے تھے ان چاروں خانوں میں طلسمی کتے تھے جو میرے باپ ماں اور میرے کزن کا مردہ جسم جھنجھوڑ رہے تھے اور دائرے کے اندر ایک کالی موٹی قسم کی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک انسانی دل دھڑک رہا تھا میں ہونقوں کی طرح ان کتوں کو دیکھ رہا تھا جو میرے گھر والوں کا گوشت ادھیڑ رہے تھے کہ مجھے ایک کتے کی انسانی زبان میں آواز سنائی دی۔جسے سن کر میں سکتہ کی حالت میں آ گیا۔ایک خوفناک اور لرزا خیز کہانی۔

وہ گرمی کی کافی سخت ترین رات تھی ہر طرف اندھیرا اور ہو کا عالم تھا ہاتھ کو ہاتھ سجائی نہیں دے رہا تھا اور میں ایک خوفناک اور گھنے جنگل کی طرف بڑھ رہا تھا اور اپنے اس وقت کو کوس رہا تھا جب میں گھر سے نکل کھڑا ہوا تھا دراصل میں یہ بتاتا چلوں کہ میں نے مڈل پاس کر کے سکول چھوڑ دیا تھا کام کاج کو دل نہیں کرتا تھا اس لوفروں کی طرح کبھی یہاں تو کبھی وہاں یہی وجہ تھی کہ ہر وقت مجھے گھر والے ٹوکتے تھے اور میں ایک کان میں ڈال کر دوسرے سے نکال دیتا تھا آخر گھر والوں نے مجھ پر کھانا پینا بند کر دیا گھر سے باہر جو ملتا کھا لیتا رات کو جب گھر میں داخل ہوتا تو گھر والے کہتے دیکھو دیکھو کیسے نوابوں کی طرح گھر میں داخل ہو رہا ہے جیسے اس نے کافی محنت سے خریدا ہے مجھے اس کی بات پر غصہ آ جاتا آج بھی ایسا ہی ہوا تھا اس لیے میں جنگل میں نکل گیا تھا گاؤں والوں کا کہنا تھا کہ اس جنگل کے وسط میں جنات کی بادشاہی ہے دن کو تو ایک طرف رات کو بھی میں اس جنگل کی طرف کبھی کبھار آ جاتا تھا کبھی سرخ پہاڑی والے جنگل میں گھنی جھاڑیاں میرا راستہ روک رہی تھیں میں خود سے بے خبر آخر کار سرخ پہاڑی تک پہنچ ہی گیا پہاڑی کے سامنے ایک درخت کے پاس پڑے پتھر کے اوپر بیٹھ کر میں نے اپنا سانس درست کیا اور سامنے دیکھ کر یکدم چونک پڑا۔

اوہ یہ کیا اوہ اوہ یہ یہ تو سرخ پہاڑی والا جنگل ہے ڈر کے مارے میرا پورا وجود لرز اٹھا سرخ پہاڑ میری نظروں کے سامنے تھا صرف چند قدم کی دوری پر اس پہاڑی کے بارے میں مشہور تھا کہ جو بھی انسان ایکبار یہاں آ جائے تو دوبارہ اس کی لاش ملنا بھی مشکل ہو جاتا ہے مجھے ایسا لگ رہا تھا یہ پہاڑ نہیں ایک خوفناک دیو ہے جو سامنے کھڑا میری طرف خوفناک نظروں سے گھور کر میری بے بسی پر مسکرا رہا ہو اچانک تیز ہوائیں چلنے لگیں اور آسمان پر گہرے سیاہ بادل چھا گئے اور ہلکی ہلکی بوندا باندی شروع ہو گئی۔

اچانک مجھے اپنے پیچھے آہٹ سنائی دی جب میں نے مڑ کر دیکھا تو میری نس نس کانپنے لگی اندھیرے میں دو چمکتی ہوئی آنکھیں مجھے گھور رہی تھیں میں اٹھ کر الٹے قدموں سے آہستہ آہستہ پیچھے کھسکنے لگا اور قرآنی آیات کا ورد کرنے لگا۔اب میری پیٹھ پہاڑی سے لگ چکی تھی اور وہ خوفناک آنکھیں میری طرف بڑھ رہی تھیں مجھے اندھیرے میں اس شے کی صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں اچانک میری نظر سرخ پہاڑ میں پڑے شگاف پر پڑی جب قریب جا کر دیکھا تو یہ ایک چھوٹا سوراخ تھا نہ چاہتے ہوئے بھی میں اس سوراخ کے اندر گھس گیا جب میں اندر داخل ہوا تو یہ دیکھ کر چونک گیا کہ اس غار کے اندر روشنی ہے یہ ایک چار دیواری نما کمرہ تھا دیواروں میں سفید پتھر لگے ہوئے تھے جن سے روشنی نکل رہی تھی میں نے مڑ کر دیکھا تو مجھے وہ آنکھیں کہیں دکھائی نہ دیں اچانک میرے پاؤں سے کوئی چیز ٹکرائی تو دیکھ کر میری چیخ ہی نکل گئی یہ دو کھوپڑیاں تھیں جو الگ پڑی ہوئی تھیں میں سمجھ گیا کہ میرے ساتھ شیطانی کھیل شروع ہو چکا ہے میں نے سوچ لیا تھا کہ موت برحق ہے تو پھر کیا ڈرنا میں

نے کانپتے ہاتھوں سے ایک کھوپڑی کو اٹھا کر دوسری کے ساتھ جوڑ کر رکھ دیا کھوپڑیوں کا جڑنا ہی تھا کہ یکدم میری دائیں سائیڈ پر دھماکہ ہوا اور یہ دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ چند لمحے پہلے جو دیوار تھی اب وہاں پر دروازہ نمودار ہو گیا تھا دروازے پر لکھا تھا۔

مبارک ہوا اے آدم زاد تم اپنی ذہانت سے پہاڑی کے باہر بچ گئے ہو اب تم پر دوسرا وار کیا جائے گا تحریر پڑھ کر میں چونک پڑا کہ اب دوسرا وار کیا ہوگا میں سوچ رہا تھا کہ موت تو آنی ہی ہے تو ڈر کر اب جینے کا کیا فائدہ میں آگے بڑھا دروازے کی طرف تو دروازہ خود بخود کھل گیا میں نے اللہ کو یاد کیا اور اندر داخل ہو گیا بائیں جانب میں نے نظر دوڑائی تو اندر ایک لمبی سرنگ دکھائی دی سرنگ کے اندر بھی وہی طلسمی روشنی موجود تھی جو پہلے کمرے میں تھی میں سرنگ کے اندر آگے بڑھتا چلا گیا جیسے ہی میرا رخ بائیں طرف ہوا تو وہاں پر ایک بند دروازہ تھا اور دروازے کے پاس زخمی حالت میں ایک بلی کھڑی میری طرف دیکھ کر غرا رہی تھی مجھے اس زخمی بلی پر بڑا ترس آیا اور قریب جا کر میں نے بلی کو گود میں اٹھا لیا اور اسو کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگا جیسے ہی میں نے تیسری دفعہ بلی کے سر پر ہاتھ پھیرا یکدم بلی میری گود سے غائب ہو گئی اور دروازے پر تحریر نمودار ہوئی مبارک ہو اے ادم زاد تم نے اگر بلی کو بھگانے کی یا مارنے کی کوشش کی ہوتی تو تم جل کر راکھ ہو جاتے تمہارے سامنے جو دروازہ ہے یہ جالس جادوگر کا طلسمی دروازہ ہے تم تین دفعہ جالس جادوگر بڑبڑانا اور دروازے کی طرف پھونک مارنا تو دروازہ کھل جائے گا میں نے تین دفعہ منہ ہی منہ میں پڑھا اور دروازہ پر پھونک ماری تو دروازہ کھلتا چلا گیا جیسے ہی دروازہ کھلا بدبو کے ہوا کا جھونکا میرے منہ سے ٹکرایا تو میں نے منہ پر ہاتھ رکھ دیا میں کھلے دروازے سے اندر داخل ہوا تو چونک پڑا سامنے زمین پر ایک بالٹی میں سرخ خون پڑا تھا۔ ارے یہ کیا بالٹی میں یہ خون کہاں میں بالٹی کے قریب پہنچ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا یہ ایک کافی کشادہ نما کمرہ تھا دیوار کے کونے میں ایک انسانی نما بت کھڑا تھا یہ دیکھ کر میں کانپ اٹھا کہ بت کی آنکھیں زندہ تھیں اور وہ کبھی میری طرف گھورتا تو کبھی خون سے بھری بالٹی کی طرف میری سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے۔

مجھے پیاس محسوس ہونے لگی تو میں نے بت سے کہا یار بت کی زندہ آنکھوں تم اپنا منہ کھولو اور مجھے بتاؤ کہ پانی کہاں ہے مجھے سخت پیاس محسوس ہو رہی ہے جیسے ہی میری بات پوری ہوئی تو بت کی آنکھوں سے فوارہ ابل پڑا پانی کا میں نے غٹا غٹ پانی پیا اور منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو گیا تو بت کی آنکھوں سے پانی آنا بند ہو گیا۔ واہ یار تم تو بہت کمال کے بت ہو میں تم کو اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا اب میں بالٹی کی طرف متوجہ ہوا جو خون سے لبالب بھری ہوئی تھی قریب جا کر میں نے خون کے اندر ہاتھ ڈبویا مجھے کافی مزہ آیا میں نے بت کی طرف دیکھا تو اس بت کی زندہ آنکھوں میں مجھے انجانی چمک محسوس ہوئی میں نے اب بالٹی کے اندر خون کو تیزی کے ساتھ گھمایا تو خون سخت ہونے لگا میں نے گھمانے کی رفتار اور تیز کر دی۔ یکلخت میری نظر بالٹی میں خون سے ابھرتے ہوئے کالے بالوں پر پڑی میں گھبرا کر کھڑا ہو گیا اس بالٹی کے اندر خون کے ذریعے ایک بلا بن گئی تھی یکدم جھٹکے سے وہ بلا بالٹی کے اندر کھڑی ہو گئی اور اس بلا کے سارے جسم میں کالے اور لمبے لمبے بال تھے قد تقریباً تین فٹ تھا اوہ یہ میں نے کیا کر دیا میں نے اس بلا کو پیدا کیا ہے اگر میں اس گندے خون میں ہاتھ نہ مارتا تو یہ بلا پیدا نہ ہوتی اب یہ مجھے کھا جائے گی اب مجھے اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی میں نے فرار کی راہ لی اور دروازے کی طرف دوڑ لگا دی لیکن اب وہاں پر سپاٹ دیوار تھی میرا ذہن اتنا ماؤف ہو چکا تھا کہ مجھے وہ یاد ہی نہ رہا میرے سارے جسم سے طاقت ختم ہو گئی اور میں نیچے گر گیا وہ بلا اب بالٹی سے نکل کر موت بن کر میری طرف بڑھ رہی تھی اور میں اپنی موت کا انتظار کرنے لگا جیسے ہی وہ بلا میرے قریب آئی اس نے میری طرف دیکھ کر سر جھکا لیا اور ہاتھ جوڑ دیئے اور کہا۔

اے آدم زاد تو نے غرناطہ کو دوبارہ زندہ کر دیا ہے غرناطہ تمہارا ہمیشہ تمہار غلام ہوگا جب میں نے یہ سنا کہ بلا میری غلام بن گئی ہے تو میری خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اور مجھے یقین ہی نہ آ رہا تھا کہ یہ خوفناک بلا میری غلامی میں آ چکی ہے میں نے بمشکل منہ سے ٹوٹے پھوٹے آواز میں بلا سے مخاطب ہوا۔ کیا ت۔۔۔ت۔ تم سچ کہہ رہے ہو کہیں مجھے کھا تو نہ جاؤ گے۔ نہیں میرے محترم آدم زاد میں تم کو اب کوئی نقصان نہیں ہونے دوں گا یہ کہہ کر بلا نے سر جھکا لیا میں بمشکل دیوار کے سہارے اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے مخاطب ہوا غرناطہ یہ جو سامنے بت ہے کہ کون ہے اور اس کی آنکھیں زندہ کیوں ہیں دیکھو دیکھو یہ زندہ آنکھیں ہم کو گھور رہی ہیں غرناطہ بلا نے

ایک نظر بت کی طرف دیکھا تو یکدم اس کی خوفناک آنکھوں میں آنسو آ گئے اور یکدم آگے بڑھ کر بت کے پاؤں میں گر کر رونے لگا جب میں نے نگاہ اٹھائی اور بت کی زندہ آنکھوں میں دیکھا تو اس کی آنکھوں میں بھی آنسو رواں ہو گئے مجھے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اب کیا کروں اور یہ سب کیا ماجرہ ہے کافی دیر غرناطہ آنسو بہاتا رہا جب بات میری برداشت سے باہر ہو گئی تو میں نے چلا کر کہا۔

اٹھ سور کی اولاد اور مجھے بتاؤ کیوں آنسو بہا رہے ہو غرناطہ اٹھ کر میرے قریب ہوا اور منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ کر سامنے دیوار پر پھونک ماری تو دیوار ہٹتی چلی گئی اس نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا کہا اور اندر چلا گیا میں اسے ساتھ اندر داخل ہوا یہ ایک بڑا کمرہ تھا اسے خوابگاہ کے جیسے انداز میں سجایا گیا تھا اور چھت کی دیوار پر ایک کافی قیمتی فانوس لٹک رہا تھا ایک طرف چند کرسیاں اور ایک کافی بڑا ڈبل بیڈ دیکھائی دیا میں اس حسین کمرے کو دیکھ ہی رہا تھا کہ مجھے غرناطہ کی آواز سنائی دی۔۔اے آدم زاد یہ خوابگاہ جالس جادوگر کی ہے اور جالس جادوگر نے تم کو اپنی خوابگاہ استعمال کرنے کی اجازت دے دی ہے میں تمہارے اندر محسوس کر رہا ہوں کہ تم کو نیند آ رہی ہے اب تم سو جاؤ صبح کو ملاقات ہو گی یہ کہہ کر غرناطہ نے دھویں کی شکل اختیار کی اور ہوا میں تحلیل ہو کر غائب ہو گیا واقعی میری آنکھیں نیند سے بھری ہوئی تھیں میں بیڈ پر ایسے گر گیا جیسے سو میل کا فاصلہ طے کر کے آیا ہوں جلد ہی مجھے نیند نے اپنی آغوش میں بھر لیا اور میں دینا سے بے خبر اپنے سارے غم اور پریشانی سے بے نیاز ہو چکا تھا نجانے کب تلک میں نیند کی وادیوں میں کھوتا رہا کہ یکدم میری آنکھیں کھل گئیں میں نے سر گھما کر دیکھا تو غرناطہ بلا ایک کرسی پر دراز میری طرف دیکھ رہا تھا آنکھ کھلتے ہی پہلے تو مجھے گزرے ہوئے لمحات یاد نہ رہیں اور میں اس خوفناک بلا کو دیکھ کر ڈر ہی گیا لیکن جلد ہی گزرے ہوئے لمحات میرے ذہن میں کسی فلم کی طرح چلنے لگے غرناطہ نے میری طرف دیکھ کر خوفناک انداز میں مسکرایا اور پھر کہنے لگا میرے محترم آدم زاد تم دو دن اور ایک رات تک مسلسل سوتے رہے ہو لیکن میں نے تم کو جگانا مناسب نہ سمجھا یہ کہہ کر غرناطہ خاموش ہو گیا۔

میں بیڈ سے اتر کر ادھر ادھر نظریں دوڑانے لگا اور چند ہی لمحوں میں میں نے مطلوبہ چیز تلاش کر لی تھوڑی ہی دیر بعد میں نہا دھو کر فریش ہو کر باتھ روم سے نکلا تو غرناطہ نے ناشتہ حاضر کیا اور میں کھانے پر ٹوٹ پڑا خوب سیر ہو کر میں نے کھانا کھایا تو میں غرناطہ سے مخاطب ہوا ہاں تو ننگوں بلا اب تم مجھے اس بت کے اور ان زندہ آنکھون کے بارے میں حقیقت بتاؤ اور ساتھ ساتھ اس پہاڑی کا راز بھی بتاؤ اور اپنے بارے میں بھی میں نے یکدم سارے ہی سوال کر دیے اور اس کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا غرناطہ بلا چند لمحے خاموش رہا جیسے گزرے ہوئے لمحات یاد کر رہا ہو پھر میری طرف دیکھ کر غمزدہ سی آواز میں بولا۔

میرا نام رناطہ داس ہے باہر جو بت ہے یہ بت میرا باپ ہے جالس داس اور میری ایک چھوٹی بہن ہے پروین داس دراصل ہم انسان ہیں تمہاری طرح ہم کو جادو کے زور سے ایسا بنا دیا گیا ہے ہمارا قبیلہ سری لنکا کے تاریک و گھنے جنگلات میں ہنسی خوشی رہتا تھا ہمارا باپ جادو میں کافی طاقت ور تھا اور اس قبیلے کا سردار تھا ایک دن نجانے کہان سے ایک جادوگر ہمارے پہاڑی علاقے میں آ گیا اور اسنے بڈھا کے جنگلوں میں ایک گھویاں تلاش کی اور وہ وہاں پر چلہ شروع کر دیا میرے باپ جالس جادوگر کو اس کی ایک خاص طاقت نے بتایا کہ فلاں جگہ پر ایک جادوگر چلہ کاٹنے میں مصروف ہے تو جالس فوراً وہاں پہنچ گیا قریب ہی خوفناک سمندر تھا جالس جادوگر نے سمندر کا رخ جادو کے زور سے اس گھویاں کی طرف موڑا تو یکلخت سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہوا اس غار کی طرف بڑھنے لگا لیکن اس سے پہلے کہ سمندر اس گھویاں کے اندر داخل ہوتا یکدم اس گھویان نما غار سے سمندر رکا اور واپس جانے لگا میرے باپ جالس نے جب دیکھا کہ اس کا وار خالی گیا ہے تو اس نے آدم خور درختوں کی طرف اشارہ کیا تو درخت اپنی جگہ سے ہے اور آگے بڑھتے ہوئے اپنی جڑوں کو لمبا کر کے غار کی طرف بڑھنے لگے ابھی وہ غار سے چند قدم دور ہی تھے کہ یکدم آدم خور درخت جلنے لگے یہ دوسرا وار تھا جو اس نے ناکام بنا دیا تھا جالس کو اب کافی غصہ آنے لگا اس نے اپنی سب طاقتوں کی یکجا کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ غار جس میں جادوگر چلہ کاٹ رہا تھا سب کی سب زمین بوس ہو چکی تھی چند ہی لمحوں بعد اس غار کی مٹی سے وہ بھی جادوگر باہر نکلا اس کا خلیہ کافی خراب تھا اور وہ میرے باپ جالس کی طرف بڑھا مبارک ہو سفلی علم کے ماہر تم نے میرے چلے میں رکاوٹ ڈالی تمہاری طاقت میں نے دیکھ لی ہے لیکن میں بتاتا چلوں کے میں جادوگر نہیں ہو میں اللہ تعالی کا ایک ادنی سا بندہ

ہوں اگر تم اپنے جادو کے زور پر خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لو یہ کہہ کر وہ نورانی بزرگ غائب ہو گئے۔

پہلا حملہ بزرگ نے مجھ پر کیا اور میں انسان سے بلا بن گیا میرے باپ کو علم ہو گیا تھا کہ اگر ہم نے سری لنکا کو چھوڑ کر پاکستان کے اس خوفناک جنگل میں اپنا سحر قائم کر لیا اور سرخ پہاڑی کے اندر ہی اندر اپنا طلسم کدہ بنا لیا لیکن چند دن ہی گزرے تھے کہ نجانے وہ بزرگ کہیں سے آ گئے اور مجھ کو گندے خون کے اندر قید کر دیا اور میرے باپ کو پتھر کا بت بنا دیا اس سے پہلے کہ میرا باپ مکمل پتھر کا بن جاتا یکدم اس نے اپنی ساری طاقتوں کو اپنی آنکھوں میں سما لیا اب شکتی صرف ان کی آنکھوں میں ہے لیکن جسم پتھر کا ہے میرے علم کے مطابق صرف تم میں ایسے انسان ہو جو ہمارے کام آ سکتے ہو اور ہمارا روپ ہمیں واپس دے سکتے ہیں عبداللہ تم ہماری مدد کرو گے لیکن میں تو عام انسان ہوں میں تمہاری مدد کیسے کر سکتا ہوں اور ہاں تمہاری کوئی بہن بھی ہے اس کے بارے میں بتاؤ غرناطہ بولا ہاں میری بہن ہے لیکن جس دن نورانی بزرگ نے ہم کو قید کیا تھا اس سے دو دن پہلے ہی پروین داس ایک بہت بڑے سمندر میں اتر چکی تھی چلہ کاٹنے ہماری قید کو دو سال ہو چکے ہیں لیکن پروین کا چلہ ابھی تک پورا نہیں ہوا چلہ مکمل ہوتے ہی سمندر کا پانی اس کا تابع ہو جائے گا اور اس کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا اس کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا اور کچھ۔۔ہاں تم اپنے باپ کو نام سے کیوں نہیں مخاطب کرتے ہو یہ ہمارا رواج ہے اور کچھ۔ میں تم لوگوں کی مدد کیسے کر سکتا ہوں تم نے چند ایسے لوگوں کا خون جمع کرنا ہے جو ماں باپ کی عزت نہ کریں جس کی سوچ کافی خوفناک ہو جس کو شاعری کا شوق ہو جو خود کو کسی سے کم نہ سمجھیں۔اور آخری شرط ایک ایسی لڑکی ہمیں چاہیے زندہ سلامت جو معصوم ہونے کے ساتھ ساتھ خوفناک جنگل میں چلہ کاٹ سکے غرناطہ نے مجھ سے کہا اور میں ذہن نشین کر چکا تھا۔

اس کی باتیں میں نے کہا غرناطہ آؤ میں تمہارے باپ جالس سے ملنا چاہتا ہوں ہم اٹھے اور جالس جادوگر کے بت کے سامنے جا کھڑے ہوئے جالس جادوگر کی آنکھیں ہمیں گھور رہی تھیں میں نے ان زندہ آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا جالس جادوگر اگر تم چند دنوں کے لیے اپنی سب شکتیاں میرے تابع کر دو تو میں جلد ہی تمہارا کام کر کے تمہاری سب طاقت تم کو لوٹا دوں گا کیونکہ علم کے بغیر میں دوسروں کے دل کا حال معلوم نہیں کر سکتا اور یہ علم مجھ کو محفوظ رکھے گا جیسے ہی میری بات پوری ہوئی زندہ آنکھوں سے روشنی نکلی اور میری آنکھوں سے آ ٹکرائی مجھے شدید قسم کا جھٹکا لگا اور پیچھے دیوار سے جا ٹکرایا لیکن مجھے درد کا احساس تک نہ ہوا میں نے مڑ کر دیوار کی طرف دیکھا تو حیرت کا شدید جھٹکا لگا کیونکہ دیوار میں دراڑ پڑھ چکی تھی اور جب میں نے بت کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا کیونکہ بت اب مکمل پتھر کا بن چکا تھا اسی لمحے غرناطہ کی آواز سن کر میں چونک پڑا مبارک ہو عبداللہ جالس نے اپنی سب طاقت تمہارے اندر سما دی ہے اب تم امر ہو گئے ہو اور اب تم دیر مت کرو اور نکل جاؤ اپنا مقصد پورا کر کے جلد از جلد آ جاؤ اور ہاں جو خون تم نے لانا ہے وہ اگر اسی شخص کی مرضی ہوئی تو ٹھیک ورنہ اگر تم نے اسے کوئی نقصان یا قتل کر کے اس کا خون لائے تو تم بھی پتھر کے بن جاؤ گے بس اب دیر مت کرو ٹھیک ہے میں جا رہا ہوں۔

میں نے تالی بجائی تو میرا جسم ہوا بن گیا میں ہوا بن کر اپنے گاؤں کی طرف پرواز کرنے لگا جلد ہی میں اپنے گھر کے قریب اتر گیا اور دوبارہ انسانی روپ میں آ گیا میں نے ادھر ادھر دیکھا کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر میں نے ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکے کا بھیس بدلا اور اپنے گھر کے دروازے پر دستک دی چند لمحوں بعد میرا رشتہ دار نکلا اور کہا جی آپ کون اور کس سے ملنا ہے میں نے کہا میں عبداللہ کو ملنا چاہتا ہوں میں اس کا جگری دوست ہوں۔۔اوہ آپ کافی دور سے آئے ہیں آپ اندر آ جائیں یہ میرا کزن تھا میری گمشدگی پر میرے گھر تعزیت کرنے آیا تھا وہ مجھے ایک خالی کمرے میں لے گیا میں چارپائی پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد میرا باپ اندر داخل ہوا میں نے اٹھ کر ان سے ہاتھ ملایا اور کہا انکل میں عبداللہ کا دوست ہوں اور ان سے ملنے آیا ہوں وہ خود کہاں ہے۔ بیٹا عبداللہ کئی دنوں سے غائب ہے شاید وہ سرخ پہاڑی کی طرف نکل گیا ہے اسی لیے اس کی لاش بھی نہیں ملی میں دل میں سوچ رہا تھا کہ میرے گھر والوں کے دل میں میں ہمدردی کیسے بھروں کہ یکدم مجھے ایک ترکیب آئی میں نے دل ہی دل میں اپنی ایک خاص طاقت کو چند ہدایت دی اور بولا انکل اکثر عبداللہ مجھے فون پر کہا کرتا تھا کہ میں جس کمرے میں سوتا ہوں اس کمرے کے عین درمیان میں کافی بڑا خزانہ دفن ہے اگر میں کہیں چلا گیا تو تم میرے گھر والوں کو یہ راز بتا دینا جس سے ان کو فائدہ ہو مجھے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس نے

تم نے سچ بیانی کیہو انکل پلیز ایک کھدائی کر کے دیکھ لینے میں کیا حرج ہے ٹھیک ہے بیٹا ہم دیکھ لیتے ہیں اور وہ دونوں کمرے سے نکل گئے اور دو گھنٹے بعد وہ کمرے میں داخل ہوئے تو میرے باپ کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

ہاں بیٹا واقعی زمین کے نیچے اتنا بڑا خزانہ ہے کہ ہماری آنے والی نسلیں بھی کھاتی رہیں تو ختم نہ ہوں گا میرے باپ نے میرے کزن ارشد سے کہا ارشد بیٹا جاؤ بھائی کے لیے کھانے کا بندوبست کرو بیٹا تم آرام کرو کافی تھک گئے ہوگئے میں ابھی آرہا ہوں تھوڑی دیر بعد دروازے پر باہر کسی فقیر نے صدا لگائی ہے اللہ کے نام پر کچھ دیے دو اللہ خیر کرے گا گھر کا مین دروازہ میرے سامنے تھا اس لمحے ارشد میرے لیے کھانا لے آیا تو میں نے ایک روٹی پر سالن رکھا اور کمرے سے نکل کر دروازے پر صدا لگا رہا تھا میں آگے بڑھا اور اس کے تھیلے میں روٹی ڈال دی جیسے ہی اس نے میری طرف دیکھا یکدم شور مچا دیا اور کافی بدحواس ہو کے گاؤں کو جمع کرنے لگا اے گاؤں والوں بدقسمت انسانوں یہ تم نے کیا کر دیا اس لمحے سب گاؤں والے ہمارے اردگرد جمع ہوگئے میرا باپ بھی گھر سے نکل کر میرے پاس کھڑا ہو چکا تھا میرے باپ نے اس فقیر سے کہا کیا بات ہے آپ کیوں چلا رہے ہیں تم تم لوگوں نے سفلی علم کے خوفناک ماہر کو پناہ دے رکھی ہے یہ جہاں بھی جائے گا ہر طرف تباہی مچا دے اور تباہی بھی اس کی منتظر رہیں گی کون ہے وہ تم ہم کو بتاؤں ہم اس کو ابھی گاؤں سے نکال دیں گے اس فقیر نے میری طرف دیکھا اور اپنے ہاتھ کو جنبش دی اس سے پہلے کہ فقیر میری طرف دیکھ کر اپنا ہاتھ بلند کر کے میری طرف اشارہ کرتا کہ یکدم میری آنکھوں سے ان دیکھی روشنی نکلی اور اس فقیر پر پڑنے لگی اس کا بلند ہوتا ہوا ہاتھ یکدم رک گیا اور وہ رخ تبدیل کر کے بھاگنے لگا بھاگتے ہوئی فقیر کہہ رہا تھا اس گاؤں پی قیامت ٹوٹنے والی ہیں لوگ حیران و پریشان فقیر کو سرپٹ بھاگتا ہوا دیکھنے لگے اور آپس میں چہ مگوئیاں کرنے لگے کہ یکلف شمال کی طرف سے شرشرشر شور سنائی دینے لگا یکلف گاؤں والے چیخ اٹھے ارے بھاگو سیلابی ریلہ آگیا ہے یہ ریلہ سب کو بہا کر لے جائے گا بھاگو بھاگو نکلو نکلو۔

سب گاؤں والے افراتفری میں ادھر ادھر بھاگنے لگے میں نے شمال کی طرف دیکھا تو واقعی ایک بہت بڑا سیلابی ریلہ جس کی لمبائی بیس گز اور چوڑائی بے حساب تھی گاؤں کی طرف تیزی سے بڑھتا ہوا آرہا تھا ایسے لگ رہا تھا جیسے سیلابی ریلہ ان گھروں کو تباہ انسانی جانوں کو یہاں کر لے جائے گا۔ میں نے گاؤں والوں سے چیخ کر کہا اے گاؤں والو اس سیلابی ریلے سے بچنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے تم سب اپنے گھروں کی چھت پر چڑھ جاؤ جلدی کرو سب لوگ گھروں کی چھتوں پر چڑھ چکے مجھے میرا باپ کہنے لگا آؤ بیٹا تم بھی چھت پر چڑھ جاؤ نہیں انکل آپ جاؤ میں اس سیلابی ریلے کو آگے بڑھنے سے روکتا ہوں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سیلابی ریلہ سو گز مجھ سے دور تھا میرا باپ بھی ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا میں نے منہ ہی منہ میں پانی روکنے والا عزن پڑھا اب پانی مجھ سے چالیس قدم کی دوری پر تھا کہ یکدم میں نے ہاتھ اوپر کی طرف کر کے نیچے کیا تو یکلف میرے جسم سے روشنی نکلی اور سیلابی ریلے پر پڑنے لگی کہ یکدم پانی جہاں تھا وہاں رک گیا اور زمین نے دیکھتے ہی دیکھتے سب پانی چوس لیا اب وہاں پر کچھ بھی نہیں تھا میں نے چھتوں کی طرف دیکھا تو سب لوگ اپنے گھروں سے اترنے لگے کچھ منچلے قسم کے نوجوانوں نے گھروں کی چھتوں سے چھلانگ لگائی اور میری طرف بڑھنے لگے اور ان منچلے نوجوانوں نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھا لیا میرا باپ بھی گھر سے نکل کر میری طرف بڑھا اور بولا بیٹا اگر آج تم نہ ہوتے تو ہم سب گاؤں والے اس سیلابی ریلے کا شکار ہو چکے ہوتے۔

بیٹا کیا تم اللہ والے ہو۔ ہاں انکل مجھے یہ طاقت خاندانی پیشے کے تحت ملی ہے۔ تو بیٹا یہ بتاؤ کہ میرا بیٹا کہاں ہے بڑی مشکل سے میں نے گاؤں والوں سے جان چھڑائی اور گھر میں داخل ہوتا ہوا بولا انکل آپ کا بیٹا آپ کے قریب بھی ہے اور دور بھی ہے مجھے اس نے سختی سے منع کیا ہے کہ کسی کو میرے بارے میں معلوم نہ ہونے پائے وہ خیر خیریت سے ہے میں نے اپنے باپ سے جھوٹ بولا میں کمرے میں پڑا ہوا کھانا کھانے لگا اب رات ہونے والی تھی کافی رات گئے تک میری ان سے گپ شپ ہوتی رہی اور پھر سب سونے کی تیاری کرنے لگے اور پھر کب نہ جانے نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا ٹائم کے حساب سے تقریباً پونے تین بجے میری آنکھ کسی سرسراہٹ سے کھل گئی۔ جالس جادوگر کی ملی ہوئی شکتیوں سے میں اندھیرے میں بھی دیکھ سکتا تھا آنکھ کھلتے ہی میں نے اٹھ کر دیکھا تو دو سانپ آپس میں لڑ رہے تھے ایک کا رنگ کالا تھا اور دوسرے کا براؤن تھا کالا سانپ

کافی پٹ رہا تھا میں نے دیکھا کہ کالے رنگ سانپ نے منہ سے سفید چمکتا ہوا موتی اگل کر پھینک دیا اور بھاگنے لگا یکدم میں نے اپنی آنکھوں سے برگے سانپ پر روشنی پھینکی تو روشنی سانپ سے ٹکراتے ہی شعلہ سا لپکا اور سانپ راکھ کی شکل میں تبدیل ہونے لگا اب تھوڑی دیر پہلے جہاں دو سانپ لڑ رہے تھے وہاں پر ایک سانپ کی راکھ کے علاوہ ایک چمکتا ہوا موتی پڑا تھا میں چارپائی سے اترا اور آگے بڑھ کر زمین سے موتی اٹھا لیا اور اپنے لباس میں چھپا لیا۔

اب میں نے اپنی ایک خاص طاقت کالی مائی کو حاضر کیا اور بولا کالی مائی مجھے کو کسی ایسے شہر کے بارے میں معلومات دے جہاں پر زیادہ تر تعداد ایسے لوگوں کی ہو جو ماں باپ کی عزت کے علاوہ دوسروں کی نصیحت پر عمل نہ کریں آقا کالی مائی کو معلوم ہے آقا اس کے لیے آپ کو میں ایسے شہر میں لے جاؤں گی جہاں کے لوگ اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتے ہیں اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو وہاں پہنچا دوں۔ ہاں مجھے لے چلو آپ اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں رکھ دیں میں نے کالی مائی کا ہاتھ پکڑ کر آنکھیں بند کر دیں تھوڑی دیر بعد مجھے کالی مائی کی آواز سنائی دی آقا آنکھیں کھول دیں میں نے آنکھیں کھول دیں اور دیکھا تو حیران سا رہ گیا ہلکا ہلکا اجالا پھیل رہا تھا کئی دکانیں کھل چکی تھیں زیادہ تر تعداد ہوٹلوں کی تھیں جو مکمل طور پر کھل چکی تھی میں بازار کے عین درمیان میں کھڑا ہوا تھا میں ایک درمیانے طبقے کے ہوٹل میں داخل ہوا اور ایک خالی کرسی پر دراز ہوگیا میز پر جگ گلاس رکھے ہوئے تھے میں نے گلاس پانی بھر کر پیا اور ویٹر کو آواز دی کہ ناشتہ لے کر آئے تھوڑی دیر بعد ویٹر ناشتہ لے کر آگیا سر ناشتہ۔ میں ناشتہ کرنے میں مصروف ہوگیا کافی دن نکل آیا تھا اور دکانیں دھڑا دھڑ کھل رہی تھیں سب کاروباری حضرات اپنے مشاغل میں مصروف تھے میں ناشتے سے فارغ ہو کر بل دیا۔ اس سے پہلے کے میں کاؤنٹر سے قدم بڑھاتا کہ یکدم ایک کان پھاڑ طلسمی دھماکہ ہوا اور ہر طرف شور اور رونے دھونے کی آواز آنے لگی کہ یکدم اس ہوٹل کا چھت ریزہ ریزہ ہو کر نیچے آگری کئی پتھر اور لکڑیاں مجھے بھی آلگیں لیکن مجھ پر کوئی فرق نہ پڑا لیکن دھول کی وجہ سے کپڑوں پر دھبے لگ چکے تھے۔

ہوٹل سے باہر نکل کر میں نے دیکھا تو میری روح تک بھی کانپ گئی آخر میں بھی انسان تھا اور میرے اندر بھی دل تھا میں نے دیکھا کہ ہر طرف خون ہی خون دکھائی دینے لگا میں کھڑا ہونقوں کی طرح ہر طرف نظریں دوڑا رہا تھا کہ یکلخت فضا میں گرد و غبار پھیلتا ہوا دکھائی دینے لگا میں سمجھ گیا کہ کوئی طلسمی طاقت یہاں موجود ہے میں نے اپنی طاقت کو حاضر کر کے پوچھا تو پتہ چلا کہ ہاں یہاں کوئی ہے اور ساتھ ہی اس نے مجھے کہا کہ جس کام کے لیے میں یہاں آیا ہوں میں وہ کام کروں مجھے خون چاہیے تھا میں نے لوگوں کے اس ہجوم میں کچھ لوگوں کو دیکھ لیا جن کا خون میرے لیے کارآمد تھا۔ میں نے کسی طرح ان پر اپنا طلسم ڈال کر ان کا خون لے لیا اور چل دیا کہ یکدم مجھے ایک آواز سنائی دی رک جاؤ عبداللہ میں نے حیرانی سے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مجھے ایک فقیر دکھائی دیا میں حیران رہ گیا کہ میں اس وقت عبداللہ کے روپ میں نہیں ہو پھر مجھے اس نے کیسے پہچان لیا۔

عبداللہ جالس جادوگر اور اس کے بیٹے کو اللہ تعالیٰ نے سزا دے دی ہے اب اس کی بیٹی پروین داس باقی رہ گئی ہے وہ اس وقت کافی خوفناک چلہ کر رہی ہے جس کی وجہ سے وہ محفوظ ہے اگر اسے کوئی ختم کر سکتا ہے تو وہ تم ہو کیونکہ جالس کی طاقت کافی کونناک ہے جو تمہارے پاس ہے اس پانی کہ گہرائی میں صرف تم ہی اتر سکتے ہو کیونکہ تمہارے جسم پر کوئی بھی ہتھیار پانی آگ بجلی برف طوفان کچھ بھی اثر انداز نہیں ہیکتے عبداللہ یہ آخری برائی کی جڑ رہ گئی ہے اس کو ختم کر دو ورنہ وہ پوری دنیا میں تباہی مچا دے گی۔ لیکن فقیر بابا میں اس تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ تم اپنی آنکھیں بند کرو وہاں تک میری طاقت تم کو لے جائے گی فقیر بابا میں تیار ہوں اس خبیث کا خاتمہ کرتے کے لیے اس میں چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میں جاؤں گا۔ اور ہر حال میں جاؤں گا بس مجھے وہاں تک پہنچا دیں۔ شاباش بیٹا جب تک تم خود اپنے آپ کو نہ مارو گے کوئی شیطانی طاقت تمہاری جان نہیں لے سکتی اور اب تم آنکھیں بند کر لو تمہارا ہر لمحہ بہت قیمتی ہے میں نے آنکھیں بند کر دیں تو یکدم بزرگ بابا کی آواز سنائی دی بیٹا آنکھیں کھول دو یہ سامنے جو ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے اس کے عین وسط میں وہ شیطان چلہ کاٹ رہی ہے جیسے ہی میں نے آنکھیں کھولیں میرے سامنے پانی ہی پانی تھا جو کافی زور سے بہہ رہا تھا سمندر کی لہروں کا کافی شور تھا میں نے آگے بڑھ کر پانی کو چھوا جو کافی ٹھنڈا تھا سمندر کے پانی میں میں نے قدم رکھا اور آگے بڑھنے لگا میں جیسے جیسے گہرائی

میں اتر رہا تھا سمندر اور بھی گہرا ہو رہا تھا اب پانی میرے سر سے کافی فٹ اونچائی پر تھا میں پانی کی گہرائی میں اترتا چلا جا رہا تھا اور میں کافی سکون محسوس کر رہا تھا میرے جسم کو کافی راحت مل رہی تھی جب میں عین وسط میں پہنچا تو سامنے کا منظر دیکھ کر میں اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا سامنے ایک چوکور دائرہ تھا دائرے کے چار خانے تھے ان چاروں خانوں میں طلسمی کتے تھے جو میرے باپ ماں اور میرے کزن کا مردہ جسم جھنجھوڑ رہے تھے اور دائرے کے اندر ایک کالی موٹی قسم کی ڑنی بیٹھی ہوئی تھی جس کے سامنے ایک انسانی دل دھڑک رہا تھا میں ہونقوں کی طرح ان کتوں کو دیکھ رہا تھا جو میرے گھر والوں کا گوشت ادھیڑ رہے تھے کہ مجھے ایک کتے کی انسانی زبان میں آواز سنائی دی ۔جسے سن کر میں سکتہ کی حالت میں آگیا۔

اے آدم زاد تم جیسے ہی اس سمندر میں داخل ہوئے تو ہم کو شیطان نے آگاہ کر دیا کہ تم شیطان کی خاص پجارن کو ختم کرنے آئے ہو لہذا ہم نے تمہارے گھر والوں کو اٹھا لیا اور اب یہ تمہارے سامنے ان کے مردہ جسم پڑے ہوئے ہیں یہ سب سن کر میری آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آئے جو اس سمندر کے پانی میں بہہ کر نجانے کہاں روپوش ہو گئے اگر میں گھر والوں کی بات مانتا اگر میں اپنی ماں اور باپ کی عزت کرتا اگر میں مزدوری کرتا اور عیاشی نہ کرتا تو آج یہ دیکھنا نصیب نہ ہوتے اب وہ طلسمی کتے آہستہ آہستہ میری طرف بڑھ رہے تھے اس سے پہلے کہ وہ مجھ پر حملہ کرتے میں نے اپنی سب طاقتوں کو یکجا کیا اور گردن اوپر کی طرف کر کے پانی کے بہاؤ پر پھونک ماردی تو یکدم پانی کو زمین نے نگلنا شروع کر دیا اور پانی مکمل سوکھ گیا تو طلسمی کتے فوراً غائب ہو گئے اور دائرے میں بیٹھی ہوئی پروین داس کو آگ لگ گئی اور وہ غائب ہو گئی میں آگے بڑھا اور ماں باپ کا ڈھانچہ اپنی جھولی میں رکھا اور بیٹھ گیا اور کہا اے ماں مجھے معاف کر دے میں بھی تیرے پاس آ رہا ہوں یہ کہہ کر میں نے اپنی سانس روک لی جیسے ہی میں نے سانس روکی زمین نے پانی اگلنا شروع کر دیا اور میرا جسم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پانی کی نذر ہو گیا مجھے میری غلطی کی سزا مل گئی میری آنکھوں سامنے اندھیرا پھیلنے لگا تو مجھے پروین کا جسم جلتا ہوا اور راکھ بنتا ہوا دکھائی دیا اس کے بعد میرا اپنا جسم بھی ڈوبتا جانے لگا۔۔

❀❀❀

غزل

اس سے بڑھ کر کیا سزا ہے میرے لئے
کہ تم سے جدا ہو کے جینا پڑے
زندگی کس جرم کی سزا دے رہی ہو
کہ ہمیں گھٹ گھٹ کے مرنا پڑے
دے وعدوں کو زندہ کرنا ہو گا تمہیں
چاہے سارے زمانے سے لڑنا پڑے
میں آج بھی تیری جستجو میں ہوں
آ کہ تجھے ہر دیوار کو عبور کرنا پڑے
مجھ میں حوصلہ کہاں تنہا تم بن جینے کا
زہر ہجر کا تمہارے بغیر پینا پڑے
اسے کہنا ہمیں آج بھی تو عزیز ہے رضا
خواہ تیرے لئے ہر زخم ہمیں سہنا پڑے

اے ڈی ناز-ساہیوال

پیارے آقاؐ کی آمد مرحبا

آج میری آنکھوں میں خدا کا نور ہے
ہر طرف آوازہ حضورؐ حضورؐ ہے
آج میرے پیارے آقاؐ کی آمد رسولؐ ہے
ہر طرف آمد حضورؐ ہے آمد حضورؐ ہے
ہر زبان پر ذکر میرے پیارے رسولؐ ہے
ہر طرف مرحبا مرحبا میرے حضورؐ ہے
آج ہر مسجد میں ذکر آقا رسولؐ ہے
ہر آدمی کا ذکر میرے حضورؐ ہے حضورؐ ہے
میرے آقاؐ کی آمد مرحبا حضورؐ کی آمد مرحبا
قربان جاؤں میں میرے حضورؐ کی آمد مرحبا

محمد لقمان اعوان-سریانوالہ

اس کی قربت میں قرار بہت تھا
اس کا ملنا دشوار بہت تھا
وہ جو میرے ہاتھ کی لکیروں میں نہیں
اس شخص سے مجھے پیار بہت تھا

ریاض احمد۔باغبانپورہ لاہور

❀❀❀

غزلیات

میرے محبوب مجھے تیری ہر ادا سے پیار ہے
تیری باتوں سے محسوس کی میں نے پیار کی ابتدا ہے
میری نظروں نے یونہی تو نہیں کیا تیرا انتخاب
تیری آنکھوں میں دیکھی میں نے بہت حیا ہے
تجھے یونہی تو نہیں چاہا ہر چاہنے والے سے بڑھ کر
تیری چاہت میں دیکھی میں نے بہت وفا ہے
تجھے دیکھ کر یونہی تو نہیں ہوا مرض عشق میں مبتلا
تیری پیاری پیاری باتوں سے ہی ملی مجھے بہت شفا ہے
تجھے یونہی تو نہیں چنا میں نے جیون بھر کے لئے
تیری صورت میں دیکھی میں نے پیار کی انتہا ہے
تجھے یونہی دیکھتا رہوں ہنستے مسکراتے ہمیشہ ہمیشہ
تیری زندگی میں کبھی غم نہ آئے بشارت کی ہر وقت یہی دعا

سید بشارت حسین، لاهور

کچھ ان کی جفاؤں نے لوٹا کچھ ان کی عنایت مار گئی .
ہم کو زمانے میں بس اے دوست درد جدائی مار گئی
خوش نصیب ہے جس کو جینے کا پیغام محبت دیتی ہے
ہم کو تو زمانے میں بس اے دوست بے درد محبت مار گئی
کھو کر اسے اب تک دل میں اداسیوں کا راج ہے
ہم کو زمانے میں بس اے دوست چاہت کی تمنا مار گئی
ٹھوکریں کھا کر بھی دل ان سے پیار کرتا ہے
ہم کو تو زمانے میں بس اے دوست ان کو پانے کی جستجو مار گئی
دل پہ ہوئے ہیں ستم ایسے کہ بتا نہیں سکتا
ہم کو تو زمانے میں بس اے دوست جفائیں ہنسنے کی عادت مار گئی
دل نہ جانے کیا کر بیٹھا جب دیکھا تھا تجھے رقیبوں کے سنگ
بشارت کو تو زمانے میں بس اے دوست آنکھوں کی شرافت مار گئی

سید بشارت حسین نقوی، لاهور

چپکے چپکے رو کر دیکھو اشکوں سے منہ دھو کر دیکھو
پیار کرو تو غم ملے گا پیار کے بیج کر تو بو کر دیکھو
پیار میں ملتا ہے کیسا کیسا سخت عذاب
تم اک بار پیار کی شمع کو تو جلا کر دیکھو
خوشیاں ہو جائیں گی سب تم سے رخصت
تم ایک بار اپنے دل پر کسی کا نام تو لکھوا کر دیکھو
غموں سے ہو جائے گی تا عمر دوستی تمہاری
تم اک بار کسی کو اپنی آنکھوں میں تو سما کر دیکھو
نہ ملے گا کنارہ تم کو زندگی میں کبھی بھی
تم اک بار عشق کے سمندر میں کشتی آگے بڑھا کر تو دیکھو
اٹھ جائے گا تمہارا یقین انسانیت سے
تم اک بار بشارت کی طرح کسی سے زخم تو کھا کر دیکھو

سید بشارت حسین نقوی، لاهور

غموں کے موسم میں یہ کیسا خوشی کا بادل چھایا ہے
پت جھڑ کے بعد پھر سے میری زندگی میں بہار کا موسم آیا
دل تو زخموں سے ناسور بن رہا تھا
کسی نے آ کر اسے اپنے پیار کا مرہم لگایا ہے
کر دیا تھا اندھیرا میرے جیون میں ایف کی بے وفائی ہے
کسی نے آ کر پھر سے میری زندگی میں پیار کا دیا جلایا ہے
اس کی بے رخی نے پہنچا دیا تھا مجھے بستر مرگ پر
کسی نے آ کر تھام کر ہاتھ میرا پھر سے مجھے جینا سکھایا ہے
نہیں رہی تھی کوئی حسرت زندہ میرے دل میں باقی
کسی نے آ کر پھر سے میرے دل کی حسرتوں کو جگایا ہے
بشارت کو کب کا کھو چکا تھا ویرانوں میں
این تو نے آ کر پھر سے میرے دل کا چمن بسایا ہے

سید بشارت حسین نقوی، لاهور

ماں عید مبارک

اب کے عید پر ماں تم سے
دور تھا تو
بہت تڑپا بہت رویا میں
ماں پتہ ہے کیوں
کیوں کہ مجھے تیری وہ پیار بھری
باتیں بہت یاد آئی

تیرے ہاتھ کی بنی وہ سوئیاں
بہت یاد آئیں
جب تم مجھے نہلا کر
صاف ستھرے کپڑے پہنا کر
ماتھا چوم کر چند روپے دیتی
تو میرے بچپن کی تمام کمی پوری ہو جاتی
جب عید پڑھ کر تجھے عید مبارک کہتا
تو ماں مجھے ڈھیروں دعائیں دیتی کہتی
میرے لال جیو ہزاروں سال
اب کے عید پر ماں تو دور تھی تو
ایسا لگا جیسے سب کچھ کھو گیا ہو
کوئی عید مبارک کہتا تو تیری یاد آتی
کوئی گلے لگاتا تو تیری پیاری بھری گود
یاد آجاتی
تیری یاد میں عید پر بہت رویا
تو ہوا نے میرے کان میں سرگوشی کی!
تیری ماں نے تجھے ڈھیروں دعائیں
ڈھیروں پیار اور ڈھیروں دفعہ
عید مبارک بھیجی ہے
میں بھی بے اختیار پکار اٹھا
ماں خیر مبارک

زاھد اقبال، کرم سر سمندری

میں نے نہیں آج تک سنایا یہ آج تک افسانہ
کیسے ہوا میں پاگل کیسے ہوا میں دیوانہ
اہل جہاں کو کیسے اس کی خبر ملی تھی
جلتا رہا میں خود ہی بن کر تیرا نشانہ
انکار کر کے تو بھی انجاں بن نہ جاناں
سیکھا ہے میں نے تجھ سے غم کو گلے لگانا
عادی ہیں صبر کہ ہم پیکر وفا ہیں
خاموش ہی رہیں کہ کرے گا کیا زمانہ
سی لیں گے ہونٹ اپنے محرمیوں پہ اپنی
اندر سے جلتے رہنا دستور ہے پرانا
آکاش کی فضائیں زندہ رہیں گی ہر دم
ہم سے مگر خدارا ایسی نظریں نہ چرانا

ایم ارشد، تھانہ احمد یار

میں ہجر کے عذاب سے انجان بھی نہ تھا
پر کیا ہو صبح تلک جان بھی نہ تھا
گھر آنے میں میرے تجھے جتنی جھجک رہی
اس درجہ تو میں سرو سامان بھی نہ تھا
اتنا سمجھ چکا تھا میں اسے کے مزاج کو
وہ جا رہا تھا اور میں حیران بھی نہ تھا
روتا رہا اگر تو میں مجبور تھا بہت
وہ رات کاٹنی کوئی آسان بھی نہ تھی

ایم ارشد، تھانہ احمد یار

کرکٹ کی شوقین لڑکیوں کے نام

کچھ حال کہو احوال کہو
کیا اور یسے دھندے ہیں
کچھ ہانڈی روٹی بھی سیکھی یا
کرکٹ کے ہی پھندے ہیں
کچھ گرداری بھی سیکھی یا
میچیز دیکھنے جاتی ہو
شاہد پہ نغمے لکھتی ہو
ثقلین پہ شعر بناتی ہو
جاتی ہو چمن میں جب بھی تم
حال عجب کر دیتی ہو
عمران کی یاد میں کھو کر
چائے میں نمک بھر دیتی ہو
اکرم کے وکٹیں لینے پر تم
جھوم جھوم کے گاتی ہو
شاہد کے آؤٹ ہو جانے پر تم
چپ چپ سی ہو جاتی ہو
کیا حال تمہارا ایسا ہے یا
کچھ تبدیلی آئی ہے

غزل

رویاں اکھیاں دا نقصان ہوندا ای
ساڈی یاد وچ نہ روئیں
اساں جا کے واپس نئیں آوناں
ساڈی راہ وچ نہ کل کھلوئیں
جگہ اوتے میرا ناں لکھیا اے
نال دکھ دے چاناں دھوئیں
میرے سجاد دا وارث تو ویں
میری میت سے آن کھلوئیں

سجاد پردیسی، راجہ پور

غزل

تصویر وی دے جا پروانیاں نوں
نے اکھیاں دیکھ ترسدیاں راسن
کھیتوں دیکھ ہو کے پیاں دل وِن
وہ دیدار تے کردیاں راسن
لوکی سجناں کے سنگ دل وندھے
اے قصے تیرے پڑدیاں رسن
اوہ سجاد رو رو انیاں ہو جا سن
اوہ لکھاں نال ٹردیاں راسن

سجاد پردیسی، راجہ پور

نظم

سب کے چہرے کھلے ہیں
میرا دل مرجھایا ہے
ساون برسا پونم رہی
میں جی بھر کے رویا ہوں
جس نے دیکھا پاگل سمجھا
یہ نہ سوچا سجن نہیں ملا
یاد میں میں اس کی
رو لے آج تو ناصر
بھول گیا مجھ ناچیز کو
راہ میں جانے کس
نے روک لیا ساجن کو

ناصر پردیسی، راجہ پور

غزل

نہ کوئی امنگ ہے نہ کوئی ترنگ ہے
میری زندگی ہے کیا ایک کٹی پتنگ ہے
اکاش پہ گری میں ایک بار کٹ کے ایسے
جل رہا ہوں اکیلا نہ کسی کا سنگ ہے
سپنوں کے دیوتا تجھے میں کیا ہر بند
پت جھڑ کا ہوں میں تو کایا
یہی میری غزل ہے یہی میرا رنگ ہے
میری زندگی ہے کیا کٹی ہوئی پتنگ ہے

ناصر پردیسی، راجہ پور

سجن بے وفا

نکال لے میرا خون جگر کا
خط اپنے سجن کو لکھ لے
میں نے عاشقوں کی طرح رونا ہے
تو میرے صبر کو آج آزما لے
اک دن اس بھولے نے ٹوٹنا ہے
جتنا دل کرتا ہے اسے جھلا لے
جس دن فراڈی سجن تم کو چھوڑ دے
تم پردیسی سے کہنا اپنے سینے سے لگا لے

ناصر پردیسی، راجہ پور

تلاش

کتنی دیر زندہ رہوں تیری آس پر
مجھ کو ایک بار سمجھا او میرے ماہی
وہ رب جانے کس دن بچھڑ جانا ہے
کوئی انہیں اس سانس کا بھروسہ ماہی
ایک بار تو مل جا اے آئیڈیل
تم کو سنا لوں اپنے دل کی درد ماہی
تقدیر پر بھروسہ کیے بیٹھا ہوں
پتہ نہیں تقدیر میں لکھائیے میری تو ماہی

ناصر پردیسی، راجہ پور

غزل

روح میں جلتی آگ بجھانے آئے ہیں
پھر سے دل کا زخم دکھانے آئے ہیں
جانے کب سے آوازں کے سنگم پر
ماضی کا اک گیت سنانے آئے ہیں
وہ دیواریں آج بھی مجھ سے کہتی ہیں
منزل منزل پھول کیوں بچھانے آئے ہیں
دل کی سونی گلیوں میں تاریکی
شاید پھر سے دور پرانے آئے ہیں
جن کو ہم نے جاگتی آنکھوں دیکھا تھا
وہ اپنا خواب سنانے آئے ہیں
یہ آوازیں ماضی کی آواز ہیں
ان پر پھر سے نقش بنانے آئے ہیں
کمزور دل کو پھر سے کسی نے توڑنا ہے
شہر دل میں آگ لگانے آئے ہیں
رات گئے یہ آوازیں کون دیتا ہے پردیسی
شاید پھر سے نئے زمانے آئے ہیں
میں تو ہر وقت تمہیں ڈھونڈتا ہوں آئیڈیل
ہمیں بھی شاید پھر سے نئے ربانے آئے ہیں
جلتی آنکھیں بجھتے دل یہ کہتے ہیں
پردیسی کو پرانا حساب دکھانے آئے ہیں

ناصر پردیسی، راجہ پور

زندگی کیا ہے

ایک سانس کا نام جس سے یہ
زندگی قائم ہے
ایک چراغ سحر ہے جو کسی وقت بھی
بجھ سکتا ہے
ایک خواہش ہے جو ختم نہیں ہوتی
ایک شمع ہے جو پگھلتے ہوئے آخر کار ختم ہوتی ہے
ایک بلبلہ ہے جو لمحہ بھر ابھر کر ختم ہو جاتا ہے

ناصر پردیسی، راجہ پور

نظم

کالج کے ہرے لان میں
سرخ پھولوں کی چھاؤں میں بیٹھی ہوئی
میں تجھے سوچتی ہوں
میری انگلیاں سبز پتوں کو چھوتی ہوئی
تیرے ہمراہ گزرے ہوئے موسم کی مہک
چن رہی ہیں وہ دلکش مہک
جو میرے ہونٹوں پر آ کے گلابی ہنس بن گئی ہے
دور اپنے خیالوں میں گم
شاخ در شاخ
ایک تیتری خوشنما پر سمیٹے اڑ رہی ہے
مجھے ایسے محسوس ہونے لگا ہے
جیسے مجھے بھی پر مل گئے ہیں
اور میں تمہاری جانب رواں ہوں

محمد بوٹا راھی، واں بھچراں

غزل

یہ دشت ہجر یہ وحشت یہ شام کے سائے
خدا یہ وقت تیری آنکھ کو نہ دکھلائے

اسی کے نام سے لفظوں میں چاند اترے ہیں
وہ ایک شخص کو دیکھوں تو آنکھ بھر آئے
جو کھو چکے ہیں انہیں ڈھونڈنا تو ممکن ہے
جو جا چکے ہیں انہیں کوئی کس طرح لائے
جو بے چراغ گھروں کو چراغ دیتا ہے
اسے کہو کہ میرے شہر کی طرف آئے
یہ اضطراب مسلسل عذاب ہے راہی
میرا نہیں کسی اور ہی کا ہو جائے

محمد بوٹا راھی، واں بھچراں

غزل

اک کہانی سبھی نے سنائی مگر چاند خاموش تھا
اس کی آواز کا منتظر تھا مگر چاند خاموش تھا
کون تھا جس کی آہوں کے غم میں ہوا سرد تھی شہر کی
کس کی ویران آنکھوں کا لے کے اثر چاند خاموش تھا
اس سے مل کے میں یوں خاشی اور آواز میں قید تھا
اک صدا تو ساتھ تھی ہم سفر چاند خاموش تھا
کل کہیں پھر خدا کی زمین پر کوئی سانحہ ہو گیا
میں نے کل رات جب بھی اٹھائی نظر چاند خاموش تھا

محمد بوٹا راھی، واں بچھراں

غزل

میں بجھا بجھا میں دکھی دکھی یہ حیات تختہ و تخت ہے
میری چشم تر میرا ال دل مزیں کہ یہ لمحہ لمحہ تخت ہے
وہی دشت ہے وہی پیاس ہے وہی آس مجھ میں بہار کی
وہی موسم ستم خزاں وہی جسم و جان کا درخت ہے
نہ توقعات شب طرب نہ امید صبح سکوں مجھے
کہ مٹا مٹا کہ کٹا کٹا کف دشت پر خبط بخت ہے
کوئی تنگ باندھ دے پاؤں میں کوئی روک لے میرا ارادہ
میرا حوصلہ کہ میں چل پڑا نہ سفر کا زاد نہ رخت ہے
مجھے احتجاج کا حلق تو ہے مگر اب بھی راہی نیم جان
نہ میرے حروف ہیں کھردری نہ غزل کا لہجہ کرخت ہے

محمد بوٹا راھی، واں بچھراں

محرم کا مہینہ

محرم کا مہینہ جب بھی
آتا ہے
اپنے ساتھ ایک غم
لے کر آتا ہے
یہ محرم ہم کو کچھ
یاد دلاتا ہے
آؤ سب مل کر
حسین کے غم
کو پھر سے تازہ
کریں
غازی کے علم کو
پھر سے اٹھائیں
اب تو بس یہی
دعا ہے
ہر سال غم حسن
ہم سب مل کر
منائیں

مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

نیا سال

پچھلے کچھ سال ہمارے لیے
بہت سے غم لے کر آئے
اب سب مل کر یہ دعا کرو
کہ اب کے نیا سال ہمارے
لیے بہت سی خوشیاں
لے کر آئے
اور ہم سب خوشیوں میں

مسکرائیں
اور ہر طرف خوشیاں ہی
خوشیاں ہوں
یہ دعا کرو

مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

سال کی آخری رات

آج سال کی آخری رات ہے
میں آخری رات کو
دیکھتے ہوئے سوچ رہا ہوں
کہ کل کا سورج
نیا سال کا پیغام
لے کر آئے گا
اور میں اداس ہوں
کیونکہ میں تنہا ہوں
کوئی میرے ساتھ نہیں
جو میرے ساتھ خوشیاں
بانٹے
بس میری یہ دعا ہے
کہ کوئی کسی سے
بھی جدا نہ ہو اور
ہر لمحے ساتھ رہے

مصدق اینڈ شکیل، ڈنگہ

غزل

تم چہرے پہ نہ نقاب کیا کرو
ہم کو تنہائی کا نہ عذاب دیا کرو
یوں روٹھ کر جانا ٹھیک نہیں
میرے دل کو نہ بیتاب کیا کرو

مصدق ریاض مصدق، ڈنگہ

غزل

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کے صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو
نہ تمہیں ہوش رہے نہ مجھے ہوش رہے این
اس قدر ٹوٹ کر چاہو مجھے پاگل کر دو
تم ہتھیلی کو میرے پیار کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں میرے پیار کا کاجل کر دو
مسئلہ ہوں تو نگاہیں نہ چراؤ مجھ سے این
اپنی چاہت سے توجہ سے حل کر دو
اپنے غم سے جو ہر وقت میرے ساتھ رہے
نادیہ اک احسان کرو اس کو مسلسل کر دو

این راشد محمود، دولتانہ

کاش ایسا ہوتا

کوئی شے
پلٹ
کر نہیں
آتی
سوائے
موسموں کے
کاش تم
بھی موسم
ہوتے

فرحت اینڈ حسن عزیز، چیلیانوالہ

نظم

کبھی ایسا ہو نہ
تمہیں گزرے وقت کی کوئی بات
یاد آئے وہ لمحات یاد آئیں
تم خود پہ قابو نہ رکھ سکو

اور میری طرح آنکھیں بھگو لو
تو آنے والے اس لمحے کی قسم
سب ضدیں چھوڑ کر
خودسری توڑ کر
میری طرف لوٹ آنا
کہ میں بھی انا توڑ کر
تیری کیفیت میں
تجھے ڈھونڈتا رہوں گا

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

ورثہ

بیٹیاں بھی تو ماؤں جیسی ہوتی ہے
ضبط کے زرد آنچل میں اپنے سارے
درد چھپا کے روتے روتے ہنس دیتی تھی
ہنستے ہنستے دل ہی دل میں رو لیتی ہے
خوشی کی خواہش کرتے کرتے
خواب اور خاک میں اٹ جاتے ہیں
سو حصوں میں بٹ جاتے ہیں
گھر کے دروازے پر بیٹھی امیدوں
کے ریشم سننے پر ساری عمر گنوا دیتی ہے
جو گئے دنوں کی خوش فہمی پہ ہنس دیتی ہے
اب تو خود بھی عمر کو گرتی دیواروں سے
ٹیک لگائے فصل خوشی کی بوتی ہے
اور خوش فہمی کاٹ رہی ہے جانے
کیسی رسم ہے یہ بھی ماں کیوں بیٹی
کو ورثے میں اپنا مقدر دے دیتی ہے

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

خواہش

تم اپنے سرد پڑتے ہاتھ
میری تربت پہ رکھو گے
میرے کتبے پر اپنا زرد
ماتھا ٹکاؤں گے میری قبر کی
گلی مٹی کو اٹھاؤ گے
انہیں دونوں مٹھیوں میں
بھر لو گے تو رو دو گے
میرے لیے یہ بہت ہو گا
تمہارا یہ روپ دیکھنے کے لئے
اب مر جانے کو جی چاہتا ہے

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

''بس اتنا سا حق''

تیرا آج اور کل
تیرا ہر اک پل
تیرا وصل، اسے مبارک
مجھے قربتوں سے بھلا کیا لینا
خوشیوں میں میرا بھلا کیا حصہ؟
بس اتنا کرنا
دکھ کے زرد لمحوں میں
مجھے دھیان لے آنا
جان لینا کہ درد کے ان لمحوں میں
میں بھی بے حال ہوں گا
سر سجدے میں رکھے
تیرے حصے کے دکھ
اپنے دامن میں بھر جاؤں گا
دعا مانگوں گا
اتنا تو کر سکتا ہوں ناں
اتنا سا حق تو دو گے؟؟؟؟

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

نظم

میں شاید بہت زیادہ بھی نہ سکوں
لیکن اک اثاثہ چھوڑ چلا ہوں

یہ میرے کچھ لفظ ہے
یہ تیرا دل پگھلا نہ سکے
ہاں تجھ کو دور جانے میں
پیش پیش تھے
یہی الفاظ میں ایک جگہ چن کے
اب جانے لگا ہوں
میری آنکھیں بند کر لینے پر
مت رونا، ہاں، ان کو پڑھ کر
ایک دفعہ، بس ایک دفعہ
اپنی پلکیں بھگو لینا
میں سمجھوں گا
الفاظ اثر کرتے ہیں

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

''سنو''

بچھڑنے کے بعد
میں سوچتا تھا
کبھی تو تمہیں
میری وفائیں یاد آئیں گی
کبھی تو میری
روتی آنکھیں کبھی تو
میرا بھیگا ہوا لہجہ
تمہیں اپنی طرف
کھینچے گا کبھی تو
تم میرے لیے ڈھیر سارے
گلاب لاؤ گے
اور میری گود میں
رکھو گے اور کہو گے
''سنو''
میں لوٹ آئی ہوں
آخری بار مجھے
معاف کردو

ریاست علی شیراز، پنڈی گجراں

غزل

تجھے کیا خبر میرے بے خبر میرا سلسلہ کوئی اور ہے
جو مجھی کو مجھ سے مبہم کرے وہ گریز پا کوئی اور ہے
میرے موسموں کے بھی طور تھے میرے برگ و بار ہی اور تھے
مگر اب روش ہے الگ کوئی اب ہوا کوئی اور ہے
یہ ہی قرار شہر ہے تو دل شکستہ کی خیر ہو
میری آس ہے کسی اور سے مجھے پوچھتا کوئی اور ہے
یہ وہ ماجرائے فراق ہے جو محبتوں پر نہ کھل سکا
کہ محبتوں کے ہی درمیاں سب جفا کوئی اور ہے
ہیں محبتوں کی امانتیں یہی ہجرتیں یہی قربتیں
دیئے بام و در کسی اور نے تو رہا بسا کوئی اور ہے
یہ راہی شام سپردگی کی اداس اداس سی روشنی
یہ کنار گل ذرا دیکھنا یہ تمہی ہو یا کوئی اور ہے

محمد بوٹا راہی، واں بھچراں

نظم

اسے اس بات کا پتا نہیں
ہم جب بھی سفر پر نکلتے ہیں
بارش ہمارے ساتھ ہو لیتی ہے
اک تیسرے شخص کی طرح
اس لیے لہجے میں چھپی ہلکی سی
خفگی میں پر مسکرائے بنا نہ رہ سکی
مجھے احساس ہے
کہ کبھی کبھی
اس کے کسی سوال کا جواب
میں بارش کو دے دیتی ہوں
مگر اسے اس بات کا پتا نہیں
کہ جس میں بھری دنیا میں ہم رہتے ہیں
وہاں بارش ہی ہماری دوست ہو سکتی ہے

محمد بوٹا راہی، واں بھچراں

غزلیات

غزل

چاہتوں کا آج تک میں نے صلہ پایا نہیں
کیوں پریشان ہو کسی نے پوچھا ہی نہیں
دھڑکنوں کے دھڑکا نام جس کا ہر گھڑی
کہ آج محسوس ہوتا ہے وہ میرا نہیں
وقت ہی کرے گا اب فیصلہ اس بات کا
تو مجھے سمجھا نہیں یا میں تجھے سمجھا نہیں
اس طرف تو بادلوں کے کارواں پر اس طرف
دھوپ میں جلتے لہروں میں ایک بھی ٹکڑا نہیں
چیر کر دل بھی دکھانے سے اسے کیا فائدہ
میرے جذبوں کو دانش جو آج تک سمجھا نہیں

احسان دانش۔ کھوٹہ

نظم

ایسا لگتا ہے تم سے ڈور بندھی ہے خوابوں کی
شاید خوابوں جیسا ہے
میرا رشتہ تم سے کیسا ہے
شاید گہرے سمندر جیسا ہے
یا سیلاب میں بند موتی جیسا ہے
میرا رشتہ تم سے کیسا ہے
بہاروں میں خوبصورت پھولوں کے موسم
جیسا
یا گلابی لمحوں کی دلفریب باتوں جیسا ہے
شاید حسین تالاب میں کنول جیسا ہے
پھر میرا رشتہ تم سے کیسا ہے

طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی

مزاحیہ غزل

خوفناک ہے ہر دن ہر رات ہے خوفناک
چہرہ نہیں اس کی ہے چال خوفناک
پرانا بھی تھا اور وہ چپل بھی نرم تھا
لیکن جو نیا سینڈل ہے اس کا خوفناک
بانہوں میں تھام لینا کیا بات ہے اس کی
غصے میں جو تھپڑ ہے اس کا ہے خوفناک
ماں تو بچاری اس کی ہے مہرباں مجھ پر
بوڑھا اس کا جو باپ ہے وہ ہے خوفناک
چوکیدار تو ان کے گھر میں نہیں مگر
کالا جو ان کا کتا ہے وہ ہے خوفناک
جرم تو میں نے بھی کیے آج تک ہیں کئی
لیکن وہ اس دور کی مجرم ہے خوفناک
آج اس کے سینڈل کی تھی مار خوفناک
وہ اگر بلوچ چڑیل ہے کہلاتی
تو میں بھی پیچھا نہ چھوڑنے والا ہوں بھوت خوفناک

بہار عاربانی بلوچ۔ گھوٹکی

غزل

تم نے خوب مسرت سے عید منائی ہو گی
نازک سی کلائی چوڑیوں سے سجائی ہو گی
نازک لبوں کو گلاب کیا ہو گا
نرم ہاتھوں میں مہندی بھی لگائی ہو گی
ستارے بھی ٹانکے ہوں گے تم نے مانگ میں اپنی
بڑی چاہت سے عید کا جوڑا پہنا ہو گا
آنکھوں میں کاجل بھی لگایا ہو گا
کوئی تمہیں اس سے بھی زیادہ چاہتا ہے
کوئی تمہیں اس سے بھی مانگتا ہے

شعیب ظفر۔ گوجرانولہ

غزل

وہ اک لڑکی پھول کے جیسی
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی
اکثر دل دے جاتے ہیں
اس کو کئی دل والے
جب وہ اپنی آنکھوں میں
وہ سندریہ کا جل ڈالے
اور میں تم کو کیا بتاؤں
اس کی آنکھیں جھیل کے جیسی
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی
رنگت اس کی گوری گوری
لب پر ہر وقت جو سوری سوری
چہرے پر اس کے ایس
رہتی ہے ہر وقت ہنستی
وہ اک لڑکی پھول کے جیسی

محمد سلیم خان۔ تونسہ شریف

غزل

چاہت دیس سے آنے والے
یہ تو بتاؤ صنم کیسے ہیں
دل والوں کی کیا حالت ہے
پیار کے موسم کیسے ہیں
کیا اب بھی کوئی باتوں میں
روتا ہے ہنس دیتا ہے
اس راہ کی خوشیاں کیسی ہیں
ان گلیوں کے غم کیسے ہیں
کیا اس نے ہمارا نام لیا
کیا اس نے ہمیں کبھی یاد کیا
کیا اس نے کبھی تجھ سے پوچھا
کس حال میں ہیں ہم کیسے ہیں
جگنو شبنم تارے بن کر
میرے آنسو ڈھونڈ رہے ہیں
آنے والے تو ہی بتا
میرے ہمدم کیسے ہیں
چاہت دیس سے آنے والے
یہ تو بتاؤ صنم کیسے ہیں

محمد سجاد پرنس۔ پاکپتن

غزل

ہیں یاد سب ذرا ذرا وہ شوخیاں وہ شرارتیں
بیتا وقت بھی نہ مٹا سکا تیری بے رخی میری چاہتیں
اس زندگی کی راہ میں وقت وہ بھی بڑا عجیب تھا
تیرے ساتھ کی خواہش میں تھیں دن رات میری ریاضتیں
تیری یاد کی گھنی چھاؤں میں جہاں بچھڑے تھے ان راہوں میں
مت پوچھ کیسے رلاتی ہیں تیری یاد کی وہ قیامتیں
لٹا جب سکون تو ہوں سوچتا وہ قصہ تیرے پیار کا
عجیب تھا تب وہ حال دل عجیب تھیں وہ راحتیں
ہر سانس میں چھپی ہے کٹھن یہ روز و شب میں بڑے کٹھن
قصہ بڑا ہے مختصر پر بھلا نہ سکا جدائی کی وہ ساعتیں
ثاقب کر گئیں تمہیں تہی داماں راہ عشق کی سختیاں
پھر جب نگر نگر تو پتہ چلا ہیں کچھ نہیں یہ محبتیں

ثاقب بشیر۔ لاہور

جو بچھڑ گئے

میں نے اپنا دکھ جو سنایا
درختوں کے پتے

سمٹ گئے
ٹہنیوں نے اک دوجے کے کندھوں پر
سر رکھ کر آہیں بھریں
کوئل نے
بچھڑے باسیوں کے گیت سنائے
پگڈنڈیاں یوں دوڑیں جیسے
بچھڑے ابھی مل جائیں گے
مگر مجھے معلوم ہے کہ
بچھڑے کبھی نہیں ملتے

ثاقب بشیر

تنہائی

میں اور میری تنہائی
دل میرا خوش ہے
آنکھیں میری روشن ہیں
تیری اس جدائی سے
میں خوش ہوں
تیری جدائی سے
مجھے عجیب سرور آتا ہے
جب میرا دل تیری
یادوں کے سمندر میں
ڈوب جاتا ہے
میں جدائی میں رہتا ہوں
میں وصال سے ڈرتا ہوں
ہوتی ہے رسوائی
جدائی میں بھرم ہے
میری محبت کا
میں اور میری تنہائی

محمد صمد ساحر

چاہت

تیری چاہت کے وہ دن ہیں
اب تک نہ بھولا ہوں
وہ تیرا ہنس کے مجھ سے باتیں کرنا
گھنٹوں میرا انتظار کرنا
ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر تیرے ساتھ چلنا
کبھی روٹھ جانا کبھی مجھ کو منانا
کبھی غصے میں پتھر مارنا
کبھی پیار سے پھول دینا
وعدہ کر کے بھول جانا
پھر پشیمان ہونا
پھر مجھ کو ہنسا دینا
اضطراب کو مٹا دینا
خوشی سے اشک بہا دینا
میں نہیں بھولا
تیری چاہت کے وہ دن

طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی

غزل

محبت یہ نہیں نظریں ملانا مسکرا دینا
محبت ہے کسی کا بن کے رہنا یا بنا لینا
محبت زندگی کے ساز کا نغمہ سہانا ہے
محبت دو دلوں کا ایک دھڑکن میں سمانا ہے
محبت میں مزا قربانیاں دینے سے ملتا ہے
رضائے یار پر سب کچھ فدا کرنے سے ملتا ہے
محبت وہ ہے جس میں پاکبازی ہو صداقت ہو
دلوں میں ہو وفا داری ہمیشہ کی رفاقت ہو
محبت ہے وہ دولت جس سے ہر اک دل میں راحت

ہے
خریدی جا نہیں سکتی یہ ایک ایسی دولت ہے
محبت تو خدا کا نور ہے پاکیزہ رہتا ہے
یہ وہ انمول سودا ہے جو جان دے کر بھی سستا ہے
محبت روح کی خوراک ہے میٹھی عبادت ہے
محبت پاک سچی ہو تو اللہ کی نعمت ہے

طلعت محمود کیانی۔ راولپنڈی

ٹوٹا پھول

ارے بیٹا، آج اسکول
تو کیا ہوا اس
مگر بیٹا تیرا روزہ
اور تھک جائے گا تو
پھر امی
ٹیچر جی کہتے ہیں
جو بھاگ دوڑ کرتے ہیں
اور تھکتے ہیں
وہ میٹھی نیند سوتے ہیں
ٹھیک ہے وہ بیٹھے مگر
کیا مگر امی
اسکول سے آکر
میں بھی میٹھی
نیند سوؤں گا
بائے ممی
بائے بیٹا

محمد عباس راحت۔ اوتھل

غزل

چشم بد جانے کس کی اس چمن کو کھا گئی
پاک سر زمین ہماری زلزلے کی زد میں آگئی
لقمہ اجل ہو گئے ہزاروں جوان اور بہنیں
وقتا موت کی معصوم بچوں پر چھا گئی
گاؤں الٹ گئے اجڑ گئے شہر بھی
تھی قیامت کوئی جو بستیوں کو مٹا گئی
خلد سے کم نہیں تھا کچھ میرا کشمیر
بدقسمتی وہاں بھی تباہی مچا گئی
روتا ہے دل لہو کے آنسو روزانہ
زلزلے کی خبر روح کو بھی ہلا گئی
امتحان ہے یہ قدرت کا اہل پاک پر
راحت دل سے کب مگر خوف کی فضا گئی

محمد عباس راحت۔اوتھل

غزل

کون کہتا ہے کہ موت آئی تو میں مر جاؤں گا
میں تو دریا ہوں سمندر میں اتر جاؤں گا
تیرا در چھوڑ کر میں اور کدھر جاؤں گا
گھر میں گھر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا
تیرے پہلو سے جو اٹھوں گا مشکل ہے یہ
صرف ایک شخص کو پاؤں گا جدھر جاؤں گا
تیرا ایمان وفا راہ بن جاؤں گا
زندگی شمع کی مانند جلاتا ہوں حسن
بجھ جاؤں گا مگر صبح تو کر جاؤں گا آصف

حسن آصف۔ خانبیلہ

غزل

جتھے تالے لگ جاندے نیں
اوتھے جالے لگ جاندے نیں
دو بے تک گل اپڑن توڑی

مرچ مثالے لگ جاندے نیں
کند اک کریے پلستر
کئی گرمالے لگ جاندے نیں
شہزاد ادھر ادھر تکیاں
روگ نرالے لگ جاندے نیں

ایم شہزاد۔ چھنی جرالاں دی

غزل

بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا
کبھی خواب بن کر کبھی یاد بن کر میں نیندیں چراتا رہوں گا
کبھی جی رہا ہوں کبھی مر رہا ہوں مجھے بتا کہ میں کیا کروں
بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا
ستائے گی جب تمہیں بے قراری تمہیں یاد آئے محبت ہماری
سنو گے کہیں جو محبت کی باتیں تمہیں یاد آئیں گی وہ دن وہ راتیں
گزاری جو تم نے ہاتھوں میں میرے میں سب یاد تم کو دلاتا رہوں گا
بھلا نہ سکو گی مجھے بھول کر تم میں اکثر تمہیں یاد آتا رہوں گا

محمد بخش گھایل۔ جعفر آباد

غزل

اپنے ہاتھوں سے کہیں میرا نام لکھ دینا
گم دعا مت مانگنا صرف دعا لکھ دینا
اس قدر زمانے نے کر دیا بدنام مجھ کو
زندہ ہوں تو جینے کی سزا لکھ دینا
میں روٹھے ہوئے یار کو مناؤں کیسے
روٹھنے والے ہی میری خطا لکھ دینا
جدا ہو کے تجھ سے جی لوں گا شائستہ گل
ان مخملی انگلیوں سے اپنی اک ادا لکھ دینا
بنا کے مجھ کو قیدی دیوانہ چھوڑ جا رہی ہوں کیوں
کیسے کی تھی پیار کی ابتداء لکھ دینا
دنیا کی ظالم رسمیں نہ ملنے دیں گی تجھ سے
اپنی محبت کی برس یہی انتہاء لکھ دینا
وقت اور موسم تو آتے جاتے ہیں مگر
ہوئی فضاء کیسے خوشنما لکھ دینا
اگر تیری نظروں میں غلط ہے الطاف
تم اپنی طرف سے کوئی گلہ لکھ دینا

الطاف راجہ پردیسی۔ ڈیرہ اللہ یار

غزل

کہہ دے کوئی جاتی ہوئی ہواؤں کو
پہنچا دیں پیغام ہمارا بھی حسیناؤں کو
ہم متولی ہیں اک میٹھے بول کے
توڑ دو اپنی جھوٹی اناؤں کو
خدا آگ لگا دے ان کی سنگ دلیوں کو
جو قبول نہ کریں افتخار کی معصوم وفاؤں کو
اذیت پہنچے جس سے کسی کے ارمانوں کو
چھوڑ دو اپنی ان ظالم اداؤں کو
کاش سن سکیں ایس وہ دل کی آواز کو
ہم پھر بھی پیغام وفا دیتے ہیں بے وفاؤں کو

افتخار علی جمالی۔ ڈیرہ اللہ یار

غزل

ایک بجھتے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا
زخم اتنے ملے ہیں زمانے سے مجھے
زخموں کی مجھے دوا مت دینا
جی کر کیا کرنا ہے جینے کی مجھے دعا مت دینا
ایک بجھے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا

ایک بجھتے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا
آشیانہ جل جائے گا تم خالی ہاتھ رہ جاؤ گے
ایک بجھتے ہوئے شعلے کو ہوا مت دینا
محبت کی ہے میں نے محبت کی مجھے سزا مت دینا

محمد کاشف۔ گوجرانوالہ

غزل

نہ دل سے نہ خیال سے
نہ حسن والوں کی چال سے
ہو جاتا ہے کام میرا
بس ایک ہی کمال سے
نظر نظر سے دیکھ کر مسکراتا ہوں ذرا
بات نہ بنے اگر تو ملتا ہوں دلال سے
کچھ مغرور ہوتے ہیں دل نہ چھوڑنا احسان
ہو رہا ہوں میں ذلیل پورے ایک سال سے

احسان اللہ۔ علی پور چٹھہ

غزل

آہٹ آہٹ انتظار کر کے دیکھنا
کبھی کسی سے پیار کر کے دیکھنا
ٹوٹتے ہیں خون کے رشتے
غلطیاں دو چار کر کے دیکھنا
اگر زندگی کا فلسفہ سمجھنا ہو
بارش میں کچی دیوار کر کے دیکھنا
کئی جنم بیت جائیں گے طلحہ
کبھی محبت شمار کر کے دیکھنا

حافظ طلحہ اسحاق

غزل

منسوب تھے جو قصے ہمارے ساتھ
جو خواب دیکھے تھے اکثر تو نے ہمارے ساتھ
اک پل میں چکنا چور ہو گئے وہ سارے
دیکھے تھے مستقبل کے لئے جو تو نے ہمارے ساتھ
وہ راستے بھی شاید کھو سے گئے ہیں
طے کئے تھے جو مل کے تو نے ہمارے ساتھ
وہ راتیں شاید پھر نہ آئیں کبھی دوبارہ
پاس تھیں گزاریں جو تو نے ہمارے ساتھ
مانگتا ہوں جواب تجھ سے اے جہاں
کیا کیا تم نہ کئے تو نے ہمارے ساتھ

ابن رفیق

غزل

اپنے احساس سے چھو کر مجھے صندل کر دو
میں کہ صدیوں سے ادھورا ہوں مکمل کر دو
نہ تمہیں ہوش رہے اور نہ مجھے ہوش رہے
اس قدر ٹوٹ کے چاہو مجھے پاگل کر دو
تم ہتھیلی کو میرے پیار کی مہندی سے رنگو
اپنی آنکھوں میں مرے نام کا کاجل کر دو
اس کے سائے میں میرے خواب اٹھیں گے
میرے چہرے پہ مہکتا ہوا آنچل کر دو
دھوپ ہی دھوپ ہوں میں ٹوٹ کے برسو مجھ پر
میں تو صحرا ہوں مجھے پیار کا بادل کر دو

ڈاکٹر علی جان بروہی۔ سانگھڑ

غزل

آج پھر آنکھوں سے بے موسم کی برساتیں ہوئیں
دیر تک تیری سہیلی سے تیری باتیں ہوئیں
دو گھڑی میں چھب دکھا کر چاند سورج بجھ گئے
کتنے بے تنویر میرے دن میری راتیں ہوئیں
بے بسی کے موڑ پر آنسو ملے آئیں ملیں
تم سے جب بچھڑے تو کس کس سے ملاقاتیں ہوئیں
سوچنا تم بھی کہ اس چاہت کے اچھے کھیل میں
جیتنے کے شوق میں تم کو بھی کچھ ماتیں ہوئیں
وصل کا لمحہ خوشی کا پل وفا کی چاشنی
کس کی قسمت میں یہ راہی سکھ کی سوغاتیں ہوئیں

محمد بوٹا راہی، واں بچھراں

ملوگے

بیٹھا تھا کھیت کھلیانوں
میں اور ہرے ہرے
میدانوں کسی کیکر کی
ٹھنڈی چھاؤں میں
سوچوں میں خیالوں میں
بچھڑے دوستوں کی
گم تھا ان کی یادوں میں
چونگا دیا ان ہواؤں نے
پھر کب ملوگے

ناصر پردیسی، راجہ پور

نظم

نیلے آسمان پر سفید
بادل ہیں
میرے پاس کھیت ہیں
اور کھیتوں کی نیم
مدہوش سی خوشبو
ایسے میں مجھے
بچھڑے دوست
بہت یاد آتے ہیں
یہاں بہت یاد آتے ہیں

ناصر پردیسی، راجہ پور

غزل

دعا کرنا میرے دوست ملیں عید کے دن
میں بھی خوش ہوں وہ بھی عید کے دن
وہ گلے مل کے میرے دل کی پیاس مٹائیں
قدم قدم میرے ساتھ چلیں عید کے دن
حسرت تو بہت ہے تم میرے ساتھ رہو
راضی ہوجانا مر منیر عید کے دن
تمہارے بغیر میری عید کیا عید ہوگی
اگر تم نہ لگے گلے میرے عید کے دن

ناصر پردیسی، راجہ پور

محبت کا چہرہ

وہ میری محبت کا خوبصورت چہرہ تھا جس نے ہمیشہ کے لئے بچھڑے ہوئے کہا تھا مجھے خاموشیوں میں آواز دینا مجھے گلاب کے پھولوں میں تلاش کرنا کل میں نے غروب ہوتے ہوئے سورج سے کہا کہ وہ میری محبت کو وہاں تلاش کرتے جہاں سے وہ طلوع ہو رہا ہے میں نے زرد تپتی اڑتی ہوئی ہوا سے کہا کہ کسی زرد پتے پر میری محبت کا نام لکھا ہو تو وہ زرد پتا مجھے لا دے ہوا زرد پتوں کو اڑاتی ہوئی چلی گئی۔ میری گلی سے موتیے کے پھول کی خوشبو نہیں گزرتی میں کس سے اپنی گمشدہ محبت کا پتا معلوم کروں۔

ایس احسان علی قریشی۔ کھاریاں

غزل

زمانہ کچھ بھی کہے ہم تیری بات کرتے ہیں
تیری یاد کے سہارے بسر ہر رات کرتے ہیں
چلو آج ہم دل سے ملاقات کرتے ہیں
ہم اشکوں سے زمین دل پہ برسات کرتے ہیں
تیری جیت کی خوشی میں اتنی مات کرتے ہیں
آؤ یہ زندگی بھی تمہیں خیرات کرتے ہیں
زمانہ بولتا ہے بری بات ہم کو مگر
ہم دل کی گہرائی سے تمہیں پیار کرتے ہیں

شکیل احمد۔کراچی

نظم

چلوتم کو بتاتے ہیں
کہ تم کو دیکھ کر دل نے
کہا تم رستہ جاں سے بھی بڑھ کر ہو
دعا کی سرحدوں پر
جو ادھوری ہے میری ایسی تمنا ہو
میرے دل کا مقدر ہو
کہ تم اس روشنی بن کر شناء لے کر
کبھی دست مسیحا کی طرح
اترے، ہوئے ہر زخم دل پر ہو
چلوتم کو بتاتے ہیں
کہ تم ایمان ہمارا ہو
سرائے دہر میں اندیشہ زندگانی میں
تم ہی دل کا سہارا ہو
جو روح کے آسمان پہ جگمگایا ہے محبت سے
سہانی شام کی چاہتوں کا پہلا تارہ ہو
وفا کا اشارہ ہو
تمہارے قرب کی خوشبو سے پتھر کی طرح ہم نے
سلگتی دھوپ میں پھیلا پایا ہے
تمہارے پیار کے رنگین کنول ٹھنڈی ہوا سے
سرسراتے ہیں
ہم ساون میں بھیگے پڑوں کو چھولیں تو
تمہارے لمس کے لمحے جگمگاتے ہیں
چلوتم کو بتاتے ہیں
کہ ہم نے زندگی کے سب ورق لے کر
سب ہی سطروں میں لکھ لی ہے تمنا تم کو پانے کی
زمانے بھر میں شاید کاتب تقدیر کے ہاتھوں
میرے دل نے لکھ لی ہے تمہاری چاہ کی خواہش
تمہاری آرزوؤں کا جو اک ادراک ہے مجھ میں
فاکرہ کسی میں ہو نہیں سکتا
تمہاری مسکراہٹ کا اک ارمان ہے مجھ میں
فاخرہ کسی میں ہو نہیں سکتا
چلوتم کو بتاتے ہیں
چلوتم کو بتاتے ہیں

یاور سید فاخرہ۔راولپنڈی

یادرسید

میرے دل کے سمندر میں
میرے جذبوں کی شوریدہ لہروں پر
میرے احساس کی ہواؤں کے دوش پر
بے پتوار
فاخرہ تیری یاد کی کشتی
یونہی رواں دواں ہے
ایک روز اسے
کنارہ مل ہی جائے گا
تیری ذات کے
ساحل کا
سہارا مل ہی جائے گا۔

یاور سید فاخرہ۔راولپنڈی

پھول اور کلیاں

اقوالِ زریں

- اگر دکھوں کا دریا عبور کرنا چاہتے ہو تو آنسوؤں کو جذب کرنے کا طریقہ اپناؤ۔
- انسانیت کا ثبوت دینے کے لئے انسان کو محبت کرنی پڑتی ہے۔
- اگر روزی کا انحصار عقل پر ہوتا تو نادان سے بڑھ کر کوئی اور مفلس اور قلاش نہ ہوتا۔
- بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کے دل میں اتر کر اس کے دکھ کا اندازہ کر سکے۔
- اپنے دل سے دوستی کا حل پوچھو کیونکہ یہ واحد گواہ ہے جو رشوت نہیں لیتا۔
- کسی کو پانے کی تمنا مت کرو بلکہ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ دنیا والے تجھ کو پانے کی تمنا کریں اور تم کو ڈھونڈتے پھریں۔
- کئی پھولوں کی جوانی ان دیکھی رہ جاتی ہے اور ان کی خوشبو صحرا کی ہواؤں میں ضائع ہو جاتی ہے۔
- جو لوگ تعریف کے بھوکے ہوتے ہیں وہ باصلاحیت نہیں ہوتے۔
- اگر وفا کا درس لینا ہو تو پھول سے لو جو پودے سے جدا ہوتے ہی مرجھا جاتا ہے۔
- بڑھاپا زندگی کی مسرتوں کو کم اور زندگی کی ہوس کو زیادہ کر دیتا ہے۔
- دوست بنانے سے پہلے دل میں قبرستان بنا لو تاکہ اس کی برائیاں اس میں دفن کر سکو۔
- عمل علم کو آواز دیتا ہے پس اگر وہ جواب دے تو ٹھہر جاتا ہے۔
- کوئی کمزور شخص تمہاری بے عزتی کرے تو اسے بخش دو، اس لئے کہ بہادروں کا کام معاف کرنا ہے۔
- کسی کو نصیحت نہ کرو کیوں کہ بے وقوف سنتا نہیں اور عقلمند کو اس کی ضرورت نہیں ہوتی۔

☆......مہر وسلیم قادری-کراچی

عظیم لوگوں کی عظیم باتیں

- حسد کرنے والا موت سے پہلے مرجاتا ہے۔(حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)
- گناہ کسی نہ کسی صورت دل کو بے چین رکھتا ہے۔(حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)
- اللہ تعالیٰ کی بہترین نعمت مخلص دوست ہے۔(حکیم اقلیدس)
- دوست کی تعریف محفل میں اور نصیحت اکیلے میں کرو۔(حضرت علی اکرم اللہ وجہہ الکریم)
- معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو تحریر میں لانے کے لئے سستی نہ کرو۔(حدیث نبویؐ)

☆......محمد نعمان-ہربنس پورہ، لاہور

بے نمازی کے لئے حکم

- جنہوں نے نماز کو ضائع کیا وہ عنقریب جہنم کے ایک خاص طبقے میں ڈالے جائیں گے۔(القرآن)
- بے نمازی جب مرے گا تو ذلیل ہو کر مرے گا۔(الحدیث)
- جس نے جان بوجھ کر نماز ترک کی اس نے کفر کیا۔(الحدیث)
- بے نمازی سے خنزیر بھی پناہ مانگتا ہے۔(امام حسینؓ)
- بے نمازی کی دعا قبول نہ ہوگی۔(الحدیث)
- بے نمازی کی عمر میں برکت نہ ہوگی۔(الحدیث)
- بے نمازی واجب القتل ہے۔(امام شافعی)
- بے نمازی کی قبر تنگ کر دی جائے گی اور آخرت میں بڑی سختی سے حساب لیا جائے گا۔(الحدیث)
- بے نمازی بھوک اور پیاس کی حالت میں مرے گا تو اس کی پیاس نہیں بجھے گی اگرچہ دریاؤں کا پانی بھی اسے پلا دیا جائے۔(الحدیث)

☆......محمد نعمان-ہربنس پورہ، لاہور

نماز

جس کی نماز اچھی، اُس کی زندگی اچھی۔ جس کی زندگی اچھی، اس کی موت اچھی۔ جس کی موت اچھی، اس کی قبر اچھی۔ جس کی قبر اچھی، اس کی آخرت اچھی۔ جس کی آخرت اچھی، اس کی جنت پکی۔

☆......محمد عدنان خاں-قلعہ سوکھا سنگھ

غلطی

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نگینہ کے محلے کٹہرہ مسلم میں نگینہ ہیڈ پوسٹ آفس کے پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب کا صاحبزادہ سید واجد حسین نقوی روتا ہوا گھر آیا تو اس کے والد پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب نے وجہ پوچھی تو لڑکے سید واجد حسین نقوی نے بتایا۔ ڈیڈی! مجھے اردو کے استاد سید ساجد حسین نقوی صاحب نے مارا ہے۔ والد پوسٹ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی صاحب بولے۔ بیٹا واجد! ضرور تم سے کوئی غلطی ہوئی ہو گی۔ بیٹا سید واجد حسین نقوی: نہیں ڈیڈی! استاد سید ساجد حسین نقوی صاحب مجھے بہت ڈانٹ رہے تھے تو میں نے ان سے کہا کہ جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔

☆......پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

شادی

کراچی شریف آباد، لیاقت آباد کے علاقے میں مالک سید قیصر علی ترمذی نے اپنے ملازم علی حسن کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔ کبھی تمہاری بیٹی بیمار پڑ جاتی ہے اور کبھی تم ساس کے انتقال پر چلے جاتے ہو۔ آج پھر تم چھٹی لینے آ گئے؟ نوکر علی حسن: حضور! آج تو میری شادی ہے۔

☆......پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

معلومات

- آسمانی کتاب توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔
- حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد بھی تھے اور چچازاد بھائی تھے۔
- مسلمان سائنسدان حکیم بوعلی سینا کا خطاب ''شیخ الرئیس'' ہے۔
- مشہور مسلمان سیاح ابوریحان البیرونی کی مشہور تصنیف ''کتاب الہند'' ہے۔
- آزادی کی تحریک کے رہنما خطیب اور مشہور شاعر مولانا حسرت موہانی نے 1951 میں وفات پائی۔
- مشہور ادیب مرزا رجب علی بیگ سرور انڈیا کے صوبے یو پی کے صدر مقام لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔
- مشہور شاعر اور ادیب بہزاد لکھنوی کا اصل نام سردار حسین خاں ہے۔

☆......پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی-کراچی

قیامت کی نشانیاں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خانہ کعبہ میں امت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کیا میں تمہیں قیامت کی نشانیاں اور شرائط بتاؤں۔ حضرت سلیمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان ضرور ارشاد فرمائیں تاکہ غور و فکر کریں اور محتاط رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ باتیں قیامت کی نشانیاں ہیں۔

- لوگ نمازوں کو ضائع کرنے لگ جائیں گے۔
- نفسانی خواہشات دین پر غالب آ جائیں گی۔
- مالداروں کی تعظیم بجائے دیانتداری کے مال کی وجہ سے کی جائے گی۔
- لوگ زکوٰۃ کو بطور تاوان سمجھیں گے۔
- مال غنیمت کو ہر شخص اپنی دولت سمجھے گا یعنی قرآن کے مطابق اس کی تقسیم نہیں ہوگی۔
- خائن بے ایمان امین مشہور ہوں گے۔
- جن لوگوں کو بولنے کا سلیقہ نہ ہوگا وہ مولوی، عالم، خطیب اور واعظ بن جائیں گے۔
- حق کے دس حصوں میں سے نو کا انکار ہونے لگے گا۔
- مردوں میں موٹاپا بڑھ جائے گا۔
- لونڈیوں سے صلاح و مشورے ہونے لگیں گے۔
- اسلام صرف نام کا رہ جائے گا۔
- قرآن کے حروف رہ جائیں گے اور ان پر عمل نہیں ہوگا۔

- منبر پر نوخیز لوگ خطبہ کہیں گے جنہیں صداقت، دیانت اور تقویٰ سے کوئی لگاؤ نہ ہوگا۔
- کام کی باتیں عورتوں کے حق میں ہوں گی۔
- مسجدوں کو گرجوں کی طرح سجایا جائے گا جن میں ہدایت نہ ہوگی اور ان کے مینار بلند ہوں گے۔
- نمازیوں کی صفیں زیادہ ہوں گی مگر ان کے دلوں میں حسد اور بغض ہوگا۔
- مومن کی اس وقت ناقدری ہوگی، اسے لونڈیوں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔
- امانت دار لوگ بھی خیانت کرنے لگیں گے۔
- ایسا وقت آئے گا کہ اطراف عالم سے لوگوں کے گروہ آئیں گے کہ تمہارے درمیان صلح اور اتفاق پیدا کریں گے، تمہارے جھگڑے چکائیں گے اور غصے مٹائیں گے ان کی شکلیں تو انسانوں کی ہوں گی مگر دلوں میں شیطانیت بھری ہو گی۔
- اس وقت فاسق لوگ امام بن جائیں گے۔
- ان اماموں کے وزیر بدکار ہوں گے۔
- نمازوں کو دنیا کے دھندے کے بدلے برباد کر دیا جائے گا اور کچھ افسوس نہ ہوگا۔
- حج اس وقت بھی ہوگا مگر شہروں کی تفریح کے طور پر۔
- مالدار تجارتی مفاد کے لئے حج کریں گے اور غریب سوال اور گداگری کے لئے۔
- علماء کا حج اس لئے ہوگا کہ ان کے ناموں کے آگے الحاج لکھا جائے گا۔
- اس وقت جھوٹ دنیا پر چھا جائے گا۔
- بڑوں کی عزت نہ ہوگی کیونکہ وہ خود غرض، فرعون اور شیطان ہوں گے۔
- لوگ شہرت کے درپے ہوں گے، خبردار میرا یہ فرمان ہرگز نہ بھولنا نمازیں اول وقت پڑھنا خوب دھیان رکھنا کہ نماز چھوٹنے نہ پائے کیونکہ مسلک اور ایمان ہوا (فضا) میں نماز ہی ترقی کا کام دے گی۔
- سچ بولنے والے سادہ لوگ شریف کو لوگ جھوٹا سمجھیں گے۔
- دمدار ستارہ جو حدیث انقلاب کی علامت نظر آئے گا۔
- مرد اور عورت مشترکہ تجارت کریں گے۔
- بازاروں کی بہتات ہوگی اور بالکل قریب قریب ہوں گے۔ چیزیں مقابلے سے بکیں گی، قمار بازی ہوگی، نفع حلال نہ ہوگا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حیران ہو کر پوچھا کیا حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایسا وقت بھی آئے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں ضرور، میں بذریعہ وحی خفی کہہ رہا ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

☆......طالب دعا: فرید علی نبی-سیت پور

میسج

ہم روزانہ میسج کا Inbox کھولتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے کہ دوستوں نے کون سے میسج بھیجے ہیں لیکن کیا ہم روزانہ قرآن پاک کھولتے ہیں یہ دیکھنے کے لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کون سے میسج بھیجے ہیں۔

☆......ہانیہ-ملتان

دوستی+محبت

دوستی کے بعد محبت ہو سکتی ہے مگر محبت کے بعد دوستی ممکن نہیں کیونکہ دوا موت سے پہلے اثر کرتی ہے موت کے بعد نہیں۔

☆......ہانیہ-ملتان

دعا کی قبولیت کے اوقات

- فرض نماز کے بعد۔
- اذان کے درمیان۔
- تہجد کے وقت۔
- بارش برستے وقت۔
- سفر کرتے وقت۔
- افطار کے وقت۔
- زم زم پیتے وقت۔
- خانہ کعبہ پر پہلی نظر پر۔

☆......ایم فیضان شاہ-رحیم یار خان

قیامت کا منظر

- حضرت ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ''اگر زمین و آسمان والے سارے مل کر کسی بے گناہ کو قتل کریں گے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا۔ (طبرانی)
- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت میں مقتول کا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا اور دوسرے

• کوئی شیشہ انسان کی اتنی حقیقی تصویر پیش نہیں کر سکتا جتنی اس کی گفتگو پیش کرتی ہے۔
• جب تم کسی کو نظر انداز کرو اور وہ تمہیں اس کا بدلہ وفا سے دے تو جان لو کہ وہ تمہیں خود سے زیادہ اور سچی محبت کرتا ہے۔
• سچے دوست خوشیوں میں زینت اور پریشانیوں میں سہارا ہوتے ہیں۔
• کبھی اس شخص کو مت کھونا جسے آپ کا بہت خیال ہو ورنہ ایک دن آپ کو احساس ہوگا کہ آپ نے پتھر جمع کرتے کرتے ہیرا گنوا دیا۔
• اگر آپ کی آنکھ خوبصورت ہے تو آپ کو دنیا اچھی لگے گی۔ اگر آپ کی زبان خوبصورت ہے تو آپ دنیا کو اچھے لگو گے۔
• خوش مزاجی انسان کی خوبصورتی کی کمی کو پورا کر دیتی ہے مگر خوبصورتی کبھی خوش مزاجی کی کمی پوری نہیں کر سکتی۔

☆......محمد نعمان- ہربنس پورہ، لاہور

کیڑا

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پٹواریاں میں ایک پٹواری سید محمد مشیت علی نقوی کے دانتوں میں کیڑا لگ گیا۔ پٹواری صاحب ڈاکٹر سید واجد حسین نقوی کے پاس گیا اور کہا۔ ڈاکٹر صاحب میرے دانتوں میں شدید درد ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: تم تین روز تک مسلسل چائے پاپے کھاؤ۔ پٹواری صاحب نے دو روز تک چائے اور پاپے کھائے تیسرے روز صرف چائے پی تو کیڑا باہر آ کر کہتا ہے۔ آج پاپے نہیں ہیں کیا؟

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی- کراچی

ذرا سوچیے

• ایک کہاوت، ایک کہانی: کتے کا کام ہے انسان کو کاٹنا لیکن انسان کا کام نہیں کتے کو کاٹے۔ سمجھنے والی بات ہے۔
• کسی کے ساتھ وعدہ نہ کریں کیونکہ وعدہ ٹوٹ جاتا ہے۔ کوشش کامیاب ہو جاتی ہے، وہ ضرور کریں۔
• اپنے فیوچر کے بارے کسی کو مت بتائیں کیونکہ جو سوچ لیتے ہیں ہوتا ہی نہیں جو دیکھ لیتے وہ سوچا ہی نہیں ہوتا۔ کر کے دکھائیں۔
• محنتی کے آگے پہاڑ چوٹی ہے اور سست کے آگے چوٹی پہاڑ ہے۔ قائم ہو جائیں آپ بھی۔
• اگر آپ پریشانی سے چھٹکارہ چاہتے ہیں تو نماز پابندی سے ادا کریں بشرطیکہ نیت خالص ہو۔ سکون ضرور ملے گا۔
• انسان کے جسم کی خوراک ہے روٹی اگر وہ روٹی نہ کھائے تو بیمار ہو جاتا ہے، کمزور ہو جاتا ہے۔ اسی طرح انسان کی روح کی خوراک ہے اللہ تعالیٰ کا ذکر۔ وہ ضرور کریں ان شاء اللہ ضرور سکون ملے گا۔

☆......رانا محمد عمر حیات- گوجرانوالہ

توبہ کرو

جیسا کہ آپ جانتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے لاڈلے نبی تھے۔ آپ (موسیٰ علیہ السلام) اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کے لئے اپنی مخصوص جگہ ''پہاڑ'' پر جا کر اللہ تعالیٰ سے رجوع کرتے تھے جو بات آپ کرتے تھے اس بات کا جواب غیب آواز سے آتا۔ آپؑ ایک دن اسی پہاڑ پر گئے اور عرض کیا۔ اے رب کریم! اپنی حیاتی میں میں نے بہت سی باتیں آپ سے کیں، بہت سی معلومات حاصل کیں لیکن ابھی ایک سوال باقی ہے تو غیب سے آواز آئی کون سا سوال باقی ہے اے موسیٰ! حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پروردگار اپنی رحمت اپنا کرم اپنی بخشش دکھا اور انسان کی ساری زندگی کے گناہ دکھا۔ تو غیب سے آواز آئی۔ موسیٰ اپنے عقب میں دیکھو۔ دور تک پانی ہی پانی تھا سمندر کی مانند۔ جہاں تک نظر جاتی تھی پانی ہی تھا۔ اس سمندر کے بیچ ایک درخت تھا اس درخت پر ایک چڑیا بیٹھی تھی۔ اس چڑیا کے منہ میں تھوڑی سی مٹی تھی۔ یہ سب دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سوچ میں پڑ گئے۔ عرض کیا اے پروردگار! یہ کیا ماجرا ہے؟ تو آواز آئی۔ یہ جو سمندر ہے میری رحمت ہے کرم ہے بخشش ہے اور یہ جو درخت ہے یہ سارا جہان ہے جو چڑیا بیٹھی ہے یہ انسان ہے جو اس کی چونچ مٹی ہے وہ انسان کے گناہ ہیں۔ اگر یہ چڑیا چونچ کھول کر مٹی سمندر میں پھینک دے تو میری اتنی بڑی رحمت کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تو کیوں نہ انسان اپنے گناہوں سے توبہ کرے تو میں کیوں نہ اس کو معاف کروں۔ انسان تو خود نادان ہے سوئی ہوئی لاش ہے۔ جس کو اپنے آپ کو ہوش میں لانا کوئی مشکل کام نہیں۔ تو گنہگارو! ہوش میں آؤ اپنے گناہوں کی معافی مانگو کیونکہ رب کی رحمت بہت بڑی ہے اس سے مایوس نہ ہونا۔ اگر بھولے سے کوئی گناہ ہو بھی جائے تو اپنے رب سے

توبہ کرو، وہ ضرور معاف کرے گا اور سب سے بڑا معاف کرنے والا وہی رب العالمین ہے۔

☆......رانا محمد عمر حیات- گوجرانوالہ

بچے سب سے اچھے

• ایک سٹوڈنٹ دوسرے سکول میں داخلہ لینے گیا۔ استاد صاحب نے پوچھا: تمہیں کیا کیا آتا ہے، مجھے کچھ سناؤ۔ سٹوڈنٹ: کہاں تک سنو گے کہاں تک سناؤں، ہزاروں ہی افسانے ہیں کیا کیا سناؤں۔
• بوڑھی عورت: بیٹا! کیا تمہاری گھڑی ٹائم بتاتی ہے؟ لڑکا: جی بتاتی تو نہیں دیکھنا پڑتا ہے۔
• استاد (شاگرد سے): تم کلاس کے سب سے نکمے لڑکے کیوں ہو؟ شاگرد: اس لئے کہ جو لڑکا مجھ سے نکما تھا وہ سکول چھوڑ گیا۔
• استاد: میں تم سے اتنی دیر سے سوال پوچھ رہا ہوں تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ شاگرد: جناب میری امی منع کرتی ہے کہ بڑوں کو جواب نہیں دیتے۔
• ایک لڑکے کو تصویر بنانی نہیں آتی تھی۔ ایک دن اس نے اپنے دوست حامد کی تصویر بنائی اور تصویر کو دیکھ کر کہنے لگا۔ حامد تم کتنے بدل گئے ہو؟
• امی: کیا لکھ رہی ہو رشیدہ؟ رشیدہ: امی خط لکھ رہی ہوں۔ امی: لیکن تمہیں خط لکھنا تو آتا نہیں۔ رشیدہ: جس سہیلی کو خط لکھ رہی ہوں اس کو پڑھنا کب آتا ہے۔
• باپ: یہ تم میز پر کیا لکھ رہے ہو؟ بیٹا: ابا جان! ماسٹر صاحب نے کہا تھا کہ میز پر مضمون لکھ کر لانا۔
• استاد (نئے داخل ہونے والے چھوٹے بچے سے): بیٹا! ذرا گنتی تو سناؤ، پتہ لگے کہاں تک آتی ہے۔ بچہ: ایک دو تین، چار پانچ چھ، سات آٹھ نو، دس غلام بیگم بادشاہ۔
• بچہ: امی اس وقت رات میں میں یہ پاپڑ نہیں کھاؤں گا۔ ماں: شاباش تمہیں پتہ لگ گیا ہے کہ اس سے بدہضمی ہو جاتی ہے۔ بچہ: امی یہ بات نہیں ہے بلکہ پاپڑ چبانے سے شور ہو گا اور صبح پڑوسی مجھ سے لڑیں گے کہ ہمیں سونے نہیں دیا۔

☆......محمد ذاکر- ہلاں، ہزاں کشمیر

رشتہ

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی تحصیل نجیب آباد کے موضع حسین پور کے محلے پٹواریاں کے پرائمری سکول کی کلاس اوّل میں ہیڈ ماسٹر سید زاہد حسین نقوی نے اپنے طالب علیم سید واجد حسین نقوی سے پوچھا: بتاؤ زمین اور چاند کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ شاگرد: بہن بھائی کا۔ ہیڈ ماسٹر: وہ کیسے؟ شاگرد: کیونکہ ہم چاند کو ماموں اور زمین کو ماں کہتے ہیں۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی- کراچی

استری

ملیر کالونی کراچی نزد چوراہا جناح سکوائر شاہراہ لیاقت مارکیٹ سید ناصر علی زیدی کا لڑکا سید ذاکر حسین زیدی عرف ننن ایک دھوبی کے پاس گیا اور بولا۔ استری کے کتنے روپے لو گے؟ دھوبی شبو: جناب! پندرہ روپے۔ لڑکا: پندرہ روپے نکال کر میز پر رکھے اور استری اٹھا کر بھاگ گیا۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی- کراچی

قیامت کی 72 نشانیاں

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے قریب 72 نشانیاں پیش آئیں گی۔

1- لوگ نماز غارت کرنے لگیں گے یعنی نمازوں کا اہتمام رخصت ہو جائے گا۔
2- امانت ضائع کرنے لگیں گے۔
3- سود کھانے لگیں گے۔
4- جھوٹ کو حلال سمجھیں گے۔
5- معمولی معمولی باتوں پر خونریزی کرنے لگیں گے۔
6- اونچی اونچی بلڈنگیں بنائیں گے۔
7- دین بیچ کر دنیا کمائیں گے۔
8- قطع رحمی یعنی رشتہ داروں سے بدسلوکی ہو گی۔
9- انصاف نایاب ہو جائے گا۔
10- جھوٹ سچ بن جائے گا۔
11- لباس ریشم کا پہنا جائے گا۔
12- ظلم عام ہو جائے گا۔
13- طلاقوں کی کثرت ہو گی۔
14- ناگہانی موت عام ہو جائے گی کہ اچانک پتہ چلے گا کہ فلاں شخص ابھی زندہ تھا اور ابھی مر گیا۔

15- خیانت کرنے والوں کو امین سمجھا جائے گا۔
16- امانت دار کو خائن سمجھا جائے گا۔
17- بارش کے باوجود گرمی ہوگی۔
18- لوگ ایک دوسرے پر جھوٹی تہمتیں لگائیں گے۔
19- جھوٹے کو سچا سمجھا جائے گا۔
20- سچے کو جھوٹا سمجھا جائے گا۔
21- لوگ اولاد کی خواہش کرنے کی بجائے اولاد سے کراہت کریں گے۔
22- کمینوں کے ٹھاٹھ ہوں گے۔
23- شریفوں کے ناک میں دم آ جائے گا۔
24- امیر اور وزیر جھوٹ کے عادی بن جائیں گے۔
25- امین خیانت کرنے لگیں گے۔
26- سردار ظلم کریں گے۔
27- عالم اور قاری بدکار ہو جائیں گے۔
28- لوگ جانوروں کی کھالوں کے لباس پہنیں گے۔
29- نگران کے دل مردار سے زیادہ بدبودار ہوں گے۔
30- اور ایلوے سے زیادہ کڑوے ہوں گے۔
31- سونا عام ہو جائے گا۔
32- چاندی کی مانگ ہوگی۔
33- گناہ زیادہ ہو جائیں گے۔
34- امن کم ہو جائے گا۔
35- قرآن کریم کے نسخوں کو آراستہ کیا جائے گا اور اس پر نقش و نگار کیے جائیں گے۔
36- مسجدوں میں نقش و نگار کیے جائیں گے۔
37- اونچے اونچے مینار بنیں گے۔
38- لیکن دل ویران ہوں گے۔
39- شرابیں پی جائیں گی۔
40- شرعی سزاؤں کو معطل کر دیا جائے گا۔
41- لونڈی اپنے آقا کو جنے گی یعنی بیٹی ماں پر حکمرانی کرے گی۔
42- جو لوگ ننگے پاؤں ننگے بدن اور غیر مہذب ہوں گے بادشاہ بن جائیں گے۔
43- تجارت میں عورت مرد کے ساتھ شرکت کرے گی۔
44- مرد عورتوں کی نقالی کریں گے۔
45- عورتیں مردوں کی نقالی کریں گی یعنی مرد عورت جیسا حلیہ بنائیں گے اور عورتیں مردوں جیسا حلیہ بنائیں گی۔
46- غیر اللہ کی قسمیں کھائی جائیں گی۔
47- مسلمان بھی بغیر کہے جھوٹی گواہی دینے کے لئے تیار ہو جائیں گے۔
48- صرف جان پہچان کے لوگوں کو سلام کیا جائے گا۔
49- غیر دین کے لئے شرعی علم پڑھا جائے گا۔
50- آخرت کے کام سے دنیا کمائی جائے گی۔
51- مال غنیمت کو ذاتی جاگیر سمجھ لیا جائے گا۔
52- امانت کو لوٹ کر مال سمجھا جائے گا۔
53- زکوٰۃ کو جرمانہ سمجھا جائے گا۔
54- سب سے ذلیل آدمی قوم کا لیڈر اور قائد بن جائے گا۔
55- آدمی اپنے باپ کی نافرمانی کرے گا۔
56- آدمی اپنی ماں سے بدسلوکی کرے گا۔
57- دوست کو نقصان پہنچانے سے گریز نہیں کریں گے۔
58- مرد بیویوں کی اطاعت کریں گے۔
59- بدکاروں کی آوازیں مسجدوں میں بلند ہوں گی۔
60- گانے والی عورتوں کی تعظیم و تکریم کی جائے گی۔
61- گانے بجانے اور موسیقی کے آلات کو سنبھال کر رکھا جائے گا۔
62- سرِراہ شرابیں پی جائیں گی۔
63- ظلم کو فخر سمجھا جائے گا۔
64- انصاف بکنے لگے گا یعنی عدالتوں میں انصاف فروخت کیا جائے گا۔
65- پولیس والوں کی کثرت ہوگی۔
66- قرآن کریم کو نغمہ سرائی کا ذریعہ بنایا جائے گا یعنی موسیقی کی لے میں قرآن کریم کی تلاوت کی جائے گی۔
67- درندوں کی کھال استعمال کی جائے گی۔
68- امت کے آخری لوگ اپنے سے پہلے لوگوں پر لعن طعن کریں گے۔
69- یا تو تم پر سرخ آندھی اللہ کی طرف سے آئے گی۔
70- یا تو زلزلے آئیں گے۔
71- یا لوگوں کی صورتیں بدل جائیں گی۔
72- یا آسمان سے پتھر برسیں اور یا اللہ کی طرف سے کوئی اور عذاب آ جائے گا۔

اب آپ ان علامات پر ذرا غور کر کے دیکھیں کہ یہ سب علامات ایک ایک کر کے کس طرح صادق ہو رہی ہیں۔ اس وقت جو عذاب ہم پر مسلط ہیں یعنی کبھی سیلاب کا آنا، کبھی

زلزلے آنا، ہماری انہی بداعمالیوں کی وجہ سے ہیں۔

☆...... عفیفہ عندلیب-علی پور چٹھہ

اچھے دوست...... آنکھ اور ہاتھ کی مثل

اچھے دوست ہاتھ اور آنکھ کی طرح ہوتے ہیں جب ہاتھ کو تکلیف ہوتی ہے تو آنکھ روتی ہے اور جب آنکھ روتی ہے تو ہاتھ آنسو پونچھتا ہے۔

☆...... محمد ذاکر-ہلاں، آزاد کشمیر

باتوں کی مہک

● جب تک کوئی قوم "خواب غفلت" سے بیدار نہ ہو کبھی ترقی نہیں کر سکتی اس لئے ضروری ہے کہ پہلے خود جاگو پھر دوسروں کو جگاؤ۔ قومی ترقی کے لئے واقعی یہ ایک بہترین اصول زندگی ہے۔

● آج کل جو لوگ دوستی کا دم بھرتے ہیں وہی ایک دن فریب دیتے ہیں اور اپنے کئے ہوئے وعدے بھی بھول جاتے ہیں۔

● مطلب پرست آدمی کا ساتھ بہت جلد آدمی کو برباد کر دیتا ہے اس لئے احمق اور مطلب پرست کی محبت سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

● دوست وہ ہے جو تمہارے برے وقت پر کام آئے تمہاری خوشی سے خوش ہو اور غم آئے تو شریک ہو، اس اعتبار سے اچھے دوست کا نہ ہونا انسان کی بڑی بدنصیبی ہے۔

● کوئی کام ناممکن نہیں ہے۔ بشرطیکہ آدمی کا عزم جوان ہو۔

● بڑوں کی غلطیوں کی گرفت مت کرو بڑوں کی غلطیاں بھی قیمتی ہوتی ہیں بشرطیکہ ان غلطیوں کا اعادہ نہ کیا جائے بلکہ ان سے درس عبرت لیا جائے۔

● تحریر و تقریر میں سادگی و دلکشی اختیار کرنا بنیادی خوبی ہے اور اثر "اخلاص" سے ہی پیدا ہوتا ہے۔ واقعی اخلاص و اخلاق بڑی خوبیاں ہیں۔

● تجربے نے یہ راز کھول دیا کہ تصور اور حقیقت میں زمین و آسمان کا فرق ہوا کرتا ہے۔

● جو علم و فن زندگی میں پنہاں ہے اسے بلا تکلف ظاہر کرتا کہ انسانیت کو فائدہ حاصل ہو سکے۔

● اچھے آدمی اپنے فرائض خوش دل کے ساتھ ادا کیا کرتے ہیں۔

● آدمی کی زندگی اوّل تا آخر حالات و واقعات کی ایک نرالی کہانی ہوتی ہے۔

● فرصت کے وقت مطالعہ اور مضمون نگاری سے بہتر کوئی اور مشغلہ نہیں ہے۔

● افسوس ہے اس بات کا کہ ایک کام شروع ہو کر نامکمل رہ جائے کسی شے کے بلند معیار برقرار رکھنا اور پھر خوبصورتی سے نبھانا حقیقت میں کمال ہے۔

● کوئی اہل قلم اپنی کسی چیز کو شاہکار کہہ سکتا ہے؟ یہ ایک مشکل مسئلہ ہے جس تخلیق و تحریر کو خواص و عوام بہت پسند کریں بس وہی شاہکار قرار دی جا سکتی ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ بڑے سے بڑا ادیب بھی طالب علم ہوا کرتا ہے۔

● سب کو خوش رکھنا بہت مشکل ہے اس لئے کوشش اس بات کی کرو کہ اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں۔ دراصل اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کافی ہے۔ ساری محبتیں ان دو کی عظمت و شان پر قربان کر دو اور بس۔

☆...... جواد احمد خاں بلوچ-ساہیوال

اقوالِ زرّیں

● عزت وہ نہیں ہوتی کہ لوگ تمہارے منہ پر میٹھا بولیں بلکہ عزت تو وہ ہوتی ہے کہ تمہارے پیچھے تمہیں اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے۔

● جو دوسروں کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے وہ حقیقت میں اپنے کردار کی برائیاں دوسروں میں تلاش کرتا ہے۔

● مصیبت میں ہو تو یہ نہ سوچو کہ کون سا دوست کام آئے گا بلکہ یہ سوچو کہ اب کون سا دوست چھوڑ جائے گا۔

● حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ آدمی برا کب بنتا ہے؟ آپؓ نے فرمایا: جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھنے لگے۔

● دو بھائیوں میں صلح کرا دینا نماز، روزہ اور صدقے سے بڑی نیکی ہے۔

● مصیبت کی شکایت مت کرو اس سے اللہ تعالیٰ ناراض اور دشمن خوش ہوتے ہیں۔

● کسی سے ملو اس طرح کہ وہ دوبارہ آپ سے ملنے کی تمنا کرے۔

☆...... ابرار احمد-گگو منڈی

جمعتہ المبارک کی فضیلت

الله تعالیٰ فرماتے ہیں: "اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ کی یاد (نماز) کے لئے جلدی چل پڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ تمہارے حق میں یہ بہت ہی بہتر ہے اگر تم سمجھتے ہو تو۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ہم سب امتوں کے بعد دنیا میں آئے لیکن قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے۔ فرق صرف یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ کو ہم سے پہلے اللہ کی کتاب ملی پھر یہی جمعہ کا دن ان کے لئے ہوا ہے لیکن انہوں نے اس میں اختلاف کیا اور ہم کو اللہ تعالیٰ نے اس کی ہدایت کر دی۔ سب لوگ ہمارے پیچھے ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن ہر شخص پر غسل اور مسواک کرنا واجب ہے اور اگر خوشبو میسر ہو تو اس کا بھی لگانا ضروری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی جمعہ کے دن غسل کرے اور اپنے گھر میں دستیاب تیل لگائے یا گھر کی خوشبو میں سے خوشبو لائے پھر نماز جمعہ کے لئے نکلے امام خطبہ دینے لگے تو خاموشی سے سنتا رہے اس سے جمعہ تک کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمعہ کے دن کا ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: اس دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے اگر کوئی مسلمان بندہ اس گھڑی میں آ کر کھڑا ہو کر نماز پڑھتے ہوئے اللہ سے کچھ مانگے تو اللہ اس کو ضرور عنایت فرماتے ہیں اور ہاتھ سے اشارہ کر کے آپ نے بتایا کہ وہ گھڑی تھوڑی سی ہے۔

☆...... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

ڈرتے نہیں!

ہم لوگ سانپ سے ڈرتے ہیں کہ وہ ڈس نہ لے۔ آگ سے گھبراتے ہیں کہیں جھلسا نہ دے۔ پانی سے خوفزدہ ہیں کہیں اس کی لہریں ہمیں نگل نہ لیں۔ امراض سے بھاگتے ہیں کہ ہلاک نہ کر دیں۔ آفات سے ڈرتے ہیں کہ تباہ نہ کر دیں لیکن اس خدا سے کیوں نہیں ڈرتے جو ان تمام چیزوں پر قادر ہے اور اس کے حکم کے بغیر کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔

☆...... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

کیا فائدہ

اس زبان کا...... جو قول پورا نہ کرے۔
اس دوست کا...... جو مشکل میں ساتھ چھوڑ دے۔
اس عقل کا...... جو انسان کو حیوان بنا دے۔
اس دماغ کا...... جو اچھے کام کی ترغیب نہ دے۔
ان کانوں کا...... جو چغلی سنیں۔
اس علم کا...... جو اپنے تک محدود ہو۔
اس دل کا...... جو دنیا کی رنگینیوں میں کھو جائے۔

☆...... عبداللہ حسن چشتی - سیت پور

خیر مبارک

انڈیا کے صوبے یو پی کے مشہور تاریخی ضلع بجنور کی قدیم مشہور بستی منڈاور کے محلے شاہ ولایت میں ایک زمیندار اور گنا فیکٹری کے سپروائزر صاحب گلی سے گزر رہے تھے۔ وہاں سے انہیں ایک ہزار روپے کا نوٹ ملا جس پر "عید مبارک" لکھا ہوا تھا۔ انہوں نے جیب سے ایک ہزار روپے کا نوٹ نکالا اور اس پر "خیر مبارک" لکھ کر پہلے نوٹ کی جگہ رکھ دیا۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی - کراچی

ہوش

کراچی کی ایک مارکیٹ میں ایک آدمی ٹھیلے والے (سبزی فروش) کے پاس پہنچا تو سبزی فروش سبزی پر پانی چھڑک رہا تھا۔ اس آدمی (گاہک) بولا: جب کر لیے ہوش میں آ جائیں تو ایک کلو دے دینا۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی - کراچی

نیک کام

ایک سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے پہلی جماعت کے طالب علم سے پوچھا۔ تم نے کبھی نیک کام کیا ہو تو بتاؤ؟ شاگرد: ایک دفعہ ایک آدمی ریلوے سٹیشن جا رہا تھا، وقت بہت کم تھا گاڑی آنے والی تھی، میں نے اس کے پیچھے اپنا کتا چھوڑ دیا، وہ آدمی سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا اور وقت پر ریلوے سٹیشن پہنچ گیا۔

☆...... پروفیسر ڈاکٹر واجد نگینوی - کراچی

حکایات سعدیؒ...... شتر سوار کی موت

بیان کیا جاتا ہے ایک شخص جو ننگے سر اور ننگے پاؤں تھا اور جس کے پاس سواری کا کوئی جانور بھی نہ تھا، حجاز جانے والے ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا، وہ اپنی دھن میں کہتا جاتا تھا۔ نہ میں اونٹ پر سوار ہوں اور نہ اونٹ کی طرح بوجھ میری پشت پر لدا ہوا ہے، نہ کسی ملک کا بادشاہ ہوں اور نہ کسی بادشاہ کا غلام، نہ مجھے کوئی غم ستاتا ہے نہ فکر، آرام اور آزادی کے ساتھ زندگی گزار رہا ہوں۔ ایک شتر سوار نے اسے دیکھا تو کہا۔ اے شخص تو اس حالت میں ہمارے ساتھ کہاں جا رہا ہے؟ تیرے بھلے کی کہتا ہوں لوٹ جا، راستے کی سختیاں تجھے ہلاک کر دیں گی۔ اس شخص نے شتر سوار کی بات پر کچھ توجہ نہ دی اور برابر سفر کرتا رہا۔ جب قافلہ نخلہ محمود نامی مقام پر پہنچا تو اچانک اس شتر سوار کو معمولی سی تکلیف ہوئی اور وہ مر گیا۔ اس کی موت کی خبر مشہور ہوئی تو وہی بے نوا مسافر اس کی میت کے سرہانے آیا اور کہا ہم تو اس سختی میں زندہ ہیں لیکن تو ہر طرح کی آسائش میں رہتے ہوئے مر گیا — "رہ گیا تھک کے تیز رو گھوڑا...... پہنچا منزل پہ اپنی لنگڑا گدھا...... مر گئے تندرست طاقتور...... ٹل گئی زخمیوں کے سر سے قضا"۔

وضاحت: حضرت سعدیؒ نے اس حکایت میں یہ بات بتائی ہے کہ جن لوگوں کو سختیاں برداشت کرنے کی عادت ہوتی ہے وہ ہمیشہ خوش و خرم رہتے ہیں، موت بھی ان کے پاس آتے ہوئے گھبراتی ہے۔ ان کے مقابلے میں لاڈ کے پلے ہوئے، فکروں اور غموں میں بھی گھرے رہتے ہیں اور ان کی عمریں بھی کم ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ اس حکایت میں یہ سبق بھی ہے کہ دنیاوی اسباب کی بنا پر کوئی رائے قائم کر لینا مناسب بات نہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ حفاظت کا معقول سامان رکھنے والا ہلاک ہو جاتا ہے اور بے نوا محفوظ رہتا ہے۔

☆...... تلاش: ایس امتیاز احمد - کراچی

لطائف

ایک باپ نے استاد سے پوچھا۔ میرا بیٹا تاریخ میں کیسا جا رہا ہے؟ کیونکہ جب میں طالب علم تھا اور پڑھا کرتا تھا تو تاریخ سے مجھے سخت نفرت تھی۔ استاد نے کہا۔ جناب تاریخ اپنے آپ کو دہرا رہی ہے۔

ایک بھکاری نے بس سٹاپ پر کھڑے ایک صاحب سے بھیک مانگی۔ صاحب مجھے دو روپے دے دو میں نے کل سے کھانا نہیں کھایا۔ وہ صاحب بولے۔ ٹماٹر کھاؤ۔ وہ بھکاری پھر بولا۔ صاحب مجھے دو روپے خیرات کر دو۔ وہ صاحب پھر بولے۔ اتنے ہٹے کٹے ہو ٹماٹر کھاؤ۔ بھکاری نے برابر کھڑے صاحب سے پوچھا۔ صاحب میں اس آدمی سے دو روپے مانگتا ہوں تو یہ کہتا ٹماٹر کھاؤ۔ وہ صاحب بولے بھائی یہ توتلا ہے کہتا ہے کما کر کھاؤ۔

☆...... عفیفہ عندلیب - علی پور چٹھہ

اللہ تعالیٰ کن لوگوں سے محبت کرتا ہے؟

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (آل عمران: 146)

بیشک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (الممتحنہ: 8)

بیشک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے جو اس پر بھروسہ کرتے ہیں۔ (آل عمران: 159)

بیشک اللہ تعالیٰ اُن سے محبت کرتا ہے جو بہت توبہ کرتے ہیں۔ (البقرہ: 222)

اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (توبہ: 108)

دعا کیجئے: اے اللہ ہمیں وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما جن کی وجہ سے تو محبت کرتا ہے۔ آمین!

☆...... محمد زبیر - لاہور

اگر فلاح چاہتے ہو تو اللہ کا ذکر کیا کرو

کل فرصت نہ ملی تو کیا کرو گے؟

اتنی مہلت نہ ملی تو کیا کرو گے؟

روز کہتے ہو کل پڑھوں گا نماز، کل اگر سانس نہ رہی تو کیا کرو گے؟

جب میں چاہتا ہوں کہ اللہ سے بات کروں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب میرا دل چاہتا ہے کہ اللہ مجھ سے بات کرے تو میں نماز پڑھتا ہوں۔ (حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم)

☆...... محمد زبیر - لاہور

مجھے یہ شعر پسند ہے

مہندی رنگ لاتی ہے سوکھ جانے کے بعد
کوئی کسی کو یاد آتا ہے دور جانے کے بعد
✪ .... غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

جس کے پاس ہے سرمایہ وہ جتنی چاہے خریدے
سنا ہے اب محبتوں کا جمعہ بازار لگتا ہے
✪ .... حماد ظفر ہادی-گوجرہ

دل میرا اوں جیہاں درزی دیاں لیراں
تیرا دل پیوں جیہاں لوہے دیا زنجیراں
✪ .... سید فیضان شاہ-کوٹلی

تم سے بچھڑ کر فقط اتنا ہوا ہادی
تیرا گیا کچھ نہیں میرا بچا کچھ نہیں
✪ .... حماد ظفر ہادی-گوجرہ

وہ ہمسفر تھا مگر اس میں ہمنوائی نہ تھی
بچھڑنے والے میں سب کچھ تھا بے وفائی نہ تھی
✪ .... محمد علی-ڈڈیال

ہم دعا لکھتے رہے لوگ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا
✪ .... سید فیضان شاہ-کوٹلی

اس کے اک لمحے کی حفاظت کرنا اے میرے خدا
معصوم سا چہرہ ہے اداس ہو تو اچھا نہیں لگتا
✪ .... محمد عثمان-لیہ

گرتے رہے لوگ مسجدوں میں اپنی ہی حسرتوں کی خاطر اقبال
اگر عشق خدا میں گرے ہوتے تو آج مے خانوں کی جگہ مسجدیں آباد ہوتیں
✪ .... محمد عثمان-کروڑ لعل عیسن

صرف اتنا بتا دو کہ ہمیں تنہا چھوڑنے کی کیا وجہ تھی دوست!
کمی ہم میں تھی یا ہماری محبت میں دیکھی
✪ .... طاہر محمود طاہری-اسلام آباد

پیار کر کے کسی کو دھوکہ مت دینا
پیار کے آنسوؤں کا تحفہ مت دینا

کوئی روئے تمہیں یاد کر کے
زندگی میں کسی کو ایسا موقع مت دینا
✪ .... وحید علی عبدالمجید-ماتانوالہ

آج تیرے شہر میں اجنبی بن کر آیا ہوں
تیری یادوں کا انمول تحفہ ساتھ لایا ہوں
✪ .... محمد واصف-واہ کینٹ

میں نے پوچھا کالے بادلوں سے چاند نکلتا کس طرح
دلبر نے اپنے چہرے سے زلفیں ہٹا کر کہا اس طرح
✪ .... نامعلوم

پیار اگر خیرات میں بھی مل جائے تو لیتے ہیں
عارف یہ وہ صدقہ ہے جو سادات بھی لے لیتے ہیں
✪ .... سید عارف شاہ-جہلم

خود کو پھول بنایا تمہیں خوشبو بناؤں کیسے
تم میرے دل میں سمائی ہو تجھے بتاؤں کیسے
✪ .... سید عارف شاہ-جہلم

صرف وقت گزارنا ہو تو کسی اور کو اپنا لینا دوست!
ہم تو پیار اور محبت عبادت کی طرح کرتے ہیں
✪ .... ایم فاروق-رحیم یار خان

موت مانگوں تو زندگی خفا ہو جاتی ہے
زہر لوں تو وہ بھی دوا ہو جاتی ہے
اب تو ہی بتا کہ میں کیا کروں نوری
جس کو چاہتا ہوں وہ بے وفا ہو جاتی ہے
✪ .... غلام نبی نوری-کھڈیاں خاص

وفا کو ہم دفا دیتے ہیں، بے وفا کو ہم بھلا دیتے ہیں
جو ہمیں وفا سے دل میں بٹھا لیتے ہیں ہم انہیں اپنا بنا لیتے ہیں
✪ .... محمد علی-ڈڈیال

دل سے دل جدا نہیں ہوتے یوں ہر کسی پر فدا نہیں ہوتے
پیار سے بڑ تو دوستی کا رشتہ ہے کیونکہ دوست کبھی بے وفا نہیں ہوتے
✪ .... محمد علی-ڈڈیال

چلو اپنی چاہتیں نیلام کرتے ہیں
دوستی کا سودا سر عام کرتے ہیں
تم اپنے دکھ ہمارے نام کر دو دوست
ہم اپنی خوشیاں تمہارے نام کرتے ہیں
✪ .... حماد ظفر ہادی-گوجرہ

کب بھلائے جاتے ہیں دوست دور رہ کر بھی
دل ٹوٹ تو جاتے ہیں مگر پھر بھی سینے میں رہے ہیں
✪ .... حماد ظفر ہادی-گوجرہ

ہم نے خود میں تم کو پرویا ہے ایک تسبیح کی طرح یاد رکھنا
اگر ہم ٹوٹے تو بکھر تم بھی جاؤ گے
✪ .... ایم فاروق

کر لے کوئی یاد تو ہم بھی اسے یاد کر لیا کرتے ہیں دوست!
باقی اب ہماری عادت نہیں رہی مصروف لوگوں کو تنگ کرنے کی
✪ .... ایم فاروق

آج تم ان کی یادوں میں ایسے کھوئے ہوئے ہو فراز
جیسے تنہا کشتی کو سمندر میں شام ہو جائے
✪ .... حسنین کاظمی-منڈی بہاؤالدین

رب نہ کرے کہ یہ زندگی کبھی کسی کو دغا دے
کبھی کسی کو رلائے نہ دل کی لگی مولا سب کو دعا دے
✪ .... حسنین کاظمی-منڈی بہاؤالدین

وعدہ تھا ان کا رات کو آئیں گے خواب میں نذیر
اور ہم تھے کہ رات بھر خوشی سے سو نہ سکے
✪ .... نذیر احمد خان جوئیہ-اسلام آباد

عشق والے تو آنکھوں کی زبان سمجھ لیتے ہیں
ملتے ہیں سپنوں میں تو ملاقات سمجھ لیتے ہیں
ارے روتا ہے آسمان بھی اپنے پیار کے لئے
جانے کیوں لوگ اسے برسات سمجھ لیتے ہیں
✪ .... داصف علی آرائیں-بھریارروڈ

معاف کرنا مجھے اے دل اس میں نہ ہے کوئی خطا میری
جسے سمجھتی تھی میں نیکی بن کے ملی وہ مجھے سزا میری
✪ .... عابدہ رانی-گوجرانوالہ

سندر ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوتا ہو گا
پھول سے ہونٹ جب کھلتے ہوں
گے قسمت والا سنتا ہو گا
✪ .... عابد علی آرزو-سانگلہ ہل

جب یاد میری آئے تو ستاروں پہ نظر کرنا
ٹوٹ کے سنائیں گے داستاں میرے دل کی
✪ .... اورنگ زیب-جہلم

نہ آیا وہ میرے مرنے کی خبر سن کر بھی میرا حال پوچھنے وہی
کہ شاید یہ بھی ملنے کا ایک نیا بہانہ ہے
✪ .... ریاست خان-میانوالی

پیار جھوٹا سہی دنیا کو دکھانے آ جا
تو کسی اور سے ملنے کے بہانے آ جا
✪ .... سلیمان-آمان کوٹ

جب لوگ جذبوں کی توقیر نہیں کرتے
ہم بھی کوئی اپنا دکھ تحریر نہیں کرتے
دل چیرتا ہے اس کا روکھا پن
کرتی ہے زباں وہ کچھ جو تیر نہیں کرتے
✪ .... محمد شہباز گل-گوجرانوالہ

شکستہ دل ہوں مگر ملتا ہوں ہر ایک سے ہنس کر بھی
یہی تو فن ہے جو آیا ہے بہت کچھ کھو جانے کے بعد
✪ .... محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

ہاتھوں کی لکیروں میں قسمت نہیں ہوتی
کٹے ہاتھوں کی بھی خدا تقدیر لکھتا ہے
✪ .... ساجد حسن-مظفر گڑھ

یہ دنیا تجھے اس موڑ پہ لے آئے گی زید
ہنسنا تو بڑی بات ہے تم رو بھی نہ سکو گے
✪ .... ایم زیڈ اے گبول-کراچی

کاش میں کوئی پھول ہوتا تو تیرے ہاتھوں میں ہوتا
تو میری خوشبو سونگھتی میں تیرے ہونٹوں کو چومتا
✪ .... کالو پردیسی بلبئی-کراچی

ٹکا لہو چمن کا آگ آفتاب سے
ٹکرا گئی میری نظر کسی کے نقاب سے
✪ .... سید عارف شاہ-جہلم

مت سمجھنا کہ سو کر تجھے بھول جاتے ہیں
ہم تو سوتے ہیں صرف تمہیں دیکھنے کے لئے

✪ .... عبدالصمام-اٹک
ان کے لئے جب بھٹکنا چھوڑ دیا
یاد میں ان کی جب تڑپنا چھوڑ دیا
وہ روئے بہت آ کر تب زمانے پاس
جب ہمارے دل نے دھڑکنا چھوڑ دیا

✪ .... شہناز مجید-میرپور ماتھیلو
پھولوں کی خوشبو سے بھی محبت کی مہک زیادہ ہے
ہم آپ کو زندگی میں کبھی نہیں چھوڑیں گے وعدہ ہے

✪ .... امجد وکی کوروٹانہ-لکڑیانوالہ
ہمارا حق تو نہیں ہے پھر بھی یہ تم سے پوچھتے ہیں
ہماری زندگی تم لے لو مگر اداس مت رہا کرو

✪ .... سید محسن رضا-جلالپور جٹاں
ایک چہرے پہ کئی کئی چہرے چڑھا لیتے ہیں لوگ
جس کو دیکھنے کے لئے تڑپتے تھے اسی کو انجان بنا دیتے ہیں لوگ

✪ .... محمد آفتاب شاد-کوٹ ملک دوکوٹہ
نہیں ہنسیں ابھی نہیں پھر کبھی سہی
حال دل سنانے کو ابھی زندگی باقی ہے

✪ .... امین مراد انصاری-کراچی
محبت کا بچھڑ جانا تو اک رسم ہے جنید
عجیب بات تو یہ ہے کہ دوست بھی بے وفا ہو جاتے ہیں

✪ .... جنید اقبال-اٹک
شعلہ تھا جل بجھا ہوں ہوائیں مجھے نہ دو
میں کب کا جا چکا ہوں صدائیں مجھے نہ دو
جو زہر پی چکا ہوں تمہی نے مجھے دیا
اب تم تو زندگی کی دعائیں مجھے نہ دو

✪ .... سید ہمراز نرائن کشمیری-مظفر آباد
یہ وفا کی سخت راہیں یہ ہمارے پائے نازک
نہ لو انتقام مجھ سے میرے ساتھ ساتھ چل کے

✪ .... ام اکرام الحسن حنیف-فورٹ عباس
ہم نے ہر شام چراغوں سے سجا رکھی ہے
ہر شرط ہواؤں سے لگا رکھی ہے
نہ جانے آپ کس گلی سے آ جاؤ
ہم نے ہر گلی پھولوں سے سجا رکھی ہے

✪ .... غلام مصطفیٰ عرف موجو-کراچی
میری بے بسی، میری التجا، میری ضبط آہ پہ نظر تو کر
مجھے مسکرا کے نہ ٹال دے میری زندگی کا سوال ہے

✪ .... رائے جاوید کھرل-فورٹ عباس
یوں نہ مل مجھ سے خفا ہو جیسے
ساتھ چل موج صبا ہو جیسے
لوگ یوں دیکھ کر ہنس دیتے ہیں ناز
تو مجھے بھول گیا ہو جیسے

✪ .... سمیع اللہ سمی-وری خیل
جب بھی میرے دل کی مسجد میں تیری یادوں کی اذان ہوتی ہے
میں اپنے ہی آنسوؤں سے وضو کر کے تیرے جینے کی دعا کرتا ہوں

✪ .... رئیس صدام حسین ساحل-خان بیلہ
ہزاروں پھول توڑے مگر توڑا نہ پھول گلاب کا
ہزاروں نام بھولے مگر نام نہ بھولا جناب کا

✪ .... محمد عابد حمنل-مانانوالہ
مت پوچھو کیا حال ہوا ہے عشق میں ہم دیوانوں کا
غم کے افق میں ڈوب گیا ہے چاند حسین ارمانوں کا

✪ .... چوہدری محمد شمریز-میرپور آزاد کشمیر
ہم تو تجھے یاد کرتے ہیں جانے کیوں تجھے اعتبار نہیں
تیری نگاہوں سے پتہ چلتا ہے کہ تو تو کسی کا یار نہیں

✪ .... چوہدری محمد شمریز-میرپور آزاد کشمیر
میری آنکھوں میں کھو کر رہ گئی ہے
میرے اندر کی ہو کر رہ گئی ہے
سبھی کی آنکھ کا تارہ تھی
میری ہی آج ہو کر رہ گئی ہے

✪ .... ڈاکٹر رئیس اقبال شاد-جہلم
وہ مجھ سے روٹھا ہی رہے مجھے منظور ہے
لوگو اسے سمجھاؤ کہ میرا شہر نہ چھوڑے

✪ .... محمد رمضان شاہد-کبیروالہ
تیری جدائی کو میں سہہ نہ سکا، زندگی کے سفر میں تنہا رہ نہ سکا
راہ محبت میں وہ مجھے چھوڑ کر چلا گیا، تو سمجھا کہ رسم محبت میں نبھا نہ سکا

✪ ....

یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام

محمد عثمان-کروڑ لعل عیسن

محمد ندیم دیمی، حسن ابدال کے نام
ہر یاد میں تیری یاد ہوتی ہے
میری آنکھوں کو تیری تلاش ہوتی ہے
کتنی خوبصورت چیز ہے محبت دیمی
کہ دل دھڑکنے میں بھی تیری آواز ہوتی ہے
طاہر محمود طاہری-اسلام آباد

کسی چاہنے والے کے نام
اب رات بھر جاگیں گے تجھے یاد کر کے
تیرا چہرہ نظر آئے گا آنکھوں میں اک خمار بن کے
عمر بھر تیرا ساتھ اک کا خواب بن جائے گا
جب بھی تیرا خیال آئے گا میری روح کو بے قرار کر کے
محمد وصی مغل-واہ کینٹ

KK، پتوکی کے نام
مچاتی میرے دل کی صدا چاک الفت میں کیا کیا
تو زلفوں سے اتنا پوچھ شانی یہ گزری ہے کیا کیا
سید عارف شاہ-جہلم شہر

محمد ساجد علوی، سردار گڑھ کے نام
کوئی گلہ نہیں ہے مجھے تیرے بدل جانے کا دوست!
اجڑے ہوئے چمن کو تو پرندے بھی چھوڑ جاتے ہیں
ایم فاروق-رحیم یار خان

اویس، چوک اعظم کے نام
اسے خود سے دور کرنا چاہا تو کس قدر دور کیا محسن
وہ شخص دل سے نکل کر میری روح میں جا بسا
محمد عثمان-لیہ

شہزادہ عالمگیر کے نام
بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

ایس کے نام
تیری یاد سے رشتہ کل بھی تھا
تیری یاد سے رشتہ آج بھی ہے
وہ پیار جو ہم تم سے کرتے تھے
اس پیار کا کھلا دروازہ آج بھی ہے
محمد علی-وڈیال

ثمر اعجاز گوندل، گوجرہ کے نام
سوچا بھی نہ تھا یوں اچانک جدا ہو جاؤ گے
کبھی ہر روز مس کرتے تھے اچانک فون کرنے سے بھی گھبراؤ گے
حماد ظفر بادی-منڈی بہاؤالدین

حماد ظفر بادی، منڈی بہاؤالدین کے نام
کسی کی یاد میں اتنا اداس مت ہوا کر بادی
لوگ قسمت سے ملتے ہیں اداسیوں سے نہیں
احسن ریاض-قادر آباد

ایف وائی، ڈگرزدن کے نام
آئی ہے یاد آپ کی اچھا ہے نام تیرا
اے دور رہنے والی بہن آپ کو سلام میرا
غلام نبی نوری-قصور

ریاض احمد، لاہور کے نام
اس لمحے پر قربان ہو میرا دل بھی میری جان بھی
جس لمحے دیکھتا ہے وہ مجھے فرصت نکال کر
کرن ریاض-لاہور

این، میانوالی کے نام
میں ہوں تیرا خیال تو میرا خیال ہے
اے مرکز خیال تیرا کیا خیال ہے

آتا ہے تو خیال میں کتنا خیال ہے
مجھ کو میرے خیال کا کتنا خیال ہے
عبدالوحید بندیال-کراچی

کسی اپنے کے نام

میری کہانی میرا حصہ تم ہو
میری سانس میری دنیا تم ہو
تمہیں کیسے بھلا دوں دل سے میری گل
میری تو ہر سانس کا حصہ تم ہو
محمد شہباز گل-گوجرانوالہ

جمیل فدا خیر پوری، خیر پور میرس کے نام

تجھے فرصت کہاں ہم غریبوں سے ملنے کی
وہ تو عارف ہے جو ہر وقت ہم سے ملنے کی حسرت کرتا ہے
عارف حسین لغاری-جام پور

جے، پاکپتن کے نام

زبان پہ تم میرے اعتبار نہیں کرتے
ہم ذکر محبت سر بازار نہیں کرتے
ڈرتا ہے بزنجو کا دل تیری رسوائی سے
اے جان اور تم سوچتی ہو کہ تم سے پیار نہیں کرتے
عبدالرشید بزنجو-گڈانی

پیارے جواب عرض کے نام

تیری وجہ سے میرے لئے دوستوں کی قطار لگی ہے
ورنہ اس ناچیز کو اپنے شہر کے لوگ تک جانتے نہیں
عبدالوحید ابرار بلوچ-آواران

کسی چھوٹے کے نام

ملنے کی طرح مجھ سے وہ پل بھر نہیں ملتا
دل اس سے ملا جس سے مقدر نہیں ملتا
پرنس مظفر شاہ-پشاور

شہزادہ عالمگیر کے نام

اپنی یادوں کے چراغ ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہو جائے

امین مراد انصاری-کراچی

کسی دوست کے نام

نکل کے گھر سے کبھی میرے راستوں میں آ
بکھر کے میری طرح تو مسافتوں میں آ
تیری تلاش میں جانے کب سے پھرتا ہوں میں
میں تھک چکا ہوں تو اب میری آنکھوں میں آ
محمد عمیر مظہر سنی-تبکیاں

سواد خان جتک کے نام

تیری محبت میری پہچان ہے
تیری خوشی میرا ارمان ہے
کچھ بھی نہیں میری زندگی
تیری دوستی ہی میری جان ہے
محمد خادم جتک-ڈیرہ مراد جمالی

شہزادہ عالمگیر، لاہور کے نام

آنکھوں سے میری اس لئے لالی نہیں جاتی
یادوں سے کوئی رات شہزادہ خالی نہیں جاتی
سنان سحر آڑھتی، چوک اعظم، لیہ

سب دوستوں کے نام

دوستی کر کے کسی کو دھوکا مت دینا
دوستوں کو آنسوؤں کا تحفہ مت دینا
کوئی روئے تم کا یاد کر کے زندگی میں کبھی
کسی کو ایسا موقعہ مت دینا
اللہ دتہ بے درد-راولپنڈی کینٹ

ملک محمد افضل طاہر، لاہور کے نام

ملک آسماں میں سب ستارے اور بھی ہیں
اک ہم ہی نہیں اس دنیا میں دکھ درد کے مارے اور بھی ہیں
محمد محسن ساغر-عارفوالہ

محمد شبیر ڈھکو، ساہیوال کے نام

دوستی کر کے کسی کو دھوکا مت دینا
دوستوں کو آنسوؤں کا تحفہ مت دینا

کوئی روئے آپ کو یاد کر کے
زندگی میں کسی کو ایسا موقعہ مت دینا
ندیم عباس ڈھکو-ساہیوال

نامعلوم گوجر خان کے نام

یوں تو ہر لمحہ تیری یاد کا بوجھل گزرا
دل کو محسوس ہوئی تیری کمی شام کے بعد
ایم اشفاق بٹ-لالہ موسیٰ

بے وفا ایس، جام پور کے نام

تنہائی نے تنہائی میں تنہا میرا ساتھ دیا
میں تنہائی کو تنہائی میں تنہا کیسے چھوڑ سکتا ہوں
غلام عباس، محمد پور دیوان

رسول شاہ آر، پشاور کے نام

یار بن، دلدار بن، دل کے تالے کھول دے
یا تو میرا محبوب بن جا، یا دل لگانا چھوڑ دے
بشیر سانول-مانسہرہ

کسی اپنے کے نام

تم اک مہکا مہکا سا احساس ہو کیف
تمہاری یادیں صحرا میں برستی پھوار کی مانند
عبدالمالک کیف-سنجر پور

شہزادہ عالمگیر کے نام

رخصت ہوا تو ہاتھ ملا کر نہیں گیا
وہ کیوں گیا یہ بھی بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
جاتا ہوا چراغ بجھا کر نہیں گیا
نرگس ناز-سکھر

نعیم اختر جان، فیصل آباد کے نام

کبھی کبھی تیری یادوں کے پرسکون لمحے
قسم خدا کی بہت بے قرار کرتے ہیں
شہزادہ سلطان کیف-الکویت

الف، فیصل آباد کے نام

زندگی کا کیا مزہ جوانی کے بغیر
محبت کا کیا مزہ فاطمہ کے بغیر
سمندر پر کھڑا اس سوچ میں گم ہوں
کہ مچھلی مر جاتی ہے پانی کے بغیر
علی نواز مزاری-گھوٹکی

نوجوانوں کے نام

وہی جوان ہے قبیلے کی آنکھ کا تارا
شباب ہو جس کا بے داغ ضرب ہو کاری
شفیق اقبال-کرک

مس ایس، آزاد کشمیر کے نام

نفرت کی آگ کو محبت کے لہو سے بجھا دینا فطرت ہے میری
ہم وہ دیوانے ہیں جنہیں کسی کی نفرت سے بھی پیار ہے
شوکت علی وفا-ماہی چوک

ایس کے نام، جہلم کے نام

جاتے ہوئے لوگوں کو کون روک سکتا ہے
یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو صبح
ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں
جانے سے پہلے اتنا سوچ لینا اے ایس
ہم جیسے لوگ تم کو ساری زندگی نہیں ملیں گے
عدنان حیدر-جہلم

محمد ہارون قمر تبیج پور کے نام

لکھا پردیس قسمت میں وطن کی یاد کیا کرنا
جہاں بے درد حاکم ہوں وہاں فریاد کیا کرنا
خرم ہارون پردیسی-دوبئی

الف، ہری پوری کے نام

تیرے خیالوں سے فرصت نہیں ملتی
اک پل کے لئے فرصت نہیں ملتی
یوں تو سب کچھ میرے پاس ہے
بس دیکھنے کو اب کی آپ کی صورت نہیں ملتی
خلیل احمد ملک-شیدانی شریف